

نقشبندی و اضافہ شدہ اشاعت



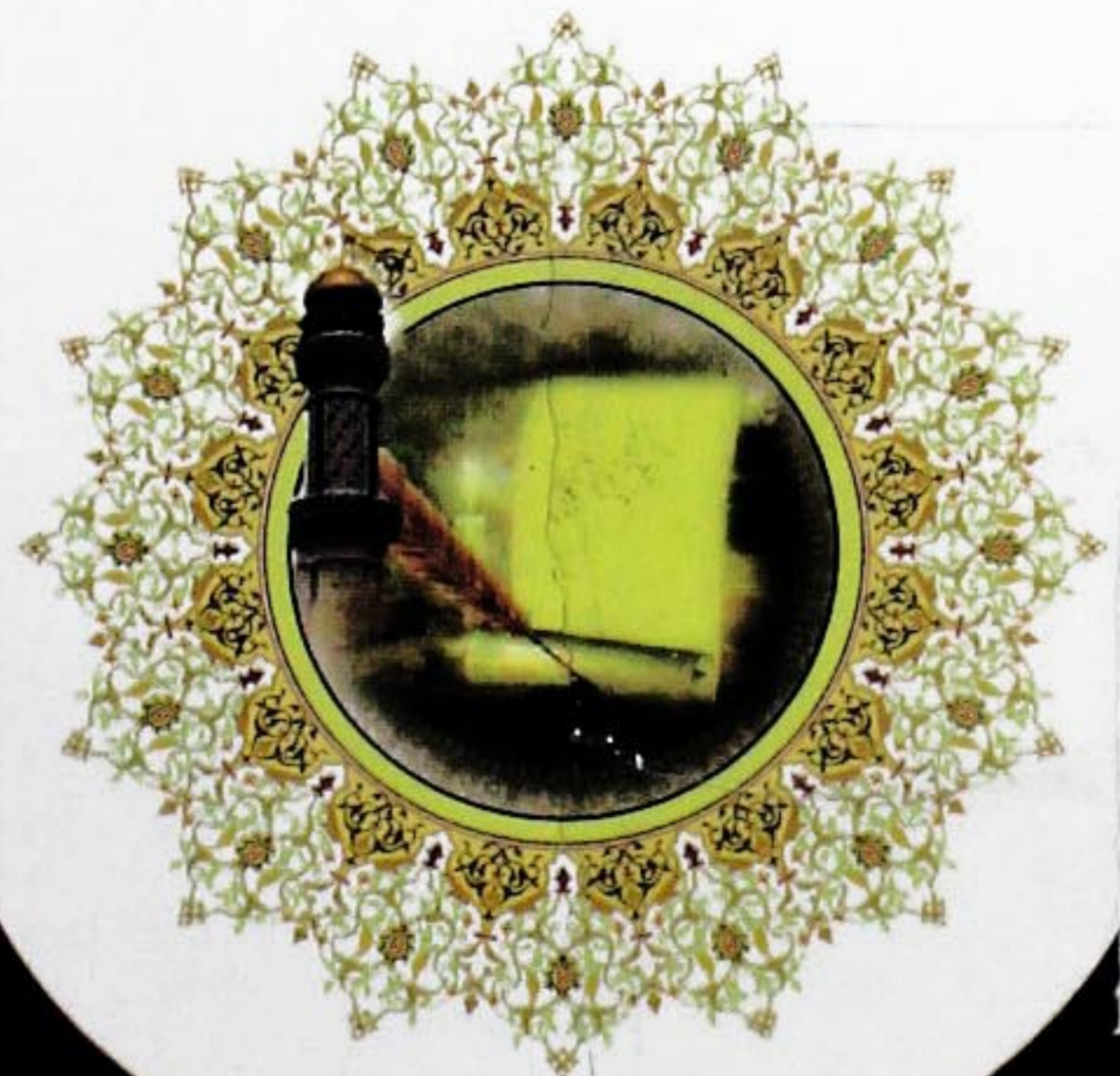
کتاب المسائل



مرتب
مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری
نائب منشی و اساتذہ مدینہ ہائے قاسمہ مدرسہ شاہی مراد آباد

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان



نظر ثانی و اضافہ شدہ اشاعت

کتاب المسائل

جلد سوم

حج و عمرہ و زیارتِ مدینہ منورہ

مرتب

مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری

نائب مفتی و استاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شامی مراد آباد

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

الحمد للہ پاکستان میں حضرت مرتب مدظلہم کی اجازت سے طبع شدہ
 تشبیہ: یہ کتاب مرتب کی اجازت کے بغیر ہرگز شائع نہ کی جائے۔

29732
 س 890
 ۱۳۲۵۱۳
 جلد ۳

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
 طباعت : مئی ۲۰۱۶ء
 ضخامت :

..... ملنے کے پتے.....

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
 مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
 بیت القرآن اردو بازار کراچی
 بیت القلم اردو بازار کراچی
 ادارۃ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی و (مال روڈ) لاہور و اردو بازار کراچی
 مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
 مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
 کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOKS CENTRE
 119-121, HALLI WELL ROAD
 BOLTON BL 3NE, U.K.

AZHAR ACADEMY LTD.
 54-68 LITTLE ILFORD LANE
 MANOR PARK, LONDON E12 5QA

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
 182 SOBIESKI STREET,
 BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
 6665 BINTLIFF, HOUSTON,
 TX-77074, U.S.A.



قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

○ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

○ وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ

(البقرة:)

ترجمہ:

اور اللہ کی رضا جوئی کے لئے حج اور عمرہ (کے ارکان و مناسک)

پوری طرح ادا کیا کرو۔

صالح بن عبدی

عرض مرتب

نحمده و نصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد :

ایک مسلمان دنیا میں ہر چیز سے مستغنی ہو سکتا ہے؛ لیکن دینی مسائل و احکام اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق شرعی رہنمائی سے کوئی بھی مسلمان کہیں بھی اور کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہر زمانہ میں حضرات علماء کرام و مفتیانِ عظام نے زمانہ کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے مسائل کے مجموعے مرتب کر کے امت کو پیش کئے۔ عربی زبان میں تو ایسی کتابیں بے شمار ہیں؛ تاہم اردو زبان کا دامن بھی ایسی کتابوں سے خالی نہیں ہے، بفضلہ تعالیٰ اکابر علماء کے علمی افادات فتاویٰ اور تصانیف کی صورت میں وافر مقدار میں موجود ہیں، جن سے امت فائدہ اٹھا رہی ہے، اور انشاء اللہ تاقیامت فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

لیکن چونکہ روزانہ نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے نئے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر شرعی رہنمائی کی ضرورت ہر زمانہ میں برقرار رہتی ہے۔ یہی سوچتے ہوئے مسائل و دلائل کا یہ سلسلہ ماہنامہ ”ندائے شاہی“ مراد آباد میں آج سے ۱۳ سال قبل ”کتاب المسائل“ کے عنوان سے شروع کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق شامل حال رہی کہ گذشتہ ۱۳ سالوں میں عبادات سے متعلق بالترتیب مسائل کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اس سلسلہ کی دو جلدیں الحمد للہ پہلے شائع ہو چکی ہیں، پہلی جلد ”طہارت، نماز اور جنازہ“ پر مشتمل تھی، جب کہ دوسری جلد میں ”روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور عقیقہ“ کے مسائل شائع کئے گئے اور اب تیسری جلد میں ”حج و عمرہ“ کے اہم مسائل شائع کئے جا رہے ہیں، فالحمد لله علی ذلک۔

کسی بھی کام کے وجود میں آنے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کو سب سے بڑا دخل ہوتا ہے اور توفیق کا مطلب یہ ہے کہ من جانب خداوندی اس کام میں غیر معمولی سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور راستہ سے موانع ہٹا دئے جاتے ہیں۔ یہ ناکارہ یقیناً علمی اور عملی ہر اعتبار سے ناقص ہے؛ لیکن مقام صد شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے بلا کسی استحقاق کے خیر کی توفیق سے سرفراز فرمایا اور عالم اسباب میں ایسی صورتیں پیدا فرمائیں کہ یہ ناکارہ اس خدمت کو انجام دے سکا، ان اسباب میں سے چند اسباب یہ ہیں:

○ حضرات والدین محترمین زید مجدہما کی تربیت اور ان کی سحرگاہی دعائیں! جو قدم قدم پر شامل حال ہیں، فَجَزَاهُمَا اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَحْسَنَ الْجَزَاءِ، وَأَطْمَانَ اللَّهُ عُمَرَهُمَا مَعَ الصِّحَّةِ وَالْعَافِيَةِ۔

○ حضرات اساتذہ کرام بالخصوص فقیہ الامت استاذ معظم، مشفق و مربی حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی بے مثال توجہات عالیہ اور شفقتیں! جن کا شکر ادا کرنے سے احقر قطعاً قاصر ہے، بس اللہ تعالیٰ ہی ان سب حضرات اساتذہ عظام کو دنیا و آخرت میں درجات عالیہ سے نوازیں، آمین۔

○ دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد سے خادمانہ وابستگی! کہ اس کی بنا پر فقہ میں اشتغال کا موقع میسر آیا۔

○ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کے دینی و اصلاحی رسالہ: ماہنامہ ”ندائے شاہی“ کی ادارتی ذمہ داریاں! جس کی بدولت قلم سے رشتہ مضبوط ہوا، اور تساہلی کے باوجود کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کا حوصلہ ملا۔ اور دیکھا جائے تو یہ ”کتاب المسائل“ بھی منجملہ ”ندائے شاہی“ کی برکات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اس خدمت کو دارین میں نجات کا سبب بنائیں اور اس چراغ کو تادیر روشن رکھیں، آمین۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فضل یہ رہا کہ گذشتہ سالوں میں بار بار حج و زیارت کی سعادت حاصل

۶
ہوتی رہی جس کے دوران حج کے متعلق مسائل و مباحث سامنے آتے رہے، اس لئے بصیرت کے ساتھ مسائل کو منتخب کرنے میں سہولت ہوئی۔

احقر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا احساس ہے، مسائل کے انتخاب و اشاعت کا کام جس قدر نازک ہے، احقر اس کا ہرگز متحمل نہیں ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے دست بستہ عرض ہے کہ مطالعہ کے دوران جو بھی غلطی سامنے آئے (جس کا عین امکان ہے) تو اس سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں؛ تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جاسکے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر احقر اس موقع پر اپنے کرم فرما اور دارالافتاء کے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا شکر یہ ادا نہ کرے کہ آل موصوف نے مسودہ کو بغور ملاحظہ فرمایا، اور اصلاحات فرمائیں اور قیمتی مشورے دئے، فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

علاوہ ازیں محبت مکرم جناب مولانا مفتی ابوجندل قاسمی اور عزیز مکرم مولانا قاری سید محمد عفاں منصور پوری کا بھی مشکور ہوں کہ ان حضرات نے بھی مسودہ کی نظر ثانی کی۔

۱۴۳۲ھ میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد سے تکمیل افتاء کرنے والے احباب نے حوالوں کی مراجعت کی خدمت نہایت تن دہی سے انجام دی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائیں، آمین۔

عزیز مکرم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور ترمین و تہذیب میں ان تھک محنت کی، اور اپنی بہترین فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہ بھی یقیناً عند اللہ ماجور ہوں گے۔

محبت مکرم جناب مولانا معز الدین صاحب قاسمی ناظم امارت شرعیہ ہند دہلی اور جناب محمد ناصر خاں صاحب مالک ”فرید بک ڈپو دہلی“ کا بھی احقر نہایت ممنون ہے کہ انہوں نے بہت جلد عمد و طباعت کا انتظام کیا، اللہ تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اجر جزیل سے نوازیں، آمین۔

خیر میں بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے اس کتاب

کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں، اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں، اور احقر کے لئے اور اس کے والدین، واسا تذہ اور سبھی معاونین اور کتاب کی تیاری میں جن جدید و قدیم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے سبھی مولفین کے لئے اس کتاب کو صدقہ جاریہ اور دارین میں فلاح و کامرانی کا ذریعہ بنادیں، آمین۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم فقہ و حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ / ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ





تأثرات: محترم و مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ

مفتی و محدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: أما بعد! وَاذِنُ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ

يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ. (الحج: ۲۷)

حج اسلام کے چار ارکان میں سے ایک عظیم ترین رکن اور عشقیہ عبادت ہے، اور یہ عبادت ایسی جگہ ادا کی جاتی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلیات اور انوار کا مرکز ہے۔ حضرت امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان حدیث نمبر: ۳۹۹۴ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ”بیت اللہ شریف جس جگہ قائم ہے بعینہ اس کے اوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور قائم ہے، اور پھر بیت المعمور کے بالکل اوپر عرش الہی ہے، اگر کوئی چیز وہاں سے نیچے گرا دی جائے تو کعبۃ اللہ کے اوپر آ کر گرے گی، اور روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی توجہات اور اس کی تجلیات کا نزول عرش الہی سے بیت المعمور سے ہو کر سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر ہوتا ہے، پھر وہاں سے اس کی شعاعیں پوری دنیا میں پھیلتی ہیں۔“ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جن کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت امام بیہقی نے شعب الایمان حدیث نمبر: ۴۰۰۰ میں امام مجاہد کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ”سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان پر جس نے بھی لبیک کہا ہے، اسی کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور وہی حج بیت اللہ کی سعادت سے ہم کنار ہوتا ہے۔“

برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی کی طرف سے

”کتاب المسائل“ کے نام سے ایک اہم ترین سلسلہ جاری ہے، جس میں بے شمار مسائل و جزئیات

دلائل کے ساتھ نقل کئے جا رہے ہیں۔ پہلی جلد ”کتاب الصلوٰۃ“ تک شائع ہو کر ناظرین کے سامنے آچکی ہے، پھر دوسری جلد ”کتاب الجنائز“ سے ”کتاب الاضحیۃ“ تک تیار ہو چکی ہے، جس میں زمانہ کے نئے اور مشکل مسائل کا حل بھی اچھے انداز سے پیش کیا گیا ہے، خاص طور پر رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے لئے جانے والوں کے متعلق نئے مسائل جو سامنے آتے ہیں، مثلاً: وہاں سے عید کے دن ہندوستان کے لئے روانہ ہو جائے اور ہندوستان میں روزہ ہے، اسی طرح ہندوستان کی ۲۹ شعبان کو کوئی ہندوستان سے سعودیہ عرب جاتا ہے، اور وہاں اس دن روزہ ہے، تو انہیں کیا کرنا چاہئے؟ اس طرح کے بہت سے مسائل کا حل اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

اور تیسری جلد صرف ”حج و عمرہ اور زیارتِ مدینہ منورہ“ پر مشتمل ہے، اور اس میں حاجیوں کی ضرورت کے لئے ہر گوشہ کے بے شمار مسائل نقل کئے گئے ہیں، اور حج کے موضوع پر بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، ہر ایک سے حجاج کرام فائدہ اٹھا سکتے ہیں، مگر مؤلف موصوف کی اس تیسری جلد میں مزید کچھ نئے مسائل کا اضافہ بھی ہے، اس لئے اس کی افادیت میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید کی جاتی ہے کہ عازمین حج کو اس جلد سے بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا، یہ بندہ ناچیز بارگاہِ الہی میں دعاء گو ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں میں مقبول ہو اور مؤلف موصوف کے لئے ذریعہ نجات بنے۔ آمین۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ ذَاتِمَا أَبَدًا ❖ عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
اللَّهُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا.

(المعجم الكبير ۱۳۵/۲ حدیث: ۱۵۷۰)

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شامی مراد آباد

۱۲/۱۲ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ



حسن ترتیب

□ عرض مرتب: _____ ۴

□ تاثرات: حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی و محدث مدرسہ شاہی مراد آباد - ۸

کتاب الحج

۳۸۶-۵۷

□ حج کا بیان _____ ۵۹

○ حج کا سلسلہ کب سے جاری ہے؟ _____ ۵۹

○ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اعلان حج _____ ۶۰

○ حج کی فرضیت _____ ۶۱

○ حج؛ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے _____ ۶۱

○ صاحب استطاعت حضرات حج کی ادائیگی میں جلدی کریں _____ ۶۱

○ ایک غلط فہمی کا ازالہ _____ ۶۳

○ وسعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں _____ ۶۳

○ حج؛ مغفرت کا بڑا ذریعہ _____ ۶۳

○ حجاج کے لئے اجر و ثواب کی بارش ہی بارش _____ ۶۵

○ حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے _____ ۶۷

○ حج؛ کمزوروں کے لئے جہاد ہے _____ ۶۸

- ۶۸ ○ حاجیوں کی دعاؤں کا اثر
- ۶۹ ○ حاجیوں سے دعا کی درخواست
- ۷۰ ○ حج؛ رزق میں برکت کا سبب
- ۷۱ ○ حج؛ عشقیہ عبادت ہے
- ۷۲ ○ حج؛ موت کی یاد کا ذریعہ
- ۷۲ ○ سفر حج کی اصل روح
- ۷۲ ○ سفر حج میں رائج منکرات
- ۷۲ ○ حج میں صرف حلال پیسہ لگائیں
- ۷۵ ○ حج کو جانے سے پہلے مسائل ضرور سیکھیں
- ۷۵ ○ حج کی شرعی تعریف
- ۷۵ ○ حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں
- ۷۶ ○ حج پہلی فرصت میں کریں
- ۷۶ ○ بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر
- ۷۷ ○ والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش
- ۷۷ ○ چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر
- ۷۷ ○ کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کر سکتا ہے؟
- ۷۸ ○ ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض کا حکم
- ۷۸ ○ دل کے مریض کا حکم
- ۷۸ ○ آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

□ شرائط و جوہ سے ملحق مسائل

۸۰ _____

○ اگر کوئی کافر حج کر لے تو کیا حکم ہے؟ _____ ۸۰

○ جس شخص کو حج کی فرضیت کا علم نہیں تھا لیکن اس نے حج کر لیا _____ ۸۰

○ بچہ کا حج کرنا _____ ۸۰

○ نا سمجھ بچہ اور مجنون کی طرف سے ولی کا احرام باندھنا _____ ۸۱

○ احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہو گیا _____ ۸۱

○ احرام باندھنے کے بعد پاگل پن جاتا رہا _____ ۸۱

○ دماغی معذور کا حکم _____ ۸۲

○ استطاعت سے کون سی قدرت مراد ہے؟ _____ ۸۲

○ حج بدل کی وجہ سے غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہوگا _____ ۸۳

○ آفاقی فقیر کا میقات سے تجاوز کر جانا _____ ۸۳

○ کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟ _____ ۸۴

○ زادِ سفر حوائجِ اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے _____ ۸۴

○ حج کے لئے حوائجِ اصلیہ کو بیچا نہیں جائے گا _____ ۸۵

○ حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟ _____ ۸۵

○ ایامِ سفر میں اہل و عیال کا خرچ _____ ۸۵

○ مکان بنانے کے لئے پیسہ رکھا تھا کہ حج کا وقت آ گیا _____ ۸۶

○ پہلے شادی کرے یا حج؟ _____ ۸۶

○ کس قدر زرعی زمین پر حج فرض ہے؟ _____ ۸۶

- بڑے مکان کا کچھ حصہ بیچ کر حج کو جانا لازم نہیں ۸۷
- زائد از ضرورت مکان یا سامان بیچ کر حج کو جانا ۸۷
- عاریت یا اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی ۸۷
- مال حرام سے حج قبول نہیں ۸۸
- مکہ معظمہ سے پیدل حج کرنے کا ثواب ۸۸
- شرائط و جوہ ادا ۸۹
- سخت بیمار شخص خود حج کر لے؟ ۸۹
- حج کا ویزا نہ ملنا مانع و جوہ ادا ہے ۹۰
- وبائی مرض کے خطرہ سے حج میں تاخیر؟ ۹۰
- عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط ۹۱
- محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حج فرض سے نہیں روک سکتا ۹۱
- شوہر کا عورت کو نا محرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا ۹۱
- شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا ۹۱
- محرم کا مامون ہونا شرط ہے ۹۲
- ساس کا داماد کے ساتھ سفر ۹۲
- حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ ۹۲
- عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا ۹۲
- بوڑھی عورت کا نا محرم کے ساتھ سفر حج ۹۳

○ سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟ ۹۴

○ سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟ ۹۴

○ خنثی مشکل کا حکم ۹۵

○ شرائطِ صحتِ ادا ۹۶

○ دورانِ سفر حج انتقال ہوگیا ۹۷

○ وسعت کے بعد فقیر ہوگیا ۹۷

○ قرض لے کر حج کرنا ۹۷

○ صحت کے بعد مفلوج ہوگیا ۹۸

○ سفر حج کے آداب ۹۸

□ مسائلِ میقات ۱۰۰

○ میقاتِ زمانی ۱۰۰

○ میقاتِ مکانی ۱۰۰

○ اہل آفاق کی میقات ۱۰۱

○ ”جدہ“ کی حیثیت کیا ہے؟ ۱۰۳

○ اہل حل کی میقات ۱۰۵

○ اہل حرم کی میقات ۱۰۵

○ میقات کی حکمت ۱۰۵

○ میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جانا ۱۰۶

- حائضہ عورت بلا احرام حد و حرم میں پہنچ گئی _____ ۱۰۶
- حائضہ عورت کا مکہ معظمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟ _____ ۱۰۷
- دوسری میقات تک احرام کو مؤخر کرنا _____ ۱۰۷
- میقات سے آگے احرام باندھ لیا _____ ۱۰۸
- کسی عذر کی وجہ سے میقات پر واپس نہ آسکا _____ ۱۰۸
- مناسک شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا _____ ۱۰۹
- افعال حج شروع کرنے کے بعد لوٹنا _____ ۱۰۹
- اعادہ طواف زیارت کے لئے میقات کے باہر سے آنے پر احرام لازم ہے _____ ۱۱۰
- مکہ المکرمہ میں احرام کے بغیر بار بار داخل ہونا _____ ۱۱۰
- کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش _____ ۱۱۱
- بچہ میقات سے گزرنے کے بعد بالغ ہوا _____ ۱۱۱
- مجنون میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھر افاقہ ہو گیا _____ ۱۱۲
- اہل مکہ کا حل میں جانا آنا _____ ۱۱۲
- اہل مکہ کا آفاق میں جا کر واپس آنا _____ ۱۱۲
- اہل حل کا آفاق میں جا کر اپنے وطن واپس آنا _____ ۱۱۲
- آفاقی کا حد و حل میں جانا _____ ۱۱۳
- اہل جدہ کا مکہ معظمہ آ کر احرام باندھنا _____ ۱۱۳
- چھوٹے ہوئے طواف زیارت کو ادا کرنے کے لئے نئے احرام کے بغیر واپس آنا _____ ۱۱۴
- طواف وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا _____ ۱۱۴

□ حج و عمرہ کے ارکان و افعال

- ۱۱۵ _____
- حج کے فرائض _____ ۱۱۵
- فرض کا حکم _____ ۱۱۵
- ملحق بہ فرائض اعمال _____ ۱۱۶
- واجبات حج _____ ۱۱۶
- واجب سے ملحق افعال _____ ۱۱۷
- واجبات کا حکم _____ ۱۱۷
- حج کی سنتیں _____ ۱۱۸
- سنتوں کا حکم _____ ۱۱۹
- حج کی قسمیں _____ ۱۱۹
- مکی اور حلی کے لئے قرآن و تمتع ممنوع _____ ۱۲۰
- عمرہ کے افعال _____ ۱۲۱
- حج افراد کے افعال _____ ۱۲۱
- حج قرآن کے افعال _____ ۱۲۲
- قرآن کے صحیح ہونے کی شرطیں _____ ۱۲۳
- قارن کا المام صحیح موجب بطلان نہیں ہے _____ ۱۲۴
- حج تمتع کے افعال _____ ۱۲۴
- تمتع صحیح ہونے کی شرطیں _____ ۱۲۵
- جس شخص کا وٹن آفاق اور حرم دونوں میں ہو اس کا تمتع؟ _____ ۱۲۶

○ متمتع کامیقات سے باہر جا کر حج کا احرام باندھ کر آنا ۱۲۷

○ متمتع کامیقات سے باہر جا کر قرآن کا احرام باندھ کر آنا ۱۲۷

○ اہل مکہ اگر تمتع کی صورت اپنالیں تو کیا حکم ہے؟ ۱۲۷

○ حج کی کونسی قسم افضل ہے؟ ۱۲۸

□ احرام کا بیان ۱۲۹

○ احرام کی حکمت ۱۲۹

○ احرام کی فضیلت ۱۲۹

○ احرام کی حقیقت ۱۲۹

○ حج کا احرام باندھا مگر نفل یا فرض کی تعیین نہیں کی ۱۳۰

○ گونا گوا شخص کیسے احرام باندھے؟ ۱۳۰

○ سمجھ دار بچہ کا احرام ۱۳۱

○ نا سمجھ بچہ کا احرام ۱۳۱

○ مجنون کا احرام ۱۳۱

○ بے ہوش شخص کا احرام ۱۳۲

○ احرام کے واجبات ۱۳۲

○ احرام کی چند سنتیں ۱۳۲

○ احرام کے بعض مستحبات ۱۳۳

○ بدن پر خوشبو لگانے کا حکم ۱۳۴

○ احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا ۱۳۴

○ غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا ————— ۱۳۵

○ غسل کے بعد تیل لگانا ————— ۱۳۵

○ احرام کے کپڑے کتنے لمبے ہوں؟ ————— ۱۳۵

○ احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے ————— ۱۳۶

○ احرام میں رنگین کپڑوں کا استعمال ————— ۱۳۶

○ سلی ہوئی لنگی کا استعمال ————— ۱۳۶

○ پرس کمر میں باندھنا ————— ۱۳۷

○ احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے) ————— ۱۳۷

○ احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے) ————— ۱۳۷

○ کن ٹوپ لگانا ————— ۱۳۸

○ احرام میں کیسا چیل / جوتا پہنا جائے؟ ————— ۱۳۸

○ عورت کا احرام میں دستا نے پہننا ————— ۱۳۸

○ عورت کا زیورات پہننا ————— ۱۳۸

○ غسل یا وضو کرتے ہوئے بالوں کا ٹوٹ جانا ————— ۱۳۹

○ بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے ————— ۱۳۹

○ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچایا جائے ————— ۱۳۹

○ بچہ کی طرف سے مناسک اس کا ولی ادا کرے ————— ۱۳۹

□ مسائلِ تلبیہ ————— ۱۴۱

○ تلبیہ کے الفاظ ————— ۱۴۱

- تلبیہ: ندائے ابراہیمی کا جواب ہے۔ ۱۴۱
- تلبیہ: حج کا شعار ہے۔ ۱۴۲
- تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ دیگر مخلوقات کی شرکت۔ ۱۴۲
- تلبیہ سے گناہ معاف۔ ۱۴۳
- تلبیہ محبت الہیہ کا مظہر ہے۔ ۱۴۳
- تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے۔ ۱۴۳
- تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی۔ ۱۴۴
- مرد تلبیہ زور سے پڑھیں۔ ۱۴۴
- عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں۔ ۱۴۴
- چند آدمی مل کر تلبیہ نہ پڑھیں۔ ۱۴۴
- تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟ ۱۴۵
- تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟ ۱۴۵
- گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے؟ ۱۴۵
- تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرنا۔ ۱۴۶
- تلبیہ پڑھنے والا سلام کا جواب کب دے؟ ۱۴۶
- ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔ ۱۴۶
- اوقات اور احوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم۔ ۱۴۶
- ایام تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے؟ ۱۴۷
- مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ نہ کہے۔ ۱۴۷

۱۴۸ _____ □ جنایاتِ احرام

۱۴۸ _____ ○ جنایات کی تفصیل

۱۴۸ _____ ○ بعض اصطلاحات کی وضاحت

۱۴۹ _____ ○ دم صرف حد و حرم میں ذبح ہوگا

۱۴۹ _____ ○ دم جنایت مالک کو کھانا درست نہیں

۱۵۰ _____ ○ دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا

۱۵۰ _____ ○ صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا؟

۱۵۰ _____ ○ ایک صدقہ ایک ہی فقیر کو دینا

۱۵۰ _____ ○ کئی صدقے ایک فقیر کو دینے کا حکم

۱۵۱ _____ ○ الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو صدقہ دینا

۱۵۱ _____ ○ ارتکاب جنایات کی چند صورتیں

۱۵۲ _____ ○ عذر کونسا معتبر ہے؟

۱۵۲ _____ ○ معتبر اعذار کی وجہ سے ممنوعات کا ارتکاب

۱۵۳ _____ ○ وجوبِ جزاء کے شرائط

۱۵۳ _____ ○ قارن پر دوہری جزا

۱۵۴ _____ ○ سوتے ہوئے جنایت کا ارتکاب

۱۵۴ _____ ○ بے ہوشی میں جنایت کا ارتکاب

۱۵۴ _____ ○ بھول چوک سے جنایت

۱۵۴ _____ ○ ناواقفیت کی وجہ سے جنایت

۲۱

۱۵۵ ○ جان بوجھ کر جنایت

۱۵۵ ○ تعدد جنایات

۱۵۶ ○ احرام ختم کرنے کی نیت سے جنایت

۱۵۶ ○ کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا

۱۵۷ ○ میت کی طرف سے جنایت کی ادائیگی

۱۵۸ □ خوشبو لگانے سے متعلق مسائل

۱۵۸ ○ قواعد کلیہ

۱۵۹ ○ کامل بڑے عضو پر خوشبو لگالی

۱۵۹ ○ بدن کے بعض حصہ پر خوشبو لگانا

۱۵۹ ○ بدن کی متفرق جگہوں پر خوشبو لگالی

۱۵۹ ○ پورے بدن پر ایک مجلس میں خوشبو لگائی

۱۶۰ ○ الگ الگ مجلسوں میں خوشبو لگائی

۱۶۰ ○ تھوڑی جگہ میں زیادہ خوشبو لگائی

۱۶۰ ○ صدقہ کا اندازہ کیسے؟

۱۶۰ ○ احرام سے پہلے کی خوشبو بعد میں دوسرے عضو پر لگ گئی

۱۶۱ ○ خوشبودار سرمہ کا حکم

۱۶۱ ○ احرام میں دھونی دیا ہوا کپڑا استعمال کرنا

۱۶۱ ○ حالت احرام میں خوشبودار تیل یا کریم لگانا

۱۶۲ ○ حالت احرام میں بلا خوشبودار تیل لگانا

۱۶۲ ○ حالت احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

- خوشبودار صابن کا حکم ۱۶۲
- بغیر خوشبو کے صابن کا استعمال ۱۶۳
- احرام میں خوشبودار شیمپو کا استعمال ۱۶۳
- بال منڈاتے وقت خوشبودار کریم کا استعمال ۱۶۳
- بیری کے پتوں سے سر کی دھلائی ۱۶۴
- ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی ۱۶۴
- گاڑھی مہندی لیپنا ۱۶۴
- مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا ۱۶۵
- خوشبودار کپڑے کا استعمال ۱۶۵
- خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کو اوڑھنا ۱۶۵
- پھول اور پھل سونگھنا ۱۶۶
- کپڑے میں خوشبو باندھنا ۱۶۶
- عود کی لکڑی کپڑے میں باندھ کر رکھنا ۱۶۶
- دھونی دیتے ہوئے خوشبو کپڑے میں چپک گئی ۱۶۶
- عود وغیرہ کی دھونی دئے ہوئے کپڑے کا استعمال ۱۶۷
- خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے تکیہ کا استعمال ۱۶۷
- خوشبودار فرش پر لیٹنا بیٹھنا ۱۶۷
- خالص خوشبو کھانے کا حکم ۱۶۸
- پکے ہوئے کھانے میں ملی ہوئی خوشبو کا حکم ۱۶۸
- بلا پکے ہوئے کھانے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ ۱۶۸

۱۶۶۵۳

○ پینے کی اشیاء میں خوشبو کی ملاوٹ ————— ۱۶۹

○ ”کول ڈرنک“ کا استعمال ————— ۱۶۹

○ شربت روح افزاء وغیرہ پینے کا حکم ————— ۱۶۹

○ لونگ اور الائچی کی خوشبودالی چائے پینا ————— ۱۶۹

○ خوشبودار دوا پینا ————— ۱۷۰

○ بطور دوا کے خوشبو کا استعمال ————— ۱۷۰

○ خوشبو ملا کر پکائی گئی دوا یا مرہم کا حکم ————— ۱۷۱

○ چربی اور گھی وغیرہ کا استعمال ————— ۱۷۱

□ احرام میں سلاہوا کپڑا پہننے کے مسائل ————— ۱۷۲

○ کس طرح کے کپڑے کا استعمال موجب جنایت ہے؟ ————— ۱۷۲

○ کتنی دیر پہننے میں کیا کفارہ ہے؟ ————— ۱۷۲

○ بھول کر کپڑا پہن لینے کا حکم ————— ۱۷۲

○ زبردستی کپڑا پہنا دیا گیا ————— ۱۷۳

○ کپڑے پہننے کی حالت میں احرام کی نیت کی ————— ۱۷۳

○ کپڑا اتار کر پھر پہن لیا ————— ۱۷۳

○ متعدد لباس ایک ساتھ پہنے رہنے میں تفصیل ————— ۱۷۳

○ الگ الگ دنوں میں متعدد لباس پہننا ————— ۱۷۴

○ ضرورت سے زائد لباس پہننا ————— ۱۷۴

○ سلاہوا کپڑا پہنے بغیر چادر کی طرح لپیٹ لیا ————— ۱۷۵

- احرام کی لنگی کونچ میں سے سلوا لینا ۱۷۵
- احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا ۱۷۶
- احرام کی لنگی کورسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھنا ۱۷۶
- عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں ۱۷۶
- حالت احرام میں خنہیں پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے ۱۷۷
- خنہیں کو کاٹ کر پہننا ۱۷۷
- محرم کا دوسرے محرم کو کپڑا پہننا دینا وغیرہ ۱۷۷
- احرام میں لنگوٹ باندھنے کا حکم ۱۷۷
- احرام میں نیکر اور انڈرویر ممنوع ہے ۱۷۸
- احرام میں پیشاب کی تھلی لٹکانا ۱۷۸

□ سر یا چہرہ ڈھانکنے کے مسائل ۱۷۹

- محرم کا معتاد چیزوں سے چہرہ یا سر ڈھانکنے رہنا ۱۷۹
- کان، گدی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں ۱۷۹
- غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا ۱۷۹
- محرم کا غلاف کعبہ کے اندر کھڑے ہونا ۱۸۰
- سر پر رومال یا پٹہ باندھنا ۱۸۰
- عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا ۱۸۰
- احرام میں چہرے پر ماسک لگانا ۱۸۱
- سونے کی حالت میں ہاتھ سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم ۱۸۱

□ بال کاٹنے کے مسائل

- ۱۸۲ _____
- ۱۸۲ _____ ○ احرام کی حالت میں بدن کے بال کاٹنا
- ۱۸۲ _____ ○ احرام میں ڈاڑھی موٹنا
- ۱۸۳ _____ ○ بدن کے بال اکھیڑنے کا حکم
- ۱۸۳ _____ ○ وضو یا غسل کرتے ہوئے بال ٹوٹ گئے
- ۱۸۳ _____ ○ ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء کے بال منڈوا دئے
- ۱۸۴ _____ ○ احرام میں مونچھ ترشوانا
- ۱۸۴ _____ ○ زیر ناف بال موٹنا
- ۱۸۴ _____ ○ بال صفا کریم سے بال صاف کرنا
- ۱۸۴ _____ ○ ایک عضو سے جا بجا بال موٹدے
- ۱۸۵ _____ ○ محرم کا دوسرے شخص کی مونچھ وغیرہ بنانا
- ۱۸۵ _____ ○ ارکان پورا کرنے کے بعد اپنے یا دوسرے کے بال موٹنا
- ۱۸۵ _____ ○ بال جھڑنے کے مریض کا حکم
- ۱۸۵ _____ ○ کھانا پکاتے ہوئے بال جھلس گئے

□ ناخون کاٹنے کے مسائل

- ۱۸۶ _____
- ۱۸۶ _____ ○ ایک مجلس میں سب ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ ڈالے
- ۱۸۶ _____ ○ ایک ہاتھ پیر سے کم ناخون کاٹے
- ۱۸۶ _____ ○ ہر ہاتھ پیر کے صرف چار چار ناخون تراشے
- ۱۸۷ _____ ○ ناخون کا خود بخود ٹوٹ جانا

□ بحالتِ احرامِ جماع کے مسائل

۱۸۸ _____

○ احرام کی حالت میں بے حجابی منع ہے _____ ۱۸۸

○ ارکان کی ادائیگی سے قبل جماع _____ ۱۸۸

○ حج فاسد ہونے کے بعد کیا کرے؟ _____ ۱۸۹

○ جماع کے مفسد حج و عمرہ ہونے کے شرائط _____ ۱۸۹

○ مراہق یا مجنون کا جماع کرنا _____ ۱۹۱

○ قارن فساد حج کی صورت میں کیا کرے؟ _____ ۱۹۱

○ وقوفِ عرفہ سے قبل ایک مجلس میں متعدد مرتبہ جماع _____ ۱۹۳

○ مختلف مجلسوں میں متعدد جماع _____ ۱۹۳

○ حج فاسد کے احرام سے نکلنے کی غرض سے بار بار جماع _____ ۱۹۳

○ بالجبر جماع یا سوتی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کا حکم _____ ۱۹۳

○ جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی شرائط _____ ۱۹۴

○ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق و طوافِ زیارت سے قبل جماع؟ _____ ۱۹۴

○ حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟ _____ ۱۹۵

○ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع _____ ۱۹۶

○ حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع _____ ۱۹۶

○ حالتِ احرام میں بیوی سے بوس و کنار _____ ۱۹۶

○ بحالتِ احرامِ مشیت زنی کا حکم _____ ۱۹۷

- بحالتِ احرام شکار ۱۹۸
- حالت احرام میں شکار کیوں حرام ہے؟ ۱۹۸
- کن جانوروں کا شکار ممنوع ہے ۱۹۹
- پلے ہوئے جنگلی جانوروں کا حکم ۱۹۹
- موذی درندوں کو مارنے کا حکم ۱۹۹
- موذی جانوروں کو مارنے پر کوئی جزاء نہیں ۱۹۹
- دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے ۲۰۰
- دریائی پرندوں کا حکم ۲۰۰
- شکار کو مارنے کی جزاء ۲۰۰
- شکار کو زخمی کرنا ۲۰۲
- جنگلی پرندوں کا انڈا پھوڑ دینا ۲۰۳
- مچھرا اور چیونٹی وغیرہ مارنے کا حکم ۲۰۳
- اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم ۲۰۳
- دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا ۲۰۳
- محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا ۲۰۴
- ٹڈی مارنے کا حکم ۲۰۴
- محرم کا ذبح کیا ہوا شکار حلال نہیں ۲۰۴
- محرم کا پالتو جانور کا ذبح کرنا ۲۰۵
- حالت احرام میں شکار پکڑنا ۲۰۵

□ جنایاتِ حرم

۲۰۶ ○ حرمِ محترم

۲۰۷ ○ (۱) حدودِ حرم میں شکار:

۲۰۷ ○ حدودِ حرم میں شکار کرنے کی جزاء

۲۰۷ ○ حرم میں شکار کی رہنمائی بھی منع ہے

۲۰۷ ○ حرم کے شکار کو ہڑکانے کا حکم

۲۰۷ ○ (۲) حرم کے درخت اور گھاس پھوس:

۲۰۷ ○ حرم کی کھیتی کاٹنے میں خرچ نہیں

۲۰۸ ○ قصداً بویا گیا درخت کاٹنا

۲۰۸ ○ خود رو گھاس کاٹنے کا حکم

۲۰۹ ○ خود رو مسواک کے درخت کاٹنا

۲۰۹ ○ سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے کا حکم

۲۰۹ ○ چلنے پھرنے یا کسی ضرورت سے گھاس اکھڑ جائے

۲۰۹ ○ حدودِ حرم میں سانپ کی چھتری اکھاڑنا

۲۱۰ ○ حرم کی مٹی اور پتھر کا حکم

۲۱۰ ○ حرم میں شکار کردہ جانور کی بیع باطل ہے

□ مکہ معظمہ میں داخلہ

۲۱۱ ○ مکہ معظمہ کب آباد ہوا؟

۲۱۲ ○ بیت اللہ شریف کی قدیم تاریخ

- ۲۹ _____
- ۲۱۳ _____ ○ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم
- ۲۱۴ _____ ○ بناء کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں
- ۲۱۵ _____ ○ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ کی تعمیرات
- ۲۱۵ _____ ○ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بناء کعبہ
- ۲۱۶ _____ ○ حجرِ اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا حکیمانہ فیصلہ
- ۲۱۷ _____ ○ نبی اکرم ﷺ کی خواہش اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر کعبہ
- ۲۱۸ _____ ○ حجاج بن یوسف کے ذریعہ تعمیر میں تبدیلی
- ۲۱۹ _____ ○ مسجد حرام
- ۲۱۹ _____ ○ حدود حرم میں داخلہ کا ادب
- ۲۱۹ _____ ○ مکہ معظمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا
- ۲۲۰ _____ ○ جب مکہ میں داخل ہو
- ۲۲۰ _____ ○ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں؟
- ۲۲۱ _____ ○ مکہ معظمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟
- ۲۲۱ _____ ○ مسجد حرام میں کس دروازہ سے داخل ہوں
- ۲۲۲ _____ ○ بیت اللہ شریف پر پہلی نظر
- ۲۲۲ _____ ○ مکہ معظمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت
- ۲۲۳ _____ ○ مسجد حرام میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت
- ۲۲۳ _____ ○ طواف تہیہ یا تہیۃ المسجد؟
- ۲۲۳ _____ ○ مسجد حرام میں نماز کا ثواب
- ۲۲۳ _____ ○ حرم کی نیکیاں

۳۱

۲۲۳

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۴

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۶

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۷

۲۲۷

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۸

۲۲۸

۲۲۸

۲۲۹

۲۲۹

۲۲۹

○ محرماتِ طواف کا بیان

○ طواف میں اضطباع

○ طواف کیسے کریں؟

○ دورانِ طواف کعبہ مشرفہ کو دیکھنا

○ دورانِ طواف بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

○ طواف کے دوران بھیڑ کی وجہ سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو گیا؟

○ طواف کے چکروں میں اشتباہ ہو گیا؟

○ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ

○ بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو کیا کرنے؟

○ طواف میں رمل کرنے کا حکم

○ رمل کس طرح کریں؟

○ رمل کرنا بھول گیا

○ ساتوں چکروں میں رمل کر لیا

○ بلا عذر رمل نہ کرنا

○ طواف کے بعد اضطباع فوراً ختم کر دیں

○ دو گانہ طواف

○ طواف کی دو رکعتوں میں کوئی سورت پڑھے

○ اوقاتِ مکروہہ میں طواف

○ نا سمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں

○ دورانِ طواف تلبیہ؟

○ جنایاتِ طوافِ قدوم

□ مسائل آبِ زمزم

- ۲۵۱ ————— ○ آبِ زمزم کی مختصر تاریخ
- ۲۵۱ ————— ○ آبِ زمزم کی خصوصیات
- ۲۵۲ ————— ○ آبِ زمزم کی فضیلت
- ۲۵۳ ————— ○ موجودہ دور میں بزرگزمزم کی صورتِ حال
- ۲۵۴ ————— ○ آبِ زمزم پینے کے آداب
- ۲۵۵ ————— ○ آبِ زمزم پیتے وقت کی ایک ماثور دعا
- ۲۵۵ ————— ○ کیا آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا ضروری ہے؟
- ۲۵۶ ————— ○ آبِ زمزم سے وضو اور غسل
- ۲۵۶ ————— ○ آبِ زمزم ساتھ لانا
- ۲۵۶ ————— ○ آبِ زمزم مریض پر چھڑکنا
- ۲۵۶ ————— ○ غیر مسلم کو آبِ زمزم پلانا

□ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

- ۲۵۷ ————— ○ صفا و مروہ
- ۲۵۷ ————— ○ حضرت باجرہ علیہا السلام کی یادگار
- ۲۵۸ ————— ○ سعی کرتے ہوئے جذبات کیا رہنے چاہئیں؟
- ۲۵۸ ————— ○ سعی کی شرعی حیثیت
- ۲۵۹ ————— ○ سعی نقلی نہیں ہوتی
- ۲۵۹ ————— ○ طواف و سعی کے درمیان فصل
- ۲۶۰ ————— ○ سعی شروع کرتے وقت حجرِ اسود کا استلام

- ۳۵ _____
- ۲۷۸ _____ ○ شیخ سبیل کا مکتوب
- ۲۷۹ _____ ○ ایک عالم محقق کی تحقیق
- ۲۷۹ _____ ○ مفتی مدینہ حضرت مولانا مفتی عاشق الہی مہاجر مدنی کا فتویٰ
- ۲۸۰ _____ ○ ایک شبہ کا ازالہ
- ۲۸۱ _____ ○ یوم الترویہ (۸/زی الحجہ)
- ۲۸۱ _____ ○ منیٰ جانے کی تیاری
- ۲۸۱ _____ ○ مکہ معظمہ سے منیٰ کے لئے روانگی
- ۲۸۲ _____ ○ یوم الترویہ (۸/زی الحجہ) میں منیٰ کی مصروفیات
- ۲۸۲ _____ ○ مکہ معظمہ سے زوال کے بعد روانگی
- ۲۸۲ _____ ○ ۸/زی الحجہ کو قیام منیٰ کی حکمت
- ۲۸۲ _____ ○ منیٰ میں قیام کی مستحب جگہ
- ۲۸۳ _____ ○ مسجد خیف میں نماز باجماعت
- ۲۸۳ _____ ○ منیٰ میں جمعہ قائم کرنا
- ۲۸۴ _____ ○ مزدلفہ کی حدود میں قیام
- ۲۸۴ _____ ○ منیٰ کی حدود میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حدود مکہ میں قیام کرنا
- ۲۸۴ _____ ○ آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا قیام ترک کر دینا
- ۲۸۵ _____ □ یومِ عرفہ
- ۲۸۵ _____ ○ عرفات کا جائے وقوع
- ۲۸۵ _____ ○ عرفات کی حدودِ اربعہ
- ۲۸۵ _____ ○ عرفات کی وجہ تسمیہ
- ۲۸۶ _____ ○ وقوفِ عرفات؛ حج کا رکن اعظم

- ۳۶ _____
- ۲۸۷ _____ ○ وقوفِ عرفہ کی فضیلت
- ۲۸۸ _____ ○ یومِ عرفہ؛ افضل ترین دن
- ۲۸۸ _____ ○ آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے
- ۲۸۹ _____ ○ آج شیطان کی ذلت قابلِ دید ہے
- ۲۸۹ _____ ○ رحمتِ خداوندی عام ہے
- ۲۹۰ _____ ○ میدانِ عرفات میں گناہوں سے بچنے پر بشارت
- ۲۹۰ _____ ○ عرفات کے بعض خاص اوراد
- ۲۹۱ _____ ○ آج کوئی ناامید نہ رہے
- ۲۹۲ _____ ○ اپنی کوتاہیوں پر اظہارِ ندامت
- ۲۹۲ _____ ○ میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا
- ۲۹۳ _____ ○ میدانِ عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا
- ۲۹۳ _____ ○ منیٰ سے عرفات روانگی
- ۲۹۳ _____ ○ رات میں عرفات جانا
- ۲۹۳ _____ ○ عرفات جاتے ہوئے کیا دعائیں مانگے؟
- ۲۹۵ _____ ○ عرفات میں کہاں ٹھہرے؟
- ۲۹۶ _____ ○ عرفات میں زوال سے پہلے کی مصروفیات
- ۲۹۶ _____ ○ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کی شرائط
- ۲۹۶ _____ ○ خیموں میں مقیم حجاج نمازیں کس طرح پڑھیں؟
- ۲۹۷ _____ ○ جمع بین الصلاتین کی کیفیت
- ۲۹۸ _____ ○ امام مسافر ہو تو مقیم حجاج کیسے نماز پڑھیں؟
- ۲۹۸ _____ ○ وقوفِ عرفات معتبر ہونے کی شرائط
- ۲۹۹ _____ ○ فرضِ وقوف کی مقدار

- ۳۳ _____
- ۲۶۰ _____ ○ صفا پر چڑھتے ہوئے کیا پڑھے؟
- ۲۶۰ _____ ○ صفا پر چڑھنے کے بعد کیا کرے؟
- ۲۶۱ _____ ○ صفا پر چڑھنے کا خاص ذکر
- ۲۶۱ _____ ○ میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا
- ۲۶۲ _____ ○ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ چھوڑ دی
- ۲۶۲ _____ ○ پوری سعی میں دوڑتا رہا
- ۲۶۲ _____ ○ سعی کی ایک اہم دعا
- ۲۶۲ _____ ○ سعی کے درمیان تلبیہ؟
- ۲۶۳ _____ ○ سعی کے ختم پر نفلی نماز
- ۲۶۳ _____ ○ طواف یا سعی کے چکروں میں شک ہو تو کیا کرے؟
- ۲۶۳ _____ ○ سعی کا رکن اصلی
- ۲۶۴ _____ ○ جدید سعی
- ۲۶۴ _____ ○ سعی کی شرطیں
- ۲۶۵ _____ ○ واجبات سعی
- ۲۶۷ _____ ○ سعی کے لئے طہارت شرط نہیں
- ۲۶۷ _____ ○ سعی کی سنتیں
- ۲۶۸ _____ ○ سعی کے مستحبات کا بیان
- ۲۶۸ _____ ○ سعی کے مباحات کا بیان
- ۲۶۹ _____ ○ سعی کے مکروہات کا بیان
- ۲۷۰ _____ □ جنایات سعی
- ۲۷۰ _____ ○ طواف معتبر کے بغیر سعی معتبر نہیں

۳۴

○ بلاعذر سوار ہو کر سعی کرنا

۲۷۰

○ وقوف عرفہ اور طواف زیارت کے بعد سعی سے قبل جماع؟

۲۷۰

○ کیا سعی ایام نحر میں کرنا ضروری ہے؟

۲۷۱

○ سعی کے اکثر چکر بلاعذر چھوڑ دینا

۲۷۱

○ سعی کے تین سے کم چکر چھوڑ دئے

۲۷۱

○ سعی کے دوران نماز کھڑی ہوگئی

۲۷۱

○ سعی کے دوران نماز جنازہ میں شرکت

۲۷۱

□ حج سے قبل مکہ معظمہ میں قیام

۲۷۲

○ مسجد عائشہ سے عمرہ

۲۷۲

○ طواف افضل ہے یا عمرہ؟

۲۷۲

○ قارن شخص کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا

۲۷۳

○ تمتع کرنے والے کا حج سے قبل مسجد عائشہ سے عمرہ کرنا

۲۷۳

○ مفرد باحج آفاقی کا حج سے قبل عمرہ کا احرام باندھنا

۲۷۴

□ مسائل منیٰ

۲۷۵

○ منیٰ کی وجہ تسمیہ

۲۷۵

○ منیٰ کی شرعی حدود

۲۷۵

○ منیٰ کا کل رقبہ

۲۷۶

○ وادی محسر

۲۷۶

○ مشاعر مقدسہ میں سفروا قامت کے احکام

۲۷۶

○ ”امیر نائف“ وزیر داخلہ سعودی عرب کی رائے

۲۷۸

○ شیخ عثمان بن کافوتی

۲۷۸

۳۹

○ موجودہ زمانہ میں جمرات کی کیفیت

۳۱۶

۳۱۶

○ رمی کے ایام

۳۱۷

○ رمی کے معتبر ہونے کی شرائط

۳۱۹

○ رمی کرتے وقت کیا پڑھا جائے؟

۳۱۹

○ رمی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے

۳۱۹

○ رمی کرنے کے لئے کس جانب کھڑا ہونا افضل ہے؟

۳۲۰

○ کنکری کہاں سے اٹھانا پسندیدہ ہے؟

۳۲۰

○ نجس مقام سے کنکریاں نہ اٹھائیں

۳۲۰

○ کنکری کتنی بڑی ہوں؟

۳۲۱

○ کنکری کس چیز کی ہو؟

۳۲۱

○ بڑے پتھر سے توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے

۳۲۱

○ ہیرے جو اہرات سے رمی معتبر نہیں

۳۲۱

○ سونے چاندی کی ڈلی سے رمی معتبر نہیں

۳۲۲

○ بڑے پتھر سے رمی

۳۲۲

○ بہت چھوٹی کنکری سے رمی

۳۲۲

○ مٹھی بھر کر مٹی سے رمی

۳۲۲

○ سات کنکریوں سے کم رمی کی؟

۳۲۲

○ غیر معذور شخص کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا جائز نہیں

۳۲۳

○ کس طرح کا معذور شخص رمی میں وکیل بنا سکتا ہے؟

۳۲۳

○ رمی پر قادر ہو؛ لیکن چل کر جانا دشوار ہو تو کیا کرے؟

۳۲۳

○ رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟

- ۲۰ _____
- ۳۲۲ _____ ○ رمی جمرہ عقبہ
- ۳۲۵ _____ ○ جمرہ عقبہ کی رمی واجب ہے
- ۳۲۵ _____ ○ جمرہ عقبہ کی رمی کا افضل وقت
- ۳۲۵ _____ ○ جمرہ عقبہ کی رمی کا جائز وقت
- ۳۲۵ _____ ○ جمرہ عقبہ کی رمی کا مکروہ وقت
- ۳۲۶ _____ ○ تلبیہ کو موقوف کرنا
- ۳۲۶ _____ ○ جمرہ عقبہ پر رک کر دعائے کریں!
- ۳۲۶ _____ ○ وقت کے اندر جمرہ عقبہ کی رمی نہیں کر سکا؟

□ حج کی قربانی

- ۳۲۷ _____ ○ ہدی
- ۳۲۸ _____ ○ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک
- ۳۲۸ _____ ○ قربانی کے جانور شعائر اسلام میں سے ہیں
- ۳۲۹ _____ ○ عظیم قربانی کی یادگار
- ۳۲۹ _____ ○ کس قسم کے حج میں قربانی واجب ہے؟
- ۳۳۰ _____ ○ مفرد باحج کے لئے قربانی کا حکم
- ۳۳۰ _____ ○ حج کی قربانی کہاں کی جائے؟
- ۳۳۰ _____ ○ کن جانوروں کی قربانی کی جائے؟
- ۳۳۰ _____ ○ قربانی کے جانوروں کی عمریں
- ۳۳۱ _____ ○ ایک بکری ایک سے زیادہ حصہ کو کافی نہیں
- ۳۳۱ _____ ○ بڑے جانور میں حصے لینا
- ۳۳۱ _____ ○ حاجی پر ہالی قربانی کا حکم

۲۹۹ ○ وقوف واجب کی مقدار

۲۹۹ ○ رات میں وقوف عرفات

۳۰۰ ○ وقوف عرفات کی سنتیں

۳۰۰ ○ وقوف عرفات کے مستحبات

۳۰۰ ○ جبل رحمت پر چڑھنا کوئی فضیلت کی بات نہیں

۳۰۱ ○ غروب سے قبل اپنی جگہ سے روانہ نہ ہوں

۳۰۱ ○ یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت

۳۰۱ ○ عرفات میں جمعہ کا حکم نہیں

۳۰۲ ○ جنایات وقوف عرفات

۳۰۲ ○ مسائل تکمیل تشریح

۳۰۲ □ مسائل مزدلفہ

۳۰۲ ○ مزدلفہ میں وقوف کا حکم

۳۰۲ ○ مزدلفہ کا جائے وقوع

۳۰۲ ○ مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

۳۰۵ ○ مزدلفہ کے دیگر نام

۳۰۵ ○ مسجد مشرف حرام

۳۰۵ ○ عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

۳۰۵ ○ امام الحج سے پہلے بلا عذر روانہ نہ ہوں

۳۰۶ ○ غروب کے بعد بلا عذر باخیر نہ کریں

۳۰۶ ○ مزدلفہ کے راستہ میں ذکر و اذکار کی کثرت سیدھی نہیں

۳۰۶ ○ مزدلفہ کے راستہ کے دوران قیام نہ کریں

- مزدلفہ میں داخلہ _____ ۳۰۷
- مزدلفہ میں داخلہ کے راستے تنگ نہ کریں _____ ۳۰۷
- مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا _____ ۳۰۸
- مزدلفہ میں جمع بین الصلواتین کی شرائط _____ ۳۰۸
- مزدلفہ میں جمع بین الصلواتین کے لئے جماعت اور امام شرط نہیں _____ ۳۰۹
- مزدلفہ پہنچنے سے قبل حاجی کا مغرب اور عشاء پڑھ لینا _____ ۳۰۹
- ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے وقت پر مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے _____ ۳۱۰
- مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ بھٹک گیا _____ ۳۱۰
- مزدلفہ میں رات گزارنا سنت مؤکدہ ہے _____ ۳۱۰
- مزدلفہ کی رات عبادت میں گزارنا افضل ہے _____ ۳۱۱
- مزدلفہ میں فجر کی نماز غلّس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے _____ ۳۱۱
- واجب وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت _____ ۳۱۱
- وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار _____ ۳۱۲
- سوتے ہوئے یا بے ہوشی کی حالت میں مزدلفہ کا وقوف _____ ۳۱۲
- جنایت ترکِ وقوفِ مزدلفہ _____ ۳۱۲
- عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا _____ ۳۱۲
- کیا عورتوں کے ساتھ مردوں کے لئے بھی وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟ _____ ۳۱۲
- ”بھیڑ“ کن لوگوں کے لئے عذر ہے؟ _____ ۳۱۳
- مسائلِ رمیِ جمرات _____ ۳۱۵
- رمیِ جمار _____ ۳۱۵
- جمرات کی وجہ تسمیہ _____ ۳۱۵

۳۳

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۴۹

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۰

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۲

۳۵۲

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۴

۳۵۴

۳۵۴

۳۵۵

○ بے وضو طواف زیارت

○ ستر کھول کر طواف زیارت

□ مسائل رمی جمار (ایام تشریق)

○ ۱۱-۱۲ رذی الحجہ میں رمی جمار کا وقت

○ ایام تشریق میں رمی کا طریقہ

○ کیا رمی جمرات متصلاً ضروری ہے؟

○ کیا رمی کے لئے با وضو ہونا شرط ہے؟

○ وقت پر رمی نہ کر سکے تو کیا کرے؟

○ جمرات کی رمی میں ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی

○ ایام تشریق میں منیٰ میں کب تک قیام افضل ہے؟

○ ۱۲ رذی الحجہ کو منیٰ سے کس وقت واپس ہو؟

○ ۱۲ رذی الحجہ کو غروب کے بعد منیٰ سے واپس ہونا

○ منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳ رذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی

○ ۱۳ رذی الحجہ کی رمی کے اوقات

○ ۱۳ رذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کی گنجائش

□ مسائل طواف وداع

○ طواف وداع کس پر واجب ہے؟

○ طواف وداع کس پر واجب نہیں؟

○ طواف وداع کا اصل وقت

○ طواف وداع کا مستحب وقت

۳۴

○ طوافِ وداع کے بعد مکہ معظمہ میں مقیم رہنا

۳۵۵

○ طوافِ وداع میں تعین نیت ضروری نہیں

۳۵۶

○ سعی سے پہلے طوافِ وداع

۳۵۶

○ طوافِ وداع کے بغیر واپس لوٹ گیا

۳۵۷

○ جنایات طوافِ وداع

۳۵۸

□ مسائل حج بدل

۳۵۸

○ عبادات میں نیابت کی بحث

۳۵۸

○ ایصالِ ثواب کا مسئلہ

۳۵۹

○ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی گنجائش

۳۶۰

○ والدین کی طرف سے حج بدل کی فضیلت

۳۶۰

○ میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا ثواب

۳۶۱

○ نبی اکرم علیہ السلام کی طرف سے حج و عمرہ کرنا

۳۶۱

○ کس شخص پر اپنی طرف سے حج بدل کرنا لازم ہے؟

۳۶۲

○ مال دار تندرست کی طرف سے فرض حج بدل معتبر نہیں

۳۶۲

○ حج بدل کرانے کے بعد فقیر مال دار ہو گیا

۳۶۳

○ مال دار مریض حج بدل کرانے کے بعد تندرست ہو گیا

۳۶۳

○ جس عذر کے زائل ہونے کی امید ہو اس کی بنا پر حج بدل کا حکم

۳۶۳

○ صحت سے مایوس مریض حج بدل کے بعد صحت مند ہو گیا

۳۶۳

○ عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کر لیا پھر محرم مل گیا

۳۶۳

○ نیابت درست ہونے کی مزید شرطیں

۳۶۶

○ کون شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے؟

۳۱

○ حج کی قربانی کا وقت

۳۳۲

○ قارن و متمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب

۳۳۲

○ بنک کے توسط سے قربانی

۳۳۲

○ قارن یا متمتع قربانی کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟

۳۳۳

○ اگر غیر مستطیع شخص حج سے قبل روزے نہ رکھ سکا

۳۳۴

○ عذر یا غلط فہمی کی وجہ سے ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی

۳۳۴

۳۳۵

□ مسائل حلق و قصر

۳۳۵

○ حلق یا قصر؟

۳۳۶

○ ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں نور

۳۳۶

○ حلق و قصر کب جائز ہوگا؟

۳۳۶

○ حلق و قصر کا محدود وقت

۳۳۶

○ حلق و قصر کا مقام

۳۳۷

○ مردوں کے لئے حلق (منڈانا) افضل ہے

۳۳۷

○ مرد کے حلق و قصر کا طریقہ

۳۳۷

○ کہاں تک حلق کرانا ہے؟

۳۳۷

○ بال صفا کریم سے سر کے بال اڑانا

۳۳۸

○ جس کے سر پر بانگ بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟

۳۳۸

○ سر پر اگر زخم ہوں تو کیا کریں؟

۳۳۸

○ سر پر مصنوعی بال ہوں تو حلق یا قصر کا حکم؟

۳۳۸

○ عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

۳۳۹

○ عورت کے لئے قصر کا طریقہ

○ گنچی عورت کیا کرے؟ ۳۳۹

○ استریا قینچی دستیاب نہ ہو تو کیا کرے؟ ۳۳۹

○ سر کے اترے ہوئے بالوں کا کیا کریں؟ ۳۴۰

○ حلق یا قصر سے احرام کی پابندیاں کس حد تک ختم ہوتی ہیں؟ ۳۴۰

○ حلق یا قصر کے بعد ناخون تراشنا مستحب ہے۔ ۳۴۰

○ حلق یا قصر سے قبل ناخون تراشنے سے دم واجب۔ ۳۴۱

○ اپنے حلق سے قبل دوسرے حاجی کا حلق کرنا۔ ۳۴۱

□ مسائل طواف زیارت ۳۴۲

○ حج کا اہم ترین رکن۔ ۳۴۲

○ طواف زیارت خود ہی کرنا لازم ہے۔ ۳۴۲

○ طواف زیارت کا وقت۔ ۳۴۳

○ عذر کی وجہ سے طواف زیارت میں تاخیر۔ ۳۴۳

○ کیا طواف زیارت اور دیگر اعمال یوم النحر میں ترتیب واجب ہے؟ ۳۴۳

○ نجس کپڑوں کے ساتھ طواف زیارت۔ ۳۴۴

○ ننگے پن کے ساتھ طواف زیارت۔ ۳۴۴

○ طواف زیارت میں رمل واضطرباع۔ ۳۴۴

○ طواف زیارت میں کتنے چکر فرض ہیں؟ ۳۴۵

○ طواف زیارت کے بغیر حاجی کے لئے از دو حاجی تعلق حلال نہیں۔ ۳۴۵

○ بحالتِ حدثِ اکبر طوافِ زیارت۔ ۳۴۶

○ حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا۔ ۳۴۷

۳۷

○ محرم معتز پر عمرہ کی قضا

۳۸۱

○ شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

۳۸۲

○ شوہر کا عورت کو حج فرض سے روک دینا

۳۸۲

○ محرم کے لئے حدودِ حرم میں ذبح کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا کرے؟

۳۸۲

○ محرم کے پاس ذبح کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے؟

۳۸۳

□ حج فوت ہونا

۳۸۴

○ وقوفِ عرفہ نہیں ملا

۳۸۴

○ مفرد فائت الحج کیا کرے؟

۳۸۴

○ متمتع فائت الحج کا حکم

۳۸۴

○ قارن فائت الحج کا حکم

۳۸۵

○ فائت الحج کے لئے عمرہ میں بلا عذر تاخیر درست نہیں

۳۸۵

○ فائت باج تلبیہ کب سے ترک کرے گا؟

۳۸۵

○ عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا

۳۸۶

باب حج النساء

۳۸۷-۴۰۸

○ خواتین سے متعلق مسائل حج و عمرہ

۳۸۸

○ کس عورت پر حج فرض ہے؟

۳۸۸

○ عورت کے پاس حج کے اخراجات کے بقدر زیور ہو تو حج فرض ہے

۳۸۸

○ حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

۳۸۹

○ نا محرم کے ساتھ سفر حج ممنوع ہے

۳۸۹

○ محرم کا مامون ہونا شرط ہے۔ ۳۸۹

○ ساس کا داماد کے ساتھ سفر۔ ۳۸۹

○ اگر محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے؟ ۳۸۹

○ بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج۔ ۳۹۰

○ عورت نے بغیر محرم یا شوہر کے حج کر لیا تو کیا حکم ہے؟ ۳۹۱

○ سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آ جائے؟ ۳۹۱

○ سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟ ۳۹۱

○ محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حج فرض سے نہیں روک سکتا۔ ۳۹۲

○ شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا۔ ۳۹۳

○ شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا۔ ۳۹۳

○ عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کر ایسا پھر محرم مل گیا۔ ۳۹۳

○ چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر۔ ۳۹۳

○ احرام باندھتے وقت ایام حیض میں ہونا۔ ۳۹۴

○ ناپاکی کے عالم میں حج کے مناسک ادا کرنا۔ ۳۹۴

○ حائضہ عورت کا مکہ معظمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟ ۳۹۴

○ عمرہ کا احرام باندھا لیکن حج تک پاک نہ ہوئی۔ ۳۹۵

○ قرآن کے احرام میں حج سے قبل عمرہ نہ کر سکی۔ ۳۹۵

○ خواتین کو ہمدردانہ مشورہ۔ ۳۹۶

○ حیض روکنے کے لئے دوا کا استعمال۔ ۳۹۶

○ عورتوں کے احرام کے لئے کوئی کپڑا مخصوص نہیں۔ ۳۹۷

○ احرام کی حالت میں چہرے پر ڈھانٹا باندھا۔ ۳۹۸

- ۲۵ _____
- ۳۶۶ _____ ○ کس شخص سے حج بدل کرانا بہتر ہے؟
- ۳۶۶ _____ ○ عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا
- ۳۶۶ _____ ○ مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا
- ۳۶۷ _____ ○ مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل
- ۳۶۷ _____ ○ جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو کیا وہ حج بدل کر سکتا ہے؟
- ۳۶۸ _____ ○ غیر مستطیع شخص کا حج بدل اس کے لئے موجب فرضیت نہیں
- ۳۶۸ _____ ○ حج بدل میں تمتع؟
- ۳۶۹ _____ ○ حج بدل کے لئے جانے والے شخص کا اپنا عمرہ کرنا
- ۳۷۰ _____ ○ اجرت پر حج کو بھیجنا
- ۳۷۰ _____ ○ نقلی حج بدل میں عاجزی شرط نہیں
- ۳۷۱ _____ ○ حج بدل میں جنایات کا ضمان کس پر؟
- ۳۷۱ _____ ○ مامور نے حج فاسد کر دیا
- ۳۷۱ _____ ○ دم احصار کون ادا کرے؟
- ۳۷۲ _____ ○ حج بدل کرنے والے کا وقوف عرفہ کے بعد انتقال ہو گیا
- ۳۷۲ _____ ○ کیا آمر کے مال کا بعینہ استعمال ضروری ہے؟
- ۳۷۲ _____ ○ حج کی وصیت
- ۳۷۲ _____ ○ کیا جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اس کی طرف سے حج کرانا لازم ہے؟
- ۳۷۳ _____ ○ حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا
- ۳۷۳ _____ ○ وصیت کی کہ تہائی مال حج میں خرچ کیا جائے
- ۳۷۳ _____ ○ میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں؟
- ۳۷۴ _____ ○ تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے ناکافی ہو

۳۶

○ بلا وصیت میت کا حج بدل

۳۷۴

○ دوران سفر حج انتقال کر جانے والے پر وصیت لازم نہیں

۳۷۴

○ میت کی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت

۳۷۴

○ مالی وصیت میں گنجائش کے باوجود وطن کے بجائے سعودیہ سے حج بدل کرانا

۳۷۵

○ ہندوستانی شخص کا وسعت کے باوجود سعودیہ سے فرض حج بدل کرانا

۳۷۵

○ وسعت نہ ہونے کی بنا پر غیر وطن سے حج بدل کرانا

۳۷۵

○ غیر وطن (مکہ وغیرہ) سے نفلی حج بدل کرانا

۳۷۶

○ آفاقی شخص کا مکی کے ذریعہ حج بدل کرانا؟

۳۷۶

○ ہندوستانی میت کا مدینہ منورہ سے حج بدل کی وصیت کرنا

۳۷۶

□ حج و عمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل

۳۷۷

○ محصر کے لئے گنجائش

۳۷۷

○ احصار کی تعریف

۳۷۷

○ احصار کے اسباب

۳۷۸

○ حاجی کو وقوف عرفہ سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

۳۷۹

○ حاجی کو طواف زیارت سے روک دیا گیا

۳۷۹

○ محصر حاجی کیا کرے؟

۳۷۹

○ محصر قارن کا احرام کب کھلے گا؟

۳۸۰

○ محصر معتمر کیا کرے؟

۳۸۰

○ ذبح سے قبل محصر کا فعل جنایت کرنا

۳۸۰

○ محصر حاجی پر حج اور عمرہ کی قضا

۳۸۱

- ۲۹ _____
- ۳۹۸ _____ ○ احرام میں چہرے پر ماسک لگانا
- ۳۹۸ _____ ○ عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا
- ۳۹۸ _____ ○ سفر حج میں غیر مردوں سے پردہ کیسے کریں؟
- ۳۹۹ _____ ○ مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا گھسنا حرام ہے
- ۳۹۹ _____ ○ عورت کا نماز باجماعت میں مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا
- ۴۰۰ _____ ○ مسجد حرام (مکہ معظمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟
- ۴۰۱ _____ ○ عورت کا احرام میں دستانے پہننا
- ۴۰۱ _____ ○ عورت کا زیورات پہننا
- ۴۰۱ _____ ○ ہتھیلی میں تیلی مہندی لگانی
- ۴۰۱ _____ ○ گاڑھی مہندی لپینا
- ۴۰۲ _____ ○ احرام میں عورت کے لئے سلاہوا کپڑا پہننا منع نہیں
- ۴۰۲ _____ ○ اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم
- ۴۰۲ _____ ○ دوسری عورت سے جوں پکڑوانا
- ۴۰۲ _____ ○ محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا
- ۴۰۲ _____ ○ عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں
- ۴۰۳ _____ ○ عورتوں کے لئے کس وقت طواف بہتر ہے؟
- ۴۰۳ _____ ○ عورت کے لئے رمل اور اضطباع کا حکم نہیں
- ۴۰۳ _____ ○ ایام حیض میں مسجد میں داخلہ اور طواف جائز نہیں
- ۴۰۳ _____ ○ طواف کے دوران حیض آ گیا
- ۴۰۳ _____ ○ عورتیں سعی میں نہ دوڑیں
- ۴۰۴ _____ ○ سعی کے دوران حیض آ گیا

- ۵۰ _____
- ۴۰۴ _____ ○ عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا
- ۴۰۴ _____ ○ عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے
- ۴۰۴ _____ ○ عورت کے لئے بالوں کے قصر کا طریقہ
- ۴۰۴ _____ ○ گنچی عورت کیا کرے؟
- ۴۰۵ _____ ○ عذر شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر
- ۴۰۵ _____ ○ حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا
- ۴۰۵ _____ ○ طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازواجی تعلق حلال نہیں
- ۴۰۵ _____ ○ وقوفِ عرفہ کے بعد حلق و طوافِ زیارت سے قبل جماع؟
- ۴۰۶ _____ ○ حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟
- ۴۰۶ _____ ○ وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع
- ۴۰۶ _____ ○ حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع
- ۴۰۷ _____ ○ حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کے احکام
- ۴۰۷ _____ ○ حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا
- ۴۰۷ _____ ○ عمر بھر طوافِ زیارت نہ کر سکی؟
- ۴۰۷ _____ ○ ناپاکی کے عذر سے عورت پر طوافِ وداغ نہیں
- ۴۰۸ _____ ○ ناپاکی کی حالت میں طوافِ وداغ کا حکم
- ۴۰۸ _____ ○ عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا
- ۴۰۸ _____ ○ مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا
- ۴۰۸ _____ ○ حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا

۴۱۹-۴۰۹

کتاب العمرة

۴۱۰ _____ ○ عمرہ کے مسائل

۵۱

○ عمرہ کے لغوی معنی

○ عمرہ کی شرعی تعریف

○ عمرہ کی شرعی حیثیت

○ عمرہ کی فضیلت

○ رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب

○ عمرہ کے ارکان و شرائط

○ عمرہ کا وقت

○ عمرہ کے واجبات

○ عمرہ کی سنتیں

○ حج اور عمرہ کے احکام میں فرق

○ کن ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے؟

○ پہلے باندھے گئے احرام سے ایام مکروہہ میں عمرہ کرنا

○ مکروہ ایام میں عمرہ کا احرام باندھ لیا؟

○ اہل مکہ کا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا

○ مکی شخص کے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا افضل ہے؟

○ عمرہ کو فاسد کرنے والا عمل

○ عمرہ فاسد ہو جائے تو کیا کرے؟

○ طواف کے چار چکروں کے بعد جماع

○ طواف کے بعد سعی سے قبل جماع

○ طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع

○ احرام کے بعد عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر

۵۲

○ بغیر طواف کے سعی معتبر نہیں۔ ۲۱۸

○ طواف کے بعد سعی میں تاخیر۔ ۲۱۸

○ طواف و سعی کے بعد حلق میں تاخیر۔ ۲۱۸

○ عمرہ میں تلبیہ کب تک پڑھا جائے گا؟ ۲۱۸

○ بار بار عمرہ کرنا۔ ۲۱۸

○ عمرہ میں طوافِ قدم یا طوافِ وداع نہیں ہے۔ ۲۱۹

○ جنایات طوافِ عمرہ۔ ۲۱۹

حج کی رہنمائی

۲۲۱-۲۲۷

○ آئیے! حج کریں؟ ۲۲۲

○ احرام کہاں سے باندھیں؟ ۲۲۲

○ احرام باندھنے کا مسنون طریقہ۔ ۲۲۲

○ بیت اللہ میں حاضری۔ ۲۲۵

○ طواف۔ ۲۲۶

○ صفا و مروہ کی سعی۔ ۲۲۹

○ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔ ۲۳۰

○ عمرہ کے بعد مکہ معظمہ میں قیام۔ ۲۳۱

○ منیٰ کے لئے روانگی۔ ۲۳۱

○ نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟ ۲۳۲

○ عرفات کے میدان میں۔ ۲۳۳

○ مزدلفہ کو روانگی۔ ۲۳۴

○ مزدلفہ سے واپسی۔ ۲۳۵

۵۳

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۷

○ دوبارہ منی میں

○ طواف زیارت

○ رمی جمار (کنکری مارنا)

○ مکہ معظمہ واپسی اور طواف وداع

کتاب الدعاء

۲۳۹-۲۵۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۶

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۴

۲۵۵

○ حج کے دوران دعاؤں اور اذکار کا اہتمام

○ یہ داتاؤں کے داتا کا دربار ہے

○ اللہ تعالیٰ کو دعائے مانگنے والے بندے پسند ہیں

○ اللہ سے دعا کسی حال میں نفع سے خالی نہیں

○ دعا کے چند آداب

○ دل کے استحضار کے ساتھ دعا

○ سفر کی دعا

○ جب کعبہ مشرفہ پر نظر پڑے

○ حجر اسود کے استلام کے وقت کی دعا

○ رکن یمانی سے گزرتے ہوئے پڑھنے کی دعا

○ طواف کے دوران ذکر کی کثرت

○ طواف کے دوران پڑھنے کے لئے چند منتخب جامع دعائیں

○ ملتزم پر

○ زمزم پیتے وقت

○ صفا و مروہ پر پڑھنے کی دعا

○ میلین اخضرین کی دعا

- ۵۴ _____
- ۴۵۵ _____ ○ میدان عرفات کی افضل ترین دعا
- ۴۵۶ _____ ○ میدان عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا
- ۴۵۷ _____ ○ مزدلفہ کی خاص دعا
- ۴۵۷ _____ ○ دسویں ذی الحجہ کی اہم دعا
- ۴۵۸ _____ ○ حج کے مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعا
- ۴۵۸ _____ ○ کنکری مارتے وقت کی دعا
- ۴۵۹ _____ ○ مقامات قبولیت دعاء
- ۴۵۹ _____ ○ کعبہ شریفہ سے وداع کے وقت کی دعا

باب زیارة روضة الرسول ﷺ

۴۸۴-۴۶۱

- ۴۶۳ _____ □ زیارتِ مدینہ منورہ
- ۴۶۳ _____ ○ روضہ اقدس پر حاضری
- ۴۶۴ _____ ○ حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظمہ؟
- ۴۶۴ _____ ○ مدینہ، مرکز اسلام ہے
- ۴۶۵ _____ ○ مدینہ میں خبیث لوگ رہ نہیں پائیں گے
- ۴۶۶ _____ ○ اہل مدینہ کو ستانے والا نیست و نابود ہو جائے گا
- ۴۶۶ _____ ○ مدینہ منورہ میں رہ کر بدعت پھیلانے والا ملعون ہے
- ۴۶۷ _____ ○ مدینہ منورہ میں قیام کی تکلیفوں پر صبر کرنے پر بشارت
- ۴۶۷ _____ ○ مدینہ منورہ میں وفات کی فضیلت
- ۴۶۸ _____ ○ مدینہ کی حفاظت پر فرشتے نامور ہیں
- ۴۶۸ _____ ○ مدینہ میں برکت ہی برکت ہے

- ۴۶۹ ○ زیارتِ مدینہ منورہ کے چند آداب
- ۴۶۹ ○ جب ”مدینہ“ میں داخل ہو؟
- ۴۷۰ ○ مسجدِ نبوی میں حاضری
- ۴۷۱ ○ باادب! ہوشیار!
- ۴۷۱ ○ سلام کے مختصر الفاظ
- ۴۷۲ ○ سلام کے طویل کلمات
- ۴۷۶ ○ دوسروں کی طرف سے سلام
- ۴۷۶ ○ سلام کس وقت پیش کریں؟
- ۴۷۶ ○ خلیفہ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر ؓ کی خدمت میں سلام
- ۴۷۷ ○ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ کی خدمت میں سلام
- ۴۷۷ ○ تضرع و زاری کے ساتھ دعا
- ۴۷۷ ○ جالیوں کو چومنا بے ادبی ہے
- ۴۷۸ ○ ایک یادگار واقعہ
- ۴۷۸ ○ مسجدِ نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام
- ۴۷۹ ○ مسجدِ نبوی میں مسلسل چالیس نماز میں پڑھنے کی فضیلت
- ۴۷۹ ○ ریاض الجنۃ
- ۴۸۰ ○ جنت کی کیاری کا کیا مطلب ہے؟
- ۴۸۰ ○ ریاض الجنۃ کے سات ستون
- ۴۸۱ ○ زیارتِ جنت البقیع
- ۴۸۱ ○ مسجدِ قبا
- ۴۸۲ ○ مسجدِ قبلتین

- ۵۶ _____
- ۴۸۲ _____ ○ زیارت شہداء احد
- ۴۸۳ _____ ○ دربار نبوت سے واپسی
- ۴۸۴ _____ ○ ایک عاجزانہ گزارش

۵۲۸-۴۸۵

مسک الختام.....

- ۴۸۷ _____ □ قرآن کریم میں صلاۃ و سلام کا حکم
- ۴۸۸ _____ ○ پیغمبر ﷺ کا ذکر آنے پر درود شریف نہ پڑھنا محرومی ہے
- ۴۸۹ _____ ○ درود شریف سے نیکیوں کا اضافہ
- ۴۹۰ _____ ○ پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں درود شریف کی پیشی
- ۴۹۱ _____ ○ درود شریف کے ذریعہ قرب نبوی کا حصول
- ۴۹۱ _____ ○ درود شریف کے ذریعہ دنیا و آخرت کی فکروں سے نجات
- ۴۹۲ _____ ○ جمعہ کے دن درود شریف کا خاص اہتمام
- ۴۹۲ _____ ○ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا اہتمام
- ۴۹۳ _____ ○ درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع
- ۴۹۵ _____ ○ کن مواقع میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؟
- ۴۹۶ _____ □ چند پسندیدہ درود شریف
- ۵۱۷ _____ ○ درود شریف کے بعد پڑھنے کے لئے چند منتخب دعائیہ کلمات
- ۵۳۳ _____ □ ماخذ و مراجع



کتاب الحج

(حج و عمرہ کے ضروری مسائل)



قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ○

(ال عمران: ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا، جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو۔



الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٍ، فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا

رَفَتْ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا

مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

وَآتَقُونِ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ○ (البقرة: ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے چند متعین مہینے ہیں (شوال سے لے کر ذی الحجہ کی دسویں رات تک) پس جس نے ان میں اپنے اوپر حج کو لازم کر لیا (یعنی حج کا احرام باندھ لیا) تو اس کو عورت سے بے حجاب ہونا اور گناہ کرنا اور حج کے زمانہ میں جھگڑا کر جائز نہیں، اور جو تم نیکی کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے، اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ شک بہترین توشہ، سوال سے بچنا، اور اے عقل مندو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔



حج کا بیان

حج کا سلسلہ کب سے جاری ہے؟

دنیا میں ”حج“ کی عبادت کا سلسلہ انسان اول سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ تفسیر کی روایات سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے مکہ معظمہ آ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی رہنمائی میں بیت اللہ شریف کی بنیادیں قائم فرمائیں اور حج ادا فرمایا، اور اس کے بعد برابر حجاز مقدس کے اسفار فرماتے رہے، جن میں سے ۳۰۰ اسفار حج کے لئے تھے اور ۷۰۰ اسفار عمرے کے لئے فرمائے۔ (اعیان الحجاج، مؤلفہ: محدث کبیر امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی ۲۲-۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے، تو انہوں نے خانہ کعبہ کا سات چکر طواف کیا، اب جہاں مقام ابراہیم ہے اس کے مقابل دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد یہ دعا فرمائی:

اے اللہ! تو میرا باطن اور ظاہر سب جانتا ہے، پس میری معذرت قبول فرما لے اور تو میری حاجت کو بھی جانتا ہے؛ لہذا میری مانگ پوری کر دے اور تو وہ سب جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے، پس میرے گناہ بخش دے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست ہو اور ایسا سچا یقین جس سے مجھے عین الیقین حاصل ہو کہ تو نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس کے سوا ہرگز نہ مجھ کو کچھ ملے گا نہ کوئی تکلیف پہنچے گی، اور یہ چاہتا ہوں کہ تیری تقسیم سے راضی رہوں۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيَّيَ وَعَلَائِيَّيَ
فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي
فَاعْطِنِي سُؤْلِي وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي
فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
إِيمَانًا يَبَاشِرُ قَلْبِي وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى
أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصَيِّبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي
وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِي.

جب حضرت آدم علیہ السلام دعا کر چکے تو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ: ”ہم نے تمہاری خطا بخش دی

اور تمہاری اولاد میں سے جو کوئی ہمارے یہاں آ کر تمہاری اس دعا کو پڑھے گا ہم اس کے گناہ بھی بخش دیں گے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۸۳، کتاب الادعیۃ، اعیان الحج ۲۲/۲۳، حج و زیارت نمبر ۷۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام حج کے مناسک ادا کر کے فارغ ہوئے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ: ”اے رب! ہر عمل کرنے والے کو بدلہ ملتا ہے، ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے؟“ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے آدم! میں نے تمہاری تو بخشش کر ہی دی، اور تمہاری اولادوں میں سے جو میرے گھر کے پاس آ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اسے بھی بخش دوں گا۔“ (البحر العمیق ۷/۶۱ بحوالہ اخبار مکہ، لازرقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج فرما چکے تو فرشتوں نے آپ سے ملاقات کر کے فرمایا کہ آپ کو حج مبارک ہو، ہم اس عبادت کو آپ سے پہلے دو ہزار سال سے کرتے آئے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگ طواف کرتے ہوئے کیا پڑھتے ہو؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم یہ کلمہ پڑھتے ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ چنانچہ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی طواف میں اس کلمہ کی کثرت فرمائی۔ (البحر العمیق ۷/۷۷)

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اعلان حج

بعد میں جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی (جس کے آثار طوفانِ نوح کے بعد مستور ہو چکے تھے) تو تعمیر مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

وَإِذْ نَادَىٰ النَّاسَ بِالْحَجِّ يَا تَوَكُّلْ
رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ
كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ. (الحج: ۲۷)

اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرمادیں، وہ چلے آئیں آپ کے پاس پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر، چلے آئیں رور دراز راہوں سے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہ العالمین! میری آواز آخر کہاں تک پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان تمہارا کام ہے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، پس سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے بلند پہاڑی پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ: ”اے لوگو! تمہارے رب نے اپنا گھر بنایا ہے، لہذا اس کا حج کرو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس ”ندائے ابراہیمی“ کو نہ صرف اس وقت موجود تمام مخلوقات تک پہنچایا؛ بلکہ جو لوگ ماں کے پیٹوں اور باپ کی پیٹھوں میں تھے ان سب تک یہ آواز پہنچادی اور جس نے اس ندا پر جتنی مرتبہ لبیک کہا اس کو اتنی ہی مرتبہ بیت اللہ حاضری کی سعادت نصیب ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مخص: تفسیر ابن کثیر مکمل ۸۹۵، تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶، نیز دیکھئے انوار مناسک، مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۹۰-۹۷)

حج کی فرضیت

حج اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو سن ۹ ہجری میں فرض کیا گیا، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا، جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص ناشکری کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو سارے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ.

جہاں والوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔

(ال عمران: ۹۷)

اس آیت کا انداز بجائے خود حج کی اہمیت کو بتلا رہا ہے کہ اس کی ابتدا ہی یہ کہہ کر کی گئی ہے کہ بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ حج کو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری و باطنی اور داخلی اور خارجی نعمتوں کا شکر ادا کریں؛ لہذا جو شخص بھی جسمانی اور مالی قدرت و استطاعت رکھتا ہو اس پر جلد از جلد اس فریضہ سے سبک دوش ہونا لازم ہے اور اس میں تاخیر پسندیدہ نہیں ہے۔

حج؛ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے، بار بار حج فرض نہیں؛ البتہ کوئی نفلی حج کرنا چاہے تو

بات الگ ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض فرمایا ہے“، تو ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال میں حج فرض ہے؟“ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میں ”ہاں“ کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اور اگر ایسا ہوتا تو تم اس پر عمل نہ کر پاتے اور تمہارے بس میں بھی نہیں تھا کہ تم اس پر عمل کرتے، حج تو بس ایک مرتبہ فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے۔

لَوْ قُلْتُهَا لَوَجِبَتْ وَلَوْ وَجِبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَعْمَلُوا بِهَا، الْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ. (رواہ احمد و ابوداؤد، تفسیر

ابن کثیر مکمل ۲۵۳)

صاحب استطاعت حضرات حج کی ادائیگی میں جلدی کریں

جس شخص پر حج فرض ہو جائے اسے جلد از جلد اپنے فریضہ سے سبک دوشی کی فکر کرنی چاہئے، سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فریضہ حج ادا کرنے میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ آئندہ کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ - يَعْنِي الْفَرِيضَةَ -
فَإِنْ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يُعْرَضُ لَهُ.

(مسند احمد، تفسیر ابن کثیر ۲۵۳،

الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۱)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کا حج کا ارادہ ہو تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (رواہ

ابوداؤد، تفسیر ابن کثیر ۲۵۳)

بہت سے لوگ استطاعت کے باوجود حج میں بلاوجہ تاخیر کرتے ہیں اور بہت سے حضرات محض اس وجہ سے حج سے رکے رہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی شادیوں وغیرہ سے فارغ ہو جائیں پھر حج کو جائیں تو یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ حج کی فرضیت کے بعد اولاد حج کی ادائیگی کی فکر ہونی چاہئے، بعد میں دیگر ضرورتیں پوری کریں، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کسی دنیوی ضرورت سے اپنا حج موخر کرتا ہے تو لوگ حج کر کے واپس بھی آجاتے ہیں، مگر اس شخص کی ضرورت باقی ہی رہتی ہے اور رکنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک ضعیف حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو مرد یا عورت اللہ کی رضا کی جگہوں میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے تو اس سے کئی گنا زیادہ اسے اللہ کی ناراضگی کی جگہوں میں خرچ کرنا پڑتا ہے، اور جو شخص کسی دنیاوی ضرورت کی بنا پر اپنا فریضہ حج چھوڑتا ہے تو وہ اس ضرورت کے پوری ہونے سے پہلے ہی حج سے واپس آنے والوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں اس کے ساتھ جانے سے منع کرے گا خواہ وہ ضرورت اس کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہو یا نہ ہو سکتی ہو، تو اسے کسی گناہ کے کام میں مدد کرنے میں مبتلا ہونا پڑے گا جس پر اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔

مَا مِنْ عَبْدٍ وَلَا أَمَةٍ يَصْنُ بِنَفْقَةٍ يُنْفِقُهَا
فِي مَا يُرْضِي اللَّهَ إِلَّا أَنْفَقَ أَضْعَافَهَا
فِيمَا يُسْخِطُ اللَّهَ. وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدْعُ
الْحَجَّ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا إِلَّا
رَأَى الْمُخْلَفِينَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ تِلْكَ
الْحَاجَةَ - يَعْنِي حَجَّةَ الْإِسْلَامِ -

وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدْعُ الْمَشَى فِي حَاجَةٍ
أَخِيهِ الْمُسْلِمِ قَضِيَتْ أَوْ لَمْ تُقْضَ إِلَّا
أُبْتُلِيَ بِمَعُونَةٍ مَنْ يَأْتُمُّ عَلَيْهِ وَلَا يُوجِرُ
فِيهِ. (رواہ الاصفهانی، الترغیب

والترہیب مکمل ۲۶۱)

بریں بنا معمولی بہانوں کی وجہ سے وسعت رکھنے والے لوگوں کو حج کے ادا کرنے میں ٹال ٹول نہیں

کرنی چاہئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آج کل ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر بیٹا صاحب استطاعت ہے اور والدین نے استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے حج نہیں کر رکھا ہے تو سرمایہ دار بیٹا اس وقت تک اپنے لئے حج کو جائز نہیں سمجھتا جب تک کہ والدین کو حج نہ کرادے، اور پھر عموماً یہ ہوتا ہے کہ ضعیف اور بوڑھے والدین کو تنہا حج کو بھیجا جاتا ہے؛ تاکہ ان کے حج کرنے سے اپنے لئے حج کی راہ ہموار ہو سکے، حالاں کہ یہ خیال کہ والدین کے حج کے بغیر بیٹے کا حج ادا نہ ہوگا محض جہالت اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حج کی فرضیت کا تعلق قدرت اور استطاعت سے ہے، اگر بیٹا استطاعت رکھتا ہے تو اسی پر حج فرض ہے اور وہ بلا تردد والدین سے پہلے اپنا فریضہ حج ادا کر سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ والدین کے حج کے انتظار میں اپنا حج موخر نہ کیا جائے؛ البتہ اگر کوئی سعادت مند بیٹا اپنی وسعت کے مطابق خود اپنی مرضی سے اپنے ساتھ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو لے کر جائے اور سفر حج میں ان کی خدمت کرے تو یہ یقیناً سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہوگی

وسعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں

احادیث شریفہ میں ایسے شخص کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جو وسعت اور قدرت کے باوجود حج کا فریضہ ادا کرنے میں تاخیر کرے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص زائر اور بیت اللہ شریف تک پہنچانے والی سواری پر قادر ہو پھر بھی حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ اور یہ بات اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو شخص وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو﴾

مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿وَاللَّهُ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾. (ترمذی شریف: ۸۱۲)

مناسک ملا علی قاری ۳۱، الترغیب والترہیب مکمل (۲۷۷)

اور دوسری روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

جس کو حج سے کوئی ظاہری ضرورت یا ظالم حکمراں یا مجبور کن بیماری نہ روکے پھر بھی وہ حج کے بغیر مر جائے

مَنْ لَمْ يَمْنَعَهُ مِنَ الْحُجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَاطِسٌ

تو چا دی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر (اللہ کو کچھ پروا نہیں)

فَمَاتَ وَلَمْ يَحْجْ فَلَيْمَتْ إِنْ شَاءَ
يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا. (رواه الديلمی فی

الفردوس، مناسک ملا علی قاری ۳۱)

اس میں یہودی یا عیسائی ہو کر مرنے کی جو وعید سنائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں مذاہب میں حج کی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں ہے، دوسرے یہ کہ یہ لوگ صراحتاً اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی کتابوں سے روگردانی اور بغاوت کرنے والے ہیں، تو گویا کہ وسعت و قدرت کے باوجود حج کو نہ جانے والا بھی حکم شرعی کو ادا نہ کر کے ان لوگوں کی طرح سرکشی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ نعوذ باللہ۔

حج، مغفرت کا بڑا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کو بندوں کی مغفرت کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے ان میں حج کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، چنانچہ احادیث شریفہ میں اس بات کو بخوبی واضح فرمایا گیا ہے۔

(۱) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ
رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.
جو شخص اس طرح حج کرے کہ اس میں کوئی گناہ کا کام اور بے حیائی کی بات نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو کر واپس ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (البخاری ۱/۲۰۶، ابن ماجہ ۶۶۸)

اس حدیث میں رَفُث سے ہر بے حیائی اور لغو بات مراد ہے، جب کہ فسوق میں ہر طرح کے گناہ شامل ہیں، سب چیزیں اگرچہ حج کے علاوہ بھی منع ہیں؛ لیکن حج کے ساتھ ان کی ممانعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ (البحر العمیق ۵۶۱)

(۲) مشہور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈالی تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دست مبارک بڑھائیے؛ تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو، چنانچہ آپ نے اپنا دست اقدس بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس پر پیغمبر علیہ السلام نے بطور تعجب فرمایا کہ: ”عمرو! تمہیں کیا ہوا؟“ تو میں نے عرض کیا کہ: ”میں آپ سے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں“؛ پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ: ”کیا شرط؟“ تو میں نے عرض کیا کہ: ”شرط یہ ہے کہ میرے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیا جائے“؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا عَلِمْتُمْ يَا عَمْرُو إِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَإِنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَإِنَّ الْحَجَّ يَهْلِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ. (مسلم شریف: ۱۲۱، ابن خزيمة ۲۵۱۵، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت سابقہ زندگی کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور حج ماقبل کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

یہاں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ علماء کے نزدیک حج جیسی عبادات سے چھوٹے موٹے حقوق اللہ سے متعلق گناہ بغیر توبہ کے معاف ہو جاتے ہیں، جب کہ بڑے گناہوں کی معافی کے لئے ساتھ میں توبہ شرط ہے۔ اور حقوق العباد سے متعلق گناہ محض حج سے یا محض توبہ سے معاف نہیں ہوں گے؛ بلکہ صاحب حقوق کو راضی کرنا لازم ہے؛ لہذا کوئی اس خوش گمانی میں نہ رہے کہ لوگوں کے حقوق کو ضائع کر کے محض حج کرنے سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے؛ بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی بہر حال لازم ہے۔ (مستفاد: البحر العمیق ۶۲۱-۶۳ وغیرہ)

(۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج و عمرہ پے در پے کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں عبادتیں فقر و فاقہ اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتی ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے اور سونا چاندی کے کھوٹ کو (جلا کر) ختم کر دیتی ہے، اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا
يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي
الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا
الْجَنَّةُ. (رواه الترمذی وابن خزيمة وابن

حبان، الترغيب والترهيب مكمل ۲۵۹)

(۴) سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عرض کیا کہ الہ العالمین! آپ کے جو بندے آپ کے گھر کی زیارت کو حاضر ہوں ان کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ہر مہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے، اے داؤد! ان زائرین کا مجھ پر حق یہ ہے کہ میں انہیں دنیا میں عافیت سے نوازوں گا اور (آخرت میں) جب میری ان سے ملاقات ہوگی تو ان کو مغفرت عطا کروں گا۔

إِنَّ لِكُلِّ زَائِرٍ حَقًّا عَلَى الْمَزُورِ حَقًّا يَا
دَاوُدُ إِنَّ لَهُمْ عَلَيَّ أَنْ أَعْفِيَهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَأَغْفِرَ لَهُمْ إِذَا لَقِيَهُمْ. (رواه لطبرسی فی

الاوسط ۶۰۳، لترغيب والترهيب ۲۶۱)

حجاج کے لئے اجر و ثواب کی بارش ہی بارش

(۵) سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی اور ایک ثقفی صحابی حاضر ہوئے، اور سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ: "اے اللہ کے رسول! ہم کچھ پوچھنے کی غرض سے آئے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان سوالات کی خبر دے دوں جنہیں تم معلوم کرنے آئے ہو؟ اور چاہو تو خاموش رہوں، اور تم خود سوال کرو؟" ان دونوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہی ارشاد فرمائیے! چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: "تم یہ باتیں پوچھنے آئے تھے: (۱) گھر سے چل کر

بیت اللہ کی طرف جانے کا کیا ثواب ہے؟ (۲) طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا کیا اجر ہے؟ (۳) صفا و مروہ کی سعی کا کیا بدلہ ہے؟ (۴) وقوف عرفہ کی کیا جزا ہے؟ (۵) کنکری مارنے پر کیا اجر ملتا ہے؟ (۶) اور قربانی کرنے سے انسان کس ثواب کا مستحق ہوتا ہے؟ یہ سن کر ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یہی سوالات کرنے حاضر ہوئے تھے“۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

(۱) فَإِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ
تَوَمُّمُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ لَا تَضَعُ نَاقَتَكَ
خُفًا وَلَا تَرْفَعُهُ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَكَ بِهِ
حَسَنَةً وَمَحَا عَنْكَ خَطِيئَةً.

(۱) جب تم اپنے گھر سے مسجد حرام کے قصد سے چلتے ہو تو تمہاری سواری کے قدم قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور تمہاری ایک غلطی معاف کی جاتی ہے۔

(۲) اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اجر بنی اسمعیل کے غلام کو آزا کرنے کے برابر ہے۔

(۲) وَأَمَّا رُكْعَتَاكَ بَعْدَ الطَّوْفِ
كِعْتَقِي رَقَبَةً مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ.

(۳) اور صفا و مروہ کی سعی کا ثواب ۷۰ غلاموں کو آزا کرنے کے مثل ہے۔

(۳) وَأَمَّا طَوَافُكَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
كِعْتَقِي سَبْعِينَ رَقَبَةً.

(۴) اور تمہارا میدان عرفات میں وقوف کرنا تو اس دن اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پراگندہ بالوں والے بندے دنیا کے کونے کونے سے میری جنت کی امید لگا کر میرے پاس آئے ہیں؛ لہذا ان کے گناہ اگرچہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں پھر بھی میں انہیں بخش دوں گا۔ پس اے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس جاؤ، تم بھی بخش دیئے گئے اور جس کے لئے تم نے بخشش کی سفارش کی ان کی بھی مغفرت کر دی گئی ہے۔

(۴) وَأَمَّا وَقُوفُكَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَإِنَّ
اللَّهَ يَهْبِطُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي
بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ يَقُولُ عِبَادِي جَاؤُنِي
شُعْثًا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ يَرْجُونَ
رَحْمَتِي فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكُمْ كَعَدَدِ
الرَّمْلِ أَوْ كَقَطْرِ الْمَطَرِ أَوْ كَزَبَدِ
الْبَحْرِ لَغَفَرْتُهَا أَوْ كَمَنْ مَغْفُورًا لَكُمْ
وَلَمَنْ شَفَعْتُمْ لَهُ.

(۵) اور تمہارا شیطان کو کنکری مارنا تو ہر کنکری کے بدلے میں کسی بڑے ہلاکت خیز گناہ کی مغفرت ہوتی

(۵) وَأَمَّا رَمِّيكَ الْجِمَارَ فَلَاكَ
بِكُلِّ حَصَاةٍ رَمَيْتَهَا تَكْفِيرٌ كَبِيرَةٌ مِنَ
الْمُؤْبَقَاتِ.

(۶) اور تمہارا قربانی کرنا تو اس کا ثواب آخرت کے ذخیرہ میں جمع کیا جاتا ہے۔

اور (احرام کھولتے وقت) تمہارا سر منڈانا تو ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔

اور جب تم اس کے بعد طواف زیارت کرتے ہو تو تم گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوتے ہو اور ایک فرشتہ تمہارے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ اب آئندہ کے لئے از سر نو اعمال کرو، تمہارے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔

(۶) وَأَمَّا نَحْرُكَ فَمَدْحُورٌ لَكَ عِنْدَ رَبِّكَ.

وَأَمَّا جِلْدُكَ رَأْسَكَ فَلَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ خَلَقْتَهَا حَسَنَةً وَيُمْحَى عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ.

وَأَمَّا طَوَافُكَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّكَ تَطُوفُ وَلَا ذَنْبَ لَكَ يَأْتِي مَلَكٌ حَتَّى يَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْكَ فَيَقُولُ: اِعْمَلْ فِيمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا مَضَى. (رواه الطبرانی فی

الكبير والبزار قال المعلى: وهي طريق لا بأس بها رواها كلهم موثقون، الترغيب

والترهيب مكمل ۲۶۲)

حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے

(۶) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں، پوچھا گیا کہ حج کا ”بر“ (یعنی خاص نیکی) کیا ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ”کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا“۔

الْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، قِيلَ وَمَا بِرُّهُ؟ قَالَ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيبُ الْكَلَامِ. (مسند احمد ۳/۳۲۵، الترغيب

والترهيب مكمل ۲۵۹)

حج مبرور کا اطلاق کس حج پر ہوگا؟ اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں، جس میں سے تین اقوال

درج ذیل ہیں: (۱) وہ حج جس کے ساتھ کوئی گناہ شامل نہ ہو۔ (۲) وہ حج جو عند اللہ مقبول ہو، اور اس کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد وہ حاجی اعمال خیر میں زیادتی کرے اور جن گناہوں سے توبہ کر چکا ہے ان سے دور رہے۔ (۳) حج مبرور وہ حج ہے جس میں ریاکاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ: ”حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ آدمی حج کر کے

جب واپس آئے تو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔ (البحر العمیق ۱/۵۷-۵۸ وغیرہ)

حج؛ کمزوروں کے لئے جہاد ہے

(۷) جگر گوشہ رسول سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں طبعی طور پر بزدل اور کمزور ہوں (لہذا جہاد کرنا مشکل ہے) تو آپ نے ارشاد فرمایا:

هَلُمَّ إِلَىٰ جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِيهِ
"الْحَجُّ". (رواه الطبرانی فی الکبیر
آدایے جہاد کی طرف جس میں کوئی کانٹا (جانی
خطرہ) نہیں ہے، وہ "حج" ہے۔

والاوسط، الترغیب والترہیب (۲۵۸)

(۸) ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل ترین عمل ہے تو کیا ہم عورتیں جہاد نہ کریں؟ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُورٌ.
(صحیح البخاری: ۱۰۲۰، الترغیب
تمہارے لئے (عورتوں اور کمزوروں کے لئے) افضل
ترین جہاد حج مبرور ہے۔

والترہیب مکمل (۲۵۸)

(۹) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ
الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. (رواه النسائی،
بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

الترغیب والترہیب مکمل (۲۵۸)

(۱۰) ام المؤمنین سیدتنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْحَجُّ جِهَادٌ كُلِّ ضَعِيفٍ. (رواه ابن ماجہ
حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے۔

۲۹۰۲، الترغیب والترہیب مکمل (۲۵۹)

واقعہ بھی یہی ہے کہ ہزار سہولتیں ہو جانے کے باوجود کمزوروں کے لئے حج کی عبادت کی مشقتیں اپنی جگہ برقرار ہیں، اور ان پر جہاد کے ثواب کا وعدہ نہایت بشارت آمیز ہے۔

حاجیوں کی دعاؤں کا اثر

(۱۱) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

حج اور عمرہ کرنے والے حضرات اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے انہیں بلایا جس پر انہوں نے لبیک کہا اور یہ لوگ اللہ سے جو مانگیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائیں گے۔

الْحُجَّاجُ وَالْعُمَرَاءُ وَقَدْ لَدَّ اللَّهُ دَعَاهُمْ
فَأَجَابُوهُ وَسَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ. (رواد البزار
ورواته ثقات، الترغيب والترهيب ۲۶۰)

(۱۲) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مکہ معظمہ میں داخلہ سے لے کر گھر واپسی تک حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے اور اسے مزید چالیس دن قبولیت کے عطا ہوتے ہیں۔

يُسْتَجَابُ لِلْحَاجِّ مِنْ حِينَ يَدْخُلُ
مَكَّةَ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَفَضْلُ
أَرْبَعِينَ. (البحر العميق ۶۹/۱)

(۱۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پانچ لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں (۱) حاجی کی دعا جب تک واپس نہ آجائے (۲) مجاہد کی دعا جب تک لوٹ نہ آئے (۳) مظلوم کی دعا جب تک کہ اس کی مدد نہ ہو (۴) مریض کی دعا جب تک شفا یاب نہ ہو (۵) اور ایک مسلمان بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔ ان میں سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا ایک مسلمان کا دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرنا ہے۔

خَمْسُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ: (۱) دَعْوَةُ
الْحَاجِّ حَتَّى يَصُدَّرَ (۲) وَدَعْوَةُ
الْمَظْلُومِ حَتَّى يَرْجِعَ (۳) وَدَعْوَةُ
الْمَرِيضِ حَتَّى يَنْتَصِرَ (۴) وَدَعْوَةُ
الْمَرِيضِ حَتَّى يَبْرَأَ (۵) وَدَعْوَةُ الْآخِ
لِأَخِيهِ بِالْغَيْبِ، وَأَسْرَعُ هَذِهِ
الدَّعَوَاتِ إِجَابَةً دَعْوَةُ الْآخِ لِأَخِيهِ
بِالْغَيْبِ. (البحر العميق ۷۰/۱)

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ: ”بیت اللہ میں جو شخص بھی دنیا یا آخرت کی جو بھی حاجت لے کر آئے گا اس کی حاجت روائی ضرور ہوگی۔“ (البحر العميق ۷۲/۱)

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص دنیا یا آخرت کی ضرورت کا طالب ہو تو وہ بیت اللہ شریف کا قصد کرے؛ کیوں کہ جو شخص بھی یہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا کی کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو اسے دنیا میں عطا کی جاتی ہے اور جو آخرت کی حاجت طلب کرتا ہے وہ اس کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھی جاتی ہے۔“ (البحر العميق ۷۱/۱)

حاجیوں سے دعا کی درخواست

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم حاجی سے ملو تو اس سے سلام و مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے استغفار کراؤ؛ کیوں کہ وہ بخشنا بخشایا ہے۔

إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
وَصَافِحْهُ وَمُرَّهُ أَنْ يُسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ
أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ. (مسند

احمد ۶۹/۲، البحر العمیق ۶۹/۱)

(۱۳) سیدنا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا:

حج کرنے والا شخص اپنے گھرانے کے ۴۰۰ آدمیوں کے حق میں سفارش کرے گا اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو کر آتا ہے جیسے پیدائش کے وقت تھا۔

الْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِ مِائَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ
وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

(رواه البزار، الترغيب والترهيب ۲۵۹)

(۱۳) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حاجی کی بھی مغفرت ہوتی ہے اور جس شخص کے لئے حاجی مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت کی جاتی ہے۔

يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنْ اسْتَغْفَرَ لَهُ

الْحَاجُّ. (رواه البزار وابن خزيمة

والحاكم، الترغيب والترهيب ۲۶۰)

بذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حج و عمرہ کو جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنا مسنون ہے۔

(۱۴) ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ میں جانے کی اجازت چاہی تو پیغمبر علیہ السلام نے اجازت دے دی، پھر جب آپ عمرہ کو تشریف لے جانے لگے تو نبی اکرم علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: ”يَا أَخِي لَا تَنْسِنَا فِي دُعَائِكَ“۔

(پیارے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں مت بھولنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”یا اخی“ فرمانے سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اس کے بدلہ میں اگر وہ تمام دولتیں بھی مجھے مل جاتیں

جن پر سورج طلوع ہوتا تو ان کے مقابلہ میں حضور کا یہ ارشاد مجھے زیادہ پسند ہے۔ (البحر العمیق ۶۹/۱)

حج؛ رزق میں برکت کا سبب

حج کے جہاں اور فوائد ہیں ان میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ حج کی بدولت اللہ تبارک و تعالیٰ رزق

میں برکت سے سرفراز فرماتے ہیں اور فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں۔

(۱۵) حضرت عامر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پے درپے حج اور بار بار عمرے کرنا بری موت اور

حُجَجٌ تَتْرَىٰ وَغَمْرٌ نَسَقٌ تَدْفَعُ مِيتَةَ

فقر کی مشقت سے بچاتا ہے۔

السُّوءِ وَعَيْلَةَ الْفَقْرِ. (البحر العمیق ۶۷/۱)

(۱۶) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُجُّوا تَسْتَعْتَبُوا. (مصنف عبد الرزاق حج کرو مستغنی رہو گے۔

۱۰۱۵، البحر العمیق ۶۷/۱)

(۱۷) اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا أَمَرَ حَاجٌّ. (رواہ النباکھی فی اخبار حاجی کبھی فقیر نہ ہوگا، یا اس کا توشہ ختم نہ ہوگا۔

مکہ، والطبرانی والبخاری، البحر العمیق ۷۲/۱)

بریں بنا وسعت والے حضرات کو چاہئے کہ حج و عمرہ کا اہتمام رکھیں اور کم از کم پانچ سال میں ایک

مرتبہ ضرور اس سعادت سے بہرہ ور ہوا کریں۔

(۱۸) چنانچہ سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

میں نے جس بندے کو جسمانی صحت اور مالی وسعت

إِنَّ عَبْدًا أَصْحَحْتُ لَهُ جِسْمَهُ

سے نوازا ہو پھر اس پر اس حالت میں پانچ سال گذر

وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيشَةِ تَمَضَىٰ

جائیں کہ وہ میرے (گھر یعنی بیت اللہ کے) پاس

عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَا يَفِدُ إِلَيَّ

حاضر نہ ہو تو وہ یقیناً محروم ہے۔

لَمَحْرُومٌ. (صحیح ابن حبان ۲۰۴۱۴)

وغیرہ، انوار مناسک ۵۶)

حج، عشقیہ عبادت ہے

حج اسلام کا وہ عظیم الشان رکن ہے جس کے ہر پہلو سے عشق خداوندی اور محبت ایزدی کا اظہار ہوتا

ہے۔ حج کا سفر سیر و تفریح نہیں بلکہ بندہ کی جانب سے جذبہ عاشقی کا بھرپور مظاہرہ ہے۔ حاجی احرام باندھ کر گویا

اعلان کرتا ہے کہ اب وہ دنیوی علائق سے آزاد ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے وصال کے لئے رخت سفر باندھ چکا

ہے۔ اب اس کی زبان پر ایک ہی رٹ ہے۔ لَيْلِكَ اَللّٰهُمَّ لَيْلِكَ (اے پروردگار میں حاضر ہوں، میں حاضر

ہوں) وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر دیوانہ وار بیت اللہ شریف کا طواف کر کے اپنے جذبہ عشق کو سکون عطا کرتا ہے۔ اسی طرح

اسے حکم ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان عاشقانہ ناز و انداز سے سعی کرے۔ پھر یہی عشق اسے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ

کی وادیوں میں لے جاتا ہے۔ بالآخر وہ بارگاہ ایزدی میں قربانی کر کے گویا اپنی جان کا نذرانہ محبوب کی خدمت میں

پیش کر دیتا ہے۔ الغرض سفر حج کا ہر لمحہ عشق و محبت کا آئینہ دار اور بندہ کی جانب سے محبوب حقیقی سے سچی انیسیت

کا کھلا مظاہرہ ہے، اسی لئے اس عبادت کے فضائل بھی بہت عظیم الشان ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر کئے گئے۔

حج؛ موت کی یاد کا ذریعہ

سفر حج دراصل انسان کو سفر آخرت کی یاد بھی دلاتا ہے، تمام گھربار اور مال و جائیداد کو چھوڑ کر حاجی احرام باندھ کر جب روانہ ہوتا ہے تو اسے یاد کرنا چاہئے کہ ایک دن دنیا کو بھی اسی طرح چھوڑ کر جانا پڑے گا، اور اس وقت اس کے ساتھ سوائے اعمال کے توشہ کے کوئی نہ ہوگا، پھر جب وہ لبیک پڑھ کر دیوانہ وار عازم حرم ہوتا ہے اور ہر چہار جانب سے لبیک کی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو یہ میدانِ محشر کی طرف لوگوں کے دوڑنے کی یاد دلاتا ہے۔ اور میدانِ عرفات کا اجتماع میدانِ محشر کی نظیر ہے، اور رمی جمار کی بھیڑ بھاڑ قیامت میں نفسا نفسی کے عالم کا منظر ہے۔ (مستفاد: البحر العمیق ۱/۳۳۹)

سفر حج کی اصل روح

سفر حج کی اصل روح پورے سفر کے دوران خاص طور پر منکرات و فواحش سے کلی اجتناب کرنا ہے۔ حتیٰ کہ اس سفر میں بہت سے ایسے امور بھی ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں جو سفر سے پہلے جائز ہوتے ہیں مثلاً بیوی سے بے حجابی کی باتیں کرنا، زیب و زینت کرنا وغیرہ، دراصل حج کی قبولیت کا مدار انہی ہدایات کی پیروی کرنے پر ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے۔

حج کے چند مہینے ہیں معلوم، پھر جس شخص نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانے میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے۔

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ. (البقرہ: ۲۵)

حضرت سفیان ثوری کا مقولہ ہے کہ جس حج میں بے حیائی کا کام کیا اس نے گویا اپنے حج کو فاسد کر دیا (احیاء العلوم ص ۱۶۴/۱) یعنی اگرچہ اس کا فرض ادا ہو گیا لیکن قبولیت حاصل نہ کر سکا۔ حج میں یہ جذبہ اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جبکہ یہ عبادت خاصۃ اللہ عزت کی رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کی جائے۔ اگر اس میں کوئی اور غرض شامل ہوگی یا منکرات سے بچنے کا اہتمام نہ ہوگا تو صحیح معنی میں حج کی غرض حاصل نہ ہوگی۔

سفر حج میں رائج منکرات

خادم رسول سیدنا حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ اور ایک پرانی چادر پر حج فرمایا۔ جس کی قیمت چار درہم بھی نہ تھی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اللَّهُمَّ حَجَّةَ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ. انے اللہ میں ایسے حج کو چاہتا ہوں جس میں کوئی ریا کاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔ (الترغیب والترہیب ۱۱۶/۲، سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۸۹۰)

اس کے برخلاف آج کل حج جیسی پر عظمت عبادت میں ریاکاری، شہرت طلبی، اسراف اور منکرات پر مبنی رسمیں جگہ پکڑتی جا رہی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری طرح صادق آ رہی ہے کہ: ”آخری زمانہ میں چار طرح کے لوگ حج کریں گے۔ بادشاہ تفریح کی غرض سے، امراء تجارت کے مقصد سے، فقراء بھیک مانگنے کے لئے، اور قزاق اور علماء شہرت طلبی کے لئے“۔ (البحر العمیق ۱/۲۹۰، احیاء العلوم ۱/۱۶۲)

یہ غیر شرعی التزامات حاجی کے سفر پر جانے سے کافی دنوں پہلے سے شروع ہو جاتے ہیں۔ حاجی کی طول طویل دعوتیں ہوتی ہیں۔ کہیں کہیں قوالی کی محفلیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ احکام حج کو سیکھا جائے اور آتش شوق میں اضافہ کیا جائے۔ فضول ملاقاتوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر جانے والے دن سارے خاندان کے افراد مرد و عورت جمع ہوتے ہیں۔ اسی پر لیس نہیں بلکہ ایک ایک حاجی کو ایئر پورٹ تک چھوڑنے کے لئے پچاسوں افراد جاتے ہیں جن میں بے پردہ عورتیں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ایئر پورٹ پر وہ شور و غوغا، فوٹو گرافی اور بے حجابی کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ ایک میلہ لگا رہتا ہے جس میں عبادت کا جذبہ برائے نام اور سیر و تفریح اصل مقصود ہو جاتی ہے۔ حاجی کو پھولوں سے لاد کر اس کے ساتھ تصاویر کھنچوائی جاتی ہیں۔ اور بعض لوگ تو باقاعدہ ”ویڈیو فلم میکر“ کو ساتھ لے کر جاتے ہیں جو ان سب مناظر کو کیمرے میں محفوظ کرنے کا ”فرض“ انجام دیتا ہے۔ گویا پہلے ہی مرحلے میں اللہ رب العزت کی نافرمانی سامنے آتی ہے اور حج کے سفر کی روح نکال دی جاتی ہے۔ پھر بہت سے لوگ حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت بھی جائز و ناجائز کی طرف قطعاً دھیان نہیں دیتے۔ بیت اللہ شریف میں حجر اسود کے بوسہ کے لئے اس قدر ازدحام ہوتا ہے کہ مرد و عورت کا امتیاز اور لحاظ باقی نہیں رہتا۔ عورتیں بے حیائی کے ساتھ غیر مردوں کے درمیان گھس جاتی ہیں۔ اور مرد بھی بے محابا اجنبی عورتوں پر گرے پڑتے ہیں۔ جبکہ اس طریقہ پر معصیت کر کے حجر اسود کا استلام ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ کیونکہ اگر بوسہ لینے کا موقع نہ ہو تو در سے اشارہ کر کے ہاتھ چوم لینے سے بھی بعینہ وہی ثواب ملتا ہے، تو گناہ کے ارتکاب سے کیا فائدہ؟ اس مقدس اور مبارک مقام پر اس بے حیائی کا اظہار حد درجہ مذموم اور قابل ترک ہے۔ حج کے ہر مرحلے میں اس طرح کے بے حیائی کے کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ حکومت سعودیہ کی توجہ سے حرم نبوی مدینہ منورہ (زادبا اللہ شرفاً) میں زیارت کے لئے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ اوقات مقرر کر دینے سے وہاں بے محابا اختلاط سے نجات مل گئی ہے۔ خدا کرے مسجد حرام میں بھی اس طرح کی کوئی شکل نکل آئے تو اس عموم بلوئی سے چھٹکا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اپنی نظر کی حفاظت میں لوگ بڑی کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے کہ انسان وہاں جا کر بھی اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھ سکے۔

پھر جوں جوں واپسی کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ بہت سے حجاج اپنا ما بقیہ وقت طواف و زیارت سے زیادہ حرم کے بازاروں اور جدہ کی مارکیٹوں میں گزارنے لگتے ہیں اور وقت کو غنیمت نہ جان کر زیادہ تر احباب اور رشتہ داروں کے لئے تحفہ تحائف خریدنے میں مصروف رہتے ہیں، جو بجائے خود نہایت بے حسی اور محرومی کی بات ہے، گھر والوں کے لئے تحفے لانا یا خرید و فروخت ممنوع نہیں لیکن اس میں وقت کا ضرورت سے زیادہ ضیاع جذبہ حج کے منافی ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔

اس کے بعد جب حاجی فریضہ حج ادا کر کے وطن واپس ہوتا ہے تو پہلے ہی سے اس کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پہنچنے والے رشتہ دار (جن میں مرد و عورت سب شامل ہوتے ہیں) معصیت اور نافرمانی کی چیزیں، فوٹو اور ویڈیو کیمرے اسی طرح پھولوں اور نوٹوں کے ہار لئے تیار رہتے ہیں اور اطاعت خداوندی کا عہد کر کے لوٹنے والا حاجی آتے ہی ان معاصی میں مبتلا ہو کر قبولیت دعا کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ ”حجاج سے گھر لوٹنے اور گناہوں میں مبتلا ہونے سے پہلے دعا کراؤ“۔ (مسند احمد ۶۹۲، انوار مناسک ۵۳)

پھر گھر آ کر جو رسمیات اپنائی جاتی ہیں وہ سب بھی حج کی روح سے میل نہیں کھاتیں۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ”حج مبرور و مقبول کی نشانی یہ ہے کہ حاجی دنیا سے بے رغبت، آخرت کی یاد میں مستغرق اور دوبارہ زیارت حرم میں شریفیں کا شوق لے کر لوٹے۔ اگر یہ جذبات نہیں ہیں تو سمجھ لے کہ اس کا حج مبرور نہیں ہے“۔ (احیاء العلوم ۱/۱۶۲)

ہونا یہ چاہئے کہ حج، انسان کے اعمال میں انقلاب، اطاعت کی توفیق اور معاصی سے مکمل احتراز کا ذریعہ بن جائے جیسا کہ سفر حج کا واقعی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

حج میں صرف حلال پیسہ لگائیں

آج گو کہ پہلے زمانہ کے مقابلہ میں حجاج کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے؛ لیکن تعداد کے اضافہ کے ساتھ ساتھ شوق و ذوق اور واقعی جذبہ عشق و محبت میں کمی واقع ہوتی جا رہی ہے، اس کو تا ہی کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ حج میں جیسا حلال و طیب مال لگنا چاہئے وہ نہیں لگایا جاتا۔ حالانکہ حج کی قبولیت کے لئے نفقہ طیب اولین شرط ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ جب حاجی مال حلال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمان سے ندا آتی ہے کہ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، تیرا توشہ حلال ہے، تیری سواری بھی حلال ہے اور تیرا حج مقبول اور گناہوں سے دور ہے۔ اس کے برخلاف جب کوئی شخص حرام اور مشتبہ مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے تو منادی کہتا ہے کہ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، تیرا توشہ حرام، تیرا خرچہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول اور موجب گناہ ہے۔“ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترہیب مکمل: ۱۷۳۸)

اس لئے خاص طور پر حج میں حرام اور مشتبہ رقم لگانے سے احتراز ضروری ہے۔

حج کو جانے سے پہلے مسائل ضرور سیکھیں

سب سے اہم چیز جس کی طرف توجہ ضروری ہے وہ ارکان و مناسک حج سے واقفیت حاصل کرنا ہے، اس سلسلہ میں نہایت کوتاہی ہوتی ہے، اور بسا اوقات مسائل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حج فاسد یا دم واجب ہوتا ہے، اور لاعلمی کی بنا پر احساس بھی نہیں ہو پاتا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ شریعت پر عمل کئے بغیر قبولیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا اس لئے ارکان حج کی واقفیت انتہائی ضروری امر ہے۔ حج پر لکھی ہوئی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کرنا اور واقف کار علماء سے اس سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امور کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور باادب حاضری کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔

ذیل میں حج سے متعلق منتخب چند مسائل پیش کئے جا رہے ہیں:

حج کی شرعی تعریف

حج ان خاص افعال (وقوف عرفہ اور طواف زیارت) عبادت کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھنے کی حالت میں خاص اوقات (ایام حج) میں ادا کئے جاتے ہیں۔ والظاهر انه اسم للافعال المخصوصة من الطواف الفرض والوقوف بعرفة في وقتها محرمها بنية الحج سابقاً. (فتح القدیر ۱۵۱۲، البحر الرائق زکریا ۵۳۷/۲، غنیۃ الناسک ۱۰)

حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں

حکم و صفت کے اعتبار سے حج کی درج ذیل ۵ قسمیں ہیں:

(۱) فرض عین: یعنی مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ یفترض علی الانسان فی عمره مرة واحدة وهي حجة الاسلام. (البحر العمیق ۳۴۹/۱) وأدائه فی العمرة مرة. (غنیۃ الناسک ۱۰، ہندیۃ ۳۱۶/۱، فتح القدیر ۴۱۶/۲)

(۲) واجب: مثلاً میقات سے بلا احرام آگے بڑھ گیا اور اس کی تلافی کے لئے حج کا ارادہ کیا تو یہ حج واجب کہلائے گا۔ وقد تجب کما إذا جاوز الميقات بلا إحرام فيجب عليه

أحد النسكين فإن اختار الحج اتصف بالوجوب. (درمختار مع الشامي زكريا

٤٥٢/٣-٤٥٣، البحر الرائق زكريا ٥٤٤/٢، مجمع الانهر ٣٨٣/١)

(٣) **فصل:** حج زندگی میں ایک سے زائد بار کیا جائے اور وہ واجب وغیرہ کی قبیل سے نہ ہو تو

اس پر نفل کا اطلاق ہوگا۔ وما زاد فتطوع. (غنية الناسك ١٠) لأن سببه البيت وهو واحد

والزيادة تطوع. (درمختار زكريا ٥٢/٣، فتح القدير ٤١٧/٢)

(٤) **حرام:** نام وری اور شہرت کے مقصد سے یا حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ وقد

يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام رياء أو سمعة. (شامي زكريا ٥٢/٣، البحر الرائق

زكريا ٥٤٤/٢)

(٥) **مکروہ تحریمی:** مثلاً خدمت کے محتاج والدین کی اجازت کے بغیر حج کو جانا، یا اہل

وعیال کے نان و نفقہ کا انتظام کے بغیر سفر میں چلا جانا وغیرہ۔ وبالكراهة التحريم كالحج بلا

إذن ممن يجب استئذانه. (غنية الناسك ١٠، والتفصيل في الشامي زكريا ٥٥٤/٣، فتح القدير ٤١٢/٢)

حج پہلی فرصت میں کریں

شرائط پائے جانے کے بعد پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی

تو گنہ گار ہوگا، تاہم اگر تاخیر کے بعد ادا کر لیا تو گناہ ساقط ہو جائے گا۔ والفورية واجب فرض

لظنية دليلها وهو الاحتياط، والحج مطلقاً هو الفرض فإذا أخره إلى العام الثاني

بلا عذر يأنم لترك الواجب ولو حج بعد ذلك ولو في آخر عمره يرتفع إثم

التأخير وقع أداء اتفاقاً. (غنية الناسك ١١، طحطاوي على السرائي كراچی ٣٩، البحر الرائق

٣١٠/٢) وإذا أذاه بعد سنين عادت عدالته لارتفاع الإثم. (غنية الناسك ١١)

بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی بیوی بیمار ہو تو یہ اس کے لئے حج کی ادائیگی میں

تاخیر کا عذر نہیں بن سکتا (لہذا اسے بیوی کی تیمارداری کا معقول انتظام کر کے حج کو چلے جانا چاہئے)

من عليه الحج ومرضت زوجته لا يكون عذراً للتخلف عن الحج. (غنية الناسك

۱۲، البحر العميق ۳۸۹/۱)

والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش

اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے بیمار ہوں کہ ان کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ حج کے ارادے کو مؤخر کر دے اور والدین کی خدمت بجالائے۔ ومرض الوالد والوالدة يكون عذراً إذا احتاجا إليه. (غنية الناسك ۱۲) ينبغي لمريد الحج أو الغزو أن يستأذن أبويه فإن خرج بدون إذن مع الاحتياج إليه للخدمة أثم، وقيل يكره. (طحطاوي على المراقى ۳۹۶، ومثله في الشامی

زكريا ۵۵۴/۳، البحر العميق ۳۸۹/۱)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ والولد الصغير المحتاج إليه عذر في التخلف مريضاً كان أو لم يكن. (غنية الناسك ۱۲) فيه دلالة على أن التأخير في الحج لأجل الحاجة الظاهرة كحضانة الولد الصغير المحتاج إليه..... لا يوجب الوعيد. (اعلاء السنن بيروت ۱۰/۱۰، انوار مناسك ۱۵۹)

کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کر سکتا ہے؟

جس شخص کو دمہ کا مرض لاحق ہو کہ تھوڑا چلنے سے سانس پھولنے لگتا ہو یا نزلہ زکام کا مسلسل مریض ہو کہ ذرا سی ٹھنڈک بھی برداشت نہ ہو اس کے لئے بھی پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی لازم ہے، مذکورہ امراض اس کے لئے عذر نہیں بن سکتے، (گویا کہ مناسب سفری انتظامات مثلاً ضرورت کے کپڑے، دوائیں اور اسباب وغیرہ کا انتظام کر کے اسے فریضہ حج ادا کرنا چاہئے) یمشی قليلاً

فیضیق نفسه فیحتاج إلى الاستراحة ثم یمشی قليلاً فلا یقبل إلا بعد استراحة هنكذا
وله زاد وراحلة لا یجوز له تأخیر الحج، وكذا إذا كان یضره الهواء البارد ویجمد
بلغمه ویضیق نفسه. (غنية الناسك ۱۲)

ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض کا حکم

جو شخص ہائی بلڈ پریشر یا شوگر کا مریض ہو اور تھوڑا سا چلنے سے دل گھبرانے لگتا ہو، اس کا حکم
بھی دمہ کے مریض کے مانند ہے کہ وہ اس مرض کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کرے؛ بلکہ دواؤں کا
انتظام کر کے سفر کا ارادہ کرے۔ یمشی قليلاً فیضیق نفسه فیحتاج إلى الاستراحة
الخ، وله زاد وراحلة لا یجوز له تأخیر الحج. (غنية الناسك ۱۲)

دل کے مریض کا حکم

جو شخص عارضہ قلب میں مبتلا ہو اور اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کا نظم ہو تو اسے صحت
تک حج مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اور اگر آخری عمر تک صحت یاب نہ ہو تو حج کی وصیت لازم
ہوگی۔ أما إذا كان غالب ظنه الموت اما یسبب الدم أو المرض فإنه یتضیق علیه
الوجوب إجماعاً. (غنية الناسك ۱۱)

آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج کے واجب ہونے کے شرائط ۷ ہیں:

- (۱) مسلمان ہونا؛ لہذا جو شخص علانیہ کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں۔
- (۲) حج کی فرضیت کا علم ہونا؛ خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو، حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی
دارالاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا
قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مال اور استطاعت والا ہو۔

(۴) عاقل ہونا؛ لہذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں۔

(۵) آزاد ہونا؛ لہذا غلام پر نہ تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج

فرض ادا ہوگا۔

(۶) حج کے سفر پر قادر ہونا؛ یعنی بدنی طاقت، سواری اور توشہ کا ہونا، اگر یہ استطاعت نہیں

ہے تو حج واجب نہیں۔

(۷) حج کا وقت ہونا: یعنی حج کے مہینوں: شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور

دراز کار ہننے والا ہے تو ایسے وقت میں ہونا جس میں سفر کر کے وہ حج کر سکے۔ الأول: الاسلام فلا

يجب على كافر النخ. (غنية الناسك ۱۲) والثاني: العلم بكون الحج فرضاً إما بكونه

في دار الاسلام وإما بإخبار رجلين أو رجل وامرأتين النخ. والحاصل أن العلم

المذكور يثبت للمسلم في دار الاسلام لمجرد الوجود فيها سواء علم بالفرضية

أو لا النخ. (غنية الناسك ۱۳) الثالث والرابع: البلوغ والعقل فلا يجب على صبي أو

مجنون النخ. الخامس: الحرية فلا يجب على عبد النخ فلو حج ولو باذن المولى

فهو نفل لا يسقط الفرض. (غنية الناسك ۱۶) السادس: الاستطاعة وهي القدرة

على زاد يليق بحاله. (غنية الناسك ۱۶) السابع: الوقت أي وجود القدرة فيه وهي

اشهر الحج أو هو وقت خروج أهل بلده إن كانوا يخرجون قبلها. (غنية الناسك

۲۲، ومثله في الهندية ۲۱۶/۱-۲۱۷، البحر الرائق زكريا ۵۳۹/۲، اعلاء السنن كراچی ۶/۱۰)



شرائط وجوب سے ملحق مسائل

اگر کوئی کافر حج کر لے تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی شخص کافر رہتے ہوئے اسی طرح حج کو چلا جائے اور حج کے تمام ارکان ادا کر لے تو اس کا حج معتبر نہ ہوگا، بعد میں اگر اسلام لائے تو حسب شرائط دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ ولو حج الكافر ثم أسلم يجب عليه حجة الاسلام ولا يعتد بما حج في حال الكفر (بدائع الصنائع ۲۹۳/۲، ہندیہ ۲۱۷/۱) فلا يصح منه أدائه. (غنية الناسك ۱۲)

جس شخص کو حج کی فرضیت کا علم نہیں تھا لیکن اس نے حج کر لیا

جس مسلمان شخص کی پرورش دار الحرب میں غیر اسلامی ماحول میں ہوئی اور اسے پہلے سے حج کی فرضیت کا علم نہ ہو سکا؛ لیکن اس نے حج کر لیا تب بھی اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ ونوزع بأن العلم بوجوب الحج ليس من شروط وقوع الحج عن الفرض، وبأن الحج يصح بمطلق النية بلا تعيين الفرضية. (شامی زکریا ۴۵۷/۳، غنية الناسك ۱۳)

بچہ کا حج کرنا

جو بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اگر حج کے تمام ارکان ادا کر لے تو اس کا حج صحیح ہو جاتا ہے؛ لیکن وہ اس کے حق میں نفل شمار ہوتا ہے۔ ولو أن الصبي حج إذا كان قبل البلوغ فلا يكون ذلك عن حجة الاسلام ويكون تطوعاً. (ہندیہ ۳۱۷/۱، ومثله في البدائع ۲۹۳/۲، خانية ۲۸۱/۱) أما الصبي يعقل الأداء فيصح منه أداء الحج بنفسه إجماعاً. (غنية الناسك ۱۳)

ناسمجھ بچہ اور مجنون کی طرف سے ولی کا احرام باندھنا

جو بچہ بالکل ناسمجھ ہو یا جو شخص پاگل اور مجنون ہو تو ان دونوں کی طرف سے اگر ان کا ولی (باپ وغیرہ) احرام باندھ لے اور پھر ان دونوں سے ارکان ادا کرائیں تو ان کی طرف سے نقلی حج ادا ہو جائے گا اور ولی کو بھی ثواب ملے گا۔ و الثانی علی فعل الولی ویقع نفلاً لهما ولأبویہما أجر التسبب. (غنیۃ الناسک ۱۳، ومثلہ فی الشامی زکریا ۴۵۷/۳، منحة الخلق زکریا ۵۵۵/۲)

احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہو گیا

اگر بچہ نے حج کا احرام باندھا (خواہ سمجھ دار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی یعنی والدین میں سے کسی نے باندھا ہو) اور وقوف عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہو گیا تو مذکورہ احرام سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا؛ (بلکہ نقلی حج رہے گا) البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کر لی اور پھر وقوف عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ ولو أحرم صبی عاقل بنفسہ أو غیر عاقل باحرام ولیہ عنہ..... وبلغ..... قبل الوقوف بعرفۃ فمضی لم یجز عن فرضہ لانعقاده نفلاً، ولو جددہ بعد بلوغہ..... قبل الوقوف بعرفۃ ونوی الفرض أو أطلق أجزاءہ. (غنیۃ الناسک ۱۳، ومثلہ فی التارخانیۃ

۴۷۷/۳، ہندیۃ ۳۱۷/۱، خانۃ ۳۸۱/۱، بدائع الصنائع ۲۹۵/۲)

احرام باندھنے کے بعد پاگل پن جاتا رہا

کسی پاگل شخص کی طرف سے ولی نے حج کا احرام باندھا اور پاگل کو ساتھ لے کر چلا پھر وقوف عرفہ سے پہلے وہ پاگل شخص تندرست ہو گیا تو اسے چاہئے کہ اپنے احرام کی تجدید کرے اس کے بعد ارکان حج ادا کرے، اگر تجدید کئے بغیر سابقہ احرام سے ارکان ادا کئے تو اس کا فریضہ حج معتبر نہ ہوگا؛ بلکہ نقلی ہو جائے گا۔ أو مجنون كذلك..... أو أفاق..... قبل الوقوف بعرفۃ فمضی لم یجز عن فرضہ لانعقاده نفلاً، ولو جددہ بعد بلوغہ أو أفاقہ قبل الوقوف بعرفۃ ونوی الفرض أو أطلق أجزاءہ. (غنیۃ الناسک ۱۳، ومثلہ فی الہندیۃ ۲۱۷/۱، فتح لقدیر ۴۲۳/۲)

ولو أحرم الصبي أو المجنون أو الكافر ثم بلغ أو أفاق أو أسلم ووقت الحج باق

فإن جدد الإحرام يجزئهم عن حجة الإسلام. (غنية لناسك ۱۴، ومثله في الشامي زكريا ۴۶۷/۳)

وما غي معذور کا حکم

جو شخص پوری طرح پاگل تو نہ ہو؛ لیکن پوری سمجھ بھی نہ رکھتا ہو اس کا حکم سمجھ دار بچے کے مانند ہے کہ اس پر حج فرض تو نہیں؛ لیکن اگر ادا کر لے گا تو بطور نفل ادا ہو جائے گا۔ وکذا لا يجب علی معتوه علی مافی عامة کتب الأصول أنه كالصبي العاقل فی کل الأحکام تبعاً لفخر الإسلام رحمه الله حتی لو أذاه یصح منه. (غنية الناسك ۱۵، ومثله فی الشامي

زكريا ۴۵۶/۳، تقریراتِ رافعی ۱۵۶/۳)

تنبیہ: البتہ اگر کوئی شخص عاقل بالغ ہے لیکن بچپن کے اثرات کی بنا پر مال خرچ کرنے میں بہت لاپرواہ اور چٹور پن کا عادی ہے تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اور اس کا حکم عام سمجھ دار شخصوں کی مانند ہے؛ تاہم مناسب ہے کہ اخراجات کی کل رقم اس کے قبضہ میں نہ دی جائے؛ بلکہ کسی دیانت دار شریک سفر کے حوالہ کر کے اس کو حج کے لئے بھیجا جائے۔ أما السفیه فهو المبذر المحجور فحکمه كالعاقل فإن أراد حجة الإسلام أو عمرة الإسلام أو كليهما لا یمنع ولكن لا يدفع القاضی النفقة إليه بل يدفع إلى ثقة یرید الحج معه حتی ینفق علیه ما یکفیه. (غنية الناسك ۱۵)

استطاعت سے کون سی قدرت مراد ہے؟

استطاعت سے مراد سفر کی ایسی قدرت ہے جو جانے والے کی حالت کے مناسب ہو، مثلاً جو شخص مکہ کا رہنے والا ہے اور پیدل چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے پیدل چلنا استطاعت ہے اور جو چلنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر سواری اس کے لئے مہیا ہو تو اس کے لئے سواری قدرت ہے، اور جو مکہ کے باہر رہنے والے ہیں تو اس مقام سے بسہولت جس سواری کے ذریعہ سفر حج کرنے کا معمول ہو، مثلاً خشکی کے راستے سے کاروں، بسوں یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ یا سمندری راستے سے پانی کے

جہازوں کے ذریعہ یا دور دراز کے ممالک سے ہوائی جہاز کے ذریعہ، الغرض جس جگہ سے جس طرح کی سواری سفر حج میں استعمال ہوتی ہو اس پر قدرت شرط ہے، یہی حال زادراہ کے سلسلہ میں ہے کہ جو شخص جس طرح کے کھانے کا عادی ہو سفر میں اسی طرح کے کھانے کا انتظام ہو جانا اس کے حق میں قدرت شمار ہوگا۔ الاستطاعة وهي القدرة على زاد يليق بحاله ولو لمكى ملكاً لا بالإباحة وعلى راحلة مختصة به لغير مكى ومن حولها بالملك أو الإجارة الخ، وكذا المعتبر من الزاد ما يصلح معه بلذنه فالمعتاد اللحم إذا قدر على خبز وجبن لا يعد قادراً. (غنية الناسك ۱۶، ومثله في البحر الرائق زكريا ۴۸۱۲-۵۳۱۳، شامی

زكريا ۴۵۸۱۳، اعلاء السنن كراچى ۶۱۱۰، الولوالجى ۲۵۳/۱)

حج بدل کی وجہ سے غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہوگا

اگر کسی شخص کے پاس خود اپنے حج کی استطاعت نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے حج بدل کے لئے بھیجے تو اس مامور شخص پر خود اپنا حج فرض نہ ہوگا۔ فإنه إذا وصل إلى الميقات لا يصير كالمكى بأن قدرته بقدره غيره وهي لا تعتبر. (غنية الناسك ۱۸)

تنبیہ: البتہ یہ الگ مسئلہ ہے کہ حج بدل میں مذکورہ شخص کو بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔

آفاقی فقیر کامیقات سے تجاوز کر جانا

جس شخص پر فی نفسہ حج فرض نہیں تھا؛ لیکن وہ اپنی مرضی سے اپنا حج کرنے کے لئے حدود میقات میں داخل ہو گیا تو اس پر حج فرض ہو گیا، اگرچہ اس کے پاس مال اور سواری کا نظم نہ ہو۔ (یعنی اسے بہر حال حج کرنا ہوگا، چاہے اب کرے یا بعد میں کبھی بھی کرے) والفقير الأفاقي إذا وصل إلى ميقات صار كالمكى فيجب عليه وإن لم يقدر على الراحلة الخ. (غنية لناسك ۱۸،

ومثله في فتح القدير بيروت ۴۱۹۱۲، تاتارخانية ۵۵۱/۳، شامی زكريا ۴۵۹/۳، منحة الخالق كوئٹہ ۳۱۲/۲)

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب کہ یہ شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرنے نہ جا رہا ہو؛ کیوں کہ اگر

فقیر شخص حج بدل کرنے جائے گا تو اس کی وجہ سے اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ وینبغی أن یراد به الفقیر المتفل لنفسه لیخرج الفقیر المأمور، فإنه إذا وصل إلى المیقات لا یصیر کالمکی؛ لأن قدرته بقدره غیره، وهی لا تعتبر فلا یجب علیه. (غنیة الناسک ۱۸)

کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

اگر کوئی ایسا شخص جس پر حج فرض نہ تھا وہ رمضان میں عمرہ کرنے گیا، پھر عید کے بعد شوال کے مہینہ میں اس نے مکہ معظمہ جا کر عمرہ کر لیا تو کیا اس پر حج فرض ہو جائے گا؟ اس بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کے مصارف و اسباب مہیا ہیں، تو اس پر حج کرنا فرض ہوگا اور اگر اتنے مصارف نہیں ہیں تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ مستفاد: والحاصل أن الزاد لا بد منه ولو لمکی كما صرح به غیر واحد کصاحب الینابیع والسراج الخ، الفقیر الافاقی إذا وصل إلى میقات فهو کالمکی. قال شارحه: أي حیث لا یشرط فی حقه إلا الزاد و(لا) الراحلة. (شامی زکریا ۴/۵۸۱-۵۹۰، استفاد: زیادة المناسک ۲۱، كما أفاده فی غنیة الناسک بحثاً ۳۳۸-۳۳۹)

نوٹ: ○ اور اگر حج تک رکنے کے مصارف تو ہیں؛ لیکن حکومت کی طرف سے اجازت نہ ہونے کی بنا پر رکنا مشکل ہے، تو ایسی صورت میں بعض مفتیان کرام نے حج کی فرضیت کا قول کیا ہے۔ (دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۵۲۹/۴)

○ اور جو شخص اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہے اس پر شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا، اس کا مذکورہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زاو سفر حوانح اصلیه سے الگ ہونا چاہئے

حج میں جس مالی وسعت کی شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وطن سے مناسب حال سواری سے مکہ معظمہ آمد و رفت کا خرچ اس کے پاس ہو اور یہ خرچ اس کی لازمی ضروریات سے علیحدہ ہو اور لازمی ضروریات میں مکان، سواری، کاری گری کے آلات، عالم کے لئے مطالعہ کی کتابیں،

پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز و سامان اور بقدر ضرورت تجارتی سرمایہ وغیرہ شامل ہے۔ ومعنی القدرة علی زاد وراحلة ملک مال يبلغه إلى مكة بل إلى عرفة ذاهباً وجائياً..... فاضلاً عن حاجته الأصلية المذكورة في الزكاة..... وعن نفقة عياله من تلزمه نفقته.

(غنية الناسك ۱۹، ومثله في مجمع الانهر جدید ۳۸۶/۱، البحر الرائق زکریا ۴/۲، ۵۴، ہندیہ ۲۱۷/۱)

حج کے لئے حوائجِ اصلیہ کو بیچا نہیں جائے گا

گھر کے ضروری ساز و سامان مثلاً فریج، کولر وغیرہ اگر چہ کتنے ہی قیمتی ہوں، ان کی وجہ سے حج کے وجوب کا حکم نہ ہوگا؛ لہذا انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری نہیں۔ (حج کے وجوب کے لئے حوائجِ اصلیہ سے زائد مال ہونا ضروری ہے) فالحاصل أن الحوائج الأصلية إذا كانت موجودة له لا يجب الحج، فلا تباع للحج، بل لا بد من مال فاضل عنها. (غنية

الناسك ۲۰، ومثله في مجمع الانهر جدید ۳۸۶/۱، ہندیہ ۲۱۸/۱، تاتارخانیہ ۳۷۱/۳)

حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟

اگر کسی شخص کے پاس حج کے بقدر مال موجود ہو؛ لیکن اس کو گھر کے لئے مثلاً بڑا جزیئر خریدنے کی ضرورت ہو تو اگر حج کا وقت آ گیا ہو تو جزیئر نہ خریدے؛ بلکہ پہلے حج کر کے آئے، اور اگر حج کا وقت دور ہو تو ضرورت کے لئے جزیئر خرید سکتا ہے، اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ وإن لم تكن موجودة عنده وهو محتاج إليها يقدم الحج عليها إن حضر وقت خروج أهل بلده فلا يصرف المال إليها؛ بل يحج به. (غنية الناسك ۲۰، ومثله في منحة الخالق

علی شامش البحر الرائق زکریا ۴/۲، ۵۴، ہندیہ ۲۱۷/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۹۸/۲)

ایام سفر میں اہل و عیال کا خرچ

استطاعت میں یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص مکہ سے مسافت سفر سے زائد فاصلہ پر رہتا ہو اس کے پاس اپنے اور اہل و عیال کے نفقہ کا انتظام بھی ہو، لہذا جس شخص کے پاس زاد سفر تو ہے؛ لیکن اہل و عیال کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ وأما الزاد فشرط لا بد منه قدر ما

یکفیه و عیالہ فی ایام اشتغالہ بنسک الحج. (غنیۃ الناسک ۱۸، ہندیۃ ۲۱۸/۱، بدائع

الصنائع زکریا ۲۹۳/۲، تاتارخانیۃ ۴۷۲/۳، البحر العمیق ۳۸۲/۱)

مکان بنانے کے لئے پیسہ رکھا تھا کہ حج کا وقت آ گیا

جس شخص کو مکان بنانے کی ضرورت ہے اور اس نے اس کے لئے پیسہ روک رکھا ہے ابھی یہ رقم مکان میں خرچ نہیں کی تھی کہ حج کو جانے کا زمانہ آ گیا اور یہ رقم اس قدر ہے کہ اس کے لئے حج کے تمام اخراجات کی کفالت کر سکتی ہے تو ایسے شخص پر حج کو جانا فرض ہے؛ البتہ اگر حج کے وقت سے پہلے ہی مکان وغیرہ میں خرچ کر دیا تو اب اس پر حج فرض نہیں۔ ومن لا مسکن له ولا خادم وهو محتاج إليهما وله مال يكفيه لقوت عياله من وقت ذهابه إلى حين إيابه وله مال يبلغه فليس له صرفه إليهما إن حضر وقت خروج أهل بلده الخ. (غنیۃ الناسک ۲۰،

ومثله فی منحة الخالق زکریا ۵۴۹/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۹۶/۲، ہندیۃ ۲۱۷/۱، تاتارخانیۃ ۴۷۳/۳)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر شادی کی ضرورت ہے اور حج کا وقت آ جائے تو اولاً حج کرے، اور اگر حج کے وقت میں دیر ہو تو شادی کرنے کو ترجیح ہوگی۔ (یہی حکم اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کا ہے کہ بچوں کی شادی کی وجہ سے حج کو موخر نہ کیا جائے) له ألف وخاف العزوبة إن كان قبل خروج أهل بلده فله التزوج ولو وقفه لزمه الحج. (غنیۃ الناسک ۲۰، شامی زکریا ۴۹۱/۳، البحر العمیق

۳۸۱/۱، تاتارخانیۃ ۴۷۳/۳، ہندیۃ ۲۱۷/۱، فتح القدیر بیروت ۴۱۳/۲)

کس قدر زرعی زمین پر حج فرض ہے؟

اگر کوئی شخص اتنی جائیداد اور زرعی زمینوں کا مالک ہو کہ اس کی کچھ مقدار بیچ کر اس کے لئے حج کے ضروری اخراجات مہیا ہو سکیں اور وہ واپس آ کر باقیہ زمین کی پیداوار سے گذر بسر کر سکے تو اس پر حج فرض ہوگا، اور اگر اتنی مقدار میں زمین نہ ہو تو حج فرض نہیں ہے۔ وإن كان له من

الضیاع ما لو باع مقدار ما يكفي الزاد والراحلة يبقى بعد رجوعه من ضيعته قدر ما يعيش بغلته الباقي، يفترض عليه الحج وإلا فلا. (غنية الناسك ۲۰-۲۱، ومثله في

التاتارخانية ۴۷۲/۳، ہندیہ ۲۱۸/۱، خانیہ ۲۸۳/۱-۲۸۴)

بڑے مکان کا کچھ حصہ بیچ کر حج کو جانا لازم نہیں

اگر کسی شخص کی بڑی حویلی ہو اور اس کے بعض حصہ کو بیچ کر حج کو جانا ممکن ہو پھر بھی اس کے لئے بعض حصہ کو بیچنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر بعض حصہ کو بیچ کر حج کو چلا جائے تو فضیلت پر عمل کرنے والا ہوگا۔ ولو كان منزله كبيراً يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل لا يلزمه بيع الفاضل، نعم هو الأفضل. (غنية الناسك ۲۱، ومثله في الشامي زكريا ۴۶۱/۳، البحر الرائق

زكريا ۵۴۹/۲، تاتارخانية ۴۷۲/۳، ہندیہ ۲۱۷/۱، خانیہ ۲۸۴/۱)

زائد از ضرورت مکان یا سامان بیچ کر حج کو جانا

اگر کسی شخص کے متعدد مکانات ہوں، یا ایسا سامان ہو جس کی اسے فی الفور ضرورت نہ ہو، یا ضرورت سے زائد کپڑے وغیرہ ہوں، تو اگر ان کی قیمت حج کے اخراجات کو کافی ہو سکتی ہو تو انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے۔ وإن كان له مسكن فاضل لا يسكنه أو عبد لا يستخدمه أو متاع لا يمتهنه..... أو نحو ذلك مما لا يحتاج إليها يجب بيعها إن كان به وفاء بالحج. (غنية الناسك ۲۱، تاتارخانية ۴۷۲/۳، خانیہ ۲۸۴/۱، بدائع الصنائع زكريا ۲۹۸/۲، عنایہ ۴۲۴/۲)

عاریت یا اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کے اخراجات دے یا سواری کی پیش کش کرے، تو اس پیش کش کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوگا، اور یہ پیش کش قبول کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ ولا تثبت الاستطاعة بالعارية والاباحة، فلو بذل الابن لأبيه الطاعة وأباح له الزاد والراحلة لا يجب عليه الحج، وكذا لو وهب مالا ليحج به لا يجب عليه قبوله. (غنية الناسك ۲۱، ومثله في البحر الرائق زكريا ۵۴۸/۲، ہندیہ ۲۱۷/۱، شامی زكريا ۴۵۸/۳)

مال حرام سے حج قبول نہیں

اگر کسی شخص کے پاس مال حرام کتنا ہی زیادہ ہو تو اس کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوتا، اور اگر مال حرام سے حج کر لے تو گوکہ اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہو جاتا ہے؛ لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملتا۔ ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه القرض لكنه لا تقبل عنه حجته،

کما ورد فی الحدیث . (غنیۃ الناسک ۲۱، ومثلہ فی البحر الرائق زکریا ۵۴۱/۲)

مکہ معظمہ سے پیدل حج کرنے کا ثواب

جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ پیدل حج کرنے سے تھک جائے گا، جس کی وجہ سے مناسک ادا کرنے میں رکاوٹ ہوگی (جیسا کہ عام لوگوں کا حال ہے) تو ایسے شخص کے لئے سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے؛ اور جو شخص صحت مند اور تندرست ہو اور اسے اپنے اوپر اس بات کا بھروسہ ہو کہ پیدل چلنے سے اس کو ضعف نہ ہوگا اور مناسک کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں ہوگی، یا اس کے مزاج میں کوئی خلل نہیں پڑے گا، تو اس کے لئے پیدل حج کرنا افضل ہے۔ بعض احادیث میں وارد ہے پیدل حج کرنے میں ہر قدم پر ستر ہزار نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص مکہ معظمہ سے پیدل حج کو جائے اور واپسی تک پیدل ہی سب ارکان ادا کرے تو اس کو ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔“ (اس حساب سے ہر قدم پر ستر لاکھ نیکیوں کا ثواب ملے گا) والحج راجباً أفضل منه ماشياً؛ لأن فی الركوب عوناً لقوة النفس علی قضاء النسک الخ، وأما من یتق بنفسه ولا یتفاوت حاله فالمشی أفضل فی نفسه من الركوب لأنه أقرب إلی التواضع والتدلل الخ . (غنیۃ الناسک ۱۷، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۶۸۸/۳، ہندیۃ ۲۲۰/۱، البحر الرائق زکریا ۵۴۱/۲، شامی زکریا ۴۵۹/۳) ولانہ روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من حج من مکة ماشياً حتی یرجع إلیها

کتب له بكل خطوة سبع مائة حسنة من حسنات الحرم، وحسنات الحرم
الحسنة بمائة ألف حسنة. (رواه الحاكم وصححه اسناده، غنية الناسك ۱۷)

شُرَائِطُ وَجُوبِ آدَا

حج کی شرائط و وجوب ادا یعنی مالی استطاعت وغیرہ کی وجہ سے حج کے وجوب کے بعد جن باتوں کے پائے جانے کے وقت بذات خود حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں:

(۱) تندرستی یعنی اتنی صحت ہونا کہ مناسک حج ادا کئے جا سکیں۔

(۲) حکومت کی طرف سے اجازت، یعنی حج کا ویزا۔

(۳) راستہ کا پر امن ہونا۔

(۴) بالغ عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ مہیا ہونا، خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا ہو۔

(۵) عورت کا عدت میں نہ ہونا، خواہ عدت موت کی ہو یا طلاق کی۔

نوٹ: اگر یہ شرائط یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو خود حج کو جانا تو ضروری نہیں ہے؛ لیکن

حج بدل یا حج کی وصیت صاحبین کے نزدیک ضروری ہے، اسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔ واما شرائط

وجوب الأداء خمسة على الأصح: الأول: الصحة..... الثاني: عدم الحبس والمنع

والخوف من السلطان..... الثالث: أمن الطريق برأ وكذا بحراً على الأصح. الرابع:

المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً..... والخامس: عدم عدة عليها مطلقاً. (غنية

النسك ۲۳-۲۹) فبان وجبات هذه الشرائط وما قبلها من شرائط الوجوب وجب عليه

الأداء بنفسه، وإن فقد واحداً من هذه مع تحقق جميع ما سبقها لا يجب عليه الأداء

بنفسه بل عليه الاحجاج في الحال والايصاء به في المال. (مناسك كبير ۵۱، ومثله في لشامي

زكريا ۴۵۰/۳-۴۵۶، اعلاء السنن كراچی ۷/۱۰-۸، هندية ۲۱۸/۱-۲۱۹، البحر الرائق كوئٹہ ۳۰۸/۲)

سخت بیمار شخص خود حج کر لے؟

اگر کوئی شخص سخت بیمار تھا؛ لیکن اس نے مشقت اٹھا کر کسی طرح حج کر لیا تو اس کا حج فرض

ادا ہو گیا، اگر وہ بعد میں تندرست ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے۔ ولو تكلف هؤلاء الحج بأنفسهم سقط عنهم بالاتفاق حتى لو صحوا بعد ذلك لا يجب عليهم

الأداء. (غنية الناسك ۲۴، ہندیہ ۲۱۸/۱، فتح القدیر ۱۶/۲، البحر الرائق زکریا ۶۱/۲، ۵۴)

حج کا ویزا نہ ملنا مانع وجوبِ ادا ہے

سعودی حکومت کی طرف سے حج کے انتظامات کے پیش نظر ہر ملک میں مسلم آبادی کے تناسب سے حج کے لئے ویزوں کا کوٹہ مقرر ہے، اس مقررہ تعداد سے زیادہ ویزے نہیں دئے جاتے۔ اسی طرح ویزے کے اجراء کے لئے دیگر شرائط بھی لازمی کر دی گئی ہیں، جن کو پورا کئے بغیر ویزا ملنا مشکل ہوتا ہے، بریں بنا اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہو اور تندرست بھی ہو، لیکن کوشش کے باوجود اسے حج کا ویزا نہ مل پائے، تو اس کے حق میں وجوبِ ادا کی شرط نہیں پائی جائے گی، اور اس بنا پر حج میں تاخیر کا گناہ اسے نہ ہوگا۔ تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ ہر سال ویزے کی کوشش کرتا رہے، اور زندگی سے مایوس ہونے کے وقت اپنی طرف سے حج کی وصیت کرے۔ فالبحر محبوس والخائف من السلطان كالمريض لا يجب عليهما أداء الحج بأنفسهما ولكن يجب عليهما الاحجاج أو الايضاء به عند الموت عندهما. (غنية الناسك ۲۴، ومثله

فی فتح القدیر زکریا ۱۷/۲-۱۸، ہندیہ ۲۱۸/۱، اعلاء السنن کراچی ۸/۱۰، البحر الرائق ۱۱/۲، ۳۱)

وبائی مرض کے خطرہ سے حج میں تاخیر؟

وبائی مرض پھیلنے کے خطرہ سے فرض حج میں تاخیر کی اجازت نہیں ہے (جیسا کہ کبھی کبھی ”سوائن فلو“، ”میلیریا“، یا ”برڈ فلو“ وغیرہ بیماری کا شور اٹھ جاتا ہے، تو اس کی بنا پر حج فرض کو جانے والے حجاج کے لئے اپنا سفر ملتوی کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر حکومت ویزے پر پابندی لگا دے تو یہ مجبوری ہوگی اور وجوبِ ادا میں مانع ہوگی) لا يجوز له تأخير الحج وكذا إذا كان يضره الهواء

البارد وينجمد بلغمه ويضيق نفسه. (غنية الناسك ۱۲)

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ تاہم اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ فیشرط ان تكون قادرة على

نفقتها و نفقتها. (شامی زکریا ۶۴/۳، انوار مناسک ۱۷۴)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حج فرض سے نہیں روک سکتا

اگر عورت پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہو تو شوہر اسے فرض سفر حج سے منع نہیں کر سکتا؛ لیکن اگر نقلی حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ و لیس للزوج منعها من حجة الإسلام إذا كان معها محرم وإلا فله كما يمنعها من غير حجة الإسلام. (غنية الناسك ۲۸، المحيط البرهانی ۳۹۴/۳، ومثله فی التاتارخانیة ۴۷۵/۳،

درمختار زکریا ۴۶۵/۳، تبیین الحقائق ۲۴۳/۲، البحر الرائق زکریا ۵۵۲/۲، فتح القدیر ۴۲۸/۲)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضہ حج کے سفر کا ارادہ کر لیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ وان لم یکن لہا محرم فمحصرہ فله

منعها وتحلیلها بالہدی. (غنية الناسك ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نقلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر

سے روک دیا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ ومنہ منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة. (غنیة الناسک ۳۱۰) فلہما ان یحللہما فی الحال ولا یؤخر تحلیلہما الی ذبح الہدی ثم علیہا ہدی الاحصار و حجة و عمرة. (غنیة الناسک ۳۱۵، البحر العمیق ۲۱۰۸/۴)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ ویشرط ان یکون المحرم أو الزوج ماموناً عاقلاً بالغاً غیر فاسق ما جن لا یبالی۔ (غنیة الناسک ۲۶، ومثله فی التاتارخانیة ۴۷۵/۳، خانیة ۲۸۳/۱، تبیین الحقائق ۲۴۳/۲)

سائس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر سائس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان سائس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ ویؤیدہ کراہة الخلوۃ بہا کالصہرة الشابة فینبغی استثناء الصہرة الشابة هنا أيضاً؛ لأن السفر کالخلوة. (غنیة الناسک ۲۷، ومثله فی اعلاء السنن ۱۰/۱۰، شامی زکریا ۴۶۴/۳)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ ولو عجوزاً ومعہا غیرھا من النساء الثقات. (غنیة الناسک ۲۶، زبدة المناسک ۳۲، خواتین کے مسائل حج و عمرہ ۲۴)

عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دروازے سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان

و مناسک ادا کر لے، تو اگرچہ وہ مکروہ تحریمی کے ارتکاب کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی؛ لیکن اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالاتفاق، كما لو تكلف رجل مسألة الناس وحج ولكن مع الكراهة التحريمية للنهي. (غنية الناسك

۲۹، ومثله في الدر المختار مع الشامی زکریا ۴۶۵/۳، طحطاوی علی المرآتی ۳۹۷، البحر العمیق ۴۰۵/۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ المرأة عجوزاً كانت المرأة أو شابة. (مناسک ملا علی قاری ۵۶) الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غیرها من النساء الثقات والرجال الصالحین. (غنية الناسك ۲۶، رسول الله کا طریقہ حج ۶۹۳)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰ سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ أما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المسن جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا. (درمختار کراچی ۳۶۸/۶، امداد الفتاویٰ ۲۰۱/۴، فیض الباری ۳۹/۲، انوار مناسک ۱۷۷-۱۷۸)

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔

(مستفاد: فتح الہام ۳۷۶/۳)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کر دے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہو جائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق و كانت عاصية الخ. (غنية الناسك ۲۹، انوار مناسك ۱۸۱، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دوران سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

- (۱) اگر طلاق رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کر لے۔ فان لزمها في السفر فان كان الطلاق رجعياً تبعت زوجها رجعاً أو مضى، ولا يفارقها زوجها والأفضل أن يراجعها. (غنية الناسك ۲۹-۳۰)
- (۲) اگر طلاق بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئر پورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ ہوئی، اور راستہ میں یاد لی پہنچ کر اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا یا اسے طلاق بائن ہوگئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفر حج ملتوی کر دے اور عدت گزارے۔ أو بائناً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر. (غنية للناسك ۲۹)

ب: اور اگر ایئر پورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مراد آباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اور دہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اگر محرم ساتھ نہ ہو تو اسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے، اور اگر کوئی اور محرم ساتھ جا رہا ہو تب بھی اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو موخر کر کے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگر محرم کے ساتھ سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ وفی منسک الفارسی وإن کان کل واحد من الطرفين سفراً، فان كانت فی المفازة مضت ان شئت، او رجعت بمحرم او بغير محرم والرجوع اولیٰ. (غنیۃ الناسک ۳۰)

ج: اگر ایئر پورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گزارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گزار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بے ضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔ او کل منہما سفر فإن كانت فی مصر استقرت فیہ الی أن تنقضی عدتها ولا تخرج الخ، وإن كانت فی قریة أو مفازة لا تأمن علی نفسها ومالها فلها أن تمضی الی موضع امن الخ. (غنیۃ الناسک ۲۹-۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۴۶۶/۳، تاتارخانیۃ زکریا

۴۷۵/۳-۴۷۶، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲، فتح القدير ۲/۲۶۷)

خنثی مشکل کا حکم

جو شخص منث ہو یعنی یہ پتہ چلنا دشوار ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت، تو اس کے لئے بھی بغیر محرم کے حج کا سفر کرنا جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر وہ حج کر لے گا تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ والخنثی المشکل یشرط فی حقہ ما یشرط فی حق الانثی احتیاطاً. (غنیۃ الناسک

۲۹، البحر العمیق ۱/۱، درمختار زکریا ۵۵۲/۳)

شرائطِ ادا

حج کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں نو ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہذا کافر کا حج کرنا معتبر نہیں)

(۲) حج کا احرام باندھنا (لہذا ابلانیت احرام مناسک حج ادا کرنے کا کوئی اعتبار نہیں)

(۳) حج کا زمانہ پایا جانا (یعنی حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ) اور ایام حج

(۸ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں حسب تفصیل مناسک ادا کرنا)

(۴) مقامات مقدسہ (مسجد حرام، بیت اللہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ) میں مناسک کی

ادائیگی۔ (لہذا مذکورہ مقامات کے علاوہ مناسک کی ادائیگی کا کوئی اعتبار نہیں)

(۵) امتیاز کی صلاحیت (یعنی حج کرنے والا اتنا شعور رکھتا ہو کہ وہ حج اور دیگر افعال میں

تمیز کر سکے)

(۶) عاقل ہونا (لہذا بے عقل کی طرف سے حج فرض ادا نہیں ہو سکتا)

(۷) ارکان حج کا خود ادا کرنا (لہذا بلا عذر اگر ارکان خود نہیں ادا کئے تو حج درست نہ ہوگا؛

البتہ اگر عذر ہو تو اس کی تفصیلات الگ ہیں)

(۸) احرام کی حالت میں جماع نہ کرنا (اس لئے کہ وقوف عرفہ سے قبل جماع کرنے سے

حج فاسد ہو جاتا ہے)

(۹) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا (لہذا اگر اس سال میں حج ادا نہ کیا تو

اس احرام سے اگلے سال حج ادا کرنا درست نہ ہوگا) و أما شرائط صحة الأداء فتسعة:

الإسلام والإحرام والزمان والمكان والتميز والعقل ومباشرة الأفعال إلا لعذر

كالاغماء ونحوه وعدم الجماع والأداء من عام الإحرام. (غنية الناسك ۳۰، شامی

زکریا ۶/۳، ۴۵، منحة الخالق زکریا ۲/۳۸۱) ولا یصح ادائه باحرام الفاتت فی الثانية. (غنية

الناسك ۳۲، ومثله فی البحر الرائق زکریا ۲/۹۱۲)

دورانِ سفر حج انتقال ہو گیا

اگر کسی شخص پر حج فرض ہو گیا تھا اور اس نے بلا تاخیر حج کا سفر شروع کیا اور اتفاقاً حج سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی، تو اس پر اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت واجب نہیں ہے۔ اور اگر حج کئی سال پہلے واجب ہو چکا تھا؛ لیکن اس نے نہ توجح کے لئے کوشش کی اور نہ سفر کے لئے نکلا؛ تا آن کہ وفات کا وقت آ گیا تو اس پر حج بدل کی وصیت لازم ہے۔ (جو اس کے متروکہ تہائی مال سے پوری کی جائے گی) فلو لم یحج حتی مات فعليه الايضاء به هكذا إذا لم یحج ولم یخرج إلى الحج، فأما لو حج من عامه ومات في الطريق لا يجب عليه الايضاء؛ لأنه لم يؤخر بعد الايجاب. (غنية الناسك ۳۳، فتح القدیر ۴۲۲/۲، البحر الرائق زکریا ۵۴۶/۲)

وسعت کے بعد فقیر ہو گیا

کسی شخص کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ آسانی حج کر سکتا تھا؛ لیکن وہ غفلت میں پڑا رہا تا آن کہ حج کا وقت گزر گیا، پھر وہ فقیر ہو گیا تو بھی اس پر حج برابر فرض رہے گا اور مال ختم ہونے کی وجہ سے فرضیت ساقط نہیں ہوگی۔ و كذلك لو لم یحج حتی افتقر تقرر وجوبه ديناً في ذمته بالاتفاق ولا يسقط عنه بالفقر. (غنية الناسك ۳۳، ومثله في لهنديہ ۲۱۷/۱، فتح القدیر ۴۱۵/۲، طحطاوی ۳۹۶)

قرض لے کر حج کرنا

جو شخص وسعت کے بعد فقیر ہو گیا ہو اس کے لئے قرض لے کر حج کو جانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ قرض کی ادائیگی کے اسباب موجود ہوں، اور اگر قرض کی ادائیگی کی کوئی شکل نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ قرض نہ لے۔ ووسعنه أن يستقرض ويحج الخ، أما إن علم أنه ليس له جهة القضاء أصلاً فالأفضل عدم الاستقراض لأن تحمل حقوق الله تعالى أخف من ثقل حقوق العباد. (غنية الناسك ۳۳، ومثله في الدر المختار مع الشامی زکریا ۷۵۵/۳، خانية

۲۸۴/۱، البحر العمیق ۳۸۶/۱، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷)

صحت کے بعد مفلوج ہو گیا

جس شخص پر مالی وسعت کی بنا پر حج فرض ہو چکا ہو اور وہ تندرست بھی ہو؛ لیکن ابھی حج نہیں کیا تھا کہ ایسی بیماری نے آگھیرا کہ وہ حج کرنے سے معذور ہو گیا، تو اس پر حج بدل کر انایا حج کی وصیت کرنا لازم ہے۔ و کذا لو لم یحج حتی اقعداً أو أزمناً أو نحو ذلك مما یمنعه من الأداء بنفسه تقرر وجوبه دیناً فی ذمته بالاتفاق ووجب علیه الاحجاج أو الایصاء به عند الموت . (غنیة الناسک ۳۳، ومثله فی فتح القدیر بیروت ۱۶/۲-۴-۱۷، البحر العمیق ۳۷۷/۱، شامی زکریا ۴۵۷/۳، البحر الرائق زکریا ۳۱۱/۲)

سفر حج کے آداب

جب کوئی شخص سفر حج کے لئے عازم ہو تو اسے درج ذیل باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے:

- (۱) اللہ تعالیٰ سے اپنے سب گناہوں کی توبہ کرے۔
- (۲) اگر اپنے اوپر کسی کا مالی یا جانی حق ہو تو اسے ادا کرے یا معاف کرائے، اور اگر اہل حقوق وفات پاگئے ہوں تو ان کے لئے دعا و استغفار کرے، اور مالی حقوق ان کے وارثین کو ادا کرے، اور وارث کا پتہ نہ چلے تو بلانیت ثواب اتنی رقم غریبوں کو بانٹ دے۔
- (۳) والدین وغیرہ کی رضا مندی سے سفر کرے۔
- (۴) اپنے پاس اگر کوئی امانت یا عاریت کی چیز رکھی ہو تو وہ مالک کو واپس لوٹا دے۔
- (۵) اپنے اوپر دوسروں کے حقوق مثلاً قرض وغیرہ اور دوسروں پر اپنے حقوق کے بارے میں تحریری وصیت لکھ کر جائے۔
- (۶) استخارہ کر کے سفر کا آغاز کرے؛ تاکہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے۔
- (۷) بہتر ہے کہ کسی نیک رفیق سفر کو ساتھ لے لے، جو دینی و دنیوی اعتبار سے اس کا معاون ہو۔

(۸) حج کے ضروری مسائل و مناسک سیکھ کر سفر شروع کرے، یا کسی معتبر عالم کے قافلہ

میں شامل ہو کر سفر کرے۔

(۹) بہتر ہے کہ سفر میں خالص عبادت کی نیت ہو تجارت وغیرہ مقصود نہ ہو۔

(۱۰) دوران سفر اشیاء کی خریداری میں زیادہ مول بھاؤ نہ کرے؛ بلکہ فراخ دلی سے خرچ

کرے؛ کیوں کہ حج کے سفر میں ہر روپیہ کے بدلہ سات لاکھ روپے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۱) زیادہ تر با وضو رہنے کی کوشش کرے اور پاکی کی حالت میں سونے کا اہتمام کرے۔

(۱۲) زبان کو غیر ضروری باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۱۳) جمعرات کے روز سفر کا آغاز مسنون ہے۔

(۱۴) جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر میں دو رکعت نماز سفر کی نیت سے پڑھے، اور اس

طرح گھر سے نکلے گویا کہ دنیا چھوڑ کر جا رہا ہے۔

(۱۵) دوران سفر ذکر اور دعا کی کثرت کرے؛ کیوں کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سفر میں غصہ گرمی سے اجتناب کرے، اور نرم روی اور حسن خلق کا مظاہرہ کرے، اور

بھیڑ کی جگہوں پر دھکائی سے پرہیز کرے۔

(۱۷) حتی الامکان سفر میں اکیلے رہنے سے بچے؛ بلکہ ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا اہتمام

کرے؛ کیوں کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ (غنیۃ الناسک

۳۲-۴۰، تاتارخانیۃ ۳/۲۸۰، ہندیۃ ۱/۲۱۹-۲۲۱، فتح القدر ۲/۴۱۲، البحر الرائق زکریا ۲/۵۴۱)



مسائلِ میقات

میقاتِ زمانی

حج کے مناسک کی ادائیگی کے لئے شرعاً ایک وقت مقرر ہے، جس کو ”میقاتِ زمانی“ کہا جاتا ہے، یہ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ اس وقت سے پہلے حج کا کوئی عمل مثلاً طوافِ زیارت یا سعی وغیرہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے، اور حج کا احرام باندھنا بھی ان مہینوں سے پہلے مکروہ تحریمی ہے؛ اس لئے شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد ہی حج کے اعمال کا آغاز کرنا چاہئے۔ وأما المیقات الزمانی فأشهر الحج، وہی: شوال و ذو القعدة و عشر من ذی الحجة كما روى عن العبادلة الثلاثة. (غنية الناسك ۴۹، درمختار زکریا ۴۷۴/۳) وفائدة التوقيت بها ابتداء أنه لو فعل شيئاً من أفعال الحج قبلها لا يجزيه. (غنية الناسك ۴۹، درمختار ۴۷۴/۳، ومثله في لهندية ۲۱۶/۱، تاتارخانية ۴۸۶/۳) وحتى لو أحرم به قبلها يكره تحريماً مطلقاً. (غنية الناسك ۴۹، درمختار زکریا ۴۷۴/۳)

میقاتِ مکانی

جس طرح مناسک حج کی ادائیگی کے لئے وقت متعین ہے اسی طرح جگہیں بھی متعین ہیں جن کو ”میقاتِ مکانی“ کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے ساری دنیا درج ذیل تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے: وأما المیقات مکانی فیختلف باختلاف الناس فإنهم فی حق المواقیت أصناف ثلاثة: أهل الأفاق وأهل الحل وأهل الحرم. (غنية الناسك ۵۰، تاتارخانية ۵۰/۱۳، شامی زکریا ۴۷۸/۳، بدائع الصنائع ۳۷۱/۲)

(۱) حرم: یہ بیت اللہ شریف کے ارد گرد کا مخصوص علاقہ ہے، جس کی تعیین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نشان دہی پر کی تھی، اور اس کے نشانات حکومت کی طرف سے نصب ہیں۔ اس کی مشہور حدود درج ذیل ہیں:

(۱) تنعیم: یہ طریق المدینۃ المنورہ پر واقع ہے، یہاں اس وقت شاندار ”مسجد عائشہ“ بنی ہوئی ہے،

یہ جگہ حرم کی سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۲) محلہ: یہ طائف اور مکہ کے درمیان حرم مکی سے ۱۳ کلومیٹر دور ہے۔

(۳) اضاة لبن: اسے عکشیہ بھی کہا جاتا ہے، اس کا فاصلہ مسجد حرام سے ۱۶ کلومیٹر ہے۔

(۴) بخرانہ: یہ بھی طائف کی جانب واقع ہے، اور مسجد حرام سے ۲۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۵) حدیبیہ: جسے شمیبیہ بھی کہا جاتا ہے، اس کا فاصلہ بھی ۲۲ کلومیٹر ہے۔

(۶) جبل عرفات: اس کو ذات السلیم بھی کہتے ہیں، اس جانب کا فاصلہ بھی ۲۲ کلومیٹر ہے۔ (اطلس

السیرة النبویة / شوقی ابوالخلیل ۲۵۳)

ان حدود کے اندر رہنے والے کو اہل حرم یا مکی کہا جاتا ہے۔ وعلی الحرم علامات منصوبة فی

جميع جوانبه نصبها ابراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام وكان جبرئیل عليه السلام یریه

مواضعها. (شامی زکریا ۴۸۵/۳، غنیة الناسک ۵۹)

(۲) جل: یہ حرم اور خارجی میقات کا درمیانی حصہ ہے، یہاں کے رہنے والوں کو اہل حل یا حلّی کہا جاتا ہے،

اور ان کے لئے بلا احرام حدود حرم میں جانے کی فی الجملہ اجازت ہے۔ (جب کہ حج یا عمرہ کا قصد نہ ہو) وہم

اهل داخل المواقیت الی الحرم، والمراد بالداخل غیر الخارج الخ، وحل لهم دخول

مكة بلا إحرام ما لم یردوا نسكاً. (غنیة الناسک ۵۵، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۴۸۲/۳،

تاتارخانیة ۵۵۱/۳، حندیة ۲۲۱/۱)

(۳) آفاق: یہ دنیا کا وہ تمام علاقہ ہے جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو ”آفاقی“ کہا جاتا

ہے، اور ان کے لئے احرام کے بغیر میقات سے گذرنا ممنوع ہے۔ (جب کہ ان کا حدود حرم میں جانے کا ارادہ

ہو) ولا يجوز للأفاقی ان یدخل مكة بغير إحرام نوى النسک اولاً. (حنبلیة ۲۲۱/۱، ومثله فی

الدر المختار مع الشامی زکریا ۴۸۲/۳، تاتارخانیة ۵۵۱/۳)

اہل آفاق کی میقات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ میقاتوں کا تعین ثابت ہے:

(۱) ذوالحلیفہ: یہ اہل مدینہ اور وہاں سے گذرنے والوں کے لئے میقات ہے، یہ مدینہ منورہ سے طریق

ہجرت پر چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں ایک شاندار ”مسجد میقات“ بنی ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے حجۃ الوداع میں یہیں سے احرام باندھا تھا۔ اس مقام سے مکہ معظمہ کا فاصلہ ۲۱۰ کلومیٹر ہے۔

(۲) جحففہ: جو لوگ مصر و شام سے تبوک ہوتے ہوئے مکہ کا سفر کریں، ان کے لئے ”جھہ“ میقات ہے۔

آج کل یہ جگہ متعین نہیں ہے؛ اس لئے اس کے قریب ”رابغ“ نامی ساحلی قصبہ سے احرام باندھا جاتا ہے، جو

طریق بدر پر واقع ہے، اس جگہ سے مکہ معظمہ کی مسافت ۱۸۷ کلومیٹر ہے۔

(۳) قرون المنازل: نجد سے آنے والے لوگوں کے لئے ”قرن المنازل“ میقات ہے، اس مقام کو آج

کل "اسیل" کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰ کلومیٹر ہے۔

(۴) یلملم: یہ اہل یمن کے لئے میقات ہے، اس کو آج کل "سعدیہ" کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظمہ کا فاصلہ ۱۲۰ کلومیٹر یا اس سے کچھ اند ہے۔

(۵) ذات العرق: یہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے، امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اہل عراق کے سوال کے جواب میں اس کے میقات ہونے کی صراحت فرمائی تھی۔ یہاں سے مکہ معظمہ کی مسافت ۹۰ کلومیٹر ہے۔

نیز بعض روایات میں "وادی عقیق" نام کی میقات کا بھی ذکر ہے، جو مدائن کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات قرار دی گئی، یہ جگہ "ذات عرق" کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ جس جانب سے بھی حرم کے لئے آئیں گے، ان کو مذکورہ مواقت کی سیدھ سے گزرنے سے پہلے احرام باندھنا لازم ہوگا، خواہ وہ خشکی پر سفر کر رہے ہوں یا ہوائی جہاز سے سفر ہو رہا ہو۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لأهل المدينة ذا الحليفة ولأهل الشام الجحفة ولأهل نجد قرن المنازل ولأهل اليمن يلملم، فهن لهن وللمن أتى عليهن من غيرهن لمن كان يريد الحج والعمرة فمن كان دونهن فمهله من أهله وكذلك حتى أهل مكة يهلون منها. (بخاری شریف ۲۰۶۱/۱ وغیرہ)

اخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنه يسئل عن المهل فقال: احسبه رفع الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: مهل أهل المدينة من ذى الحليفة والطريق الأخر الجحفة ومهل أهل العراق من ذات عرق ومهل أهل نجد من قرن ومهل أهل اليمن من يلملم. (مسلم شریف ۳۷۵۱/۱، نخب الافكار ۳۶۱/۶)

عن ابن عباس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم وقت لأهل الشرق العقيق. (ترمذی شریف ۱۷۱۱/۱، انوار مناسك حاشیہ ۲۴۱)

عن انس بن مالك رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم وقت لأهل المدائن العقيق ولأهل البصرة ذات عرق ولأهل المدينة ذا الحليفة ولأهل الشام الجحفة. (الطبرانی فی المعجم الكبير حديث: ۷۲۱، نخب الافكار ۳۸، حاشیہ انوار مناسك ۲۴۱)

قال العيني في نخب الأفكار: فإن الآثار اختلفت فيمن وقت لأهل العراق ذات عرق، ففي بعضها أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه هو الذي وقت ذلك إذ العراق فتح في زمانه، والصحيح الذي عليه الإثبات أن النبي صلى الله عليه وسلم هو الذي وقته. وفي صحيح البخاري: أن عمر رضي الله عنه وقته ورجحه بعض أهل العلم بما ذكرناه

من أنها فتحت في زمانه وأنها كانت في حياة النبي صلى الله عليه وسلم ذات كفر، وهذا الاحتجاج باطل لأن الشام كانت حينئذ دار كفر أيضاً باجماع النقلة. (نخب الافكار طبع: الوقف لخير المدني ديوبند ۳۰/۶، وانظر: الدر المختار زكريا ۴۷۸/۳، هندية ۲۲۱/۱، تاتارخانية ۵۵۹/۳)

”جدہ“ کی حیثیت کیا ہے؟

اس وقت سعودی عرب میں عازمین حج کی آمد کا سب سے بڑا مرکز شہر ”جدہ“ ہے، جو بحر احمر کے ساحل پر آباد ہے، یہاں نہایت عظیم الشان وسیع و عریض ایئر پورٹ ہے، اور دنیا کی اہم ترین بندرگاہ ہے۔ جدہ سے مکہ معظمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰ کلومیٹر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جدہ حج و عمرہ کے مسائل میں ”حل“ میں ہے یا ”آفاق“ میں؟ اگر ”حل“ میں ہے تو یہ میقات کے اندر ہے یا بجائے خود میقات ہے؟ چونکہ اس موضوع پر علماء نے بہت زیادہ بحثیں کی ہیں؛ اس لئے تمام مباحث و جزئیات سامنے رکھ کر رقم الحروف نے جو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص آفاق سے ایسے راستہ سے جدہ پہنچے کہ اس کا گذر کسی عین میقات سے نہ ہو، مثلاً مصر اور سوڈان سے بحری راستہ سے آنے والے لوگ، یا افریقہ اور مغرب وغیرہ سے ہوائی راستہ سے آنے والے حجاج، تو ان کے لئے جدہ اکثر علماء کے نزدیک میقات کے حکم میں ہے؛ لہذا وہ جدہ آ کر احرام باندھ سکتے ہیں؛ پہلے سے احرام باندھنا ان پر لازم نہیں ہے؛ لیکن جو حضرات مذکورہ پانچ متعینہ مواقیت میں سے کسی عین میقات سے گذر کر آئیں، مثلاً مدینہ منورہ سے طریق الحجرۃ سے مکہ معظمہ جانے والا شخص یقیناً ”ذوالخليفة“ سے گذرے گا، جو متعین میقات ہے، اب اگر وہ ذوالخليفة سے احرام نہ باندھے؛ بلکہ جدہ آ کر احرام باندھے تو اس کے لئے جدہ میقات نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء کا اصول ہے کہ: ”عین میقات سے گذرنے والے کے لئے بعد میں محاذات سے گذرنے کا کوئی اعتبار نہیں“؛ اور جدہ عین میقات نہیں؛ بلکہ محاذات یا مسافت کے اعتبار سے میقات کے حکم میں ہے؛ اس لئے مدینہ سے خشکی کے راستہ سے آنے والے شخص کے لئے جدہ تک احرام کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہوگا، لہذا اگر وہ جدہ سے احرام باندھے گا تو مذکورہ اصول کے مطابق اس پر دم جنایت واجب ہونا چاہئے؛ البتہ مدینہ منورہ سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ آنے والے شخص کا گذر عین میقات ذوالخليفة سے نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ ”ذوالخليفة“ کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے؛ لہذا ایسی صورت میں اگرچہ اولیٰ یہی ہے کہ پہلی محاذات سے قبل احرام باندھ لیا جائے؛ لیکن دوسری محاذات تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے؛ لہذا مدینہ منورہ سے ہوائی سفر کر کے جاہ آ کر احرام باندھنے کی گنجائش ہوگی۔

ہندو پاک اور دیگر مشرقی علاقوں سے جو ہوائی جہاز جدہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ”قرن المنازل“ کی عین میقات سے گذرتے ہیں؛ لہذا مذکورہ اصول کے تحت ہوائی سفر کرنے والے حجاج کے لئے ”قرن المنازل“ کی میقات سے قبل احرام باندھنا لازم ہے، اور جدہ تک احرام کو مؤخر

کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ جہاز کا گذر عین "قرن المنازل" سے نہیں ہوا؛ بلکہ اس کی محاذات سے ہوا ہے، تو ایسے لوگوں کے لئے جدہ جا کر بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جدہ کلی طور پر مطلق میقات نہیں ہے؛ بلکہ اسے محاذات یا مسافت کے اعتبار سے ہی میقات کے حکم میں رکھا گیا ہے۔ (راقم الحروف نے اس موضوع پر مفتی مدینہ منورہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الہی بلند شہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ سے ایک طویل گفتگو کی تھی، موصوف کی رائے بھی یہی تھی کہ جو شخص کسی عین میقات سے گذر کر آیا ہو اس کے لئے کوئی بھی محاذاتی جگہ بشمول جدہ میقات نہیں بن سکتی، اسے کسی نہ کسی عین میقات پر واپس جانا پڑے گا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولو لم يمر بهما تحرى واحرم اذا حاذى أحدها وأبعدها أفضل (درمختار) وقال الشامي: كذا في الفتح، ومفاده أن وجوب الاحرام بالمحاذاة إنما يعتبر عند عدم المرور على المواقيت، أما لو مر عليها فلا يجوز له مجاوزة آخر ما يمر عليه منها، وإن كان يحاذي بعده ميقاتاً آخر. (رد المحتار بيروت ۴۲۶/۳، ومثله في الهندية ۲۲۱/۱، البحر الرائق زكريا ۵۵۷/۲)

تنبيه: فلو مر بميقات ومحاذاة الثانية لا تعتبر المحاذاة. (غنية الناسك ۵۳) تنبيه:

فلو كان يمر بواحد منها عيناً فلا تعتبر المحاذاة بعده. (غنية الناسك ۵۴) وإن لم يعلم المحاذاة فعلى مرحلتين عرفيتين من مكة كمجدة من طرف البحر، فإنها على مرحلتين عرفيتين من مكة وثلاث مراحل شرعية. (غنية الناسك ۵۴، ومثله في الهندية ۲۲۱/۱، فتح لقدير ۴۲۶/۲، البحر الرائق زكريا ۵۵۷/۲)

نوٹ: شہر "جدہ" حجہ (راہ) اور "یللم" کے درمیان واقع ہے، اب اگر نقشہ کے اعتبار سے حجہ سے یلمم تک لیکر کھینچی جائے تو یہ لیکر مقام "بحرہ" سے گذرتی ہے جو جدہ سے کچھ فاصلہ پر مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع ہے، اس اعتبار سے جدہ "حل" سے باہر ہو جاتا ہے، جیسا کہ "زبدۃ الناسک" میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی نے ایک نقشہ بنا کر اس کی وضاحت فرمائی ہے؛ لیکن بہت سے جزئیات سے یہ واضح ہے کہ فقہاء نے جدہ کو "حل" کے اندر شمار فرمایا ہے، اور آج تک لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے کہ جدہ کو حل میں داخل سمجھتے ہیں، اور جدہ کے لوگ بے تکلف احرام کے بغیر مکہ معظمہ آتے جاتے ہیں، اس لئے جدہ کو اقرب المواقیت یعنی "قرن المنازل" کے بقدر مسافت (۸۰ کلومیٹر) پر واقع ہونے کے اعتبار سے حل میں داخل ماننا چاہئے، جو آفاق والوں کے لئے بحکم میقات ہے۔ (مرتب)

أما لو قصد موضعاً من المحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام. (درمختار بيروت ۴۲۷/۳، درمختار زكريا ۴۸۲/۳، الدر المنتقى ۳۹۳/۱) ومما يجب التيقظ له سكان جدة النخ، وأهل الاودية القريبة من مكة غالباً يأتون في سادس أو سابع ذي الحجة بلا احرام

ويحرمون للحج من مكة فعليهم دم المجاوزة لكن بعد توجههم إلى عرفات ينبغي سقوطه عنهم بوصولهم إلى أول الحل ملبين. (غنية لناسك ۵۷، ومثله في منحة الخالق زكريا ۵۵۹/۲، شامی زكريا ۴۸۴/۳) [اہل علم حضرات "جدة" کے متعلق مزید مباحث کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرما سکتے ہیں: (۱) زبدة المناسك، مؤلفہ: مولانا شير محمد سندھی ۵۵ تا ۶۴۔ (۲) احسن الفتاویٰ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی ۵۶۶ تا ۵۷۴۔ (۳) انوار مناسك، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب، ۲۴۴ تا ۲۴۷۔ (۴) فتاویٰ محمودیہ جدید مطبوعہ ڈابھیل، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی ۳۷۵ تا ۳۷۹، اس کے حاشیہ میں بھی اچھی بحث ہے۔ (مرتب)]

اہل حل کی میقات

جو لوگ حل میں رہتے ہیں وہ اگر حج وغیرہ کا ارادہ کریں تو ان کے لئے پورا علاقہ حل میقات ہے؛ البتہ اپنی جائے سکونت سے احرام باندھنا ان کے لئے افضل ہے۔ واما میقات اهل الحل الخ، فالحل للحج والعمرة واحرامهم من دویرة أهلهم أفضل. (غنية لناسك ۵۵، ومثله في الدر المختار مع الشامی زكريا ۴۸۴/۳، لبحر الرائق زكريا ۵۵۹/۲، تبیین الحقائق ۲۴۸/۲)

اہل حرم کی میقات

اہل حرم اگر حج کا ارادہ کریں تو پورا دائرہ حرم ان کے لئے میقات ہے، اور اگر عمرہ کا ارادہ کریں تو حدود حل مثلاً تنعیم وغیرہ میں جا کر احرام باندھنا ضروری ہوگا۔ واما میقات اهل الحرم الخ فالحرم للحج فيحرمون من دورهم ومن المسجد أفضل، وجاز تاخيره إلى آخر الحرم والحل للعمرة والأفضل احرامهما من التعميم من معتمر عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا. (غنية لناسك ۵۷-۵۸، در مختار زكريا ۴۸۴/۳، البحر الرائق زكريا ۵۶۰/۲، تبیین الحقائق ۲۴۸/۲)

نوٹ: جو حج تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں مقیم رہتے ہیں، وہ اہل حرم کے حکم میں ہیں؛ لہذا وہ حج کا احرام اپنے کمروں سے باندھیں گے، اور مسجد حرام میں جا کر احرام کی نیت کریں تو فضیلت زیادہ ہوگی۔ وكذلك أي مثل حکم اهل الحرم کل من دخل الحرم من غير العلة وإن لم ينو الإقامة به كالمفرد بالعمرة والمتمتع أي من اهل الأفاق. (مناسك كبير ۸۳، شامی زكريا ۴۸۴/۳، البحر الرائق زكريا ۳۱۹/۲)

میقات کی حکمت

شاہی دربار میں حاضری کے کچھ آداب اور ضوابط ہوتے ہیں، اسی اعتبار سے حکم الحاکمین رب

العالمین کے دربار میں حاضری کے آداب بھی مقرر ہیں۔ میقات کی پابندیاں اسی قبیل سے ہیں کہ جو شخص باہر سے دربارِ خداوندی میں حاضری کے ارادہ سے اندر آئے، اس کے لئے میقات پر پہنچتے ہی احرام کی پابندی لازم ہے، اور احرام کی حالت کمال عاجزی کی حالت ہے، جس میں آدمی اپنی سب شان و شوکت کو اتار کر ایک عاجز بندے کی شکل میں ننگے سر اور کھلے پاؤں حاضر ہوتا ہے، اس حکم میں امیر غریب، بادشاہ یا رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے، اس عالی دربار میں سب کو یکساں انداز میں حاضر ہونے کا حکم ہے۔ ولأن هذه بقعة شريفة لها قدر وخطر عند الله تعالى، فالدخول فيها يقتضي التزام عبادة اظهار الشرفها على سائر البقاع. (بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۷۱)

ذیل میں میقات سے گزرنے سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں:

میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جانا

میقات سے باہر رہنے والا مکلف مسلمان اگر مکہ (یا حد و حرم) کے لئے عازم سفر ہو خواہ یہ سفر کسی بھی مقصد سے ہو، اور وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جائے تو اس پر حج یا عمرہ کی ادائیگی اور احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹنا واجب ہے، اگر نہ لوٹے تو گنہگار ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ افاقى مسلم مكلف أراد دخول مكة أو الحرم ولو لتجارة أو سياحة و جاوز اخر موافقته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم اثم و لزمه دم و عليه العود إلى ميقاته الذى جاوزه الخ. (غنية الناسك ۶۰، ومثله فى الهندية ۲۰۳/۱) ومن دخل أى من أهل الأفاق مكة أو الحرم بغير إحرام فعليه أحد النسكين أى من الحج والعمرة، وكذا عليه دم المجاوزة أو العود. (مناسك ملا على قارى ۸۷، ومثله فى البحر العميق ۶۱۸/۳، در مختار ۶۲۶/۳، تاتارخانية ۵۵۲/۳)

حائضہ عورت بلا احرام حد و حرم میں پہنچ گئی

اگر کوئی حائضہ عورت میقات سے احرام باندھے بغیر گزر کر مکہ معظمہ پہنچ گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی میقات پر جا کر عمرہ یا حج کا احرام باندھے، اگر مکہ سے احرام باندھے گی تو دم واجب ہو جائے گا۔ فان جاوز الأفاقى الموضع الذى يجب عليه الاحرام فيه غير محرم

انہم، ولزمہ أن يعود إليه ويحرم منه. (البحر العميق ۱/۶۱۹، مناسك ملا علي قاري ۸۴، معلم الحج ۹۴-۹۵)

حائضہ عورت کا مکہ معظمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعات احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آ کر عمرہ کرے۔ مستفاد: ولا يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيء؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة. (البحر العميق ۴/۵۷۹، ۲۰)

نوٹ: اور اگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اس پر دم لازم ہو جائے گا، اور کسی میقات پر واپس جا کر عمرہ کا احرام باندھ کر آنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جا کر احرام باندھ کر آئے گی تو دم ساقط ہو جائے گا، اور اس پر بہر حال توبہ و استغفار ضروری ہوگا۔ آفاقی مسلم مکلف اراد دخول مكة.....، وجاوز اخر ميقاته غير محرم ثم احرم او لم يحرم انهم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إن عاد من عامه ذلك فأحرم بغيره سقط عندنا. (غنية الناسك ۶۰)

دوسری میقات تک احرام کو مؤخر کرنا

اگر کسی کے راستہ میں دو متعین میقاتیں پڑتی ہوں، تو افضل تو یہی ہے کہ پہلی میقات سے احرام باندھے؛ لیکن دوسری میقات سے بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہے، مثلاً مدینہ منورہ سے براہ

بدر مکہ معظمہ جانے والا شخص اگر ذوالحلیفہ کے بجائے جھم (راہ) سے احرام باندھے تو اس پر کوئی دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔ والمدنی ومن بمعناه إن جاوز وقته أي تجاوز عن ميقاته المعروف بنذی الحلیفة غیر محرم..... إلى الجحفة کره وفاقاً. (مناسک کبیر ۸۱، ومثله فی الدر المختار زکریا ۴۸۰۱۳، البحر الرائق زکریا ۵۵۶/۲، ہندیہ ۲۵۳/۱)

میقات سے آگے احرام باندھ لیا

جو آفاقی شخص حدود حرم میں بغیر احرام باندھے داخل ہو جائے اور میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو اس کو تو دوہرا گناہ ہوگا۔ (ایک میقات سے بلا احرام گزرنے کا اور دوسرے میقات کے بغیر احرام باندھنے کا) فإن لم يعد ولا عذر له اثم اخری لترکہ العود الواجب. (غنیۃ الناسک ۶۰، ومثله فی التاتارخانیہ ۵۵۲/۳، ہندیہ ۲۵۳/۱، در مختار زکریا ۶۲۱/۳)

کسی عذر کی وجہ سے میقات پر واپس نہ آسکا

آفاقی شخص حدود حرم میں احرام باندھے بغیر داخل ہو گیا اور کسی عذر مثلاً وقت تنگ پڑنے یا رفقاء سفر سے پچھڑ جانے کا خوف ہونے کی وجہ سے میقات تک واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو اس پر صرف میقات سے بلا احرام گزرنے کا گناہ ہوگا، واپس نہ لوٹنے کا گناہ نہ ہوگا؛ لیکن میقات سے احرام نہ باندھنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: إذا جاوز الوقت فلم يحرم حتى دخل مكة رجع إلى الوقت فأحرم وإن خشي إن رجع إلى الوقت فإنه يحرم ويهريق لذلك دماً. (فتح القدیر ۴۳۳/۲، بیروت ۴۲۶/۲) فإن كان له عذر كخوف الطريق، أو الانقطاع عن الرفقة، أو ضيق الوقت أو مرض شاق ونحو ذلك فأحرم من موضعه ولم يعد إليه لم يأت بترك العود وعليه الاثم والدم بالاتفاق. (غنیۃ الناسک ۶۰، البحر

العمیق ۶۱۹/۳، الدر المختار ۶۲۲/۳، ہندیہ ۲۵۳/۱)

نوٹ: یہ صورت سعودی عرب میں ملازمت پیشہ غیر ملکی عازمین حج کے ساتھ عموماً پیش آتی ہے کہ وہ حکومتی گرفت سے بچنے کے لئے ریاض یا دامام وغیرہ سے احرام کی نیت کئے بغیر مکہ معظمہ میں داخل ہو جاتے ہیں، اور پھر ان کے لئے کسی میقات کی طرف واپس جانا اور وہاں سے احرام باندھنا سخت مشکل ہوتا ہے، تو ایسے لوگوں پر مکہ معظمہ سے حج کا احرام باندھنے کا حکم ہوگا، اور ایک دم دینا ضروری ہوگا، جیسا کہ عبارت بالا سے واضح ہے؛ البتہ اگر ایسے لوگ میقات سے گذرتے ہوئے سلعے ہوئے کپڑے پہنے پہنے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں اور مکہ معظمہ پہنچ کر کپڑے اتار کر احرام پہن لیں، تو ان کا احرام صحیح ہو جائے گا اور کچھ دیر (۱۲ گھنٹے سے کم) احرام کی خلاف ورزی کی وجہ سے صدقہ واجب ہوگا۔ وکذا لا يشترط ای لصحة الاحرام هيئة ای صورية ولا حالة فلو احرم لابسا المخيط او مجامعاً انعقد فی الاول صحيحاً ای ويجب عليه دم ان دام لبسه يوماً والا فصدقة. (مناسک علی قاری ۹۴، ومثله فی الدر المختار

۵۷۷/۳، ہدایہ ۲۴۰/۱، ہندیہ ۲۴۲/۱)

مناسک شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا

اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھا مگر افعال حج یا عمرہ مثلاً طواف شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ پڑھ لیا تو اس سے دم اور گناہ دونوں ساقط ہو جائیں گے۔ فإن عاد قبل أن یشرع فی نسک ولتی عند المیقات یعنی داخلہ فشمّل ما إذا لّبی خارجه بعد ما جاوزه ثم رجع و مر به ساکتاً سقط الاثم والدم

عندنا. (غنیۃ الناسک ۶۰، ومثله فی البدائع ۲۷۳/۲، ہندیہ ۲۵۳/۱، تاتارخانیہ ۵۰۲/۳)

افعال حج شروع کرنے کے بعد لوٹا

اگر میقات سے آگے بڑھنے کے بعد احرام باندھا اور افعال حج میں سے کچھ مثلاً طواف کا ایک چکر وغیرہ شروع کرنے کے بعد میقات پر آ کر تلبیہ وغیرہ پڑھا تو اس سے نہ تو دم ساقط ہوگا اور

نہ ہی گناہ۔ وإن عاد بعد ما طاف شوطاً أو وقف بعرفة أو استلم الحجر وقطع التلبية وكان محرماً بالعمرة لا يسقط بالاتفاق. (غنية الناسك ۶۰، ومثله في التاتارخانية

۵۵۲/۳، هداية ۳۰۹/۱، مجمع الانهر ۴۴۸/۱)

اعادہ طوافِ زیارت کے لئے میقات کے باہر سے آنے پر

احرام لازم ہے

اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کر کے آفاق میں چلی گئی، تو اس پر بدنہ کی قربانی کے ساتھ ساتھ پاک ہو کر طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا (تاہم اعادہ طواف کے بعد اس کے اوپر سے بدنہ ساقط ہو جائے گا)

اور اس طواف کے اعادہ کے لئے اسے میقات سے نیا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ سابقہ ناپاکی کا طواف شرعاً معتبر ہو چکا ہے اور احرام کلی طور پر کھل چکا ہے؛ لہذا اب بلا احرام آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (پس اگر بلا احرام میقات سے آئی تو راجح قول کے مطابق حسب ضابطہ اس پر دم واجب ہوگا) ولو طاف للزيارة جنباً أو حائضاً أو نفساء كله أو أكثره فعليه بدنة وعليه أن يعيده طاهراً حتماً، ولو رجع إلى أهله وجب عليه العود لاعادته ثم ان جاوز الوقت أي الميقات يعود باحرام جديد. (مناسك ملا علی قاری ۳۴۴، لبحر العمیق ۱۱۲۳/۲)

مکہ المکرمہ میں احرام کے بغیر بار بار داخل ہونا

آفاقی شخص مکہ المکرمہ یا حد و حرم میں احرام کے بغیر داخل ہو تو حنفیہ کے نزدیک جتنی بار داخل ہوگا ہر مرتبہ کے بدلہ ایک حج یا ایک عمرہ کرنا اس پر لازم ہوگا، اور ہر مرتبہ الگ دم بھی واجب ہوگا۔ ولو دخلها مراراً بلا احرام فعليه لكل دخول حج أو عمرة. (غنية الناسك ۶۲، ہندیہ ۲۵۳/۱، تاتارخانیہ ۵۵۲/۳، البحر العمیق ۶۲۳/۳) و کذا لكل دخول دم

مجاوزه. (مناسك كبير ۸۸)

کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش

ایسے ٹیکسی ڈرائیور جنہیں بار بار آفاق سے حدود حرم میں جانا پڑتا ہے، یا وہ کاروباری لوگ جنہیں وقفہ وقفہ سے بار بار مکہ مکرمہ آنے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر انہیں ہر مرتبہ احرام باندھنے اور عمرہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بڑی مشقت پیش آئے گی جس کا تحمل دشوار ہوگا، اس لئے ایسے حضرات کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مرتبہ مکہ معظمہ آتے وقت احرام نہ باندھیں؛ البتہ جب عمرہ یا حج کے ارادہ سے آئیں تو احرام باندھنا ہوگا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: لا یدخل مکة أحد بغير احرام إلا الحطابون والعمالون وأصحاب منافعہما. (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۲۷/۸) قال الشیخ محمد زکریا الکاندھلوی نقلاً عن الامام موفق ابن قدامة: القسم الثانی من یرید دخول الحرم اما الی مکة او غیرها فہم علی ثلاثة اضرب: احدها من یدخلها لقتال مباح او من خوف او لحاجة متکررة کالحشاش والحطاب وناقل الميرة، ومن كانت له ضیعة یتکرر دخوله وخروجه الیها فہو لاء لا احرام علیہم الخ، وبہذا قال الشافعی، وقال ابو حنیفة لا یجوز لاحد دخول الحرم بغير احرام الامن کان دون المیقات. (اوجز المسالك قدیم ۷۳۱/۳، انوار مناسک ۲۵۱، وغیرہ)

بچہ میقات سے گزرنے کے بعد بالغ ہوا

نابالغ آفاقی بچہ میقات سے احرام باندھے بغیر گزر گیا، پھر آگے جا کر بالغ ہو گیا تو اسے میقات پر واپس جانا ضروری نہیں؛ بلکہ وہ بالغ ہونے کی جگہ سے احرام باندھ کر حج فرض و عمرہ ادا کر سکتا ہے، اس پر کوئی دم وغیرہ بھی واجب نہیں ہے۔ ولو جاوزہ کافر فاسلم او صبی فبلغ او مجنون فافاق ثم احرم من حیث هو ولو من مکة اجزاه عن حجة الاسلام ولم یکن علیہ دم بمجاوزة المیقات بغير احرام. (غنیة الناسک ۶۱، ومثله فی التاتارخانیة

۴۸۶/۳، ہندیہ ۲۵۳/۱، البحر الرائق زکریا ۵۰/۳)

مجنون میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھر افاقہ ہو گیا

آفاقی مجنون میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا پھر اس کو افاقہ ہو گیا اور اس نے میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو یہ احرام اس کے حج فرض یا عمرہ کے لئے کافی ہو جائے گا اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔ او مجنون فافاق ثم احرم من حیث هو ولو من مكة اجزاه عن حجة الاسلام ولم یکن علیہ دم بمجاوزة المیقات بغیر احرام لانه لم یکن من اهل الحج ولا من اهل الاحرام عند المجاوزة. (غنیة الناسک ۶۱-۶۲)

اہل مکہ کا حل میں جانا آنا

اہل مکہ اگر حدود حل میں آئے جائیں تو ان پر احرام باندھنے کا لزوم نہیں ہے؛ لیکن اگر عمرہ کا ارادہ ہو تو حل سے احرام باندھ کر آئیں گے۔ المکی اذا خرج الی الحل لحاجة له ان یدخل المکة بلا احرام. (غنیة لناسک ۶۴-۶۵، ومثله فی الہندیة ۱/۱۲۲، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۴)

اہل مکہ کا آفاق میں جا کر واپس آنا

اگر کوئی مکی شخص کسی ضرورت سے آفاق میں جائے تو واپسی کے وقت اسے بھی احرام باندھ کر واپس آنا ہوگا۔ المکی اذا خرج منها وجاوز المیقات لا یحل له العود بلا احرام. (شامی زکریا ۳/۴۸۴، غنیة الناسک ۶۵)

اہل حل کا آفاق میں جا کر اپنے وطن واپس آنا

حل میں رہنے والا شخص اگر آفاق میں چلا جائے تو اس کے لئے اپنے جائے قیام واپسی کے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر حدود حرم میں جانے کا ارادہ ہو تو احرام باندھنا ہوگا۔ مستفاد: اما لو قصد موصفاً من الحل کخلیص وجده حل له مجاوزته بلا احرام. (الدر المنتقى ۱/۳۹۳، درمختار زکریا ۳/۴۸۲)

آفاقی کا حدودِ حل میں جانا

اگر آفاقی شخص حدودِ حل میں جانے کا ارادہ کرے تو اس پر احرام باندھنا لازم نہیں ہے، مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص اپنی ضرورت سے جدہ جانا چاہتا ہے تو اس کے لئے احرام باندھ کر جانے کا حکم نہیں ہے۔ اما لو قصدوا موطناً من الحل كخليص و جدہ حل له مجاوزتہ بلا

احرام. (درمختار ۴۸۲/۳، ومثله في البحر الرائق كراچی ۴۹۱/۳، الدر المنقی ۳۹۳/۱)

نوٹ: اگر آفاقی شخص اپنے کسی کام سے جدہ گیا پھر وہاں جا کر ارادہ ہوا کہ مکہ معظمہ بھی حاضری دے دیں تو اس کے لئے احرام باندھ کر مکہ جانا لازم نہیں؛ بلکہ بلا احرام جاسکتا ہے؛ لیکن اگر عمرہ یا حج کا ارادہ ہو تو احرام باندھنا ہوگا۔ ومن جناوز وقتہ يقصد مكاناً في الحل ثم بدالہ ان يدخل مكة فله ان يدخلها بلا احرام. (البحر الرائق كراچی ۴۹۱/۳، تاتارخانیة ۵۵۳/۳، منحة

الخالق زکریا ۵۵۲/۲، غنیة الناسک ۵۷)

اہل جدہ کا مکہ معظمہ آ کر احرام باندھنا

”جدہ“ یا حل میں رہنے والا شخص اگر مکہ معظمہ یا حدودِ حرم میں آ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھے تو اس پر اپنی میقات (حل) کے بغیر احرام باندھنے کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا؛ لیکن جب وہ عرفات پہنچے گا تو حل سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گزرنے کی وجہ سے اس کا دم ساقط ہو جائے گا۔ قال العلامة قطب الدین فی منسکہ: ومما يجب التيقظ له سكان جدة بالجيم واهل حدة بالمهمله واهل الاودية القرية من مكة فانهم في الاغلب يأتون الى مكة في سادس ذى الحجة او في السابع بغير احرام ويحرمون من مكة للحج، فعلى من كان جنفياً منهم ان يحرم بالحج قبل ان يدخل الحرم والا فعليه دم لمجاوزه الميقات بغير احرام. (حاشیة لمناسک ملا علی قاریؒ ۸۳، ومثله فی منحة الخالق زکریا ۵۵۹/۲) لكن بعد توجههم إلى عرفات ينبغي سقوطه عنهم بوصولهم

إلى أول الحل ملبين الخ. (غنية الناسك ۵۷، شامی زکریا ۴۸۴/۳)

چھوٹے ہوئے طوافِ زیارت کو ادا کرنے کے لئے نئے

احرام کے بغیر واپس آنا

اگر کسی شخص کاحج میں طوافِ زیارت چھوٹ گیا تھا اور وہ میقات سے باہر چلا گیا تو چوں کہ اس کے لئے ازدواجی تعلق حرام ہونے کی حد تک اس کے حج کے احرام کا اثر باقی ہے؛ لہذا وہ نئے احرام کے بغیر ہی واپس آ کر طوافِ زیارت کرے گا، اور نئے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا اس کے لئے درست نہ ہوگا۔ (اس صورت میں اگر نیا احرام باندھ کر آئے گا تو دم لازم ہو جائے گا) ولو ترک طواف الزیارة کله او اکثره فهو محرم ابدافى حق النساء حتى يطوف.....، فعليه حتماً ان يعود بذلك الا حرام ويطوفه. (غنية الناسك ۲۷۳) ولا يجوز احرام العمرة على افعال الحج. (مناسك ملا علی قاری ۳۴۵-۳۴۶، معلم الحج ۱۷۹)

طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا

اگر کوئی شخص طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا تو اگر وہ طواف کی ادائیگی کے لئے حرم واپس آئے گا تو اس کے لئے نیا احرام باندھنا ضروری ہوگا، (اگر نئے احرام کے بغیر آ گیا تو دم لازم ہوگا، اور اس معاملہ میں طوافِ وداع اور طوافِ زیارت کا حکم الگ الگ ہے) ولو ترک کله او اکثره.....، وبعده یخیر بین اراقة الدم والرجوع باحرام جدید بعمرة الخ. (غنية الناسك ۲۷۵)



حج و عمرہ کے ارکان و افعال

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں دو طرح کے اعمال شامل ہیں: ایک تو وہ عمل جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے، جسے اصطلاح میں شرط کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں۔ ان دونوں کو ملا کر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنا (یہ شرط ہے، احرام کے بغیر حج درست نہیں ہو سکتا)

(۲) ۹ رزی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰ رزی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو۔ (یہ رکن ہے)

(۳) طواف زیارت کرنا (یہ بھی رکن ہے)۔ اما فرائض الحج: وہی اعم من الشرائط فثلاث: الاول: الاحرام قبل الوقوف بعرفة وهو وصف شرعی الخ. والثانی: الوقوف بعرفة فی وقتہ ولو ساعة. والثالث: طواف الزيارة فی وقتہ ومكانہ. (غنیة الناسك ۴۴، درمختار زکریا ۴۶۸/۳، تاتارخانیة ۴۷۸/۳، بلانغ الصنائع ۳۰۲/۲ - ۳۶۴، الموسوعة الفقهية ۴۹/۱۷)

فرض کا حکم

فرائض کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی دم وغیرہ کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ وحکم الفرائض أنه لا یصح الحج إلا

بہا. (مناسک ملا علی قاری ۶۷، غنیة الناسك ۴۵، شرح النقایة ۱۸۵)

ملحق بہ فرائض اعمال

درج ذیل دو باتیں بھی فرائض حج کے ساتھ ملحق ہیں:

(۱) وقوف عرفہ سے پہلے احرام کی حالت میں عورت سے صحبت نہ کرنا (کیوں کہ اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع پایا گیا تو حج فاسد ہو جائے گا اور اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ ہوگی؛ البتہ وقوف عرفہ کے بعد جماع کی تلافی ممکن ہے)۔ وَالْحَقُّ بِالْفَرَائِضِ تَرْكُ الْجَمَاعِ قَبْلَ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ. (غنیۃ الناسک ۴۸)

(۲) احرام، وقوف عرفہ اور طواف زیارت میں ترتیب (کیوں کہ ان میں سے کسی بھی طرح ترتیب الٹی تو حج درست نہ ہوگا) وبقی من فرائض الحج نية الطواف والترتيب بين الفرائض: الاحرام ثم الوقوف ثم الطواف الخ. (شامی زکریا ۳/۴۶۹، انوار مناسک ۲۶۹)

نوٹ: علامہ شامی نے مذکورہ دو باتوں کے علاوہ درج ذیل امور کو بھی فرض کے ساتھ ملحق کیا ہے:

(۱) طواف زیارت میں مطلق طواف کی نیت (۲) ہر فرض کو اپنے وقت میں ادا کرنا، یعنی وقوف عرفات کو یوم عرفہ کے زوال کے وقت سے یوم النحر کی صبح صادق کے درمیان ادا کرنا، اس کے بعد عمر میں کبھی بھی طواف زیارت کرنا (یہ وقت ادائیگی فرض کے لئے ہے، ورنہ طواف زیارت کی واجب ادائیگی کا وقت ۱۲/۱۲ ذی الحجہ کے غروب تک ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو) (۳) وقوف عرفہ کی جگہ میدان عرفات مخصوص ہونا اور طواف زیارت کی جگہ مسجد حرام متعین ہونا۔ (دیکھئے شامی زکریا ۳/۴۶۹) تاہم یہ سب امور اصل رکن میں شامل نہیں؛ بلکہ ارکان کے ملحقات سے ہیں۔

واجبات حج

واجبات حج اصلاً چھ ہیں:

(۱) وقوف مزدلفہ (جس کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب

کے درمیان ہے)

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۳) رمی جمار کرنا۔

(۴) قارن و متمتع کو دم شکر دینا۔

(۵) حلق یا قصر کرنا۔

(۶) آفاقی کو طواف وداع کرنا۔

واما واجباته فستة: وقوف جمع فی وقته ولو لحظة، والسعی بین الصفا والمروة، ورمی الجمار، والذبح للقارن والمتمتع، والحلق او التقصیر فی اوانه ومكانه، وطواف الصدر للأفاقی غیر الحائض والنفساء إذا لم یستوطن بمكة قبل النفر الأول. (غنیة الناسک ۴۵، تنویر الابصار مع الدر المختار ۴۶۹/۳-۴۷۲، بدائع

الصنائع زکریا ۳۱۶/۲، ہندیہ ۲۱۹/۱)

واجب سے ملحق افعال

حج کے اصل واجبات کے ساتھ بہت سے واجبات ملحق ہیں، جیسے: ممنوعاتِ احرام مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کرنے، سلاہوا کپڑا پہننے، سر اور چہرہ کو ڈھانکنے سے بچنا وغیرہ۔ والحق بالواجبات ترک محظورات الاحرام کالجماع بعد الوقوف بعرفة، ولبس المنخبط. (غنیة الناسک ۴۶، درمختار مع لشامی زکریا ۴۷۳/۳، مراقی الفلاح جدید ۷۲۹، ملتقى الابحر

۳۷۹/۱، مناسک ملا علی قاری ۷۲)

نوٹ: ان تمام ملحقات کو ملا کر واجبات کی تعداد ۳۵ تک پہنچ جاتی ہے۔ فصار المجموع ای مجموع الواجبات بلحوق ترک المحظورات خمسة وثلاثین واجباً.

(مناسک ملا علی قاری ۷۲)

واجبات کا حکم

مذکورہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بلا عذر ادائیگی سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا اور حج درست ہو جائے گا، چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ وکل ما هو واجب فحکمه

وجوب الدم بترکہ بلا عذر و جواز الحج سواء ترکہ عمداً او سهواً او خطأً او جاهلاً او عالماً لکن العامد اثم۔ (غنیۃ الناسک ۴۶، مناسک ملا علی قاری ۷۲، شامی زکریا ۴۷۳/۳،

خانیۃ ۲۹۸/۱، البحر الرائق زکریا ۵۳۹/۲)

نوٹ: اور اگر کسی معقول عذر سے ترک، واجب ہوا ہے تو حکم میں تخفیف ہوگی۔

حج کی سنتیں

حج کے چند اہم مسنون اعمال درج ذیل ہیں:

- (۱) احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا۔
- (۲) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔
- (۳) تلبیہ پڑھنا۔
- (۴) مفرد یا حج آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔
- (۵) طوافِ قدوم میں رتل کرنا، اگر اس میں نہ کر سکے تو طوافِ زیارت یا طوافِ وداع میں رتل کرنا۔
- (۶) طواف کرتے وقت بدن اور کپڑے کا نجاست حقیقیہ سے پاک و صاف ہونا۔
- (۷) صفا و مروہ کی سعی کے دوران میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا (مردوں کے لئے)۔
- (۸) حجر اسود سے طواف شروع کرنا۔
- (۹) امام کا تین مقام پر خطبہ دینا (ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں، نویں کو عرفہ میں اور گیارہویں کو منیٰ میں)
- (۱۰) نویں ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں قیام کرنا۔
- (۱۱) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔
- (۱۲) عرفات سے امام کے چلے جانے کے بعد نکلنا۔

(۱۳) عرفات میں غسل کرنا۔

(۱۴) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ ہی رہنا۔

(۱۵) تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب باقی رکھنا۔

اس کے علاوہ اور دیگر سنتیں بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ مسائل کے ضمن میں بیان کی جائیں

گی۔ واما سننہ: فالغسل للاحرام و کون الاحرام فی اشهر الحج والتلبیة وطواف

القدوم للافاقی المفرد بالحج والقارن ولو فی غیر اشهر الحج الخ. (غنیة الناسک

۴۷، طحطاوی علی المراقی اشرفیہ ۷۲۰-۷۳۱، مناسک ملا علی قاری ۷۴، ناتارخانیة ۶/۳ ۵۰)

سنتوں کا حکم

سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصد ترک کرنا برا ہے مگر چھوٹ جانے سے جزا لازم نہیں ہوتی

ہے۔ و حکمها الاساءة بترکها وعدم لزوم الجزاء. (غنیة الناسک ۴۷، ہندیہ ۲۲۰/۱،

مناسک ملا علی قاری ۷۴، مجمع الانہر ۲۸۹/۱-۲۹۰، حاشیة علی لتبیین ۲۷۷/۲)

حج کی قسمیں

حج کی ادائیگی تین طرح ہو سکتی ہے:

(۱) **حج افراد**: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور ارکان حج کی

ادائیگی کے بعد ہی احرام کٹتا ہے، بلکہ حج کے بعد عمرہ کرنے سے افراد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ المفرد

الساہی احرام بالحج وحده دون ان یأتی بالعمره. (لغة الفقہاء ۴۶۶) قال فی المبسوط

: والافراد بالحج ان یحج اولاً ثم یعتمر بعد الفراغ من الحج او یؤدی کل

نسک فی سفر علی حدة از یکون اداء العمرة فی غیر اشهر الحج. (غنیة الناسک

۲۱۱) وقال المفرد بالحج بلسانہ، مطابقاً لاجنابہ: "اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ

وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ". (درمختار زکریا ۴۸۹/۳)

(۲) حج تمتع: اس میں آفاقی شخص اشہرج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اور عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے، پھر اسی سفر میں (المقام تام یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر) حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔ وشرعاً ان يفعل العمرة او اكثر اشواطها في اشهر الحج الخ، ويطوف ويسعى الخ، ثم يحرم للحج في سفر واحد حقيقة وحكماً بان يلزم باهله الماماً غير صحيح. (درمختار زکریا ۳/۵۶۱-۵۶۴، ہندیہ ۱/۲۳۸،

خانیہ ۱/۳۰۴، تاتارخانیہ ۳/۶۲۱)

(۳) حج قرآن: اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقتاً یا حکماً عمرہ و حج کے احرام کی نیت کرے اور مکہ معظمہ آ کر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے، اور حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ والقارن هو ان يجمع بين احرامى الحج والعمرة من الميقات. (ہندیہ ۱/۲۳۷، خانیہ ۱/۳۰۱، مراقی الفلاح ۳۳۹، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۵۵۴) وشرعاً ان يهل ای يرفع صوته بالتلبية بحجة وعمرة معاً حقيقة وحكماً. (درمختار زکریا ۳/۵۵۴)

مکی اور حلی کے لئے قرآن و تمتع ممنوع

حدود حرم اور حدود حل میں رہنے والوں کے لئے حج کے مہینوں میں حج و عمرہ کو جمع کرنا یعنی تمتع یا قرآن کرنا ممنوع ہے، اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو گنہگار ہوں گے اور جنایت میں دم واجب ہو جائے گا۔ لا قران لاهل مكة ای حقیقتہ و حکماً ولا لاهل المواقیت وهم الذین منزلہم فی نفس المیقات، وكذا من حاذهم من غیرہم، ولا لاهل الجبل وهم الذین بین المواقیت والحرم وهذا لقوله تعالى: ﴿ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ والاشارة الی التمتع وفي معناه القران. (مناسک ملا علی

قاری ۲/۲۶۹، کنز الدقائق مع البحر زکریا ۲/۶۴۰، خانیہ ۱/۳۰۴، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۵۶۷)

عمرہ کے افعال

۱	احرام باندھنا	شرط
۲	طواف	رکن
۳	رمل	سنت
۴	اضطباع	سنت
۵	سعی	واجب
۶	سرمنڈانا، یا کترانا	واجب

تنبیہ: ○ رمل و اضطباع کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ ولا تضطبع ولا ترمل۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، الدر المختار ۵۵۱/۳، خانیۃ ۲۸۶/۱، لبحر الرائق زکریا ۶۲۲/۲، طحطاوی علی المراتی ۷۲۸) ○ اور ہر طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف پڑھنا سب کے لئے ضروری ہے۔ ومن الواجبات رکعتا الطواف۔ (غنیۃ الناسک ۱۱۶، ومثلہ فی البحر الرائق زکریا ۵۸۰/۲، درمختار زکریا ۵۱۲/۳) ○ عمرہ منفردہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ ولیس لها طواف القدوم ولا بعدها طواف الصدر۔ (غنیۃ الناسک ۱۹۷)

نوٹ: عمرہ کے مزید مسائل الگ باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حج افراد کے افعال

۱	حج کا احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم	سنت
۳	قیام منیٰ (از ظہر ۸ رزی الحجۃ تا فجر ۹ رزی الحجۃ)	سنت
۴	وقوفِ عرفہ (۹ رزی الحجۃ)	رکن
۵	وقوفِ مزدلفہ (۱۰ رزی الحجۃ)	واجب

واجب	آخری جمرہ کی رمی (۱۰ ارزی الحجہ)	۶
واجب	سرمنڈانا، یا کترانا	۷
رکن	طواف زیارت (۱۰ تا ۱۲ ارزی الحجہ)	۸
سنت	رمل واضطہاع	۹
واجب	سعی	۱۰
واجب	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲ ارزی الحجہ)	۱۱
سنت	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲ ارزی الحجہ)	۱۲
واجب	طواف وداع (بوقت واپسی)	۱۳

نوٹ: ○ حج افراد کرنے والے کے لئے طواف زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ (شامی زکریا ۵۲۷/۳) ○ لیکن اگر وہ چاہے تو طواف قدم کے بعد بھی سعی کر سکتا ہے، ایسی صورت میں وہ طواف قدم میں رمل واضطہاع کرے گا، اور طواف زیارت میں نہیں کرے گا؛ کیوں کہ رمل واضطہاع صرف اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔ (غنیۃ الناسک ۲۰۵، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲) ○ اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔ (شامی زکریا ۵۲۷/۳) لہذا اگر چاہے تو نقلی قربانی کر سکتا ہے۔

حج قرآن کے افعال

شرط	حج و عمرہ کا احرام	۱
رکن	طواف عمرہ (۲ رملوط)	۲
سنت	رمل واضطہاع	۳
واجب	عمرہ کی سعی	۴

۵	طوافِ قدوم مع رمل واضطباع	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸ رزی الحجۃ تا فجر ۹ رزی الحجۃ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹ رزی الحجۃ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰ رزی الحجۃ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰ رزی الحجۃ)	واجب
۱۱	قربانی (۱۰ تا ۱۲ رزی الحجۃ)	واجب
۱۲	سرمنڈانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	تینوں جمرات کی رمی (۱۱ تا ۱۲ رزی الحجۃ)	واجب
۱۵	منیٰ میں شب گزاری (۱۱-۱۲ رزی الحجۃ)	سنت
۱۶	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	واجب

نوٹ: ○ قارن کے لئے حج کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کرنا افضل ہے؛ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ زیارت کے بعد بھی سعی کر سکتا ہے، ایسی صورت میں طوافِ زیارت کے ساتھ رمل واضطباع کرے گا، اور اگر احرام سے حلال ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے اور سعی کا ارادہ ہو، تو صرف رمل کرے گا، اضطباع کا حکم نہیں ہے۔ ثم یسعی ان ارادہ بعد طواف القدوم کما هو الافضل للقارن او یسن، وان اخره الی ما بعد طواف الزیارة یؤخر الرمل الیه ایضاً وسقط الاضطباع.

(غنیۃ الناسک ۲۰۵، ومثلہ فی الشامی زکریا ۵۵۷/۱۳، تبیین لحقائق ۳۳۷/۲، البحر لرائق کوئٹہ ۳۵۹/۲)

قرآن کے صحیح ہونے کی شرطیں

حج قرآن کے صحیح اور معتبر ہونے کے لئے پانچ شرطیں لازم ہیں:

(۱) عمرہ قران کے طواف کے کم از کم چار چکر حج کے مہینوں میں ادا کرنا (لہذا اگر شوال سے قبل طواف کر لیا تو قران نہ ہوگا)

(۲) طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے قبل بجالانا (لہذا اگر طوافِ عمرہ کے بغیر وقوفِ عرفہ کر لیا تو قران باطل ہو جائے گا)

(۳) اکثر طوافِ عمرہ سے قبل حج کا احرام باندھ لینا (لہذا اگر اکثر طوافِ عمرہ کے بعد حج کا احرام باندھا تو وہ قران نہ ہوگا؛ بلکہ تمتع ہو جائے گا)

(۴) عمرہ کو فاسد کرنے سے قبل حج کا احرام باندھ لینا۔

(۵) حج و عمرہ کو فساد سے محفوظ رکھنا (پس اگر طواف سے قبل عمرہ کو فاسد کر دیا یا وقوفِ عرفہ سے قبل جماع وغیرہ کر کے حج کو فاسد کر لیا تو قران باطل ہو جائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۰۳)

قارن کا امام صحیح موجب بطلان نہیں ہے

اگر قارن شخص عمرہ کر کے اپنے وطن واپس چلا جائے اور برابر احرام میں رہے اور حج کے وقت آ کر حج کے مناسک ادا کر کے خلال ہو جائے تو اس کا حج قران صحیح اور درست ہو جائے گا (جب کہ تمتع امام صحیح یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہو جاتا ہے) ولا یشترط

لصحته الالمام الصحیح . (غنیۃ الناسک ۲۰۳)

حج تمتع کے افعال

شرط	عمرہ کا احرام	۱
رکن	عمرہ کا طواف	۲
سنت	رمل و اضطباع	۳
واجب	عمرہ کی سعی	۴
واجب	سرمنڈانا، یا کترانا	۵

۶	حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸ رزی الحجۃ تا فجر ۹ رزی الحجۃ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹ رزی الحجۃ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰ رزی الحجۃ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰ رزی الحجۃ)	واجب
۱۱	قربانی	واجب
۱۲	سرمنڈانا، یا کترانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲-۱۳ رزی الحجۃ)	واجب
۱۶	منیٰ میں شب گزاری (۱۱-۱۲ رزی الحجۃ)	سنت
۱۷	طوافِ وداع	واجب

نوٹ: تمتع کرنے والا طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے گا؛ لیکن اگر وہ پہلے سعی کرنا چاہے تو احرام باندھنے کے بعد ایک نقلی طواف کر کے حج کی سعی کر سکتا ہے، اس نقلی طواف میں رمل واضطباع کرے گا، پھر بعد میں طوافِ زیارت میں رمل واضطباع نہیں کیا جائے گا۔ ویرمل فی طواف الزیارة ویسعی بعده، وان اراد تقدیم السعی لزمه ان یتنفل بطواف بعد احرامه للہج ویضطبع فیہ ویرمل ثم یسعی بعده. (غنیۃ الناسک ۲۱۶، ومثلہ فی الشامی زکریا

۵۶۴/۳، الجوهرة النيرة ۱/۲۴، الباب ۱۷۸/۱)

تمتع صحیح ہونے کی شرطیں

حج تمتع صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرائط پایا جانا ضروری ہے:

(۱) تمتع کرنے والا شخص آفاق (میقات سے باہر) کارہنے والا ہو (اہل مکہ اور اہل حل کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے)

(۲) تمتع والے عمرہ کا اکثر حصہ (چار چکر) حج کے مہینوں (شوال شروع ہونے کے بعد) میں ادا کیا ہو۔

(۳) تمتع کا عمرہ حج کا احرام باندھنے سے قبل ادا کیا ہو۔

(۴) جس سال اشہر حج میں عمرہ کرے اسی سال حج بھی کرے۔

(۵) عمرہ اور حج کے درمیان "المقام صحیح" نہ پایا جائے یعنی ایسا نہ ہو کہ عمرہ کر کے آفاق میں اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور اس کے بعد آ کر حج کرے تو یہ شخص تمتع نہ ہوگا۔ (مثلاً کسی شخص نے شوال میں ہندوستان سے آ کر عمرہ کیا پھر وہ واپس ہندوستان لوٹ گیا اور پھر اسی سال میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا تو وہ تمتع نہ ہوگا؛ بلکہ مفرد کہلائے گا)

(۶) تمتع کے عمرہ کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۷) حج کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۸) عمرہ کے بعد مکہ کو وطن اصلی دائمی بنانے کی نیت نہ کی ہو۔ (اگر مکہ معظمہ کو دائمی وطن

بنالیا تو پھر اسی سال حج کیا تو وہ تمتع نہ کہلائے گا)

(۹) اشہر حج کے شروع میں وہ شخص غیر محرم ہونے کی حالت میں مکہ معظمہ یا حل میں مقیم نہ

ہو (پس اگر یکم شوال کو کوئی شخص احرام عمرہ کے بغیر مکہ میں مقیم ہو اور بعد میں مکہ ہی سے عمرہ کر کے اسی

سال حج کرے تو اس کا تمتع صحیح نہ ہوگا؛ کیوں کہ وہ مکی کے حکم میں ہے، البتہ اگر وہ اپنے وطن اصلی

لوٹ جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور عمرہ کے بعد اسی سال حج کر لے تو

اس کا تمتع صحیح ہو جائے گا) (تلخیص: نذیۃ الناسک ۲۱۲-۲۱۳)

جس شخص کا وطن آفاق اور حرم دونوں میں ہو اس کا تمتع؟

جس شخص کا وطن مثلاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہو تو گو کہ وہ سال کا اکثر حصہ مدینہ

منورہ میں گذارتا ہو پھر بھی اس کے لئے تمتع درست نہیں ہے۔ ومن كان له أهل بمكة وأهل بالمدينة لم يكن له تمتع، وإن كانت إقامته بالمدينة أكثر. (غنية الناسك ۲۱۲)

تمتع کا میقات سے باہر جا کر حج کا احرام باندھ کر آنا

اگر تمتع عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر غیر وطن چلا گیا، مثلاً ہندوستان کا شخص عمرہ کر کے مدینہ منورہ چلا گیا پھر واپسی میں حج کا احرام باندھا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا حج تمتع درست ہو جائے گا۔ (کیوں کہ میقات سے باہر غیر وطن میں جانا المامِ فاسد ہے، اس سے تمتع باطل نہیں ہوتا؛ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک المامِ فاسد سے بھی تمتع باطل ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک مسئلہ صورت میں تمتع درست نہ ہوگا؛ بلکہ حج افراد ہوگا) ولو عاد إلى غير أهله إلى موضع لأهله التمتع والقران.....، يكون متمتعاً عنده لا عندهما. (غنية الناسك ۲۱۳)

تمتع کا میقات سے باہر جا کر قران کا احرام باندھ کر آنا

اگر تمتع شخص عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر چلا جائے تو وہاں سے واپسی میں اس کے لئے قران کا احرام باندھ کر آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے، (مثلاً ہندوستان سے کوئی شخص حج کے مہینوں میں مکہ معظمہ جائے اور عمرہ کر کے وہاں سے مدینہ منورہ چلا جائے تو جب وہ مدینہ منورہ سے واپس آئے گا تو یا تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے یا حج کا احرام باندھ کر آئے، دونوں کو جمع کر کے قران کا احرام باندھ کر آنا اس کے لئے جائز نہ ہوگا) اور اگر اس نے ایسا کر لیا ہے، تو عمرہ یا حج کے احرام کو فسخ کرنا اس پر ضروری ہوگا، جس کی بنا پر دم جنایت بھی لازم ہوگا۔ و كذا لو خرج إلى الأفاق لحاجة فقرن، لا يكون قارناً عند أبي حنيفة وعليه رفض أحدهما ولا يبطل تمتعه. (غنية الناسك ۲۱۵)

اہل مکہ اگر تمتع کی صورت اپنائیں تو کیا حکم ہے؟

اہل مکہ، اہل حل اور اہل موافقت اگر اشہر حج میں عمرے پر عمرے کریں پھر اسی سال حج

کر لیں تو ان پر حکم شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا (اور چوں کہ ان کا تمتع معتبر نہیں ہے اس لئے دم تمتع ساقط ہو جائے گا) لا تمتع ولا قران ولا جمع بینہما فی غیر اشہر الحج لأهل مكة وأهل المواقیت الخمسة، وإنما لهم أن یفردوا الحج أو العمرۃ فإن قارنوا أو تمتعوا فقد أساءوا، ویجب علیہم الدم لاسائتہم.....، ولو تمتع بطل تمتعہ. (غنیۃ الناسک ۲۱۹-۲۲۰)

حج کی کونسی قسم افضل ہے؟

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ حج قران افضل ہے؛ لیکن چوں کہ حج قران میں احرام کی مدت تمتع کے مقابلہ میں لمبی ہوتی ہے، جس میں احرام کی پابندیوں کی رعایت کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے؛ اس لئے فقہاء متاخرین نے تمتع کو افضل قرار دیا ہے؛ تاکہ حج کوتاہیوں سے محفوظ رہے۔

(مستفاد: شامی بیروت ۳/۳۹۱، منہ الخالق ذکر یا ۲/۲۲۶)



احرام کا بیان

احرام کی حکمت

احرام دراصل دربارِ خداوندی میں حاضری کے آداب میں داخل ہے کہ جو شخص بھی آفاق سے حدودِ حرم میں آئے وہ ویسے ہی لا پرواہی سے نہ آجائے؛ بلکہ حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کر کے تلبیہ کی رٹ لگاتے ہوئے آئے؛ تاکہ عظمتِ خداوندی کا اظہار ہو، اسی لئے بحالتِ احرام بہت سی حلال چیزوں کی بھی ممانعت کر دی گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ باور فرمایا کہ تحلیل و تحریم کا اختیار بندوں کے پاس نہیں ہے؛ بلکہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے، جس کی تعمیل کے بغیر چارہ کار نہیں۔ احرام اسی حقیقت کو یاد دلانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔

احرام کی فضیلت

احرام کی حالت میں رہنا بجائے خود باعثِ فضیلت ہے، سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَنْظِلُ يَوْمَهُ مُحْرِمًا إِلَّا غَابَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوبِهِ. (رواه الترمذی: ۸۱۰، الترغیب والترہیب مکمل: ۲۶۷)

جو مسلمان شخص ایک دن احرام کی حالت میں رہتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو اپنے ساتھ لے کر ڈوبتا ہے۔

بریں بنا احرام کی طوالت کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ عبادت سمجھ کر احرام کا وقت گزارنا چاہئے۔
ذیل میں احرام سے متعلق چند ضروری مسائل نقل کئے جاتے ہیں:

احرام کی حقیقت

احرام؛ دراصل نیت اور تلبیہ (یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر خداوندی) کے اجتماع سے عبارت ہے، یعنی حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام شروع ہو جاتا ہے، خاص کپڑوں

یا ہیئت کا نام احرام نہیں ہے (بقیہ پابندیاں احرام سے ملحق امور میں شامل ہیں، بجائے خود احرام نہیں ہیں، جن کی تفصیل آگے آئے گی) الاحرام شرعاً: الدخول فی حرمت مخصوصة ای التزامها غیر أنه لا يتحقق شرعاً الا بالنية مع الذكر والمراد بالذکر التلبیة ونحوها. (شامی زکریا ۴۸۵/۳، منحة الخالق زکریا ۵۶۰/۲، فتح القدیر ۴۲۹/۲) وکذا لا يشترط ای لصحة الاحرام هیئة ای صوریة ولا حالة. (مناسک کبیر ۹۴)

حج کا احرام باندھا مگر نفل یا فرض کی تعیین نہیں کی

کسی آدمی نے حج کا احرام باندھا مگر نفل، فرض یا نذر وغیرہ کی تعیین نہیں کی تو بھی اس کا احرام حج کے لئے درست ہو جائے گا اور استحساناً یہ احرام حج فرض کا ہوگا۔ وہ کذا لو أطلق نية الحج بان احرم بحجة ولم يعين فرضاً ولا نفلاً صح احرامه للحج وصرّف الى الفرض استحساناً علی المذهب. (غنیة الناسک ۸۰، شامی زکریا ۴۹۰/۳، المناسک فی المسالک ۳۴۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۷۰/۲، ہندیہ ۲۲۳/۱)

گونا گوا شخص کیسے احرام باندھے؟

گونا گوا شخص جو بولنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صرف احرام کی نیت کرنا کافی ہے، اس پر زبان ہلانا لازم نہیں ہے۔ ولا يلزم العاجز عن النطق كاخرس و امی تحریک لسانہ. (درمختار) ونقل الشامی بحثاً: فینبغی ان لا يلزمه فی الحج الا ولی، لان القراءة فرض قطعی والتلبیة امر ظنی. (شامی زکریا ۱۸۱/۲-۱۸۲) قال الرافعی: قوله ولكن يحتاج الى الفرق بين التحريم والتلبیة: يظهر انه على القول بلزوم التحریک فی التحريم يلزمه فی التلبیة والقراءة ايضاً ومقابله عدم اللزوم فی الكل وهو المختار. (الرافعی ۱۵۹/۲) قال الحموی فی شرح الاشباہ: قوله الاخرس يلزمه تحریک اللسان الصحيح انه لا يجب عليه تحریک اللسان، قال فی المحيط:

الاخرس والامی افتتاحا بالنية اجزأهما لانهما اتيا بامضى ما فى وسعهما. فى شرح منية المصلی ولا يجب عليهما تحريك اللسان عندنا وهو الصحيح. (الاشبه والنظائر قديم ۱۸۵)
نوٹ: بعض فقہی جزئیات سے گونگے شخص کے لئے تلبیہ کی جگہ زبان ہلانا ضروری معلوم ہوتا ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ اس شخص پر زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ البتہ اگر ہلے تو بہتر ہے۔ (مرتب)

سمجھ دار بچہ کا احرام

سمجھ دار اور باشعور بچہ خود ہی احرام باندھے گا، اور حج کے تمام ارکان و مناسک بالغ شخص کی طرح خود ہی ادا کرے گا، بلا عذر اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔ فالمیمیز لا یصلح النيابة عنه فى الاحرام ولا فى اداء الأفعال الا فى ما لم يقدر عليه فيحرم بنفسه ويقضى المناسك كلها بنفسه ويفعل كما يفعل البالغ. (غنية الناسك ۸۳، ومثله فى

الشامى زكريا ۴۶۷/۳، هندية ۲۳۶/۱، البحر الرائق زكريا ۵۵۳/۲)

نا سمجھ بچہ کا احرام

نا سمجھ اور بے شعور بچہ کا خود احرام باندھنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ پڑھے گا۔ اما غير المميز فلا يصح ان يحرم بنفسه لانه لا يعقل النية ولا يقدر التلفظ بالتلبية وهم اشرطان فى الاحرام. (غنية الناسك ۸۳،

ومثله فى الهنديه ۲۳۶/۱، الولو الجية ۲۹۷/۱، البحر الرائق زكريا ۵۵۳/۲، شامى زكريا ۴۶۷/۳)

مجنون کا احرام

مجنون یعنی پاگل کا حکم نا سمجھ بچہ کی طرح ہے کہ اس کی طرف سے ولی احرام باندھے گا اور وہی سب ارکان بجالائے گا۔ والمجنون كالصبي الغير المميز فى جميع ما ذكرنا.

(غنية الناسك ۸۴، البحر الرائق زكريا ۵۵۴/۲، شامى زكريا ۴۶۸/۳، منحة الخالق زكريا ۵۵۴/۲)

(الولو الجية ۲۹۷/۱)

بے ہوش شخص کا احرام

اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے مگر احرام باندھتے وقت بے ہوش ہو جائے تو اس کے ساتھی کو چاہئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا اس کے بعد اس بے ہوش ساتھی کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر لے، یہ احرام اس بے ہوش آدمی کے لئے بھی کافی ہوگا۔ من خرج یرید حجة الاسلام فاغمی علیہ قبل الاحرام او کان مریضاً فنام قبلہ فنوی ولّبی عنہ رفیقہ او غیرہ بامرہ نصاً او لا من المیقات او بمکة بعد احرام نفسہ او قبلہ جاز عندنا ویجزئہ عن حجة الاسلام ویصیر محرماً بذلک. (غنیۃ الناسک ۸۱، ومثلہ فی

الہندیۃ ۲۳۶/۱، ہدایۃ ۲۷۷/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۵۴۸/۳-۵۴۹)

احرام کے واجبات

احرام میں فی الجملہ تین چیزیں واجب ہیں: (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔ (۳) (مردوں کے لئے) سلے ہوئے کپڑوں کو اتار دینا۔ (لہذا اگر کسی نے احرام اس حالت میں باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا تو اس پر ان کپڑوں کو اتارنا لازم ہوگا اور جزا بھی حسب قواعد واجب ہوگی) أما واجباتہ فکونہ من المیقات وصونہ من المحظورات والتجرد عن المخیط حتی لو احرم وهو لابسہ یکرہ ویلزمہ الترتک والجزاء. (غنیۃ الناسک ۶۷، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۴۷۱/۳-۴۷۳، البحر الرائق زکریا ۳۰۸/۲، ہندیۃ ۲۲۴/۱) لو احرم بئسک وهو لابس المخیط لم ار فیہ نصاً صریحاً ومقتضی قولہم ان الارتفاق الکامل الموجب للدم لا یحصل الا بلبس یوم کامل. (شامی زکریا ۵۷۷/۳)

احرام کی چند سنتیں

احرام باندھتے وقت کی چند اہم سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔ (اگر شوال سے قبل احرام باندھ لیا تو خلاف سنت اور مکروہ ہوگا) (شامی زکریا ۳/۲۸۳)

(۲) اپنے شہر کے مخصوص راستہ اور میقات سے احرام باندھنا۔ (شامی زکریا ۳/۲۸۱)

(۳) احرام سے قبل غسل یا وضو کرنا۔ (دارقطنی ۲/۱۹۷، تاتاریخۃ ۳/۲۸۵، ہندیہ ۲۲۲/۱، فتح الخالق

(۵۶۱/۲)

(۴) ایک چادر اور ایک لنگی پہننا (مردوں کے لئے) (ہندیہ ۲۲۲/۱، درمختار مع الشامی ۳/۲۸۷)

(۵) دو رکعت نماز ادا کرنا (لیکن کسی نے اگر مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت

نماز ادا نہیں کرے گا) (البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۲۸۸)

(۶) احرام کے بعد تلبیہ کا برابر ورد رکھنا۔ (کتاب الام رقم: ۹۱۹، شامی زکریا ۳/۵۰۱، البحر الرائق

زکریا ۲/۵۷۰)

(۷) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔ (مردوں کے لئے) (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۵۰۲، البحر

الرائق زکریا ۲/۵۷۰)

ومن سننه كون الاحرام في اشهر الحج وان لا يعدل من خصوص ميقات بلده وطريقه والغسل او الوضوء ولبس ازار ورداء واداء الركعتين الا في وقت الكراهة وتعين التلبية وزيادتها على مرة واحدة ورفع الصوت بها الخ. (غنية الناسك ۶۷)

احرام کے بعض مستحبات

احرام کے چند مستحبات درج ذیل ہیں:

(۱) دو نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (مردوں کے لئے)۔ (البحر الرائق زکریا

(۵۶۲-۵۶۰/۲)

(۲) چیل پہننا۔

(۳) نماز کے فوراً بعد بیٹھنے کی حالت ہی میں نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔ (درمختار مع الشامی ۳/

(۲۸۹-۲۹۰)

(۴) اگر ممنوعات احرام سے بچنے کی پوری امید ہو تو (اشہرج میں) احرام میقات سے

پہلے باندھنا۔ (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۱۹، ہندیہ ۲۲۱/۱)

(۵) موچھ کترنا۔ (تاتارخانیہ ۳/۳۸۵)

(۶) ناخن تراشنا۔ (البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۱)

(۷) بغل صاف کرنا۔ (تاتارخانیہ ۳/۳۸۵)

(۸) موئے زیر ناف صاف کرنا۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۸۷)

(۹) اگر بیوی پاس ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس سے جماع کرنا (تا کہ احرام کے دوران دل

فارغ رہے) (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۸۷، البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۱، مجمع الانہر ۱/۲۶۷، ہندیہ ۲۲۲/۱)

ومن مستحباته: لبس ثوبین جدیدین او ٹھسیلین و لبس النعلین و النیة بعد

الصلاة بلا فصل جالساً و سوق الہدی و تقلیدہ و تقدیم الاحرام علی وقتہ المکانی ان

ملک نفسه. (غنیۃ الناسک ۶۷) فاذا اراد ان یحرم یتحجب لہ قبل الغسل کمال

التنظیف بان یقص شاربہ و یقلم اظفاره و ینظف ابطیہ او یحلقہما و یحلق عانتہ او

ینتفہا. (غنیۃ الناسک ۶۸) وان یجامع اہلہ او جاریتہ لو معہ ولا مانع منہ. (غنیۃ الناسک ۶۸)

بدن پر خوشبو لگانے کا حکم

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے، جب کہ

خوشبو بسہولت میسر ہو۔ ویسن بعد الغسل ان یتعمل الطیب فی بدنہ ان کان عندہ

والا فلا یطلبہ. (غنیۃ الناسک ۷۰، و مثله فی درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۸، اللباب ۱/۶۶۱،

تبیین الحقائق ۱/۲۵۱، البحر الرائق زکریا ۲/۶۲۲، مجمع الانہر ۱/۲۶۷)

احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا

احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا (مثلاً جما ہوا مشک) جس کا اثر بعد تک باقی

رہے ناجائز ہے؛ البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اور اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے؛ اس کا کپڑوں پر لگانا گوکہ جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔ اما الثوب فلا يجوز ان يطيب بما تبقى عينه بعد الاحرام الخ، والاولى ان لا يطيب ثوبه. (غنية الناسك ۷۰، ومثله في البحر الرائق زكريا

۵۶۲/۲، مجمع الانهر ۲۶۷/۱، ہندیہ ۲۲۲/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۴۸۸/۳)

غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے۔ ويستحب ان يسرح رأسه

عقب الغسل. (غنية الناسك ۷۰، ومثله في تبين الحقائق ۱۱۲، الدر المنتقى ۲۶۷/۱، اللباب ۱۶۶/۱)

غسل کے بعد تیل لگانا

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد سر اور داڑھی میں تیل لگانا بھی مستحب ہے، وہ تیل

چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ وان يدهنه بأي دهن كان مطيباً كان او غير مطيبٍ

و كذا لهيئته. (غنية الناسك ۷۰، ومثله في التاتارخانية ۴۸۶/۳، ہندیہ ۲۲۲/۱، خانية ۲۸۵/۱،

حاشية الشلبی علی التبيين ۲۵۰)

احرام کے کپڑے کتنے لمبے ہوں؟

مرد کے احرام کے لئے جن کپڑوں کا استعمال کیا جائے ان میں ازار یعنی لنگی کم از کم ناف سے لے کر گھٹنے تک ہونی چاہئے؛ تاکہ ستر اچھی طرح ڈھک جائے اور رداء یعنی چادر ایسی لمبی ہونی چاہئے جو (اضطباع کے وقت) داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے۔ يستحب لبس ازار من السرة الى الركبة و رداء على ظهره ويسن ان يدخله تحت يمينه ويلقيه على كتفه الايسر (درمختار) هذا يسمى اضطباعاً وهو مخالف لقول البحر: والرداء على الظهر والكتفين والصدر، وهنا عزاه

القہستانی للنهاية، وعزاه في شرح اللباب للبرجندی عن الخزانه ثم قال: وهو موهم أن الاضطباع يستحب من اول احوال الاحرام وعليه العوام وليس كذلك فان محله المسنون قبيل الطواف الى انتهائه لا غير الخ. (شامی زکریا

۴۸۸/۳، غنیۃ الناسک ۷۱)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع (دایاں کندھا کھولنے) کی سنت صرف اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو؛ لہذا عام حالت میں کندھا کھلا رکھنا خلاف سنت ہے۔

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے۔ ابیضین ککفن

الكفاية في العدد والصفة غير متحيطين. (غنیۃ الناسک ۷۱، شامی زکریا ۴۸۸/۲، البحر

الرائق زکریا ۶۲/۲، تبیین الحقائق ۲۰۰/۲)

احرام میں رنگین کپڑوں کا استعمال

اگر کسی نے سفید کے علاوہ کوئی اور دوسرا رنگ مثلاً کالا، لال، پیلا یا ہر اور غیرہ استعمال کر لیا تو بھی درست ہے، یارنگین اونی چادر یا رزائی وغیرہ اوڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں۔ وفی أسودین

و کذا فی اخضرین و ازرقین وفی مرقعة. (غنیۃ الناسک ۷۱، ومثله فی الشامی ۴۸۸/۳)

سلی ہونی لنگی کا استعمال

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی

کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ والافضل ان

لا یکون فیہ خیاطة اصلاً وان زرز احدھما او خلله بخلال او میل او عقده بان

ربط طرفه بطرفه الآخر او شده علی نفسه بحبل ونحوه اساء ولا شیء علیہ. (غنیۃ

الناسک ۷۱، شامی زکریا ۴۹۹/۳، البحر الرائق زکریا ۵۶۸/۲)

نوٹ: اگر کسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہو تو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

پرس کمر میں باندھنا

روپے پیسے کی حفاظت کے لئے کمر میں پٹہ یا پرس وغیرہ باندھنا بلا کراہت درست ہے۔

بخلاف شد الهمیان فی وسطہ فانہ لا بأس بہ. (غنیۃ الناسک ۷۲، ہندیۃ ۲۲۴/۱، اللباب

۱۶۸/۱، تبیین الحقائق ۲/۲۶۲)

احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے)

احرام شروع ہونے کے بعد مردوں کو درج ذیل باتوں کی پابندی کرنا لازم ہے:

- (۱) خوشبو استعمال نہ کرے (۲) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے (۳) سر اور چہرہ نہ ڈھانکے (۴) بالوں کو نہ کاٹے (۵) بدن سے جوں وغیرہ نہ مارے اور نہ گرائے (۶) ناخون نہ تراشے (۷) جماع یا دوائی جماع اختیار نہ کرے (۸) خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے (۹) بند جوتے نہ پہنے۔ (مستفاد: درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۹۵-۳-۵۰۰، تبیین الحقائق ۲/۲۵۹-۲۶۱، ملتقی الا بحر جدید ۱/۳۹۷،

ہندیۃ ۲۲۴/۱، اللباب ۱۶۷/۱، غنیۃ الناسک ۲۲۸)

احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے)

عورت کے لئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کے لئے ہیں؛ البتہ وہ سلا ہوا کپڑا اور بند جوتا پہن سکتی ہے، اسی طرح سر حسب دستور ڈھانپنے کی؛ لیکن چہرے کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑا نہ لگنے پائے (تاہم اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کی کوشش ضرور کرے) ہسی فیہ کالرجل غیر انہا لا تکشف رأسها وتکشف وجہها والمراد بکشف الوجه عدم مماسة شیء لہ. (غنیۃ الناسک ۹۴، ومثلہ فی الطحطاوی علی المراقی جدید ۷۳۸، اللباب ۱۷۶/۱، درمختار مع

الشامی زکریا ۱۳/۵۵۱-۵۵۲، البحر الرائق زکریا ۲/۶۲۲)

کن ٹوپ لگانا

حالت احرام میں سردی سے بچنے کے لئے ایسا ”کن ٹوپ“ لگانا جس سے چہرہ یا سر نہ ڈھکے جائز ہے۔ ولا بأس بان یغطی اذنیہ وقفاہ..... الخ. (غنیۃ الناسک ۲۵۵، درمختار مع

الشامی زکریا ۵۷۹/۳، تاتارخانیۃ ۵۷۸/۳، خانیۃ ۲۷۹/۱، ہندیۃ ۲۲۴/۱)

احرام میں کیسا چیل / جوتا پہنا جائے؟

احرام کی حالت میں مردوں کے لئے ایسا جوتا پہننا منع ہے جس سے قدم کی اوپری ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے؛ لہذا اگر ایسا جوتا پہنا جس سے یہ ہڈی اور ٹخنے کھلے رہتے ہیں، تو اس کو بحالت احرام پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ ولبس کل شیء فی رجلہ لا یغطی الکعب الذی فی وسط القدم. (غنیۃ الناسک ۹۲، البحر الرائق زکریا ۵۶۷/۲، شامی زکریا ۵۰۰/۱۳) بل و جب قطعہا حتی یكونا اسفل من الکعبین. (غنیۃ الناسک ۸۷) والکعب هنا المفصل الذی فی وسط القدم عند معقد الشراک. (ہندیۃ ۲۲۴/۱، اللباب ۱۶۷/۱)

تنبیہ: بعض لوگ احرام میں ہوائی چیل پہننا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے؛ بلکہ ہر وہ چیل یا جوتا احرام میں پہننا جائز ہے جس سے ٹخنے اور قدم کی اوپری ہڈی نہ ڈھکتی ہو۔

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ واما المرأة فیندب لها عدمہ عندنا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ولا تلبس القفازین. (غنیۃ الناسک ۸۶، ومثلہ فی الشامی زکریا ۴۹۹/۳، البحر

الرائق زکریا ۵۶۸/۲)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ وتلبس الحریر

والذهب وتتحلى بأى حلى شاءت. (غنية الناسك ۹۴، ومثله فى الدر المنختر

۵۰۱/۳-۵۰۲، طحطاوى ۷۳۸، سكب الانهر ۴۲۱/۱)

غسل یا وضو کرتے ہوئے بالوں کا ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کے داڑھی یا سر کے بال غسل یا وضو کرتے ہوئے خود بخود ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں ہر تین بال کے بدلہ میں ایک مٹھی غلہ یا ہر بال کے بدلہ میں ایک کھجور واجب ہوگی، اور احتیاط کرنی چاہئے کہ بدن کے بال ٹوٹنے نہ پائیں۔ فلو سقط من رأسه او لحيته ثلاث شعرات عند الوضوء او غيره فعليه كف من طعام..... الخ. (غنية الناسك ۲۵۷، ومثله فى فتح القدير ۳۲۱/۳، تاتارخانية ۵۸۶/۳) او تمرة لكل شعرة. (غنية الناسك ۲۵۷)

بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے

مناسب ہے کہ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر اور لنگی پہنادی جائے۔ وينبغي للولى ان يجرده قبل الاحرام ويلبسه ازاراً ورداء. (غنية الناسك ۸۴، البحر الرائق زكريا ۵۵۴/۲، شامى زكريا ۴۶۷/۳، تبين الحقائق ۲۴۵/۲، فتح القدير ۴۲۳/۲)

بچہ کو بھی ممنوعاتِ احرام سے بچایا جائے

ولى کو چاہئے کہ بچہ کو بھی ممنوعاتِ احرام سے بچائے رکھے؛ (تاہم اگر بچہ کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کر لے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کوئی چیز لازم نہ ہوگی)۔ واذا احرم له ينبغى ان يجنبه من محظورات الاحرام ولو ارتكب محظوراً لا شىء عليهما. (غنية الناسك ۸۴، شامى زكريا ۴۶۷/۳، ہندیہ ۲۳۶/۱)

بچہ کی طرف سے مناسک اس کا ولی ادا کرے

جب نا سمجھ بچہ کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے تو ولی ہی اس کی طرف سے تمام

مناسک ادا کرے گا، بس طواف کی دو رکعتیں اس کی طرف سے نہیں پڑھے گا، اور یہ دو رکعت نیچے کے ذمہ سے ساقط ہیں۔ الصبی الذی یحج بہ ابوہ یقضی المناسک ویرمى الجمار اذا كان لا یعقل الاداء بنفسه. (ہندیہ ۱/۲۳۶، منحة الخالق ۲/۵۵۵، الولوالجیہ ۱/۲۹۷) و جاز النیابة عنه فی کل شیء الا فی رکعتی الطواف فتسقط. (غنیۃ الناسک ۸۴، شامی

زکریا ۳/۵۱۲)

نوٹ: البتہ اگر بچہ سمجھدار ہو تو وہ جو رکن خود ادا کر سکتا ہے اسے خود ادا کرنا ہوگا، ولی کی نیابت کافی نہ ہوگی۔ وکل ما قدر الصبی علیہ بنفسه لا تجوز فیہ النیابة. (شامی زکریا ۳/۴۶۷)



مسائلِ تلبیہ

تلبیہ کے الفاظ

حج میں تلبیہ کی حیثیت تقریباً ایسی ہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی، اور تلبیہ کے منقول الفاظ یہ ہیں:
 لَيْبِكَ اللَّهُمَّ لَيْبِكَ، لَيْبِكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْبِكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ
 لَا شَرِيكَ لَكَ. (بخاری شریف ۲۱۰۱، مسلم شریف ۳۷۵۱، غنیۃ الناسک ۷۳)
 ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں آپ کا کوئی سا جہمی نہیں، میں حاضر ہوں،
 ہر طرح کا شکر اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ
 کا کوئی شریک نہیں۔

نوٹ: ○ دیگر اذکار مثلاً لا الہ الا اللہ، الحمد للہ وغیرہ بھی تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ والحاصل ان
 اقتران النیۃ یخصو ص التلبیۃ لیس بشرط وانما الشرط اقترانها بای ذکر کان. (شامی
 زکریا ۴۹۰/۳، ہندیۃ ۲۲۲/۱، البحر العمیق ۶۵۱/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۴۸۲/۳، تبیین الحقائق
 ۲۵۶/۲، معلم الحجاج ۱۰۲)

○ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تلبیہ کا ترجمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے مگر عربی افضل ہے۔
 (معلم الحجاج ۱۰۲) وکما یجوز التلبیۃ بالعربیۃ یجوز بالفارسیۃ والعربیۃ افضل. (خانۃ
 ۲۸۵/۱) ولو بالفارسیۃ او غیرھا کالترکیۃ والہندیۃ الخ، و اشار الی ان العربیۃ افضل.
 (شامی زکریا ۴۹۰/۳، البحر العمیق ۶۷۱/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۴۸۸/۳)

تلبیہ؛ ندائے ابراہیمی کا جواب ہے

تلبیہ دراصل اس ندائے ابراہیمی کا جواب ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی
 تعمیر کے بعد حکم خداوندی پہنچائی تھی، تو جس شخص نے بھی اس ندا کے جواب میں عالم ارواح میں جتنی مرتبہ
 لبیک کہا تھا اسے اتنی ہی مرتبہ حج و عمرہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ حضرت ابوالطفیل سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں
 کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے تلبیہ کی اصل کیا ہے؟ تو میں

نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم ہوا تو پہاڑوں نے اپنی چوٹیاں جھکا لیں اور شہر اور آبادیاں ان کے لئے بلند کر دی گئیں، پھر آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا، تو ہر چیز نے لبیک اللہم لبیک کہہ کر جواب دیا۔“ (تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶)

نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت تک وہی لوگ حج کریں گے جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب (تلبیہ پڑھ کر) دیا ہوگا۔ (عمدة القاری ۹/۱۷۲، بحوالہ: رسول اللہ کا طریقہ حج ۱۷۰)

تلبیہ؛ حج کا شعار ہے

تلبیہ حج کا خاص ذکر ہے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر یہ ہدایت کی کہ آپ اپنے صحابہ کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دیں، کیوں کہ تلبیہ حج کا خاص شعار ہے۔“ (سنن ابن ماجہ: ۲۹۲۳، ابن حبان ۹۷۴، متدرک حاکم ۱/۲۵۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

اور سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ حج میں کونسا عمل سب سے زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ”الْعَجُّ وَالشَّجُّ“۔ (یعنی بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا اور قربانی میں خون بہانا) (رواہ ابن ماجہ والترمذی وغیرہم، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ دیگر مخلوقات کی شرکت

اور تلبیہ کے ذکر میں ایک امتیازی بات یہ ہے کہ جب حج یا عمرہ کرنے والا احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے چلتا ہے تو اس کے دائیں بائیں نباتات و جمادات تا حد زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ مُلَبِّ يُلَبِّي إِلَّا لَبِيٌّ مَاعَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ
مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدْرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ
الْأَرْضُ مِنْ هَهُنَا وَهَهُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ.
(جامع الترمذی: ۸۲۸، سنن ابن ماجہ: ۲۹۲۱)

جو بھی تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں جتنے بھی پتھر یا درخت یا مٹی کے ذرات ہیں وہ سب تا منہائے زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھنے لگتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

ظاہر ہے کہ جب پورا ماحول ہی تلبیہ کا ہو تو پھر اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، اور اس تصور کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا کیف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

تلبیہ سے گناہ معاف

تلبیہ کی کثرت گناہوں کی معافی کا سبب بھی ہے، چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا رَاحَ مُسْلِمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُجَاهِدًا أَوْ حَاجًا مُهْلًا أَوْ مُلَيًّا إِلَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوبِهِ وَخَرَجَ مِنْهَا. (رواه الطبرانی فی الاوسط: ۶۱۶۱، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۱)

جو مسلمان اللہ کے راستہ میں جہاد یا حج کے لئے کلمہ طیبہ یا تلبیہ پڑھتے ہوئے چلے تو سورج غروب ہونے تک اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے باہر آ جاتا ہے۔

تلبیہ محبتِ الہیہ کا مظہر ہے

جب بندہ یہ سوچ کر لبیک کہتا ہے کہ اس کے رب کریم نے اسے بلایا ہے تو واقعہً انسان کے دل میں چھپی ہوئی عشقِ خداوندی کی چنگاری شعلہ جوالہ بن جاتی ہے، اور جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں کے آواز دینے پر بے قراری کے عالم میں اس کی جانب لپکتا ہے اسی طرح حج و عمرہ کا مسافر دیوانہ وار لبیک کی صدا لگاتے ہوئے چل پڑتا ہے، اس کیف و مستی کا صحیح اندازہ عشاق ہی لگا سکتے ہیں، اور بکمال استحضار تلبیہ پڑھنے کی کیفیت کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنا مشکل ہے، خدا کرے سچے عشاق کے عشقِ حقیقی کا کوئی قطرہ ہم سیاہ کاروں کو بھی نصیب ہو جائے، آمین۔

ذیل میں تلبیہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے

تلبیہ زبان سے اس طرح کہنا شرط ہے کہ حروف صحیح ادا ہوں اور کم از کم خود سن رہا ہوا اگر دل میں تلبیہ پڑھایا اس طرح زبان سے پڑھا کہ حروف صحیح ہو گئے مگر خود سن نہیں سکا یعنی بہت ہی آہستہ پڑھا تو بھی تلبیہ معتبر نہیں ہوگا۔ و شرط التلبیۃ ان تکون باللسان فلو ذکرھا بقلبہ لم یعتد بہا و کذا لو صحح الحروف بلسانہ ولم یسمع نفسہ لم یعتد بہا علی الصحیح. (غنیۃ الناسک ۷۴، و مثلہ فی الشامی زکریا ۴۹۰/۱۳-۱۴۱/۲، مناسک علی قاری ۱۰۱)

تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی

تلبیہ کے الفاظ میں بعد میں زیادتی تو مستحب ہے مگر درمیان میں زیادتی کرنا یا تلبیہ کے منقول الفاظ سے کم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ وندب ان یزید فیہا لا فی خلالہا بل بعدہا و جاز قبلہا الخ، اما النقص عنہا و الزیادۃ فی خلالہا فیکرہ تنزیہاً. (غنیۃ الناسک ۷۴، و مثله فی تبیین الحقائق زکریا ۲۵۵/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳۲۲/۲، شامی زکریا ۴۹۲/۳، ہندیۃ ۲۲۳/۱)

مرد تلبیہ زور سے پڑھیں

مردوں کے لئے تلبیہ قدرے بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے، مگر اس قدر زور سے بھی نہ پڑھے کہ تکان ہو جائے۔ ویسن أن یرفع صوتہ بالتلبیۃ بشدۃ من غیر ان یرفع الجھد فی ذلک کیلا یتضرر. (غنیۃ الناسک ۷۴، و مثله فی الہندیۃ ۲۲۳/۱، ہدایۃ ۲۴۰/۱، البحر العمیق ۶۵۶/۲، منحة الخالق کوئٹہ ۳۲۲/۲)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ والمرأة لا ترفع صوتہا بالتلبیۃ. (فتاویٰ سراجیۃ ۱۷۷، مناسک ملا علی قاری ۱۰۴)

چند آدمی مل کر تلبیہ نہ پڑھیں

اگر چند آدمی ایک ساتھ ہوں تو اجتماعی طور پر (مثلاً ایک آدمی پڑھے پھر کچھ لوگ آواز ملا کر الفاظ دوہرائیں) تلبیہ نہ پڑھیں؛ بلکہ ہر آدمی علیحدہ بذات خود تلبیہ پڑھے۔ و اذا کانوا جماعۃ لا یمشی احد علی تلبیۃ الاخر، بل کل انسان یلبی بنفسہ. (شامی زکریا ۵۰۲/۳، درمختار ۵۵۱/۳، غنیۃ الناسک ۷۵، و مثله فی البحر العمیق ۶۶۹/۲)

نوٹ: آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، دوران سفر آواز ساتھ ملا کر تلبیہ پڑھا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے؛ بلکہ اس طریقہ کو علماء نے بدعت کہا ہے۔ (مرتب)

تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟

تلبیہ تین بار پڑھنا مستحب ہے جس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ تین بار لگاتار پڑھے اور تلبیہ کے دوران کوئی اور بات چیت نہ کرے۔ ویستحب ان یکرر التلبیة ثلاثاً وان یوالی بین الثلاث ولا یقطعها بکلام او غیرہ۔ (غنیۃ الناسک ۷۴، شامی زکریا ۳/۹۲، ۴، البحر العمیق

۶۵۶/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳۲۵/۲)

تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟

احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو عمرہ میں طواف شروع کرنے تک اور حج میں دسویں ذی الحجہ کو حجرہ عقبہ کی رمی کرنے تک جاری رہتا ہے، ان اوقات کے بعد تلبیہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (معلم الحج ۱۰۴) عن الفضل بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبی حتی رمی جمرة العقبة۔ (ابوداؤد شریف ۲۵۲/۱، بخاری شریف ۲۲۸/۱) و قطع التلبیة باولها (درمختار) فی الحج الصحیح والفاسد مفرداً او متمتعاً او قارناً الخ، وقید بالمحرم بالحج لان المعتمر یقطع التلبیة اذا استلم الحجر لان الطواف رکن العمرة فیقطع التلبیة قبل الشروع فیها۔ (شامی زکریا ۳/۵۳۲)

تنبیہ: بعض لوگ احرام بے احرام ہر وقت تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ عمرہ کے طواف اور طواف زیارت کے دوران تلبیہ کا ورد رکھتے ہیں، تو یہ طریقہ خلاف سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے؟

گونگے کے لئے تلبیہ کے وقت زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔ والاخرس یلزمہ تحریک لسانہ، وقیل: لا بل یستحب و مال شارحہ الی الثانی؛ لان الاصح انه لا یلزمہ التحریک فی القراءة للصلاة فهذا اولی لان الحج اوسع ولان القراءة فرض قطعی علیہ بخلاف التلبیة۔ (شامی زکریا ۳/۴۹۰)

تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرنا

اگر کوئی آدمی تلبیہ پڑھ رہا ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ ولکن یکرہ لغيرہ ان یسلم

علیہ حالة التلبیة. (غنیة الناسک ۷۴، شامی زکریا ۲/۳۰۵، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۲۵، البحر

العمیق ۱۲/۶۷۰، مناسک علی قاری ۱۰۲)

تلبیہ پڑھنے والا سلام کا جواب کب دے؟

اگر کسی نے تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کر لیا تو تلبیہ پڑھنے والے کو چاہئے کہ درمیان تلبیہ میں

جواب نہ دے؛ بلکہ تلبیہ کے ختم پر جواب دے؛ البتہ اگر سلام کا جواب فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر

درمیان ہی میں سلام کا جواب دے دینا جائز ہے۔ ولورد السلام فی خلالها جاز کما جاز

تاخیرہ حتی یردہ بعد فراغها ان لم یفتہ الجواب فانہ مستحق علیہ. (غنیة الناسک ۷۴،

شامی زکریا ۲/۳۰۵، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۲۵، مناسک علی قاری ۱۰۲، البحر العمیق ۱۲/۶۷۰)

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے

احرام کی ابتداء میں ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور ایک سے زائد مرتبہ تلبیہ پڑھنا

مسنون ہے، مگر ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے، کھڑے بیٹھے، چلتے پھرتے اور پاکی ناپاکی الغرض ہر حالت

میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔ والتلبیة مرة شرط وهو عند الاحرام لا غیر

والزیادة علی المرة سنة والإکثار منها مستحب فی کل حال قائماً وقاعداً

ومضطجعاً وماشياً وراكباً ونازلاً وواقفاً وسائراً وطاهراً ومحدثاً وجنباً وحائضاً.

(غنیة الناسک ۷۵، البحر العمیق ۱۲/۶۶۸، تاتارخانیة ۳/۴۹۰، شامی زکریا ۳/۴۹۲)

اوقات اور احوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے، مگر احوال اور اوقات کی

تبدیلی مثلاً کسی بلند مقام کی طرف چڑھتے وقت یا کسی پست جگہ کی طرف اترتے وقت، صبح اور شام

اور فرض نمازوں کے بعد اس کے استحباب میں اور زیادہ تاکید ہو جاتی ہے، یعنی ان اوقات میں بطور خاص تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ویتأكد استحباب اکثارها عند تغير الاحوال والأزمان وكلماتها شرفاً او هبط وادياً او لقي ركباناً وعند اقبال الليل وبالإسحار وبعد المكتوبات اتفاقاً. (غنية الناسك ۷۵، البحر الرائق زکریا ۲۰۱۲، شامی

زکریا ۴۹۲/۳، ملتی الابحر ۲۷۰/۱، تبیین الحقائق زکریا ۲۶۳/۲، مبسوط سرخسی بیروت ۸/۴)

ایام تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے؟

حجاج کے لئے ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ پڑھے، اور اگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو اب اس کے ذمہ سے تکبیر تشریق کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔ ان الذی بمكة وعرفة يبدأ فيها بالتكبير ثم بالتبئية. (الدر المختار زکریا ۵۸۱/۳) يبدأ بتكبير التشریق ثم بها فلو بدأ بها سقط التكبير. (غنية الناسك ۷۵)

مسبق امام کے ساتھ تلبیہ نہ کہے

اگر امام کے ساتھ ساتھ مسبوق بھی تلبیہ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے مسبوق کو چاہئے کہ پہلے اپنی باقی ماندہ نماز ادا کرے پھر تلبیہ پڑھے۔ والمسبوق لو تابع امامه في التلبئية تفسد. (غنية الناسك ۷۵)



جنایاتِ احرام

جنایات کی تفصیل

حج و عمرہ کے دوران شرعاً جن افعال کا کرنا منع ہے ان کو جنایات کہتے ہیں، اور جنایات میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے اور بعض کا تعلق حدودِ حرم سے ہے۔

احرام کی جنایات حسب ذیل ہیں: (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سلاہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سراور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بالوں کو مونڈنا یا کترانا (اور جوں وغیرہ بدن سے جدا کرنا۔) (۵) ناخون تراشنا۔ (۶) جماع یا دواعی جماع کا اختیار کرنا۔ (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینا۔ (۸) خشکی کے جانوروں سے تعرض کرنا۔

اور حرم کی جنایات یہ ہیں: (۹) حرم کے جانوروں سے تعرض کرنا۔ (۱۰) حرم کے پیڑ پودوں سے تعرض کرنا۔ الجنایة فی الشرع اسم لفعل محرم شرعاً، والمراد هنا ما یكون حرمة بسبب الاحرام او الحرم، وحاصل الاول ثمانية: التطيب و اللبس و التغطية و ازالة الشعر و قص الاظفار و الجماع صورة و معنی او معنی فقط و ترک واجب من واجبات الحج و التعرض لصید البر، وحاصل الثانی التعرض لصید الحرم و شجرہ۔ (غنیة الناسک ۲۳۸، حاشیة الطحطاوی علی المراقی جدید ۷۴۱، الدر المختار زکریا ۵۷۱/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳)

ہم خاص طور پر جنایاتِ احرام سے متعلق مسائل ذیل میں درج کریں گے، اور واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینے سے متعلق مسائل، متعلقہ باب کے ساتھ ملحق کر کے بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ؛ تاکہ متعلقہ مسائل یکجا ہو جائیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

بعض اصطلاحات کی وضاحت

جنایات کے باب میں کچھ خاص اصطلاحات مستعمل ہیں، ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

دم: اس سے مراد ایک بکرا/بکری وغیرہ، یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بیل وغیرہ) کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ وحيث ما اطلق الدم فالمراد الشاة الخ. (غنية الناسك ۲۴۰، شامی زکریا ۵۷۲/۳،

مراقی الفلاح ۷۴۱) کل دم يتأدى بالشاة يكفى فيه سبع بدنة. (غنية الناسك ۲۴۰)

بَدَنَه: اس سے مراد اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ (لغة الفقهاء ۱۰۵، البحر الرائق ۳۵۶/۲)

صدقہ: عموماً اس سے مراد ایک صدقہ فطر کی مقدار ہوتی ہے، یعنی ایک صاع جو، کھجور، کشمش وغیرہ، یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت (اور صاع کی مقدار تین کلو ڈیڑھ سو گرام اور نصف صاع کی مقدار ڈیڑھ کلو چھتر گرام ہوتی ہے) لیکن یہ اصطلاح عام نہیں؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے کم و بیش بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل جزئیات کے ضمن میں درج ہوگی۔

وحيثما اطلق الصدقة في جنابة الاحرام فهي نصف صاع من بر او صاع من غيره الا في جزاء اللبس والطيب والحلق الخ. (غنية الناسك ۲۴۰، ومثله في الشامی زکریا

۵۷۲/۲، هداية ۲۶۶/۱، البحر الرائق كوئنه ۹/۳، خانية ۲۸۸/۱)

جزاء/كفاره/فديه: ان الفاظ کا اطلاق حسب موقع دم اور صدقہ دونوں پر ہوتا ہے؛ لہذا جہاں یہ الفاظ استعمال ہوں وہاں دیگر شرائط کو ملحوظ رکھ کر حکم متعین کرنا ہوگا۔

دم صرف حد و حرم میں ذبح ہوگا

دم کا حد و حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، اگر حد و حرم سے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

والثامن ذبحة في الحرم فلو ذبح في غيره لا يجزئه عن الذبح. (غنية الناسك ۲۶۲،

هداية ۳۰۱/۱، تبیین الحقائق زکریا ۴۳۴/۲، اللباب ۴۰/۴، فتح القدیر ۷۸/۳)

دم جنایت مالک کو کھانا درست نہیں

دم جنایت کا گوشت خود مالک کے لئے کھانا درست نہیں؛ بلکہ وہ فقراء ہی کا حق ہے۔

والعاشر: التصديق بلحمه عند الامكان فلا يجوز له الاكل منه. (غنية الناسك ۲۶۳،

ومثله فی البحر الرائق کوئٹہ ۷۱/۳، شرح نقایة ۲۲۷/۱، مجمع الانهر ۳۱۰/۱، اللباب فی شرح الكتاب
(۱۹۵/۱، البحر العمیق ۸۱۱/۲)

دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا

اگر مالک نے دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو کھلا دیا، یا بیچ ڈالا،
تو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ ولو استهلکہ بنفسه بعد الذبح بان
باعه ونحوه ضمن قيمته الخ، فلو تصدق علی اصله او فرعه الخ فعليه قيمته.
(غنیة الناسک ۲۶۳، شامی زکریا ۳۹/۴، منحة العالق کوئٹہ ۷۲/۳)

صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا؟

جب صدقہ واجب ہو تو وہ کہیں بھی دیا جاسکتا ہے، اس میں حدود حرم کی قید نہیں؛ لیکن فقراء
حرم کو دینا افضل ہے۔ يجوز له التصدق فی غیر الحرم وفيه علی غیر اہله و فقراء
مكة افضل. (غنیة الناسک ۲۶۶، مراقی الفلاح ۴۰۴، البحر الرائق کوئٹہ ۷۲/۳، اللباب فی شرح
الكتاب ۱۹۴/۱، البحر العمیق ۸۱۲/۲)

ایک صدقہ ایک ہی فقیر کو دینا

ہر فقیر کو ایک صدقہ فطر مکمل دینا چاہئے یعنی ایک صدقہ میں کئی ایک فقراء کو شریک نہ کرے۔
ان لا یفرق نصف صاع علی فقیرین او اکثر. (غنیة الناسک ۲۶۳، ہندیہ ۱۹۳/۱، تبیین
الحقائق زکریا ۱۴۳/۲، درمختار زکریا ۶۰۰/۳)

کئی صدقے ایک فقیر کو دینے کا حکم

بیک وقت کئی صدقات ایک ہی فقیر کو نہ دئے جائیں ورنہ صرف ایک صدقہ شمار ہوگا، اور زائد
مقدار نفلی ہوگی۔ اما لو دفعه الیه فی یوم واحد دفعة فلا رواية فيه، اختلف المشائخ فقال
بعضهم يجوز وقال عامتهم: لا يجوز الا عن واحد، وعليه الفتوى، وكذا لو ادى الكل

إلى مسكینین لا یكفی الا عن اثنين و الباقي تطوع. (غنية الناسك ۲۶۷، ومثله فی الشامی زكريا ۱/۳-۶۰۲، البحر العمیق ۲/۱۱۱، المحيط البرهانی ۱۹۹/۵، فتح القدير ۷۹/۳)

الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو صدقہ دینا

ہر صدقہ مکمل الگ الگ فقیر کو دینا چاہئے؛ البتہ الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو دینے کی گنجائش ہے۔ ولا یشرط عدد المساکین صورة فلو دفع طعام ستة مساکین مثلاً الی مسکین واحد فی ستة ایام کل یوم نصف صاع او غدی واحداً وعشاه ستة ایام اجزأه. (غنية الناسك ۲۶۷، شامی زكريا ۱۴۵/۵، ہندیہ ۱/۵۱۴، البحر الرائق کوئٹہ ۱۰۹/۴، المحيط البرهانی ۱۹۹/۵)

ارتکاب جنایات کی چند صورتیں

جنایات کے ارتکاب کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا مکمل ارتکاب بلا عذر کرے (مثلاً حالتِ احرام میں ۱۲ گھنٹے مسلسل سلے ہوئے کپڑے بلا کسی عذر کے پہنے رہے) تو اس صورت میں ایک دم واجب ہوتا ہے۔ جزاء الجنایات اما دم حتماً اذا ارتکب المحذور كاملاً بلا عذر. (غنية الناسك ۲۳۸، ومثله فی شرح نقایة ۲۱۰)

(۲) ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب بلا عذر مکمل نہ کرے؛ بلکہ ناقص ارتکاب کرے (مثلاً ۱۲ گھنٹے سے کم سلے ہوئے کپڑے حالتِ احرام میں پہنے رہے) تو اس صورت میں جزاء کے طور پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ او صدقة حتماً اذا ارتکب المحذور ناقصاً بلا عذر. (غنية الناسك ۲۳۸)

(۳) کسی معتبر عذر کی بنا پر ممنوعاتِ احرام میں سے کسی کا ارتکاب کامل طور پر کرے (مثلاً شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے ۱۲ گھنٹے سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے) تو اس صورت میں مرتکب کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے یا دم دے۔ (یہاں صدقہ سے مراد چھ صاع کھجور وغیرہ

(۱۸) ۹۰۰ گرام) یا ۳ صاع گیہوں (۹ کلو ساڑھے چار سو گرام) ہے۔ او علی التخییر بین الصوم والصدقة والدم اذا ارتكب المحذور كاملاً بعذر الخ. (غنية لناسك ۲۳۸) اذا فعل شيئاً منها كاملاً بعذر فهي ثلاثة اصوع طعام او سنتة من غيرہ. (غنية لناسك ۲۴۰)

(۳) اور اگر ممنوعات احرام کا ارتکاب ناقص کسی عذر کی وجہ سے کیا ہے (مثلاً سخت سردی کی وجہ سے کچھ دیر ۱۲ گھنٹے سے کم سر ڈھک لیا) تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے۔ او علی التخییر بین الصوم والصدقة اذا ارتكب المحذور ناقصاً بعذر. (غنية الناسك ۲۳۹)

عذر کونسا معتبر ہے؟

عذر صرف وہی مانع جزاء اور معتبر ہے جو من جانب اللہ ہو، (مثلاً بیماری اور حیض و نفاس وغیرہ) اگر وہ عذر بندوں کی طرف سے ہو (مثلاً کوئی شخص دوسرے پر جبر کرے یا اس کی مرضی کے بغیر جنایت کرادے) تو ایسا عذر معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔ یعنی اگر کسی نے خوشبو لگانے یا سلاہوا کپڑا پہننے پر محرم کو مجبور کر دیا، تو ان صورتوں میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا جائے گا؛ بلکہ حسب قواعد جزاء واجب ہوگی۔ ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر، حتى لو اكره على محظورات الاحرام كالطيب واللبس فانه لا يتخير في الجزاء بين الاشياء الثلاثة بل عليه عين ما وجب عليه. (غنية الناسك ۲۳۹)

معتبر عذار کی وجہ سے ممنوعات کا ارتکاب

اگر کوئی شخص کسی معتبر عذر کی وجہ سے درج ذیل افعال کا ارتکاب کرے تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا ہے:

- (۱) سخت بھیڑ یا کمزوری کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف نہیں کر سکا۔
- (۲) حیض، نفاس، قید یا مرض کی وجہ سے طواف زیارت کو ایام نحر (۱۰-۱۱-۱۲-۱۳) رذی الحجہ (سے) مؤخر کرنا پڑا۔

(۳) حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف صدر (وداع) چھوٹ گیا۔

(۴) کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے طواف یا سعی پیدل نہیں کر سکا؛ بلکہ سواری (وہیل

چیر وغیرہ) پر طواف و سعی کی۔

(۵) سرے سے سعی کرنا ہی بھول گیا۔

(۶) رفقاء سفر سے بچھڑ جانے کے خوف سے سعی نہیں کر سکا۔

(۷) سر میں پھوڑے پھنسی ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کر سکا، وغیرہ۔ اما ترک

الواجبات بعدد فلا نشيء فيه. (والتفصیل فی غنیة الناسک ۲۳۹-۲۴۰، زبدۃ المناسک ۳۴۶،

شامی زکریا ۲۹/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۲۳/۳، شرح نقایة ۲۱۰-۲۱۱)

وجوب جزاء کے شرائط

جزاء واجب ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہذا کافر پر جزاء واجب نہیں۔

(۲) عقل مند ہونا؛ لہذا پاگل اور دیوانہ پر جزاء واجب نہیں، الا یہ کہ وہ احرام باندھنے

کے بعد پاگل ہوا ہو اور پھر اس کو افاقہ ہو گیا ہو، چاہے سالوں بعد ہی کیوں نہ ہو تو اس پر افاقہ کے بعد جزاء لازم ہوگی۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہذا بچہ پر جزاء واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ولی پر واجب ہے۔ ویشترط

فی وجوب الجزاء الاسلام فلا یجب علی کافر و العقل و البلوغ. (غنیة الناسک ۲۴۰)

قارن پر دوہری جزا

جن متوعات احرام کے ارتکاب کی وجہ سے مفرد اور متمتع پر ایک جزاء لازم ہوتی ہے ان کی

وجہ سے قارن پر دو جزاء لازم ہوں گی؛ اس لئے کہ وہ دو احرام باندھے ہوئے ہے؛ البتہ اگر وہ

میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہے۔ کسل محظور

الاحرام علی المفرد بہ جزاء فعلى القارن جزاء ان لجنايته علی احرامین الا

لمجاوزة الميقات غير محرم فعليه دم واحد. (غنية الناسك ۲۴۰، شامی زکریا ۵۵۶/۳،

منحة لخالق كوئته ۳۵۸/۲، خانية ۲۹۱/۱، الاشباه قديم ۲۰۱، تبیین الحقائق زکریا ۳۹۱/۲، سراجیة ۱۷۶)

سوتے ہوئے جنایت کا ارتکاب

اگر سوتے ہوئے کسی شخص نے ممنوعات کا ارتکاب کیا، مثلاً سوتے ہوئے کروٹ لینے سے کوئی پرندہ دب کر مر گیا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔ واما النائم والمغمى عليه فيجب عليهما الجزاء بارتكاب المحظورات فلو انقلب النائم على صيد فقتله او على طيب فتلطح به الخ، فعليه الجزاء وكذا المغمى عليه. (غنية الناسك ۲۴۱، شامی زکریا ۵۷۲/۳،

منحة لخالق كوئته ۳/۳، البحر لرائق كوئته ۷/۳، حاشية الطحطاوى زکریا ۷۴۱، مناسك على قارى ۲۹۹)

بے ہوشی میں جنایت کا ارتکاب

اگر کوئی آدمی بے ہوشی کی حالت میں اپنے جسم وغیرہ پر خوشبو مل لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو اس پر بھی جزا لازم ہوگی۔ واما النائم والمغمى عليه فيجب عليهما الجزاء بارتكاب المحظورات فلو انقلب النائم على صيد فقتله او على طيب فتلطح به الخ، فعليه الجزاء وكذا المغمى عليه. (غنية الناسك ۲۴۱، شامی زکریا ۵۷۲/۳، منحة الخلق

كوئته ۳/۳، البحر الرائق كوئته ۷/۳، حاشية الطحطاوى زکریا ۷۴۱، مناسك ملا على قارى ۲۹۹)

بھول چوک سے جنایت

اگر بھول چوک سے کوئی جنایت ہو جائے، مثلاً بھول کر خوشبو لگالی تو بھی کفارہ واجب ہوگا۔ ثم لا فرق في وجوب الجزاء فيما اذا جنى عامداً او خاطئاً الخ او ناسياً.

(مناسك ملا على قارى ۲۹۹، شامی زکریا ۵۷۲/۳، منحة الخالق كوئته ۳/۳، البحر الرائق ۷/۳، حاشية

الطحطاوى زکریا ۷۴۱، مناسك على قارى ۲۹۹)

ناواقفیت کی وجہ سے جنایت

اگر کوئی شخص مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کسی جنایت کا مرتکب ہو جائے تو بھی اس پر جزا

واجب ہوگی۔ او ناسیاً عالماً او جاهلاً بالمسألة. (مناسک کبیر ۲۹۹، شامی زکریا ۵۷۲/۳، منحة الخالق کوئٹہ ۳۱۳، البحر الرائق کوئٹہ ۷۱۳، حاشیة الطحطاوی زکریا ۷۴۱، مناسک علی قاری ۲۹۹)

جان بوجھ کر جنایت

اگر محرم نے جان بوجھ کر جنایت کی ہے تو گنہگار ہوگا اور محض فدیہ کی وجہ سے وہ گناہ معاف نہیں ہوگا؛ بلکہ توبہ اور استغفار ضروری ہے۔ و ذکر ابن جماعة عن الائمة الاربعة انه ان ارتكب محظور الاحرام عامداً یاثم ولا تخرجه الفدية والعزم علیها عن كونه عاصياً. (مناسک ملا علی قاری ۲۹۸، شامی زکریا ۵۷۲/۳، غنیة الناسک ۲۴۲)

ضروری تنبیہ: آج کل بہت سے مال دار سہولت پسند لوگ بلا کسی خاص عذر کے جان بوجھ کر جنایت کے مرتکب ہوتے ہیں، اور پھر دم جنایت دے کر سمجھتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری پوری ہوگئی، تو یہ بڑی جہالت اور جسارت کی بات ہے، ایسی غلطی کر کے اپنے حج کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ قال النووی: وربما ارتكب بعض العامة شيئاً من هذه المحرمات، وقال: انا افدى متوهماً انه بالتزام الفداء يتخلص من وبال المعصية وذلك خطأ صریح و جهل قبیح. (مناسک ملا علی قاری ۲۹۸، شامی زکریا ۵۷۲/۳)

تعدد جنایات

اگر ایک قسم کی جنایات کا ایک مجلس میں متعدد مرتبہ ارتکاب کیا (مثلاً ایک مجلس میں کئی بار خوشبولگائی یا کئی بار بال تراشے وغیرہ) تو ایک ہی جزاء لازم ہوتی ہے؛ لیکن اگر کئی قسم کی جنایات ایک مجلس میں جمع کر لیں (مثلاً ایک مجلس میں خوشبولگائی کپڑے پہنے اور جماع کیا وغیرہ) یا الگ الگ مجلسوں میں ایک طرح کی جنایات کیں (مثلاً ایک دن ٹوپی اوڑھی دوسرے دن کرتا پہنا وغیرہ) یا ایک مجلس میں جنایت کر کے اس کا کفارہ دے دیا، پھر اسی مجلس میں وہی جنایت کی تو ان سب صورتوں میں ہر جنایت کا کفارہ الگ الگ دینا ہوگا۔ و اذا تعددت الجنایات تعدد

الجزاء الا اذا اتحد المجلس في التطيب والحلق.....، واذا كفر للاولى تعدد
الجزاء في جميع الصور واذا اختلف جنس الجنایة تعذر التداخل. (غنية الناسك ۲۴۱،
ومثله في الشامی زکریا ۵۸۵/۳، فتح القدير ۳۹/۳، مبسوط سرخسی بیروت ۷۸/۴، البحر الرائق کوئته

۱۲/۳، تبیین الحقائق زکریا ۳۶۱/۲)

احرام ختم کرنے کی نیت سے جنایت

اگر احرام کھولنے کی غرض سے کسی جنایت کا ارتکاب کیا اور اس کے بعد متعدد قسم کی جنایات
کرتا رہا، تو اس پر سب جنایتوں کے عوض ایک ہی دم لازم ہوگا (لیکن اس بے وقت احرام کھولنے
سے اس کا احرام درحقیقت ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دوبارہ احرام کی پابندیاں اپنانا لازم ہوگا؛ تا آن کہ وہ
ضابطہ کے مطابق (مناسک ادا کر کے یا قربانی کر کے) حلال نہ ہو) فان المحرم اذا نوى
رفض الاحرام فجعل يصنع ما يصنعه الحلال من لبس الثياب والتطيب والحلق
والجماع وقتل الصيد فعليه دم واحد بجميع ما ارتكب ولو فعل كل
المحظورات ولا يخرج بذلك القصد من الاحرام وعليه ان يعود كما كان
محرمًا. (غنية الناسك ۲۴۱، شامی زکریا ۵۸۵/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۱۶/۳، مبسوط سرخسی بیروت

۱۲۲/۴، فتح القدير ۴۴/۳، البحر العميق ۸۸۲/۲)

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں؛ تاہم اگر کسی
وجہ سے اس میں تاخیر ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا؛ لیکن جب زندگی سے بالکل مایوسی ہو جائے تو فوری
ادائیگی یا وصیت کرنا لازم ہے۔ ثم الكفارات كلها واجبة على التراخي فيكون مؤدياً
في اي وقت وانما يتضيق عليه الوجوب في اخر عمره في وقت يغلب على ظنه

انه لو لم يؤده لفات، فان لم يؤد فيه حتى مات اثم وعليه الوصية به. (شامی زکریا

۵۷۲/۳، غنیۃ الناسک ۲۴۲، شرح نقایة ۲۱۱، البحر العمیق ۸۱۲/۲، مناسک ملا علی قاری ۳۸۴)

میت کی طرف سے جنایت کی ادائیگی

اگر کسی شخص پر جنایت کی وجہ سے کفارہ واجب تھا؛ لیکن وہ زندگی میں ادا نہیں کر سکا، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے وفات سے پہلے ادائیگی کی وصیت کی تھی یا نہیں، اگر وصیت کی تھی تو تہائی ترکہ سے اس کی ادائیگی کی جائے گی، اور اگر وصیت نہیں کی تھی تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے کفارہ کی ادائیگی لازم نہیں؛ لیکن اگر کوئی وارث اپنے مال میں سے اس کی ادائیگی کر دے تو اسے کافی سمجھا جائے گا۔ ولو لم یوص لم یجب علی الورثة ولو تبرعوا عنه جاز الا

الصوم. (شامی زکریا ۵۷۲/۳، شرح النقایة ۲۱۱، البحر الرائق کوئٹہ ۱۰۱/۴، البحر العمیق

۲۱۳/۲، مناسک ملا علی قاری ۳۸۴)



خوشبو لگانے سے متعلق مسائل

قواعدِ کلیہ

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق چند اصولی باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں، واضح ہو کہ جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں وہ تین قسموں پر ہیں:

(۱) خالص خوشبو جیسے مشک و عنبر، گلاب، زعفران وغیرہ، ان کا استعمال ہر طرح موجب جزاء ہے، حتیٰ کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا تب بھی جزا لازم ہوگی۔ وقد قال اصحابنا: ان الاشياء التي تستعمل في البدن على ثلاثة انواع: نوع هو طيب محض معد للتطيب به كالمسك والكافور والعنبر وغير ذلك، وتجب به الكفارة على اى وجه استعمل حتى قالوا لو داوى عينه بطيب تجب عليه الكفارة. (بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲، ہندیہ ۲۴۰/۱)

(۲) وہ اشیاء جو نہ تو خود خوشبو ہیں اور نہ ہی ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے چربی اور چکنائی وغیرہ، تو ان کے استعمال میں کوئی جزا لازم نہیں۔ ونوع ليس بطيب بنفسه ولا فيه معنى الطيب ولا يصير طيباً بوجه كالشحم لا تجب الكفارة. (بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲، ہندیہ ۲۴۰/۱)

(۳) وہ اشیاء جو خود خوشبو تو نہیں؛ لیکن ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے، جیسے زیتون اور تل کا تیل وغیرہ، تو ان میں نیت کا اعتبار ہے، اگر خوشبو کی نیت سے انہیں استعمال کیا ہے تو جزا لازم ہوگی، اور اگر محض غذا یا دوا کے طور پر استعمال کیا ہے تو جزا لازم نہ ہوگی۔ ونوع ليس بطيب بنفسه لكنه اصل الطيب يستعمل على وجه الطيب ويستعمل على وجه الادام كالزيت والشيرج فيعتبر فيه الاستعمال فان استعمل استعمال الادهان في البدن يعطى له حكم الطيب وان استعمل في ماکول او شقاق رجل لا يعطى له حكم الطيب كالشحم. (بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲،

ہندیہ ۲۴۰/۱، ملخص: زبده المناسك، ۳۴۷-۳۴۸)

ان اصولی باتوں کے بعد مزید مسائل درج ذیل ہیں:

کامل بڑے عضو پر خوشبولگالی

اگر محرم نے ایک کامل بڑے عضو (جیسے سر، چہرہ، داڑھی، پنڈلی اور ران وغیرہ) پر خوشبولگائی، تو اس پر ایک دم واجب ہوگا، چاہے لگا کر فوراً دھو ڈالے۔ فان طیب عضواً كبيراً كاملاً من اعضائه فما زاد كالرأس والوجه واللحية والفم والساق الخ، فعليه دم وان غسله من ساعته. (غنية الناسك ۲۴۳-۲۴۴، ومثله في الفتاوى السراجية ۱۸۶، بدائع الصنائع

زکریا ۴۱۵/۲، خانیه ۲۸۸/۱، ہدایہ ۲۶۵/۱، اللباب ۱۸۱/۱)

بدن کے بعض حصہ پر خوشبولگانا

اگر محرم نے ایک بڑے عضو کے بعض حصہ پر یا کسی چھوٹے عضو (مثلاً ناک، کان آنکھ، انگلی اور مونچھ) پر تھوڑی سی خوشبولگائی تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ وفی اقله ولو اکثره صدقة الخ، وفی حکم اقله العضو الصغير كالانف والاذن والعین والاصبع والشارب.

(غنية الناسك ۲۴۴، ومثله في بدائع الصنائع ۴۱۵/۲، خانیه ۲۸۸/۱، ہدایہ ۲۶۶/۱)

بدن کی متفرق جگہوں پر خوشبولگالی

اگر محرم نے بدن کے متفرق اعضاء پر خوشبولگائی ہے تو سب کو جمع کر کے دیکھا جائے گا، اگر سب مل کر ایک بڑے عضو کی مقدار کے برابر ہو جاتی ہے تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر ایک عضو کامل کی مقدار کے برابر نہ ہو تو صرف صدقہ واجب ہوگا۔ ولو طیب مواضع متفرقة يجمع ذلك فلو بلغ عضواً كاملاً فعليه دم والا فصدقة. (غنية الناسك ۲۴۴، تاتارخانیہ ۵۸۹/۳،

ہندیہ ۲۴۱/۱، البحر الرائق کراچی ۴/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۵/۲، مناسک ملا علی قاری ۳۱۳)

پورے بدن پر ایک مجلس میں خوشبولگائی

اگر محرم نے ایک ہی مجلس میں اپنے تمام اعضاء پر خوشبولگالی تو اس کو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ ولو طیب جميع اعضائه في مجلس واحد كفاه دم. (غنية لناسك ۲۴۴، مجمع الانهر جدید

۴۳۱/۱، ہندیہ ۲۴۱/۱، بدائع لصنائع زکریا ۴۱۶/۲، مناسک علی قاری ۳۱۳، البحر الرائق کراچی ۴/۳)

الگ الگ مجلسوں میں خوشبو لگانی

اگر کسی محرم نے الگ الگ مجلسوں میں اپنے اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو اس پر ہر مرتبہ کی وجہ سے الگ الگ کفارہ واجب ہوگا، اگر یہ خوشبو ایک بڑے عضو کامل پر لگائی گئی ہے تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔ وفي مجالس لكل طيب كفارة فان شمل عضواً كبيراً كاملاً او اكثر فدم والا فصدقة. (غنية الناسك ۲۴۴، ومثله في البدائع الصنائع زكريا ۱۶/۲،

تاتارخانية زكريا ۵۸۹/۳، البحر الرائق كراچي ۴/۳، مناسك على قارى ۳۱۳)

تھوڑی جگہ میں زیادہ خوشبو لگانی

اگر محرم نے ایک انگلی میں خوشبو لگائی مگر اس میں اتنی خوشبو لگ گئی کہ جو ایک بڑے عضو کامل میں لگنے کی مقدار کے برابر تھی تو بھی دم واجب ہوگا۔ و لو مس طيباً فلزق به مقدار عضو كامل وجب الدم سواء قصد التطيب او لم يقصد. (هندية ۲۴۱/۱، غنية الناسك ۲۴۴،

ومثله في التاتارخانية زكريا ۵۸۹/۳، فتح القدير بيروت ۲۵/۳)

صدقہ کا اندازہ کیسے؟

اور خوشبو کے معاملہ میں صدقہ کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اگر آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو بکرے کی آدھی قیمت واجب ہوگی، اور چوتھائی پر لگی ہے تو چوتھائی قیمت واجب ہوگی، مثلاً اگر بکرے کی قیمت ۴۰۰ ریال ہے اور آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۲۰۰ ریال کا صدقہ کیا جائے گا اور اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۱۰۰ ریال کا صدقہ واجب ہوگا۔ الی آخرہ۔ حتی لو طيب ربع عضو فعليه من الصدقة قدر قيمة ربع شاة، وان طيب نصف عضو تصدق بقدر

قيمة نصف شاة هكذا. (بدائع الصنائع زكريا ۴۱۵/۲، شامی زكريا ۵۷۴/۳، انوار مناسك ۲۲۶)

احرام سے پہلے کی خوشبو بعد میں دوسرے عضو پر لگ گئی

محرم نے احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی تھی؛ لیکن احرام باندھنے کے بعد وہ خوشبو اپنی

جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ لگ گئی تو اس صورت میں اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی ہے۔ لان الحلال لو طیب عضواً ثم احرم فانتقل منه الى مكان اخر من بدنه فلا شيء عليه اتفاقاً. (طحطاوی ۷۴۲، شامی زکریا ۵۷۳/۱۳، غنیۃ الناسک ۲۴۵، ومثله فی الہندیۃ ۲۴۲/۱، البحر الرائق کراچی ۳/۱۳، فتح القدیر بیروت ۲۴/۳)

خوشبودار سرمہ کا حکم

خوشبودار سرمہ ایک دو بار لگانے سے ایک صدقہ واجب ہے؛ البتہ اگر چند بار لگایا تو دم واجب ہو جائے گا۔ (اور اگر سرمہ خوشبودار نہ ہو تو اس کے لگانے سے کچھ واجب نہیں) اذا اکتحل بالكحل المطيب فعليه صدقة فان فعل ذلك مراراً كثيرة فعليه دم، ولو اکتحل بکحل ليس فيه الطيب فلا بأس به. (غنیۃ الناسک ۲۴۴-۲۴۹، ومثله فی التاتارخانیۃ زکریا ۵۸۸/۱۳، اللؤلؤ الحیۃ ۲۷۶/۱، خانیۃ ۲۸۶/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۸/۲-۴۱۹، ہندیۃ ۲۴۱/۱، البحر الرائق کراچی ۴/۱۳)

احرام میں دھونی دیا ہوا کپڑا استعمال کرنا

کپڑے میں عود وغیرہ کی دھونی دی گئی جس سے کپڑا خوشبودار ہو گیا؛ لیکن خوشبو کپڑے میں نہیں لگی تو ایسا کپڑا احرام میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لا بأس ان یلبس الثوب المبخر لانه غیر مستعمل لجزء من الطيب وانما یحصل منه مجرد الرائحة وذلك لا یكون طیباً. (غنیۃ الناسک ۸۸، شامی زکریا ۴۹۶/۳، خانیۃ ۲۸۷/۱)

حالت احرام میں خوشبودار تیل یا کریم لگانا

احرام کی حالت میں خوشبودار تیل یا کریم بدن پر لگانا جائز نہیں ہے، اگر یہ کریم یا تیل ایک بڑے کامل عضو پر لگایا تو دم واجب ہوگا، اور اگر پورے عضو پر نہیں لگا تو صدقہ ہوگا۔ واما المطيب منهما وهو ما القی فیہ الانوار کدهن البنفسج والیاسمین والورد والبان

والخیری وما أشبه ذلك، فإذا ادهن به عضواً كبيراً كاملاً فعليه دم بالاجماع؛
لأنه طيب، وفي الأقل منه صدقة. (غنية الناسك ۲۴۸-۲۴۹)

حالت احرام میں بلا خوشبو والا تیل لگانا

اگر بحالت احرام خوشبو کے بطور ایسا تیل لگایا جس میں بظاہر خوشبو نہیں ہوتی مگر اس میں خوشبو بسائی جاتی ہے (مثلاً زیتون اور تیل کا تیل) تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کو لگانے سے بھی حسب ضابطہ جزا لازم ہوگی؛ البتہ اگر اس طرح کا تیل خوشبو کے طور پر استعمال نہیں کیا؛ بلکہ کسی اور ضرورت سے استعمال کیا ہے، (مثلاً زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کیا یا زخم پر بطور دوا لگایا) تو بالاتفاق کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ ولو ادهن بزیت بحت او خل بحت غیر مطبوخ کل منہما واکثر فعليه دم عند ابی حنیفة و صدقة عندہما الخ، هذا اذا استعملها علی وجه التطیب سواء استعملها فی الشعر او فی الجسد عندنا، اما اذا استعملها علی وجه التداوی او الاکل فلا شیء علیہ بالاجماع. (غنية الناسك ۲۴۸) قال فی الشامی: لانه لیس بطیب من کل وجه فاذا لم یستعمل علی وجه التطیب لم یظهر حکم الطیب فیہ. (شامی زکریا ۵۷۶/۳، زبده المناسک ۳۴۸)

حالت احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

اگر محرم نے خشکی دور کرنے کی غرض سے واسلین جیسی کوئی کریم لگائی جس میں خوشبو نہیں ہوتی، تو اس سے کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ (اور اگر خوشبو والی واسلین لگائی تو حسب قاعدہ جزا واجب ہوگی) اما اذا استعملها (الزیت والنخل) علی وجه التداوی او الاکل فلا شیء علیہ بالاجماع، فلو اکلہما او استعظہما او داوی بہما جراحته او شقوق رجلیہ او اقطر فی اذنیہ فلا شیء علیہ.. (غنية لناسك ۲۴۸، فتح لقدیر ۲۷/۳، تبیین الحقائق ۳۵۶/۲، درمختار ۵۷۶/۳)

خوشبودار صابن کا حکم

خوشبودار صابن سے ایک دو بار سر یا ہاتھ دھویا، تو صرف صدقہ واجب ہوگا، اور اگر بار

باردھویا تو دم واجب ہوگا۔ ولو غسل رأسه او یدہ باشنان فیہ الطیب فان کان من
 راہ سماہ اشناناً فعلیہ صدقة الا ان یغسل مراراً فدم. (غنیۃ الناسک ۲۴۹،
 تاتارخانیۃ زکریا ۵۹۲/۳، ہندیۃ ۲۴۱/۱، فتح القدیر بیروت ۲۸/۳، خانیۃ ۲۸۹/۱، مناسک علی
 قاری ۳۲۳، شامی زکریا ۵۷۷/۳)

بغیر خوشبو کے صابن کا استعمال

احرام کی حالت میں بغیر خوشبو کے صابن کے استعمال سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ ولو
 غسل رأسه بالحرص والصابون والسدر ونحوہ الی مما لا رائحة فیہ لا شیء
 علیہ ای بالاجماع. (مناسک ملا علی قاری ۳۲۳)

احرام میں خوشبودار شیمپو کا استعمال

بالوں کی صفائی کا شیمپو عموماً خوشبودار ہوتا ہے؛ لہذا اس کو لگا کر سردھونے سے دم واجب
 ہوگا۔ واما المطیب منہما وهو ما القی فی الانوار کدہن البنفسج والیاسمین
 والورد والبان والخیری وما اشبه ذلک فاذا ادھن بہ عضواً کبیراً کاملاً فعلیہ دم
 بالاجماع. (غنیۃ الناسک ۲۴۸/۱-۲۴۹، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۶/۲، ہندیۃ ۲۴۱/۱، تاتارخانیۃ
 ۵۹۲/۳، مناسک علی قاری ۳۲۳)

بال منڈاتے وقت خوشبودار کریم کا استعمال

بالوں کو نرم کرنے کے لئے حلق کرتے وقت جو کریم لگائی جاتی ہے اگر اس میں خوشبو غالب ہو
 تو اس کو پورے سر پر لگانے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محرم پر دم واجب ہوگا۔ ولو غسل
 رأسه بالخطمی فعلیہ دم عند ابی حنیفۃ وقال صدقة الخ. (غنیۃ الناسک ۲۴۹، تاتارخانیۃ
 زکریا ۵۹۲/۳، لؤلؤ لہجیۃ ۲۷۶/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۹/۲، فتح القدیر بیروت ۲۸/۳، ہندیۃ ۲۴۱/۱)

تنبیہ: اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرم شریف کے ارد گرد ”بال بر“ کی دوکانوں پر اکثر حلق یا قصر کے

وقت بے تکلف خوشبودار کریم یا خوشبودار صابن استعمال کرتے ہیں، جس کی بنا پر دم واجب ہونے کا امکان رہتا ہے، اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے اور اس وقت بھی خوشبو کے استعمال سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

پیری کے پتوں سے سر کی دھلائی

اگر کسی محرم نے پیری کے پتوں سے سر وغیرہ دھویا اور صفائی حاصل کی تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے؛ تاہم احرام کی حالت میں ایسی صفائی پسندیدہ نہیں ہے۔ لو غسل رأسه بالسدر لا شيء عليه. (غنية الناسك ۲۴۹، مناسك ملا علی قاری ۳۲۳، فتح القدیر بیروت ۲۶۱/۳)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے لہذا اگر محرم عورت یا مرد نے اپنی ہتھیلی میں مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ ولو خضب رأسه أو لحيته أو كفه بحناء فعليه دم ان كان مائعاً. (غنية الناسك ۲۵۰/۱، ومثله في مناسك علی قاری ۳۲۲، ملتقى الابحر مع المجمع ۴۳۱/۱، تانارخانیة زکریا ۵۹۱/۳، ہندیہ ۲۴۱/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۹/۲)

گاڑھی مہندی لپینا

اگر کسی محرم مرد نے ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے اور دوسرا دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے، اور اگر ۱۲ گھنٹے سے کم مہندی لپی وہی تو ایک دم واجب ہوگا اور ایک صدقہ لازم ہوگا۔ (اور اگر محرم عورت نے یہ عمل کیا تو اس پر بہر حال صرف ایک دم (خوشبو کے استعمال کی وجہ سے) واجب ہوگا کیونکہ عورت کے لئے سر ڈھکنا جنایت نہیں ہے)۔ وان كان تخينا فلبد رأسه فعليه دمان على الرجل دم للتطيب ودم للتعطية و على المرأة دم واحد للتطيب فقط هذا ان دام يوماً او ليلة على جميع رأسه او ربعه

والا فصدقة للتغطية ودم للتطيب. (غنية الناسك ۲۵۰، مناسک ملا علی قاری ۳۲۲،

تاتارخانیہ زکریا ۵۹۱/۳، مجمع الانهر ۴۳۱/۱، شامی زکریا ۵۷۵/۳، ہندیہ ۲۴۱/۱)

مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا

بحالت احرام خضاب (کالی مہندی) لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ وہ خوشبو میں داخل نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ خضاب ایسا گاڑھا ہو کہ اس کے لپینے کی وجہ سے سر اگھٹنے یا اس سے زیادہ ڈھکا رہے تو مرد محرم پر ایک دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ ضروری ہوگا۔ ولو خضب رأسه بالوسمة فان كانت متلبدة فعليه دم للتغطية ان دام يوماً وفي اقله صدقة وان كانت مائعة او خضب بها لحيته فلا شيء عليه لانها ليست بطيب (غنية لناسك ۲۵۰، مناسک ملا

علی قاری ۳۲۲، منحة لخالق کراچی ۵۱۳، ہندیہ ۲۴۱/۱، خدایہ ۲۶۶/۱، تاتارخانیہ زکریا ۵۹۰/۳)

نوٹ: مردوں کے لئے کالا خضاب مکروہ ہے۔

خوشبودار کپڑے کا استعمال

اگر محرم نے کپڑوں میں خوشبودار گائی یا خوشبودار گواہا کپڑا اوڑھا اور خوشبو مقدار میں زیادہ تھی یا مقدار میں تو کم تھی؛ لیکن ایک بالشت مربع (یعنی طول و عرض میں ایک بالشت) سے زیادہ لگی ہوئی تھی، اور وہ کپڑا ایک دن یا ایک رات استعمال کرتا رہا تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔ ظاہرہ ان ما زاد علی الشبر كثير لكن لا لا اعتبار الكثير. فمن الثوب بل لكثرة الطيب حينئذ عرفاً فان مكث يوماً فعليه دم او اقل منه فهو ممدقة وحينئذ اذا كان الطيب في نفسه كثيراً لزم الدم وان اصاب من

الثوب اقل من شبر. (غنية الناسك ۲۴۵، ومثله في الشامی زکریا ۵۷۵/۳، معلم الحجاج ۲۲۹)

خوشبودار کپڑے کے کپڑے کو اوڑھنا

اگر محرم نے زعفران یا اس جیسی خوشبو سے رنگی ہوئی چادر وغیرہ ایک دن رات تک اوڑھے

رکھی، تو اس پر دم لازم ہے، اور اگر ایک دن رات سے کم اور بھی تو صدقہ لازم ہوگا۔ ولو لبس
مصبوغاً بعصفر او ورس او زعفران مشبعاً یوماً فعلیہ دم وفی اقلہ صدقۃ. (مناسک

ملا علی قاری ۳۲۰، غنیۃ الناسک ۲۴۵، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۵/۲، معلم الحجاج ۲۳۰)

پھول اور پھل سونگھنا

خوشبودار پھول اور پھل بحالت احرام بالقصد سونگھنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزاء لازم
نہیں ہوتی۔ ولا یلزمہ شیء بشم الريحان والطيب والثمار المطیبة مع کراہۃ شمه.

(ہندیۃ ۲۴۲/۱، مثلہ فی الخانیۃ ۲۸۶/۱، تاتارخانیۃ ۵۹۰/۱۳، شامی زکریا ۵۷۳/۳، معلم الحجاج ۲۲۷)

کپڑے میں خوشبو باندھنا

اگر محرم نے اپنی چادر یا تہبند کے پلہ میں زیادہ مقدار میں مشک، زعفران، عنبر یا کوئی خوشبو ایک
دن باندھے رکھی تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن سے کم باندھے رکھی تو صدقہ واجب ہوگا۔ ولو ربط
مسکا او کافوراً او عنبراً کثیراً من طرف ازارہ او رداء ہ ودام علیہ یوماً لزمہ دم. (غنیۃ

الناسک ۲۴۵، معلم الحجاج ۲۲۹، مثلہ فی الہندیۃ ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۵۷۵/۳، مناسک علی قاری ۳۲۱)

عود کی لکڑی کپڑے میں باندھ کر رکھنا

اگر محرم نے عود کی لکڑی چادر میں باندھ لی اور چادر کو اوڑھے رکھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس
پر کوئی جزا لازم نہیں، اگرچہ لکڑی سے خوشبو آتی ہے۔ وان ربط العود فلا شیء علیہ وان وجد

رائحتہ. (مناسک علی قاری ۳۲۲، غنیۃ الناسک ۲۴۵، ہندیۃ ۲۴۲/۱، معلم الحجاج حاشیہ ۲۲۷)

دھونی دیتے ہوئے خوشبو کپڑے میں چپک گئی

اگر کسی محرم نے اپنے کپڑوں کو دھونی دی اور کپڑوں میں خوشبو زیادہ لگ گئی اور وہ کپڑا ایک
دن اپنے رہا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی لگی ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ ولو اجمر ثوبہ فعلق بہ

کثیر فعلیہ دم او قلیل فصدقة. (غنیة الناسک ۲۴۶، ومثله فی الہندیة ۲۴۱/۱، مناسک علی قاری ۳۲۱، معلم الحجاج ۲۳۰)

عود وغیرہ کی دھونی دئے ہوئے کپڑے کا استعمال

اور اگر دھونی دینے کی وجہ سے کپڑے میں کچھ بھی نہ لگے صرف خوشبو آتی رہے جیسا کہ عود کی دھونی میں ہوتا ہے، تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر احرام سے پہلے کپڑے کو دھونی دی تھی اور احرام کے بعد بھی اس میں خوشبو مہکتی رہے تو کوئی جزاء لازم نہیں، اگرچہ کپڑے میں خوشبو لگانا بہر حال محرم کے لئے مکروہ ہے۔ وان لم یعلق به شیء فلا شیء علیہ الخ: (ہندیہ ۲۴۱/۱) ولو اجمر ثیابہ قبل الاحرام ولبسہا ثم احرم لا شیء علیہ وان کان یکرہ التطیب فی الثوب اتفاقاً. (غنیة الناسک ۲۴۶، مناسک ملا علی قاری ۳۲۱، معلم الحجاج ۱۱۴-۲۳۰)

خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے تکیہ کا استعمال

محرم کو ایسا تکیہ استعمال کرنا مکروہ ہے جس کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگ دیا گیا ہو؛ لیکن اس کے استعمال سے فدیہ لازم نہیں ہوتا۔ لا ینبغی للمحرم ان یتوسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران ولا الورس ولا ینام علیہ. (خانیة ۲۸۶/۱، فتح القدیر بیروت ۲۴۱/۳) لو شم الطیب لا یلزمہ شیء وان کان مکروہاً، کما لو توسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران. (غنیة الناسک ۲۴۶)

خوشبودار فرش پر لیٹنا بیٹھنا

محرم کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگا ہوا فرش استعمال کرنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے جزا لازم نہیں ہوتی۔ لا ینبغی ان یتوسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران ولا الورس ولا ینام علیہ لانه یصیر مستعملاً للطیب فکان کاللبس. (غنیة الناسک ۲۴۶، ومثله فی الخانیة ۲۸۶/۱، فتح القدیر بیروت ۲۴۱/۳)

ومثله فی الخانیة ۲۸۶/۱، فتح القدیر بیروت ۲۴۱/۳

خالص خوشبو کھانے کا حکم

اگر محرم نے زیادہ مقدار میں خالص خوشبو (جیسے زعفران یا الایچی جو کسی اور کھانے کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو) کھائی ہے یعنی اتنی خوشبو کھائی جو منہ کے اکثر حصوں میں لگ گئی ہے تو دم واجب ہوگا اور اگر کم مقدار یعنی اتنی کہ جو منہ کے اکثر حصوں میں نہیں لگی ہے تناول کی، تو صدقہ واجب ہوگا۔ فلو اکل طیباً کثیراً و هو ان يلتصق باكثر فمه يجب الدم وان كان قليلاً بان لم يلتصق باكثر فمه فعليه الصدقة. (غنية لناسك ۲۴۶، ومثله في الهندية ۱/۱ ۲۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲، البحر الرائق کراچی ۵۱۳، تاتارخانیة زکریا ۱/۳ ۵۹، سراجیة ۱۸۶) وھكذا کله اذا اكله کما هو ای من غیر خلط او طبخ. (منحة الخلق کراچی ۵۱۳، مناسک ملا علی قاری ۳۱۴)

پکے ہوئے کھانے میں ملی ہوئی خوشبو کا حکم

اگر محرم نے خوشبو کھانے میں ملا کر کھائی ہے اس طور پر کہ خوشبو کھانے میں پکادی گئی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس سے پکنے کے بعد بھی خوشبو کیوں نہ آتی ہو، (مثلاً زعفران چاول میں ملا دیا گیا) فلو جعله فی الطعام و طبخه فلا بأس باكله لانه خرج من حکم الطیب و صار طعاماً. (غنية للناسك ۲۴۶، ومثله في الهندية ۱/۱ ۲۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲، تاتارخانیة ۱/۳ ۵۹، خانیة ۲۸۶/۱، البحر الرائق کراچی ۴۱۳، در مختار مع الشامی زکریا ۵۷۶/۳)

پلائیے پکے ہوئے کھانے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے ایسے کھانے میں خوشبو ملائی جو پکا ہوا نہیں تھا اور اس کی خوشبو بھی موجود تھی تو محرم کے لئے اس کو کھانا مکروہ ہے، اور اگر خوشبو مغلوب ہو تو کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر خوشبو غالب ہو تو جزاء واجب ہوگی۔ وان لم يطبخ بل خلطه بما يتركه کل بلا طبخ كالملاح وغيره فان كسنت رائحته موجودة كره ولا شيء عليه اذا كان مغلوباً فإنه كالمستهلك اما اذا كان غالباً فهو كالزعفران الخالص فيجب الجزاء. (غنية لناسك ۲۴۶-۲۴۷، ومثله

فی الہندیۃ ۲۴۱/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۵۹۱/۳، خانیۃ ۲۸۶/۱، البحر الرائق کراچی ۴۱۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۶/۳، مناسک ملا علی قاری ۳۱۷

پینے کی اشیاء میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے مشروبات میں خوشبو ملائی ہے اور خوشبو غالب تھی پھر اس کو زیادہ مقدار پی گیا تو دم واجب ہوگا اور اگر خوشبو مغلوب تھی تو صدقہ واجب ہوگا؛ لیکن اگر مغلوب خوشبو والے مشروب کو ایک ہی مجلس میں چند بار پیا تو دم واجب ہوگا۔ وان خلطہ بمشروب کالہیل والقرنفل بالقہوۃ فالحکم للطیب مائعاً کان او جامداً فان کان الطیب غالباً تجب دم ان شرب کثیراً والا فصدقة وان کان مغلوباً فصدقة الا ان یشربہ مراراً فدم ان اتحد المجلس والا فکل مرة صدقة. (غنیۃ الناسک ۲۴۷، ومثلہ فی الہندیۃ

۲۴۱/۱، البحر الرائق ۵۱۳، شامی زکریا ۵۷۶/۳، فتح القدیر بیروت ۲۷/۳)

”کول ڈرنک“ کا استعمال

احرام کی حالت میں ٹھنڈے مشروبات (سیون اپ، اسپرائٹ وغیرہ) پینے سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی۔ (معلم الحجاج ۲۳۱)

شربت روح افزاء وغیرہ پینے کا حکم

اگر ”شربت روح افزاء“ یا اور کوئی خوشبودار شربت اس طرح بنایا جائے کہ اس کی خوشبو مہک رہتی ہو تو اس کو پینے سے دم واجب ہوگا۔ ولو خلطہ بمشروب وهو غالب ففیہ الدم. (غنیۃ الناسک ۲۴۷، شامی زکریا ۵۷۶/۳، فتح القدیر بیروت ۲۷/۳، البحر الرائق کراچی ۵۱۳)

لونگ اور الایچی کی خوشبو والی چائے پینا

اگر چائے بناتے وقت اس میں لونگ یا الایچی ڈالی جائے جس کی وجہ سے ان کی خوشبو مہکنے لگے تو اس چائے کو پینے سے محرم پر جزاء واجب ہوگی۔ وان خلطہ بمشروب کالہیل

والقرنفل فالبحكم للطيب مائعاً كان او جامداً. (غنية الناسك ۲۴۷، شامی زکریا ۵۷۶/۳،

ہندیہ ۲۴۱/۱، مناسک ملا علی قاری ۳۱۸)

خوشبودار واپینا

اگر رقیق دوائیسی ہو جس میں خوشبو غالب ہو تو بحالت احرام اسے پینے سے محرم کو اختیار ہے چاہے دم دے یا صدقہ ادا کرے یا روزہ رکھے۔ فان كان للتداوی خیر. (البحر الرائق

کراچی ۵۱۳، غنیۃ الناسک ۲۴۷، ومثلہ فی فتح القدیر بیروت ۲۷۱۳-۲۸، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲)

بطور دوا کے خوشبو کا استعمال

اگر کسی محرم نے اپنے بدن پر بطور دوا خالص خوشبو یا ایسی دوا لگائی جس میں خوشبو غالب تھی

اور وہ پکی ہوئی نہیں تھی، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے یہ خوشبو کامل بڑے عضو پر لگائی ہے یا عضو کے کسی

حصہ پر لگائی ہے، اگر کامل پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر بار بار لگائی ہے تو دم ہے، ورنہ صدقہ

واجب ہے۔ ولو تداوی بالطیب او بدواء فیہ طیب غالب ولم یکن مطبوخاً فالزقہ

بجراحته یلزمہ صدقۃ اذا كان موضع الجراحة لم یستوعب عضواً او اکثر، الا ان

یفعل ذلك مواراً فیلزمہ دم. (غنیۃ الناسک ۲۴۸، ومثلہ فی مناسک ملا علی قاری ۳۱۹)

نوٹ: واضح ہو کہ اگر کسی شخص نے عذر (مثلاً دوسری دوا دستیاب نہ تھی) کی وجہ سے خوشبو آ میزدوا

لگائی تو حسب ضابطہ اس کو اختیار ملتا ہے کہ چاہے دم دے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے

لاعلیٰ تعیین رکھے۔ وان طیب او حلق او لبس بعذر خیر ان شاء ذبح فی الحرم او

تصدق بثلاثة اصوع طعام علی ستة مساکین این شاء او صام ثلاثة ایام ولو

متفرقة (درمختار) وفی الشامی: قید الثلاثة ولیست الثلاثة قیداً فان جمیع

محظورات الاحرام اذا كان بعذر ففیہ الخيارات الثلاثة. (شامی زکریا ۵۹۱/۳، ومثلہ

فی السراجیۃ ۱۸۷، خانیۃ ۲۸۷/۱، ہدایۃ ۲۷۰/۱) بخلاف المسک والعنبر والغالیۃ

والکافور ونحوہما مما هو طیب بنفسہ فانہ یلزمہ الجزاء بالاستعمال ولو علی

وجه التداوی (در مختار) وفي الشامی: لكنه يتخير بين الدم والصوم والاطعام.

(شامی زکریا ۵۷۶/۳، فتح القدير بیروت ۲۸۱/۳، حاشیة الثعلبی جلیبی ۲۸۱/۳)

خوشبو ملا کر پکائی گئی دوا یا مرہم کا حکم

اگر کسی دوا میں خوشبو ملا کر اسے پکالیا گیا ہو جیسا کہ بعض مرہم اور کریم وغیرہ میں ہوتا ہے تو اس کے لگانے سے بہر صورت کچھ واجب نہ ہوگا۔ والا فال مطبوخ لا جزاء فیہ. (غنیۃ الناسک

۲۴۸، زبدة المناسک ۳۶۲)

چربی اور گھی وغیرہ کا استعمال

محرم کے لئے چربی، گھی اور کڑوا تیل وغیرہ جیسی چیزیں لگانا جائز ہے اور اس پر کوئی جزاء بھی لازم نہیں ہے۔ بخلاف مالو ادھن ببقیۃ الادھان كالشحم والسمن والالیۃ الخ، فانه لا شیء علیہ. (غنیۃ الناسک ۲۴۹، ومثله فی الدر المختار زکریا ۵۷۶/۳، تاتارخانیۃ

زکریا ۵۹۲/۳، البحر الرائق کراچی ۵۱۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲، خانیۃ ۲۸۶/۱، مجمع الانهر

جدید ۴۳۱/۱، مناسک ملا علی قاری ۳۲۴)



احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل

کس طرح کے کپڑے کا استعمال موجب جنایت ہے؟

ہر وہ کپڑا جو بدن یا کسی عضو کے برابر اس طرح بنایا جائے کہ وہ پورے بدن یا کسی عضو کا احاطہ کر لے اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے تو ایسا کپڑا محرم مرد کے لئے استعمال کرنا منع اور موجب جزاء ہے۔ (جیسے کرتا، پانجامہ، انڈرویئر، نیکر، بنیائن وغیرہ) اذا لبس المحرم الذکر المخیط وهو الملبوس المعمول علی قدر البدن او علی قدر عضو منه بحيث یحیط به لبساً معتاداً، فعليه الجزاء. (غنیۃ الناسک ۲۵۰، ومثله فی الہندیۃ ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۴۹۹/۳)

کتنی دیر پہننے میں کیا کفارہ ہے؟

اگر محرم مرد نے سلا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات پہنا (یعنی ۱۲ گھنٹے) تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر اس سے کم پہنا ہے تو صدقہ ادا کرے اور اگر ایک گھنٹہ سے بھی کم پہنا ہے تو ایک مٹھی گیہوں دے دے۔ فاذا لبس مخیطاً يوماً كاملاً او لیلة كاملة فداء، المراد مقدار احدہما فلو لبس من نصف النہار الی نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمہ دم وفی اقل من یوم و لیلة صدقة الخ، وفی اقل من ساعة قبضۃ من بر او قبضتان من شعیر. (غنیۃ الناسک ۲۵۱، خانیا ۸۸/۱، درمختار زکریا ۵۷۷/۳، معلم الحجاج ۲۲۶)

بھول کر کپڑا پہن لینے کا حکم

اگر کسی محرم مرد نے حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا بھول کر پہن لیا تب بھی اس پر حسب

ضابطہ جزاء لازم ہے ولو ناسیاً او مکرهاً. (غنیۃ الناسک ۲۵۰، ومثلہ فی الشامی زکریا

۵۷۲/۳، ہندیۃ ۲۴۳/۱)

زبردستی کپڑا پہنا دیا گیا

اگر کسی محرم مرد کو سلا ہوا کپڑا زبردستی پہنا دیا گیا تو بھی اس پر جزاء لازم ہے۔ ولو ناسیاً

او مکرهاً. (غنیۃ الناسک ۲۵۰، ہندیۃ ۲۴۳/۱، شامی زکریا ۵۷۷/۳)

کپڑے پہننے کی حالت میں احرام کی نیت کی

اگر کسی محرم مرد نے اس حالت میں احرام باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا اور احرام

کے بعد بھی پہنے رہا تو اس پر حسب شرط جزاء لازم ہو جائے گی۔ او احرم وهو لا بسہ فدام

علیہ فعلیہ الجزاء. (غنیۃ الناسک ۲۵۰، ومثلہ فی الہندیۃ ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع

الصنائع زکریا ۴۱۴/۲، خانیۃ ۲۸۹/۱)

کپڑا اتار کر پھر پہن لیا

ایک محرم مرد سلا ہوا کپڑا ایک دن یا اس سے زائد پہنے رہا پھر اتار کر دوبارہ پہن لیا تو اب

وجوب جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ اگر دوبارہ نہ پہننے کے ارادے سے پہلی مرتبہ اتارا تھا اور پھر پہن لیا

تو دو دم واجب ہوں گے، اور اگر یہ ارادہ تھا کہ دوبارہ پہنے گا یا اس کو اتار کر دوسرا پہنے گا، تو ان دونوں

صورتوں میں دوسرا کفارہ لازم نہیں ہوگا؛ بلکہ صرف ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ ولو لبس یوماً او

ایاماً ثم نزعہ ثم لبسہ فان کان نزعہ علی عزم الترمک فعلیہ کفارة اخری وان

کان علی عزم ان یلبسہ ثانیاً او لیبس بدله لا یلزمہ کفارة اخری. (غنیۃ الناسک ۲۵۱،

ہندیۃ ۲۴۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۴/۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳)

متعد ولباس ایک ساتھ پہننے میں تفصیل

اگر محرم مرد مختلف قسم کے لباس مثلاً کرتا، ٹوپی، شلوار، موزا، شیروانی اور عمامہ وغیرہ سب پہنے

رہا اور اسی حالت میں ایک دن یا چند دن رہا تو سب کے عوض میں ایک جزاء لازم ہوگی جب کہ سب لباس ایک ہی دن میں پہنے ہوں اور سب کو پہننے کا سبب ایک ہو، مثلاً سردی کی وجہ سے پہنا ہو، چاہے پہننے کی مجلسیں ایک ہوں یا نہ ہوں، اگر سب الگ الگ ہے، مثلاً کوئی کپڑا بخار کی شدت کی وجہ سے پہنا اور دوسرا سردی کی وجہ سے پہنا وغیرہ، تو متفرق جزاء لازم ہوں گی۔ ولو جمع اللباس کلھا فی یوم واحد من قمیص و قباء و عمامة و قلنسوة الخ، فعليه دم واحد ان اتحد سبب اللبس بان كان لبس الكل طمضورة او لغيرها، الخ. (شامی زکریا

۵۷۸۱۳، غنیۃ لناسک ۲۵۲، ومثله فی البدائع زکریا ۴۱۳۶۲، تاتارخانیۃ ۵۷۶۸۳، الولولجیۃ ۲۷۴۱۱)

الگ الگ دنوں میں متعدد لباس پہننا

محرم مرد نے مختلف دنوں میں مختلف لباس پہنا یا اس طور کہ ایک سلا ہوا کپڑا آج پہنا اور دوسرا سلا ہوا کپڑا کل پہنا تو اس صورت میں متفرق جزاء لازم ہوں گی، چاہے ان کپڑوں کے پہننے کا سبب ایک ہی کیوں نہ ہو۔ ولو لبس البعض فی یوم والبعض فی یوم اخر تعدد الجزاء وان اتحد السبب. (غنیۃ الناسک ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸۱۳)

ضرورت سے زائد لباس پہننا

ایک محرم مرد کو ایک سلا ہوا کپڑا پہننے کی ضرورت تھی مگر اس نے ایک کے بجائے دو کپڑے پہن لئے تو وجوب جزاء کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ:

(۱) اگر دونوں کپڑے اسی عضو اور بدن کے اسی حصہ میں پہنے ہیں جہاں ضرورت تھی مثلاً ایک کرتا پہننے کی ضرورت تھی اس نے دو کپڑے پہن لئے یا ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی لگا لیا تو صرف ایک کفارہ واجب ہوگا، مگر چوں کہ دوسرا بھی استعمال کیا ہے اس لئے اس پر گناہ ہوگا۔ فان تعدد السبب كما اذا اضطر الى لبس ثوب فلبس ثوبین فان لبسهما علی موضع الضرورة نحو ان يحتاج الى قمیص فلبس قمیصین او قمیصاً وجبة او يحتاج الى قلنسوة فلبسها مع العمامة فعليه كفارة واحدة

بأحدهما يتخير فيها واثم بالأخر الخ. (غنية الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲)

(۲) اگر ایک ہی ضرورت کی وجہ سے دو اعضاء پر ایک ہی مجلس میں کپڑے پہنے، مثلاً سردی کی وجہ سے ٹوپی لگائی، اور خفین بھی پہن لئے تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ و کذا اذا لبسهما على موضعين لضرورة بهما في مجلس واحد بان لبس عمامة و خفاً يعذر فيهما فعليه كفارة واحدة. (شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲، ہندیہ ۲۴۲/۱)

(۳) اگر دوسرا کپڑا بدن کے اس عضو میں پہنا ہے جہاں ضرورت نہیں تھی مثلاً صرف ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ساتھ ہی میں کرتا بھی پہن لیا یا کرتا پہننے کی ضرورت تھی مگر ساتھ میں خفین کا استعمال بھی کر لیا تو اس صورت میں اس پر دو کفارے لازم ہوں گے۔ وان لبسهما على موضعين موضع الضرورة وغير الضرورة.....، فعليه كفارتان. (غنية الناسك ۲۵۲، ومثله في التاتارخانية ۵۷۵/۳، ہندیہ ۲۴۲/۱)

سلا ہوا کپڑا پہنے بغیر چادر کی طرح لپیٹ لیا

اگر کسی محرم مرد نے کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ کر پہنایا شلووار کو چادر کی طرح بدن پر لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے پر جزاء اس وقت لازم ہوتی ہے جب کہ تقاد یعنی جس طرح پہننے کا طریقہ ہے اسی طریقہ سے پہنے۔ ولو ارتدى بالقميص او اتشح به او اتزربه او بالسر او يل فلا بأس به لانه لم يلبسه لبس المخيط. (غنية الناسك

۲۵۲، ومثله في البدائع زکریا ۴۰۶/۲، شامی زکریا ۵۷۷/۳، تاتارخانية ۵۷۳/۳)

احرام کی لنگی کو بیچ میں سے سلوا لینا

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ والافضل ان

لا يكون فيه خياطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال وميله او عقد عقده بان ربط طرفه بطرفه الآخر او شده على نفسه بحبل ونحوه اساء ولا شيء عليه.

(غنية الناسك ۷۱، شامی زکریا ۴۹۹/۳، البحر الرائق زکریا ۵۶۸/۲، معلم الحجاج ۱۱۴)

نوٹ: اگر کسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہو تو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا

احرام کی لنگی میں نیفہ سلوا کر کمر بند ڈالنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں

ہوتی۔ وکذا یکرہ ان یغرز اطراف ازارہ او یشد الازار والرداء بحبل او غیرہ، فان

فعل فلا شیء علیہ. (مدایة السالك ۵۷۴/۲، البحر العمیق ۷۹۴/۲، معلم الحجاج ۱۱۴)

احرام کی لنگی کورسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھنا

اگر احرام کی لنگی کورسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھا تو یہ مکروہ ہوگا، مگر اس کی وجہ سے کوئی جنایت

لازم نہیں، (اور اگر لنگی باندھنے کے بعد اوپر سے بیلٹ وغیرہ باندھی ہے تو اس میں کوئی کراہت

نہیں، کراہت اسی وقت ہے جب کہ بیلٹ کے ذریعہ سے لنگی کو باندھا گیا ہو)۔ وکذا یکرہ له

اذا اتزر ان یعقد علی ازارہ بحبل او نحوہ، ومع هذا اذا فعل لا شیء علیہ. (البحر

العمیق ۷۹۴/۲) وشد الهمیان فی وسطہ. سواء كانت النفقة له او لغيره وسواء كان

فوق الازار او تحته؛ لأنه لم یقصد به حفظ الازار، بخلاف ما اذا شد ازارہ بحبل

مثلاً. (غنية الناسك ۹۲، معلم الحجاج ۱۱۵)

عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خنہیں وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا

لازم ہے۔ لا بأس ان تغطي المرأة سائر جسدها وهي محرمة بما شاءت من

الثياب المخيطة وغيرها، واما ستر سائر بدنها عورة، وستر العورة بما ليس بمخيطة متعذر. (بدائع الصنائع زكريا ۴۰۹/۲) وليس على المرأة بلبس المخيطة شيء.

(غنية الناسك ۲۵۴، شامی زكريا ۴۹۹/۳، خانبة ۲۸۶/۱)

حالتِ احرام میں خفین پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے

حالتِ احرام میں خفین پہننا منع ہے؛ لہذا اگر کوئی محرم حالتِ احرام میں ایک دن اس طرح خفین پہنے رہا کہ اس کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹا نہیں تھا تو دم واجب ہوگا۔ ولبس الخفین قبل القطع یوماً فعليه دم. (غنية الناسك ۲۵۴، شامی زكريا ۵۰۰/۳، تاتارخانية

۵۷۶/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۱۰/۲)

خفین کو کاٹ کر پہننا

اگر محرم نے حالتِ احرام میں خفین کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے کاٹ کر چیل نما بنا کر پہنا ہے تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے۔ وان لبسهما بعد القطع اسفل من موضع الشراك فلا شيء عليه. (غنية الناسك ۲۵۴، خانبة ۲۸۵/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۰۶/۲،

شامی زكريا ۵۰۰/۳، تاتارخانية ۵۷۴/۳)

محرم کا دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دینا وغیرہ

اگر ایک محرم شخص نے دوسرے محرم یا غیر محرم شخص کو سلا ہوا کپڑا پہنایا، یا خوشبو لگائی یا اس کے سر اور چہرے کو ڈھانک دیا تو ڈھانکنے والے محرم پر کوئی جزاء واجب نہیں؛ البتہ جس کو کپڑا پہنایا ہے اور خوشبو لگائی ہے اس پر جزاء واجب ہوگی۔ ولبس على الفاعل المحرم في ذلك شيء.

(مناسك ملا علی قاری ۳۳۴، غنية الناسك ۲۴۱، منحة لخلق ۱۶۱/۳، البحر الرائق زكريا ۷/۳، ہندیة ۲۴۳/۱)

احرام میں لنگوٹ باندھنے کا حکم

آنت اترنے کے مریض نے عذر کی وجہ سے احرام کی حالت میں لنگوٹ باندھا، تو کوئی

جزاء لازم نہیں؛ کیوں کہ لنگوٹ بدن کی ہیئت کے اعتبار سے سلا ہوا نہیں ہوتا؛ بلکہ ایک پٹی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۵۲۱/۴) مستفاد: فان زرره او خلله او عقده اساء ولا دم عليه. (درمختار مع الشامی زکریا ۴۸۸/۳) ولا بأس بان يعصب جسده بعله ويكره ان فعل ذلك في غير علة ولا شيء عليه. (تاتارخانیة ۵۷۸/۳) ولو عصب شيئاً من جسده لعله او غير علة لا شيء عليه لانه غير ممنوع عن تغطية بدنه بغیر المخیط ويكره ان يفعل ذلك بغیر عذر. (بدائع الصنائع زکریا ۴۱۷/۲) البتہ بلا عذر لنگوٹ باندھنا مکروہ ہے۔

احرام میں نیکر اور انڈرویئر ممنوع ہے

احرام کے نیچے نیکر یا انڈرویئر پہننے کی وجہ سے حسب قواعد جزاء لازم ہے۔ اذا لبس المحرم المخیط على الوجه المعتاد يوماً الى اللیل فعليه دم. (ہندیة ۲۴۳/۱، احسن الفتاویٰ ۵۲۱/۴)

احرام میں پیشاب کی تھیلی لٹکانا

احرام کی حالت میں مریض کے لئے عذر کی بنا پر پیشاب کی تھیلی لٹکانا جائز ہے؛ (لیکن تھیلی میں پیشاب رہنے کی حالت میں مسجد میں جانے سے احتیاط کرے اور زیادہ تر قیام گاہ پر نمازیں ادا کرے اور جب طواف کے لئے مسجد حرام میں جائے تو تھیلی کو خالی کر کے اولاً صاف کر لے اس کے بعد ہی مسجد حرام میں داخل ہو) المستفاد: مریض تحتہ ثیاب نجسة و کلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلی علی حاله الخ. (شامی زکریا ۵۰۷/۲ کتاب المسائل ۱۹۷/۱)



سریا چہرہ ڈھانکنے کے مسائل

محرم کا معتاد چیزوں سے چہرہ یا سر ڈھانکنے رہنا

محرم اگر اپنا سریا چہرہ ایک دن یا ایک رات تک کسی ایسی چیز سے ڈھانکنے رکھے جس سے عموماً چہرہ ڈھانکنے کا کام لیا جاتا ہے، مثلاً ٹوپی یا پگڑی وغیرہ، تو اس پر بہر حال دم واجب ہوگا، چاہے خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، جان بوجھ کر ڈھانکا ہو یا بے خبری کی حالت میں ڈھانک دیا گیا ہو، کسی عذر کی وجہ سے ڈھانکا ہو یا بغیر عذر کے۔ اذا غطی رأسه او وجهه ولو امرأة كلاً او بعضاً بمعتاد وهو ما يقصد به التغطية عادة كالقنسوة والعمامة مخيطاً كان او غيره ودام عليه زماناً ولو ناسياً او عامداً عالماً او جاهلاً مختاراً او مكرهاً الخ. (غنية الناسك ۲۵۴، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۷/۳، ومثله فی التاتارخانية ۵۷۷/۳،

هندية ۲۴۲/۱، البحر الرائق زکریا ۱۳/۳)

کان، گدی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں

محرم کے لئے اپنے دونوں کانوں، گدی اور ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے ڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ولا بأس ان يغطي اذنيه وقفاه من لحيته ما هو اسفل من الذقن.

(البحر الرائق زکریا ۱۴/۳، غنية الناسك ۲۵۵، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۹/۳، تاتارخانية ۵۷۸/۳،

خانية على الهندية ۲۸۹/۱)

غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا

محرم اگر اپنے سریا چہرہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکنے جس سے عموماً سر ڈھانکنے کا کام نہیں لیا

جاتا ہے، مثلاً چھتری، لکڑی، لوہا، پیتل اور شیشہ وغیرہ، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس ڈھانکنے سے سردی یا گرمی سے بچاؤ ہی مقصود کیوں نہ ہو۔ ولو غطی رأسه بجعل ما لا يقصد به التغطية عادة كاجانة وعدل البر او جوالق او مکتل الخ. (غنية الناسك ۲۵۵، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۷/۳، البحر الرائق زکریا ۱۳/۳، ہندیہ ۲۴۲/۱، تاتارخانیہ ۵۷۷/۳)

محرم کا غلافِ کعبہ کے اندر کھڑے ہونا

اگر کوئی محرم غلافِ کعبہ کے نیچے اس طرح رہے کہ غلافِ کعبہ اس کے چہرہ یا سر سے لگا ہوا ہو تو مکروہ ہے، اور اگر اس طور پر غلافِ کعبہ کے نیچے کھڑا رہے کہ غلافِ کعبہ چہرہ یا سر سے لگا ہوا تو نہیں ہے؛ البتہ سر کے اوپر لٹکے ہوئے ہونے کی حالت میں ہے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ لو دخل تحت ستر الكعبة فان كان يصيب وجهه او رأسه فهو مكروه لا شيء عليه والا فلا بأس به. (غنية الناسك ۲۵۵، ومثله في الخانية على الهندية ۲۸۹/۱، تاتارخانية ۵۷۷/۳، نصب الراية ۳۷۱/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۴۹۸/۳، الولوالجية ۲۷۵/۱)

سر پر رومال یا پٹہ باندھنا

احرام کی حالت میں عذریا بلا عذر سر پر پٹہ یا رومال وغیرہ باندھنا مکروہ ہے، اگر مکمل ایک دن یا ایک رات کے بقدر باندھے رہا تو دم لازم ہوگا۔ واما عصب العصابة على رأسه لعلية او غير علة فانما يكره و لزمه اذا دام يوماً كفارة للتغليظ. (غنية الناسك ۷۲، ومثله في الطحطاوى جديد ۷۴۲، درمختار مع لشامی زکریا ۴۷۲/۳-۴۷۷، هداية مع فتح لقدير ۲۸/۳، ہندیہ ۲۴۲/۱)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، یا ڈھانٹا باندھا تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا (اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ احرام کے وقت غیر مردوں سے پردے کے لئے نقاب اس طرح ڈالیں

کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اور اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر اولاً ہیٹ وغیرہ کی شکل کی کوئی چیز لگائیں اور اس کے اوپر سے نقاب لگائیں (ولیس للمرأة ان تنتقب وتغطي وجهها فان فعلت يوماً فعليها دم وفي الاقل صدقة. (غنية الناسك ۲۵۵، شامی زکریا ۴۹۷/۳، تاتارخانیہ ۵۷۷/۳)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے نیشن میں بحالت احرام چہرے پر ”ماسک“ لگانا عام ہو گیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ”ماسک“ پہننا مردوں اور عورتوں سب کے لئے بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ”ماسک“ اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ”ماسک“ مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ”ماسک“ کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲ گھنٹے سے کم لگایا تو صدقہ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہر حال احرام کی حالت میں ”ماسک“ نہیں لگانا چاہئے۔ ولو عصب رأسه او وجهه يوماً او ليلةً فعليه صدقة الا ان يأخذ قدر الربع قدم. (غنية الناسك ۲۵۴، ہندیہ ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۴۹۸/۳، تاتارخانیہ

۵۷۸/۳، خانیہ علی الہندیہ ۲۸۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۱/۲)

سونے کی حالت میں ہاتھ سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم

اگر حالت احرام میں سوتے ہوئے ہاتھ سے چہرہ ڈھک لیا تو اس سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی؛ لیکن اگر کپڑے یا رومال وغیرہ سے چہرہ یا سر یا ان دونوں کا چوتھائی حصہ بارہ گھنٹے تک مسلسل ڈھکا رہا، تو دم جنایت واجب ہے، اور اگر اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہوگا۔ نعم لو وضع يديه بلائثوب على رأسه أو وجهه كالأنف وغيره الخ، لا بأس به ولو غطى كل رأسه. (غنية الناسك ۱۱۱ سنہارنپور) إذا غطى رأسه ووجهه، او نائماً الخ فعليه الجزاء، فاذا غطى جميع رأسه او وجهه والربع منهما كالكل الخ، يوماً او ليلةً والمراد مقدار احدهما فعليه دم، وفي الاقل من يوم او من الربع صدقة.



(غنية الناسك ۲۵۴، مناسك ملا علی قاری ۳۰۸، انوار مناسك ۲۱۳)

بال کاٹنے کے مسائل

احرام کی حالت میں بدن کے بال کاٹنا

اگر کسی محرم نے حلال ہونے کے وقت سے قبل ہی سر یا ڈاڑھی کے چوتھائی حصہ کے بال منڈائے یا کترولے، تو اس پر دم واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بغل، زیناف اور گردن کے سب بال صاف کر دئے تو بھی دم لازم ہوگا، خواہ خود مونڈے یا کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت سے یا بلا اجازت مونڈ دے۔ اور اگر ایسے عضو کے بال منڈائے ہیں جس عضو کے بال عموماً مقصداً منڈائے نہیں جاتے ہیں، مثلاً سینہ یا پنڈلی کے بال مونڈ دیئے یا چوتھائی حصہ سے کم سر کے بال منڈائے یا بغل، زیناف اور گردن کے بعض حصہ کے بال مونڈے ہیں، تو اس پر صرف صدقہ واجب ہوگا۔ متی حلق عضواً مقصوداً بالحلق من بدنه قبل او ان التحلل فعليه دم، وان حلق ما ليس بمقصود فصدقته كذا في المبسوط، ولا فرق في الحلق بين ان يحلق لنفسه او يحلق له غيره بامرہ او بغير امرہ. (غنية الناسك ۲۵۵) او حلق احدی ابطیہ او عانتہ او رقبته کلها (درمختار) قوله کلها ای کل الثلاثة وانما قید به لان الربع فی هذه الاعضاء لا يعتبر بالکل الخ، حتی حلق عضواً مقصوداً بالحلق فعليه دم وان حلق ما ليس بمقصود فصدقته، ثم قال: ومما ليس بمقصود حلق شعر الصلر والساق ومما هو مقصود حلق الرأس والابطين الخ، وفي النخبة وما في المبسوط هو الاصح، قال ابن الهمام: انه الحق. (درمختار مع الشامی زکریا ۱۳، ۵۸۰، ہندیہ ۲۴۳/۱، البحر الرائق زکریا ۱۷/۳)

احرام میں ڈاڑھی مونڈنا

اگر محرم نے احرام کی حالت میں اپنی ڈاڑھی مونڈی یا چوتھائی کے بقدر ڈاڑھی کے بال کترولے تو دم واجب ہوگا۔ (اور ڈاڑھی مونڈنا ہر حال میں سخت گناہ ہے) فالواجب دم لو

حلق ربع رأسه او ربع لحيته فصاعداً. (غنية الناسك ۲۵۶، درمختار مع الشامي زكريا ۵۷۹/۳، البناية ۳۳۳/۴، البحر الرائق زكريا ۱۵/۳، هندية ۲۴۳/۱)

بدن کے بال اکھیڑنے کا حکم

محرم شخص اگر اپنے اعضاء بدن مثلاً سر، ناک اور داڑھی وغیرہ کے تین یا اس سے کم بال اکھاڑے تو وہ ہر بال کے عوض ایک مٹھی غلہ صدقہ دے، اور اگر تین یا اس سے زائد بال اکھاڑے ہیں، تو صدقہ فطریا اس کی قیمت کا دینا ضروری ہوگا۔ وان نتف من رأسه او انفه او لحيته ثلاث شعرات ففى كل شعرة كف من طعام وفى خصلة نصف ضاع. (غنية الناسك ۲۵۶، شامی زكريا ۵۸۹/۳، ہندیہ ۲۴۳/۱، تاتارخانیہ ۵۸۵/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۱۶/۳، خانہ

۲۸۹/۱، البحر العمیق ۸۵۳/۲)

وضو یا غسل کرتے ہوئے بال ٹوٹ گئے

اگر محرم کے وضو یا غسل کے دوران کچھ بال خود بخود ٹوٹ گئے تو ہر تین بالوں پر ایک مٹھی غلہ صدقہ کرے۔ اما اذا سقط بفعل المامور به كالوضوء ففى ثلاث شعرات كف واحدة من الطعام. (غنية الناسك ۲۵۶، مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، البحر العمیق ۸۵۳/۲)

ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء کے بال منڈاوائے

اگر محرم شخص ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء بدن مثلاً سر، داڑھی، اور بغل وغیرہ کے بال حلق کر لے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی ایک عضو کے بال منڈانے کے بعد اسی مجلس میں کفارہ ادا کر دے پھر اسی مجلس میں دوبارہ حلق کر لے تو اب متعدد دم واجب ہوں گے۔ ولو حلق رأسه و لحيته و ابطيه و كل بدنه فى مجلس واحد فعليه دم واحد لا اتحاد المحل معنى باتحاد المقصود وهو الارتفاق الا اذا كفر للاول كما لو حلق رأسه و اراق دماً ثم حلق لحيته لزمه دم آخر. (غنية الناسك ۲۵۶، درمختار مع الشامي زكريا

۵۸۰/۳، ہندیہ ۲۴۳/۱، و مثله فى البحر الرائق زكريا ۱۵/۳، ہندیہ ۲۴۳/۱، تاتارخانیہ ۵۸۶/۳)

احرام میں مونچھ تر شوانا

محرم شخص اگر مونچھوں کو منڈوائے یا تر شوائے تو اس پر صدقہ واجب ہے، چاہے پوری مونچھوں کو تر شوائے یا بعض کو۔ ولو حلق شاربہ کلہ او بعضہ فعلیہ صدقۃ وهو المذہب الصحیح؛ لانہ بعض اللحیة ولا یبلغ ربع المجموع. (غنیۃ الناسک ۲۵۷،

شامی زکریا ۵۸۰/۱۳، البحر العمیق ۸۵۳/۲)

زیر ناف بال مونڈنا

حالت احرام میں موئے زیر ناف، دونوں بغل یا گردن کے بال مونڈنے سے دم واجب ہے۔ وان حلق رقبتہ او عانتہ او نتف ابطیہ فعلیہ دم. (غنیۃ الناسک ۲۵۷، درمختار مع

الشامی زکریا ۵۸۰/۱۳، ہندیہ ۲۴۳/۱، البحر الرائق زکریا ۱۷/۳)

بال صفا کریم سے بال صاف کرنا

اگر کوئی شخص بال صفا کریم یا پاؤڈر سے بال صاف کرنے یا چمٹی سے اکھیڑ لے یا دانت سے توڑ دے، تو ان سب صورتوں کا حکم مونڈنے کے ہی مانند ہے، پس جو جزء مونڈنے اور قینچی سے کتروانے کی صورت میں ہے وہی جزء یہاں بھی حسب تفصیل واجب ہوگی۔ والنتف والقص والاطلاء بالنورۃ والقلع بالاسنان والسقوط بالمس ونحو ذلک كالحلق. (غنیۃ

الناسک ۲۵۷، ہندیہ ۲۴۴/۱، البحر الرائق زکریا ۱۵/۳)

ایک عضو سے جا بجا بال مونڈے

اگر محرم شخص کسی عضو کے متفرق جگہوں سے بال منڈائے، مثلاً سر کے مختلف حصوں سے بال منڈائے تو ان کو یکجا کر کے دیکھا جائے گا، اگر کل کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہو جائے تو اس پر دم واجب ہوگا۔ ویجمع المتفرق فی الحلق کما فی الطیب فلو حلق ربع رأسہ من

مواضع متفرقة فعلیہ دم. (غنیۃ الناسک ۲۵۷، شامی زکریا ۵۸۰/۱۳)

محرم کا دوسرے شخص کی مونچھ وغیرہ بنانا

محرم شخص اگر کسی دوسرے آدمی کی (چاہے وہ حلال ہو یا وہ بھی محرم ہو) مونچھ یا ناخون وغیرہ کاٹ دے، تو اسے چاہئے کہ کسی غریب کو کچھ کھانا وغیرہ کھلا دے۔ وان حلق محرم شارب محرم او حلال او قصه او قص من اظفاره اطعم ما شاء. (غنیۃ الناسک ۲۵۹، مناسک ملا علی قاری ۳۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۵۹۰/۱۳، تاتارخانیۃ ۵۸۵/۳، الولوالجیۃ ۲۷۸/۱، البحر العمیق ۸۶۱/۲)

ارکان پورا کرنے کے بعد اپنے یا دوسرے کے بال مونڈنا

جس محرم نے افعال حج و عمرہ پورے کر لئے ہوں، اور صرف حلق یا قصر کا عمل باقی ہو تو وہ خود اپنا سر مونڈ سکتا ہے اور اپنا حلق یا قصر کرانے سے پہلے دوسرے خرم کا حلق بھی کر سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ حلق سے قبل ناخون وغیرہ کاٹنا یا کٹوانا منع ہے۔ ولو حلق رأسه او رأس غیره من حلال او محرم جاز له الحلق لم يلزمهما شیء. (غنیۃ الناسک ۱۷۴، زبده المناسک ۳۷۰ وغیرہ)

بال جھڑنے کے مریض کا حکم

جس شخص کے بدن سے بال بلا وجہ جھڑنے کا مرض ہو تو حالت احرام میں اس کے بال جھڑنے سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ بخلاف ما اذا تناثر شعره بالمرض او النار فلا شیء علیه لانه ليس للزينة فانما هو شین. (البحر الرائق کوئٹہ ۹/۳) ولو تناثر شعره بالمرض فلا شیء علیه فانه ليس باختیاره و كسبه. (مناسک ملا علی قاری ۳۲۸، غنیۃ الناسک ۲۵۸، انوار مناسک ۵۳۹)

کھانا پکاتے ہوئے بال جھلس گئے

اگر احرام کی حالت میں کھانا یا روٹی پکاتے وقت ہاتھ کے بال جھلس جائیں تو صدقہ فطر دینا لازم ہے۔ و إذا خبز فاحترق بعض شعره تصدق. (غنیۃ الناسک ۲۵۸، مناسک ملا علی قاری ۳۲۸، البحر العمیق ۸۵۳/۲)



ناخون کاٹنے کے مسائل

ایک مجلس میں سب ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ ڈالے

اگر کوئی محرم شخص ایک ہی مجلس میں اپنے دونوں ہاتھ اور پیروں کے ناخون کاٹے یا ایک ہی

ہاتھ یا پیر کے ناخون کاٹے، تو اس پر دونوں صورتوں میں ایک دم واجب ہوگا۔ اذا قص اظافر

یدیہ او رجلیہ او ید او رجل واحده فی مجلس واحد فعلیہ دم واحد. (مناسک ملا

علی قاری ۳۳۰-۳۳۱، درمختار مع الشامی زکریا ۵۸۰/۳، ہندیہ ۲۴۴/۱، اللباب ۱۸۳/۱، خانۃ

علی الہندیہ ۲۸۸/۱، تاتارخانیہ ۵۸۶/۳، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲)

ایک ہاتھ پیر سے کم ناخون کاٹے

اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ یا ایک پیر سے کم (یعنی پانچ سے کم) ناخون کاٹے تو اس پر ہر

ناخون کے عوض صدقہ نطر کے بقدر صدقہ واجب ہوگا۔ وان قلم اقل من ید او رجل فعلیہ

صدقۃ لكل ظفر نصف صاع. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۱، ہندیہ ۲۴۴/۱، تبیین الحقائق

۳۱۱/۲، تاتارخانیہ ۵۸۶/۳، خانۃ ۲۸۹/۱)

ہر ہاتھ پیر کے صرف چار چار ناخون تراشے

اگر کسی محرم نے دونوں ہاتھ اور پیروں کے چار چار یعنی سولہ ناخون تراشے، تو اس پر ہر

ناخون کے عوض نصف صاع صدقہ واجب ہوگا، اور چاہے تو دم بھی دے سکتا ہے۔ او قلم من

کمل ید ورجل اربعة اظافر فبلغ جملتها ستة عشر ظفراً فعلیہ صدقۃ لكل ظفر

نصف صاع. (مناسک ملا علی قاری ۱۳۱، ہندیہ ۲۴۴/۱، تاتارخانیہ ۵۸۷/۳، البحر العمیق

۸۶۸/۲، بدائع الصنائع زکریا ۴۲۳/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۲/۳) فغلیہ صدقہ لكل ظفر نصف صاع الا ان يبلغ قيمة الطعام دماً فينقص ما شاء او يختار الدم. (غنية الناسك ۲۶۰)

ناخون کا خود بخود ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کا ناخون خود بخود کٹ جائے یا ٹوٹ جائے یا اس طرح ٹوٹ کر تھوڑا بہت انگلی سے لگا رہے کہ اس میں دوبارہ بڑھوتری کی امید نہ ہو تو اس ناخون کو توڑ دینے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ ولو انكسر ظفره أو انقطع شظيه أي قفله منه فقطعها أو قلعها لم يكن عليه شيء. (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، ہندیہ ۲۴۴/۱، و مثلہ فی البحر الرائق کوئٹہ ۱۲/۳، تبیین

الحقائق ۳۱۲/۲)



بحالتِ احرامِ جماع کے مسائل

احرام کی حالت میں بے حجابی منع ہے

حج و عمرہ کا سفر کوئی عام انداز کا سفر نہیں؛ بلکہ یہ ایک روحانی اور تربیتی سفر ہے، جس میں پوری بیدار مغزی، ذوق و شوق اور مکمل خشوع و خضوع شرعاً مطلوب ہے، اس لئے اس سفر میں ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں خیالات میں پراگندگی اور یکسوئی میں خلل واقع ہوتا ہو۔ چنانچہ دورانِ حج و عمرہ جس طرح لڑائی جھگڑا اور ہر طرح کی معصیت اور گناہ سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح ہر قسم کی بے حیائی کی باتوں پر بھی مکمل بند لگا دیا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ
وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ
(البقرة: ۱۹۷)

پس جو شخص ان (حج کے مہینوں) میں حج لازم کرے تو نہ
بے حیائی ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ آپسی جھگڑا حج میں
جائز ہے۔

حتیٰ کہ وہ بے حجابیاں جو احرام سے پہلے شرعاً حلال ہیں وہ بھی احرام باندھتے ہی منع ہو جاتی ہیں، مثلاً بیوی سے بے حجاب ہونا یا بے حجابی کی باتیں کرنا عام حالات میں جائز ہے، مگر احرام کے بعد وہ حلال نہیں رہتا، اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے بعض صورتوں میں سرے سے حج و عمرہ کی عبادت ہی فاسد ہو جاتی ہے، جب کہ بعض دیگر صورتوں میں جنائیت لازم آتی ہے۔

اس لئے وہ عازمین حج و عمرہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں انہیں احرام کی حالت میں اور حج میں احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت سے پہلے اس بارے میں بہت احتیاط لازم ہے، عمل تو دور رہا زبانی طور پر بھی بیویوں سے بے حجابی کی باتوں سے بچیں، اور اس معاملہ میں مسائل کا علم حاصل کریں، ورنہ عبادت کے خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

ذیل میں اس موضوع سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

ارکان کی ادائیگی سے قبل جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ یا طوافِ عمرہ کے اکثر چکروں کی ادائیگی سے پہلے جماع کر لیا تو اس کا حج و عمرہ فاسد ہو جائے گا، اور اس پر ایک دم بھی لازم ہوگا۔ فان جامع فی احد

السبيلين قبل الوقوف بعرفة او قبل اكثر طواف العمرة فسد حجه او عمرته
انزل او لم ينزل وعليه شاة. (غنية الناسك ۲۶۸، مناسك ملا علي قاري ۳۳۷، تاتارخانية
۵۷۹/۳، الموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲، البحر الرائق كراچی ۱۵/۳، هندية ۲۴۴/۱)

حج فاسد ہونے کے بعد کیا کرے؟

جس شخص کا حج فاسد ہو جائے اس پر ضروری ہے کہ حج کے باقیہ ارکان اسی طرح ادا کرے
جس طرح حج صحیح میں ادا کئے جاتے ہیں، اور ان تمام جنایات سے بچنا لازم ہے جن سے حج صحیح میں
بچنا لازم ہوتا ہے؛ لہذا اس دوران اگر کسی جنایت کا ارتکاب کیا تو اس پر وہی جزاء لازم ہوگی جو جزاء
حج صحیح کرنے والے پر لازم ہوتی ہے، اور اس پر آئندہ حج کرنا لازم ہے۔ ویمضی فی فاسدہ
وجوباً كحائضة فيفعل جميع ما يفعله في الحج الصحيح ويجتنب ما يجتنب
فيه، وان ارتكب محظوراً فعليه ما على الصحيح الخ. (غنية الناسك ۲۶۸، مناسك ۳۳۸،
ومثله في التاتارخانية ۵۷۹/۳، لموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲، البحر لرائق كوئٹہ ۱۷/۳، هندية ۲۴۴/۱، خانية ۲۸۸/۱)

جماع کے مفسد حج و عمرہ ہونے کے شرائط

جماع کے مفسد حج و عمرہ ہونے کے لئے پانچ شرائط ہیں:

(۱) جماع سبیلین میں سے کسی میں ہوا ہو؛ (لہذا اگر کسی نے سبیلین کے علاوہ سے شہوت
پوری کی، مثلاً ران سے چیٹ کر یا مباشرت فاحشہ کے ذریعہ، تو انزال کے باوجود اس سے حج فاسد
نہیں ہوتا، گویا کہ دوائی جماع کا حکم ہر اعتبار سے جماع کے مانند نہیں ہے؛ البتہ دم لازم ہوگا، اس
لئے کہ بحالت احرام ایسا کوئی بھی کام کرنا بغض قرآنی ممنوع ہے۔) وشرائط كونه مفسداً
خمسة: الاول: ان يكون الجماع في القبل او الدبر حتى لو وطئ فيما دونهما
اي من الافخاذ ونحوها وكذا اذا امنى او احتلم او لمس اي مس بلا حائل، او
عانق او باشر الى مباشرة فاسدة..... بشهوة..... لم يفسد اي بالاجماع. (مناسك

ملا علی قاری ۳۳۵، غنیة الناسك ۲۶۸، ومثله فی الهندیة ۲۴۴/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۸۲/۳، اللباب ۱۸۳/۱)

(۲) جماع کسی آدمی (مرد و عورت) سے کیا ہو اور وہ مشتہاتہ بھی ہو؛ (لہذا اگر کسی نے کسی مردہ یا بہت چھوٹی بچی یا کسی جانور سے وطی کی تو حج فاسد نہیں ہوگا، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، تاہم انزال کی صورت میں دم جنایت لازم ہوگا۔) والثانی: ان يكون الجماع فی الادمی سواء كان حلالاً او حراماً الخ. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۵-۳۳۶) او جامع بهیمة او میتة او صغيرة لا تشتهی ان انزل فعليه دم، وان لم ينزل فلا شیء علیه ولا یفسد حجه بشیء من الدواعی مع الانزال. (غنیة الناسک ۲۶۸، ہندیہ ۲۴۴/۱، تاتارخانیہ ۵۸۳/۳)

(۳) جماع کا تحقق وقوف عرفہ سے پہلے ہوا ہو، اور عمرہ کے فاسد ہونے کی شرط یہ ہے کہ طواف کے چار چکروں سے پہلے جماع کیا ہو؛ (لہذا اگر کسی نے حج میں وقوف عرفہ کے بعد اور عمرہ میں چار چکروں کے بعد جماع کیا تو یہ جماع مفسد حج و عمرہ نہیں ہوگا؛ البتہ حسب قواعد جزا لازم ہوگی۔) والثالث: ان يكون قبل الوقوف بعرفة الخ. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۶، بدائع الصنائع ذکر یا ۴۶۲/۲)

(۴) التقاء ختائین یعنی غیوبت حشفہ ہو؛ (لہذا اس کے بغیر جماع سے فساد کا حکم نہ ہوگا۔)

والرابع: التقاء الختائین. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۶، ہندیہ ۲۴۴/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۱۵۱۳)

(۵) فرجین کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو حرارت سے مانع ہو؛ (لہذا اگر مرد نے اپنی شرم گاہ پر ایسی چیز لپیٹ کر جماع کیا جو فرج کی حرارت تک پہنچنے سے مانع تھی تو یہ جماع حج و عمرہ کے فساد کا سبب نہیں بنے گا؛ لیکن اگر ایسی رکاوٹ ہو جو حرارت سے مانع نہ ہو، جیسے زودھ، تو وہ مانع جزا نہیں ہے؛ لہذا اس کے ساتھ جماع کرنے سے حسب شرائط حکم شرعی جاری ہوگا) والخامس:

ان لا يكون حائل ای حاجز و مانع بین الفرجين يمنع الحرارة ای من احد الطرفين فلو لف ذكره بخرقه و اولجه ای ادخله ان منع الخرقه و وصول حرارة الفرج اليه لا يفسد و الا يفسد. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۶، غنیة الناسک ۲۶۸، البحر الرائق

کوئٹہ ۱۵۱۳، البحر العمیق ۸۸۹/۲)۔

مراہق یا مجنون کا جماع کرنا

اگر کسی قریب البلوغ بچہ اور مجنون (پاگل) سے جماع کا صدور ہو جائے تو ان کا حج و عمرہ بھی فاسد ہو جائے گا؛ البتہ ان کے حج و عمرہ فاسد ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی جزاء یعنی دم اور قضاء وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ ویتحقق الجماع من الصبی ای المرأق و المجنون فیفسد نسکھما..... الا انه لا جزاء ای من الدم ولا قضاء علیہا. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۷، غنیۃ الناسک ۲۶۸، درمختار مع الشامی زکریا ۵۹۲/۳، البحر العمیق ۸۸۹/۲، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۳/۲، ہندیۃ ۲۴۴/۱)

قارن فساد حج کی صورت میں کیا کرے؟

جس شخص کا حج جماع کی وجہ سے فاسد ہوا ہے اگر وہ قارن ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ اس سے جماع کا صدور وقوف عرفہ اور اکثر طوافِ عمرہ سے پہلے ہوا ہوگا، تو ایسے قارن کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہو جائیں گے، اور ما بقیہ ارکان کو ادا کرنا ضروری ہوگا، اور اس کے ذمہ دو دم لازم ہوں گے، ایک حج کے احرام کی طرف سے اور دوسرا عمرہ کے احرام کی طرف سے، اور حج و عمرہ دونوں کی قضاء لازم ہوگی، اور اس سے دم قرآن ساقط ہو جائے گا۔ اذا كان المفسد قارناً ففيه تفصیل: فان جامع قبل الوقوف وقبل طواف العمرة ای اكثره فسد حجه وعمرته ای کلاً منہما، وعلیہ المضى فیہما وعلیہ شاتان ای للجنایة علی احرامہما وقضاؤہما وسقط عنہ دم القران. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۸، تاتارخانیۃ ۵۸۱/۳، ہندیۃ ۴۴۵/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۵/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۷/۳، شامی زکریا ۵۹۵/۳، غنیۃ الناسک ۲۷۰)

(۲) قارن نے عمرہ کا طواف مکمل یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا تو ایسی صورت میں اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوگا؛ البتہ اس کا حج فاسد ہو جائے گا، اس سے دم قرآن ساقط ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کا حج فاسد ہو چکا ہے، اور اس پر دو دم لازم ہوں گے، ایک دم وقوف سے قبل جماع کرنے پر

اور دوسرا دمِ عمرہ کے احرام سے حلال ہونے سے پہلے جماع کرنے کی وجہ سے، اور اس کے ذمہ حج و عمرہ میں سے صرف حج کی قضا لازم ہوگی۔ وان جامع بعد ما طاف لعمرته كله او اكثره فسد حجه دون عمرته لا داء ركنها قبل الجماع وسقط عنه دم القران لفساد حجه الذی باجتماعه معها كان قرانا وعليه دمان دم لفساد الحج، ودم للجتماع في احرام العمرة لعدم تحلله عنها، وعليه قضاء الحج. (مناسك ملا علی قاری ملخصاً ۳۳۸، ومثله في التاتارخانية ۵۸۱/۳، ہندیہ ۲۴۵/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۱۷/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۵/۲، تبیین الحقائق ۳۶۷/۲، غنیۃ الناسک ۲۷۰-۲۷۱)

(۳) قارن نے عمرہ کا طواف کر لیا اور وقوفِ عرفہ بھی کر لیا؛ لیکن حلق کرانے سے پہلے پہلے جماع کر لیا تو اس کا نہ حج فاسد ہوگا اور نہ ہی عمرہ فاسد ہوگا، اور اسی طرح اس سے دمِ قران بھی ساقط نہیں ہوگا؛ البتہ اس کے ذمہ ایک بدنہ حج کا اور ایک بکری عمرہ کی طرف سے ضروری ہوگی۔ وان جامع بعد طواف العمرة وبعد الوقوف قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله او اكثره لم يفسد الحج ولا العمرة ولا يسقط عنه دم القران وعليه بدنة للحج وشاة للعمرة. (غنیۃ الناسک ۲۷۱، ہندیہ ۲۴۵/۱، تاتارخانیہ ۵۸۱/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۶/۲، مناسک ملا علی قاری ۳۳۸)

(۴) قارن شخص نے کسی وجہ سے عمرہ ترک کر دیا اور وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل جماع کیا تو اس پر جنایت حج کی وجہ سے ایک بدنہ لازم ہوگا، اور عمرہ کو باطل کرنے کی وجہ سے ایک دم، اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی۔ ولو لم يطف لعمرته ثم جامع بعد الوقوف فعليه بدنة للحج ای للجنایة عليه وشاة لرفض العمرة وقضاؤها. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۸، البحر الرائق کوئٹہ ۱۷/۳، تاتارخانیہ ۵۸۱/۳، الموسوعة الفقهية ۱۹۳/۲، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۶/۲)

(۵) اگر قارن شخص نے حلق سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا، پھر جماع کر لیا تو اس پر دو دم لازم ہوں گے؛ اس لئے کہ اس صورت میں حج و عمرہ دونوں کے احرام پر جنایت واقع ہوئی ہے۔

ولو طاف القارن ای طواف الزيارة قبل الحلق ثم جامع فعليه شاتان بناءً أعلى وقوع الجنایة علی احرامیه. (مناسک ملا علی قاری ۲۳۸، تاتارخانیة ۵۸۱/۳، الموسوعة

الفقهية ۱۹۳/۲، ہندیة ۲۴۵/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۶/۲، البحر العمیق ۸۸۳/۲)

وقوف عرفہ سے قبل ایک مجلس میں متعدد مرتبہ جماع

اگر کسی محرم نے وقوف عرفہ سے پہلے ایک مجلس میں متعدد بار جماع کیا چاہے ایک عورت سے ہو یا متعدد سے، اس پر ایک ہی دم لازم ہوگا۔ ولو جامع مراراً قبل الوقوف فی مجلس واحد مع امرأة واحدة او نسوة فعليه دم ای واحد. (مناسک ملا علی قاری

۳۳۸، ہندیة ۲۴۵/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۱۵۱/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۳/۲)

مختلف مجلسوں میں متعدد جماع

اگر کسی محرم نے مختلف مجلسوں میں متعدد مرتبہ جماع کیا ہے تو جتنی مرتبہ جماع پایا جائے گا ہر ہر جماع پر الگ الگ دم لازم ہوں گے۔ وان اختلف المجالس ای مع واحد او مع جماعة يلزمه لكل مجالس ولو تعدد فيه الجماع دم علی حدة. (مناسک ملا علی

قاری ۳۳۹، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ۴۶۴/۲، غنیة الناسک ۲۶۹، البحر الرائق کوئٹہ ۱۵۱/۳)

حج فاسد کے احرام سے نکلنے کی غرض سے بار بار جماع

ایک محرم شخص نے جماع کیا جس کی وجہ سے اس کا حج فاسد ہو گیا، اب دوبارہ اسی حج فاسد کو ختم کرنے کی نیت سے جماع کرے تو اس پر بالاتفاق صرف ایک دم واجب ہوگا۔ ولو جامع فی مجلس اخر ونوی به رفض الفاسدة فعليه دم واحد. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۹، غنیة

الناسک ۲۶۹، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۴/۲، تاتارخانیة ۵۸۰/۳، ہندیة ۲۴۵/۱)

بالجبر جماع یا سوتی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کا حکم

جماع کی وجہ سے حج فاسد ہونے اور دم واجب ہونے کا جو حکم مرد پر لازم ہوتا ہے وہی عورت

پر بھی لازم ہوگا؛ لہذا اگر محرم عورت سے وقوفِ عرفہ سے قبل زبردستی جماع کیا گیا، یا سوتی ہوئی عورت سے جماع کیا گیا تو اس کا حج بھی فاسد ہو جائے گا، اور وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی شکل میں وہی تفصیلات ہیں جو پہلے ذکر کی گئیں؛ البتہ زبردستی وغیرہ کی صورت میں عورت پر گناہ نہیں ہوگا۔ وما يلزمه الفساد والدم على الرجل مثله على المرأة وان كانت مكروهة او نائمة او ناسية. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۹، ہندیہ ۲۴۵/۱، غنیۃ الناسک ۲۶۸، تاتارخانیہ ۵۸۲/۳، خانیہ

۲۸۸/۱، عنایہ مع الفتح ۵/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۶۴/۲، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۹۰/۲)

جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی شرائط

جماع کی وجہ سے بدنہ (اونٹ یا گائے) واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں:

(۱) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ کے بعد ہو۔

(۲) طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا ہو۔

(۳) جماع کرنے والا شخص عاقل ہو۔

(۴) جماع کرنے والا شخص بالغ ہو۔ شرائط وجوب البدنہ بالجماع اربعة:

الاول: ان یکون الجماع بعد الوقوف، والثانی: ان یکون قبل الحلق والطواف ای عند الجمهور، واما علی قول المحققین فقبل الطواف مطلقاً، والثالث: العقل، والرابع: البلوغ. (مناسک ملا علی قاری ۳۴۱)

نوٹ: ○ کبھی جماع کے علاوہ جنابت کی وجہ سے بھی بدنہ واجب ہوتا ہے، جیسے طوافِ زیارت بحالت حیض و نفاس یا بحالت جنابت کرنے کی وجہ سے، مگر اس کا تعلق جماع سے نہیں ہے۔ ولو طاف للزيارة جنبا او حائضاً او نفساء کلهما واکثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة.

(غنیۃ الناسک ۲۷۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۸/۳)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق و طوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سرمنڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے

بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ والثانی: ان یكون الجماع اول مرة فلو جامع مرة ثانية فعلى كل واحد شاة مع البدنة. (غنية الناسك ۲۷۱) وان جامع بعد الوقوف بعرفة ای ولو ساعة قبل الحلق.....، وقبل طواف الزيارة كله او اكثره.....، لم يفسد حجه.....، وعليه بدنة. (مناسك ملا علی قاری ۳۳۹، ہندیہ ۲۴۵/۱، البحر العمیق

۸۸۰/۱۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۶/۳)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کر لی ہو تو گو کہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ ولو جامع فی مجلس اخر ونوی رفض الفاسد فعليه دم واحد فی قولهم جميعاً، ولا يلزمه بالثانی شیء، مع أن نية الرفض باطله؛ لانه لا يخرج عنه الا بالاعمال. (غنية الناسك ۲۶۹)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ وتجب شاة.....، او جامع بعد الحلق. (کنز الدقائق) وفي البحر: ای يجب شاة ان جامع بعد الحلق قبل الطواف لقصور الجنایة، لوجود الحل الاول بالحلق، ثم اعلم ان اصحاب المتون علی ما ذكره المصنف من التفصیل فیما اذا جامع بعد الوقوف، فان كان قبل الحلق فالواجب بدنة، وان كان بعده فالواجب شاة. (البحر الرائق کراچی ۱۶/۳) وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجنایة. (درمختار زکریا ۵۹۴/۳، البحر العمیق

۸۸۱/۱۲، ہندیہ ۲۴۵/۱، فتح القدیر ۴۷/۳)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہر حال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہذا احتیاط لازم ہے۔ ومشی جماعۃ من المشائخ كصاحب المبسوط والبدائع والاسبغابی علی وجوب البدنة مطلقاً، وقال فی فتح القدير: انه الاوجه. (البحر الرائق کراچی ۱۷۱۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کر لیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنائیت میں ایک دم (بکرا/بکری) واجب ہوگا۔ ولو جامع بعد طواف الزيارة كله او اكثره قبل الحلق فعليه شاة. (مناسك ملا علی قاریؒ ۳۴۰، شامی زکریا ۵۹۵/۳، ہندیہ ۲۴۵/۱، تبیین الحقائق ۳۶۷/۲)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کر لئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہو گیا، تو اس پر کوئی جنائیت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ ولو جامع بعد الطواف والحلق لا شيء عليه ای ولو قبل السعی. (مناسك ملا علی قاریؒ ۳۴۰، غنیۃ الناسك ۲۷۰)

حالتِ احرام میں بیوی سے بوس و کنار

اگر کسی محرم نے حالتِ احرام میں مقدماتِ جماع کو اختیار کیا، مثلاً بیوی سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھو لیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہر صورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیِ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ حتی لو وطئ فیما دونہما ای من الافخاذ ونحوها.....، او لمس ای مس بلا حائل او عائق

او باشره ای مباشره فاحشه..... لم یفسد ای بالاجماع. (مناسک ملا علی قاری
 ۳۳۵/..... فعلیه دم. (غنیۃ الناسک ۲۶۸، ہندیہ ۲۴۴/۱، تاتارخانیہ ۵۸۲/۳) تجب شاة
 ان قبل او لمس بشهوة لان الدواعی محرمة لاجل الاحرام مطلقاً فیجب الدم
 مطلقاً. (البحر الرائق کوئٹہ ۱۴۱۳-۱۵)

بِحالتِ احرامِ مشیتِ زنی کا حکم

احرام کی حالت میں مشیت زنی کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا؛ لیکن دم جنایت لازم ہوتا

ہے۔ ولو استمنى بالكف فعلیه دم. (غنیۃ الناسک ۲۶۸)



بحالتِ احرامِ شکار

حالتِ احرام میں شکار کیوں حرام ہے؟

اسلام میں اگرچہ ”شکار“ کرنے کی فی الجملہ اجازت ہے اور اس کے باقاعدہ احکامات قرآن و حدیث میں وارد ہیں؛ لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جس شخص کو شکار کا شوق ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے واجبی کاموں سے بھی غافل ہو جاتا ہے، اور بسا اوقات شکار کی دھن میں خود اپنے ہی کو بھول جاتا ہے۔ شکاری کو شکار کے علاوہ کسی چیز کی سدھ ہی نہیں رہتی، بالخصوص خشکی کا شکار کہ اس کا بدل (یعنی دیگر پالتو جانور) دستیاب ہونے کے باوجود شکار میں انہماک یقیناً ضروری کاموں میں خلل اندازی کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے شریعت میں احرام باندھنے کے بعد خشکی کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں مشغولیت سفر حج کے مبارک مقصد یعنی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں رکاوٹ بن جائے گی؛ البتہ سمندری شکار یعنی مچھلی کے شکار کرنے اور پکڑنے کی ضرورتاً اجازت دی گئی؛ کیوں کہ سمندری سفر کے دوران بعض مرتبہ اس کے علاوہ رزق ملنا دشوار ہے، گویا کہ یہ اجازت بھی حکمت و مصلحت اور ضرورت پر مبنی ہے، اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے:-

ہے، اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے:-

أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسِّيَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ. (المائدة: ۹۶)

تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال ہے، تمہارے اور سب مسافروں کے فائدہ کے واسطے، اور تم پر جنگل کا شکار حرام کر دیا گیا ہے جب تک تم احرام میں رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع ہو گے۔

آیت کے اخیر میں تقویٰ کی تاکید کر کے یہ بتا دیا گیا کہ دورانِ سفر شکار نظر آنے اور اس کو مارنے کے نفسانی تقاضے کے باوجود محض اللہ کے ڈر سے اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک مستقل امتحان ہے، جس میں عزیمت کے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت سے قبل ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَلْوَنَكُمْ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ، فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ. (المائدة: ۹۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تم کو ضرور آزمائیں گے اس شکار میں کہ جس پر تمہارے ہاتھ یا تمہارے نیزے پہنچے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم فرمائیں کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بریں بنا سفر حج و عمرہ میں بحالتِ احرام (اور حدود حرم میں) شکار سے قطعاً پرہیز کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ کے چند ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

کن جانوروں کا شکار ممنوع ہے

خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر جنگلی اور وحشی ہوتے ہیں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ، یا ہوا میں اڑنے والے آزاد پرندے) ان کا شکار کرنا احرام کی حالت میں مطلقاً ممنوع ہے، خواہ حدود حرم میں ہو یا حدود حرم سے باہر؛ لہذا اگر محرم ایسے کسی جانور کا خود شکار کرے یا کسی دوسرے کو شکار کی رہنمائی کرے، سہواً کرے یا قصداً کرے، خوشی سے کرے یا مجبوراً کرے، بہر حال اس پر جزا لازم ہے۔ ﴿وَحُرْمَ عَلَیْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا ذُمْتُمْ حُرْمًا. المائدة: ۹۶﴾ فالصید هو الحيوان المتوحش باصل الخلقة..... وبقتله في الاحرام او الحرم ولو تسبیاً او سہواً او عمداً وهو مضطر او مکره يلزم جزاؤه. (غنية الناسك ۲۸۰-۲۸۱، ومثله في

الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۹۷/۳، مہدایہ ۲۹۸/۱)

پلے ہوئے جنگلی جانوروں کا حکم

جنگلی جانور کو اگر گھر میں پال کر مانوس بنا لیا جائے (جیسے ہرن یا پرندہ مثلاً کبوتر، تیترو وغیرہ) پھر بھی محرم کے لئے انہیں ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ فالظبی والقیل والحمام المستأنسات صید. (غنية الناسك ۲۸۰، ومثله في فتح القدير ۶۶۱/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۹۷/۳، تاتارخانیہ زکریا ۵۵۴/۳، معلم الحجاج ۲۵۰)

حملہ آور درندوں کو مارنے کا حکم

وہ جانور جو درندے کہلاتے ہیں، مثلاً شیر، چیتا، ہاتھی، بندر وغیرہ، اگر وہ حملہ آور ہوں تو انہیں مارنے میں بالاتفاق ترجیح نہیں؛ لیکن اگر وہ حملہ آور نہ ہوں، تو ظاہر الرویۃ میں ان کے مارنے پر جزا لازم ہوگی۔ واما باقی السباع كالقیل والاسد والنمر..... فيجب بقتلها الجزاء الا ان تصول. (غنية الناسك ۲۱۸، ومثله في الهدایة ۳۰۴/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۶۰۹/۳)

موزی جانوروں کو مارنے پر کوئی جزا نہیں

موزی جانور جیسے سرنپ، بچھو، چوہیا، کٹ کھنا کتا وغیرہ، ان کے مارنے پر کوئی جنایت

لازم نہیں ہے۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خمس فواسق يقتلن فی الحرم: الفارة والعقرب والغراب والحدیاء والکلب العقور۔ (ترمذی شریف ۱۷۱/۱، مسلم شریف ۳۸۱/۱) واما باقی الفواسق کالحیة والعقرب والفارة الاہلیة والوحشیة والکلب العقور فلیست بصیود۔

(غنیۃ الناسک ۲۸۱، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۶۰۸/۳، ہدایۃ ۳۰۲/۱)

دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے

جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں جیتے مرتے ہیں، جیسے مچھلی، ٹیکڑا، اور کچھوا وغیرہ، ان کے شکار پر کوئی جزا نہیں ہے۔ ﴿أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعاً لَّكُمْ﴾ المائدہ: ۹۶ ﴿وبحری: وهو ما یکون توالدہ فی البحر فالعبرة بالتوالد لا بالنعاش فالبحری حلال اصطیادہ للمحرم بجمیع انواعہ سواء کان ما کولاً او غیرہ۔ (غنیۃ

الناسک ۲۸۱، ومثلہ فی الہدایۃ ۲۹۸/۱، فتاویٰ سراجیہ ۱۸۴/۱، فتح القدیر ۶۶/۱)

دریائی پرندوں کا حکم

مچھلی خور، دریائی پرندوں مثلاً نیل پر، سیخ پر، بٹخ، مرغابی وغیرہ کا شکار کرنا محرم کے لئے حلال نہیں ہے؛ اس لئے کہ ان پرندوں کی پیدائش اصلاً خشکی میں ہوتی ہے۔ واما طیور البحر فلا یحمل اصطیادھا لہ لان توالدھا فی البر وانما یدخل البحر لطلب الرزق۔ (غنیۃ

الناسک ۲۸۱، ومثلہ فی فتح القدیر ۶۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۲۷/۲)

شکار کو مارنے کی جزاء

بحالت احرام جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ جس جگہ پر شکار کیا ہے وہاں کے دو معتبر آدمیوں کے ذریعہ اس شکار کی قیمت لگائی جائے، یعنی وہ شکار زندہ ہونے کی حالت میں جتنے میں فروخت ہو سکتا ہو وہی قیمت متعین کی جائے، پھر اگر وہ قیمت اتنی ہو کہ اس سے ایک یا ایک سے زائد قربانی کا جانور خریداجا سکتا ہو تو شکار کرنے والے محرم کو تین باتوں کا اختیار ہوتا ہے:

(۱) قربانی کا جانور حد و حرم میں ذبح کرے اور پھر قربانی کا گوشت غریبوں میں تقسیم کر دے۔ (اور اگر شکار کی قیمت سے قربانی کے کئی جانور خریدے جاسکتے ہوں تو ان کی تعداد کے بقدر بکریوں کی قربانی کرے، یہی افضل ہے، اور چاہے تو قیمت کے اعتبار سے اونٹ یا گائے کی قربانی بھی کر سکتا ہے۔)

(۲) شکار کی قیمت سے غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلائے، یا کھانے کی قیمت غرباء میں تقسیم کرے؛ لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی غریب کے حصہ میں ایک صدقہ فطر سے کم یا زیادہ قیمت نہ آئے۔

(۳) روزے رکھے، اور روزوں کی تعداد کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اولاً شکار کی قیمت کا غلہ کی قیمت سے موازنہ کیا جائے، پھر جتنی رقم بیٹھے اس کو ایک صدقہ فطر (ایک کلو ۵۷۵ گرام گیہوں) کی قیمت پر تقسیم کیا جائے، اور جتنے صدقہ فطر حاصل قسمت میں آئیں ہر ایک کے عوض ایک روزہ رکھا جائے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی ہے کہ اس سے قربانی کا کوئی جانور خرید نہیں جاسکتا؛ لیکن کھانا کھلایا جاسکتا ہے، تو اس کی قیمت سے غریبوں کو کھانا کھلا دے یا اوپر درج کردہ تفصیل کے مطابق روزے رکھے۔ اور اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ ایک صدقہ فطر کو بھی نہیں پہنچتی تو اختیار ہے، چاہے تو کل قیمت صدقہ کر دے یا ایک روزہ رکھے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعْمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ، عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ، وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ، وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ. المائدة: ﴿۳۸﴾ وهو قيمة الصيد بتقويم عدلين في مقتله الخ، ثم اذا ظهرت قيمته بتقويم عدلين فان بلغت هدياً فللمحرم القاتل او الدال ان يجعلها هدياً او طعاماً او صياماً، وان لم تبلغ ثمن هدى فله ان يجعلها طعاماً او صياماً الخ، وان اختار الهدى للكثير اشتراه بالقيمة وسبع شياہ افضل من البدنة الخ، وان اختار

الطعام للتكفير اشتراه بالقيمة واعطى كل مسكين نصف صاع من بر، او صاعاً من تمر او شعير، ولا يجوز اقل منه ولا اكثر الخ، وان اختار الصيام يقوم الضيعة طعاماً، ثم يصوم من نصف صاع من بر او صاع من غيره يوماً، وان كان الواجب دون طعام مسكين بان قتل عصفوراً او يربوعاً فاما ان يطعم القدر الواجب او يصوم عنه يوماً. (غنية الناسك ۲۸۴-تا-۲۸۶، الموسوعة الفقهية ۱۸۷/۲، هداية ۲۹۹/۱، هندية ۲۲۸/۱)

نوٹ: الف: جنایت میں جو جانور ذبح کیا جائے گا اس کا حدود حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے؛ لیکن غریبوں کو کھانا کھلانے میں فقراء حرم کی قید نہیں۔ ویسقط بذبحہ فی الحرم فلو ذبحہ فی الحل لا یجزئہ عن الہدی؛ بل عن الاطعام الخ. (غنية الناسك ۲۸۶)

ب: شکار کی جزاء میں بہت وسعت ہے؛ حتی کہ قربانی اور غریبوں کو کھانا کھلانے پر قدرت کے باوجود شکار کرنے والا روزہ کے ذریعہ جنایت کی ادائیگی کر سکتا ہے۔ ولہ ان یختار الصوم مع القدرة علی الہدی والطعام. (غنية الناسك ۲۸۶)

ج: اور یہ بھی اختیار ہے کہ بیک وقت قربانی، غریبوں کو کھانا کھلانا اور روزہ تینوں کو جمع کرے، مثال کے طور پر شکار کی قیمت تین ہزار روپے بیٹھی، تو دو ہزار کا بکر خرید کر قربانی کر دے اور پانچ سو روپے سے غلہ خرید کر فقراء میں حسب شرائط تقسیم کر دے، اور باقیہ پانچ سو روپے میں جتنے صدقہ فطر آئیں ان کی تعداد کی بقدر روزے رکھ لے، وغیرہ۔ ویجوز لہ الجمع بین الطعام والصیام والدم فی جزاء صید واحد الخ. (غنية الناسك ۲۸۶)

شکار کو زخمی کرنا

اگر شکار کو زخمی کیا یا اس کا کوئی عضو توڑ دیا وغیرہ، تو اس کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوگی اس کا ضمان محرم کو دینا ہوگا۔ ولو جرح صیداً او نتف شعره او قطع عضوہ ضمن ما نقص من قیمتہ. (غنية الناسك ۲۸۶، ومثله فی التاتارخانیة ۵۶۵/۳، ہدایہ ۳۰۲/۱، ہندیہ ۲۴۸/۱)

بدائع الصنائع ذکر کیا ۴۴۲/۲

جنگلی پرندوں کا انڈا پھوڑ دینا

جنگلی پرندوں کا صحیح انڈا پھوڑ دینے کی وجہ سے انڈے کی قیمت کا تاوان واجب ہے۔ ولو

كسر بيض نعامة او غيرها فعليه قيمة البيض ما لم يفسد. (غنية الناسك ۲۸۸، ومثله في

التاتارخانية ۵۶۶/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۳۹/۳، مبسوط سرخسي ۸۷/۴، هداية ۳۰۲/۱)

مچھر اور چيوٹی وغيره مارنے کا حکم

بالحالتِ احرامِ موزی مچھر اور چيوٹی کو مارنا درست ہے؛ لیکن جو چيوٹی موزی نہ ہو اس کا مارنا

جائز نہیں؛ تاہم اس کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ ولا بقتل باقى هوام الارض

وحشراتھا كبعوض ونمل يؤذى وهو السود والصفرو وما لا يؤذى لا يحل قتلھا

وان كان لا يجب بقتلھا الجزاء. (غنية الناسك ۲۸۹، ومثله في الهداية ۳۰۲/۱، مبسوط سرخسي

بيروت ۱۰۱/۴، درمختار مع الشامي زكريا ۶۰۸/۳، الفتاوى السراجية ۱۸۴/۱، بدائع لصنائع زكريا ۴۲۶/۲)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بالحالتِ احرامِ بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں

ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گيہوں صدقہ کر دے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے

ساتھ ایسا کیا تو صدقہ فطر واجب ہوگا۔ ولو قتل المحرم قملة من بدنه او ثوبه تصدق

بما شاء كجرادة مثل كف من طعام والقملتان والثلاث كالواحدة وفي الزائد

على الثلاث بالغاً ما بلغ نصف صاع. (غنية الناسك ۲۹۰، ومثله في التاتارخانية ۵۵۹/۳،

درمختار مع الشامي زكريا ۶۰۸/۳، فتح القدير زكريا ۸۵/۳، معلم الحجاج ۲۵۶)

دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا

اگر محرم شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری جوں پکڑ کر مار دو یا اپنا کپڑا تار کر دیا۔ اس

میں جو جوں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسرے شخص نے اس کی جوں مار دیں، تو محرم پر جزا واجب

ہوگی۔ ولو قال لخلال ادفع عنی هذا القمل او امره بقتلها او اشار اليها او دفع اليه ثوبه ليقته ما فيه فعليه الجزاء. (غنية الناسك ۲۹۰، ومثله في التاتارخانية ۵۰۹/۳، هندية ۵۰۲/۱)

محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا

اگر محرم دوسرے شخص کی جوں مارے یا زمین پر ریختی ہوئی جوں مارے، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ اذا قتل المحرم قمل غيره لا شيء عليه. (غنية الناسك ۲۹۰، تاتارخانية ۵۰۹/۳، هندية ۲۵۳/۱) لو قتل ما على الارض من القمل فانه لا شيء عليه او قتلها من بدن غيره فكذلك. (البحر الرائق كوئته ۳۴/۳، مناسك ملا على قارى ۳۷۸)

ٹڈی مارنے کا حکم

بمحالتِ احرام ٹڈی مارنا منع ہے؛ تاہم اگر ٹڈی مار دی تو تین اور اس سے کم میں جو چاہے صدقہ کر دے، اور اگر چار یا اس سے زائد ہوں تو ایک صدقہ فطر کے بقدر ادا کرے۔ وينبغي ان يكون الجراد كالقمل ففي الثلاث وما دونها تصدق بما يشاء، وفي الاربع فاكثر تصدق بنصف صاع. (غنية الناسك ۲۹۰، ومثله في تبين الحقائق زكريا ۳۸۳/۲)

نوٹ: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں اس قدر زیادہ ہو جاتی ہیں کہ سارے راستے اس سے بھر جاتے ہیں، جیسا کہ کبھی کبھی حرم شریف کے بیرونی صحن میں یہ صورت نظر آتی ہے، تو ایسی حالت میں اگر ٹڈیاں پیروں سے کچل جائیں یا روندی جائیں تو خواہ کتنی بھی ہوں ان میں کوئی جزاء لازم نہیں ہے، پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ ولو وطى جراداً عامداً او جاهلاً فعليه الجزاء الا ان يكون كثيراً قد سد الطريق فلا يضمن. (غنية الناسك ۲۹۰، البحر الرائق كوئته ۳۵/۳)

محرم کا ذبح کیا ہوا شکار حلال نہیں

محرم اگر شکار کردہ جانور کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے؛ بلکہ مردار کے حکم میں ہے، اس کا کھانا غریب امیر کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اور یہ حکم مطلق ہے، یعنی خواہ خود محرم نے شکار

کر کے خود ذبح کیا ہو یا خود شکار کر کے حلال شخص سے ذبح کرایا ہو یا حلال نے شکار کر کے محرم سے ذبح کرایا ہو، بہر صورت یہ ذبح مردار ہے۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا و الحسن بن علی و عبد اللہ بن عمرؓ قالوا فی الصيد یدبح بمکة لا یوکل، فقیل: فما یصنع به قال: یطرح بمنزلة المیت. (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴۲۷/۷) اذا ذبح محرم صیداً فی الحل النخ، فذبیحته میتة لا یحل اکلها له، ولو اصطاد حلال فذبح له محرم او اصطاد محرم فذبح له حلال فهو میتة و کذا لو اصطاده حلالاً فذبحه محرم او علی العکس.. (غنیة الناسک ۲۹۱، ومثله فی المبسوط بیروت ۸۵/۴، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، الفتاوی السراجیة ۱۸۴/۱، تاتارخانیة ۵۶۳/۳)

محرم کا پالتو جانور کا ذبح کرنا

محرم کے لئے پالتو جانور، بکری، گائے اور مرغی وغیرہ کو ذبح کرنا اور کھانا بلاشبہ درست ہے۔ اخرج البخاری تعليقاً: ولم یر ابن عباسؓ وانسؓ بالذبح بأساً وهو غیر الصيد نحو الابل والغنم والبقر والدجاج والنخیل. (بخاری شریف ۲۴۵/۱) وله ذبح حیوان اهلی. (غنیة الناسک ۲۸۹، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۸/۳، الفتاوی السراجیة ۱۸۵/۱، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، البحر الرائق زکریا ۳۶/۳، معلم الحجاج ۲۴۹)

حالت احرام میں شکار پکڑنا

اگر محرم کسی شکار کو پکڑ لے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا؛ بلکہ اس شکار کو فوراً چھوڑنا اس پر واجب ہے۔ ولو اخذ صیداً فی الحل وهو محرم النخ لم یملکه ووجب ارساله. (غنیة الناسک ۲۹۲، ومثله فی الہدایة ۳۰۶/۱، البحر الرائق زکریا ۱۴۱/۳)



جنایاتِ حرم

حرم محترم

کعبہ مشرفہ کے ارد گرد کا ایک مخصوص رقبہ [جو کل مربع تقریباً ۵۵۰ کلومیٹر] پر مشتمل ہے، شریعت کی اصطلاح میں ”حرم“ کہلاتا ہے، یہ علاقہ زمانہ قدیم ہی سے مامون و محفوظ قرار دیا گیا ہے، گویا کہ یہ ”بین الاقوامی علاقہ امن“ ہے، جہاں انسان تو انسان آزاد جانوروں اور خود رو گھاس پھوس اور درختوں کو بھی امن و امان حاصل ہے۔ قرآن پاک میں اس کے متعلق فرمایا گیا:

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا. (ال عمران:)

اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے۔

اور ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرادیا گیا:

مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت بخشی ہے، اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ
الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ.

(القصص: ۹۱)

اور سورہ قریش میں فرمایا گیا:

پس انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی حالت میں کھانے کو دیا اور انہیں بد امنی سے محفوظ رکھا۔

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ
الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ

خَوْفٍ. (قریش: ۴)

بریں بنا جس خوش نصیب شخص کو اس مقدس دیار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے نہایت خشوع و خضوع اور عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے، اور دل سے بھی سبھی خیالات کو نکال کر پوری طرح رب العالمین اور رب البیت کی جانب متوجہ ہو جانا چاہئے، اور ہر ایسی بات سے بچنا چاہئے جو اس دربار کی عظمت کے مناسب نہ ہو۔

حدود حرم میں خاص طور پر دو طرح کی باتیں ممنوع ہیں، جن کی خلاف ورزی کی وجہ سے جنایت لازم آتی ہے: (۱) حدود حرم میں شکار کرنا (۲) حرم کی خود رو گھاس یا درخت وغیرہ کاٹنا۔ اس لئے اس سے متعلق چند مسائل ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں:

(۱) حدود حرم میں شکار:

حدود حرم میں شکار کرنے کی جزاء

اگر غیر محرم شخص حدود حرم میں شکار کرے یا شکار کو ذبح کرے تو یزید بچہ حرام اور مردار ہے، کسی کے لئے اس کا کھانا حلال نہیں اور ایسے شخص پر شکار کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ وان ذبح المحرم صيداً مطلقاً او الحلال صيد الحرم فذبيحته ميتة لا يحل اكلها لاحد من محرم او حلال، وفي صيد الحرم اذا ذبحه الحلال الجزاء بقدر قيمته يتصدق به على الفقراء ولا يجوز له هنا الصوم. (اللباب في شرح لكتاب ۱۸۹/۱ - ۱۹۰، غنية الناسك ۲۹۱، ومثله

في الهداية ۴/۱، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، مبسوط سرخسی بیروت ۸۵/۴، شامی زکریا ۶۰۹/۳)

حرم میں شکار کی رہنمائی بھی منع ہے

حدود حرم میں اگر کوئی حلال (غیر محرم) شخص شکار کی رہنمائی کرے اور خود شکار نہ کرے تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں ہے؛ البتہ استغفار ضروری ہے۔ ولا شیء فی دلالة الحلال علی صيد الحرم الخ. (غنية الناسك ۲۹۹، ہندیہ ۲۵۰/۱، تاتارخانیہ ۵۷۰/۱۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۴۸/۲)

حرم کے شکار کو ہڑکانے کا حکم

اگر کسی حرم میں رہنے والے شکار کو ہڑکا کر اسے حدود حرم سے باہر نکالا، تو اس شکار کو مارنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر شکار خود بخود حرم سے باہر آ گیا تو اس کا شکار حلال ہے۔ ولو خرج الصيد بنفسه من الحرم حل اخذه وان اخرجه احد من الحرم لم يحل. (غنية الناسك ۳۰۰،

شامی زکریا ۶۱۵/۳، مناسک ملا علی قاری ۳۷۵)

(۲) حرم کے درخت اور گھاس پھوس:

حرم کی کھیتی کاٹنے میں حرج نہیں

جو درخت لوگ خود اگاتے ہوں جیسے غلہ جات کی کھیتی یا پھل دار باغات، تو ان کو کاٹنے

میں شرعاً کوئی جزاء نہیں ہے، خواہ وہ خود اگا ہوا کسی نے اگایا ہو۔ کل شجر ائبتہ الناس و هو
 من جنس ما ینبتہ الناس عادةً كالزراع.....، فہذہ الانواع الثلاثة یحل قطعہا
 ولا جزاء فیہا بہ۔ (غنیۃ الناسک ۳۰۳، ومثلہ فی فتح القدیر زکریا ۱۰۲/۳، ہندیۃ ۲۵۲/۱،

تاتارخانیۃ زکریا ۵۹۸/۳)

قصد ابویا گیا درخت کاٹنا

جو درخت کسی شخص نے خود لگایا ہو، اگرچہ عام طور پر اسے اگانے کا رواج نہیں ہے، جیسے
 پیلو کا درخت تو اس کے کاٹنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ الثانی ما ائبتہ الناس و هو لیس مما
 ینبتونہ عادةً کالاراک۔ (غنیۃ الناسک ۳۰۳، ومثلہ فی التاتارخانیۃ زکریا ۵۹۸/۳، درمختار مع

الشامی زکریا ۶۰۴/۳)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ آج کل حرم کی حدود میں حکومت کی طرف سے جو نیم وغیرہ کے درخت
 بالقصد لگائے گئے ہیں ان کو کاٹنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی۔

خورد و گھاس کاٹنے کا حکم

وہ خورد و گھاس یا درخت جسے اگانے کا معمول نہیں ہے، (جیسے نو نیا گھاس وغیرہ) اور وہ ثمر
 آور بھی نہیں ہے، تو ایسے درختوں اور گھاس کو کاٹنا اور توڑنا حدود حرم میں ممنوع ہے، اگر ایسے درخت
 یا گھاس کو کاٹا جائے گا تو ضمان میں اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔ (اور اگر مملوکہ زمین کی گھاس
 ہے تو زمین کے مالک کو بھی گھاس کی قیمت دینی پڑے گی)۔ فاما اذا نبت بنفسہ فلہ حرمة
 الحرم وان کان مملوکاً لانسان بان نبت فی ملکہ حتی قالوا لو نبت فی ملک
 رجل ام غیلان فقطعہ انسان فعلیہ قیمة لمالکہ وعلیہ قیمة (اخری) لحق
 الشرع۔ (مبسوط السرخسی زکریا ۱۰۳/۴) کل شجرة نبت بنفسہ و هو من جنس ما لا
 ینبتہ الناس کام غیلان فہذا میحظور القطع والقلع.....، فلو قلعہ محرم او حلال
 ضمن قیمتہ۔ (غنیۃ الناسک ۳۰۳، ومثلہ فی الہندیۃ ۲۵۲/۱، درمختار مع الشامی زکریا ۶۰۳/۳)

خودروسواک کے درخت کا ٹنا

حدود حرم میں واقع پیلو کے خودروسواکوں سے سواک توڑنا اور ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے (البتہ جو درخت خودروسواک نہیں ہے؛ بلکہ کسی شخص نے اپنی زمین میں خودقصداً اُگائے ہیں، تو ان کی ٹہنی توڑنا جنایت میں داخل نہیں ہے) لایجوز اتخاذا المساویک من اراک الحرم، و سائر شجرة. (البحر العمیق ۱۰/۴۱۲، غنیۃ الناسک ۳۰۴)

سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے کا حکم

حرم کا خشک درخت یا سوکھی ہوئی گھاس توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وما جف من الشجر والحشیش او انکسر لا ضمان فیہ. (غنیۃ الناسک ۳۰۴، تاتارخانیۃ زکریا ۵۹۸/۳، البحر العمیق ۱۰/۳۳۲، خانیۃ ۳۱۲/۱، ہندیۃ ۲۵۳/۱، مبسوط سرخسی زکریا ۱۰/۴۱۴، معلم الحجاج ۲۶۲)

چلنے پھرنے یا کسی ضرورت سے گھاس اکھڑ جائے

اگر ضرورت سے گڑھا کھودا، یا چولہا بنایا، یا خیمہ گاڑا یا چلتے ہوئے گھاس اکھڑ گئی، یا سواری کے پیر کے نیچے گھاس آگئی تو اس میں کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ لو حفر حفیرۃ للخبز او للوضوء او ضرب الفسطاط او او قد ناراً او مشی ہو ودابتہ فانقطع به شیء من الحشیش ای ذهب به نزهة عروض الحرم فلا شیء علیہ. (مناسک علی قاری ۳۸۳، شامی زکریا ۶۰/۴۱۳)

حدود حرم میں سانپ کی چھتری اکھاڑنا

اگر حدود حرم میں اگنے والی سانپ کی چھتری (کماۃ) اکھاڑی تو کوئی جزا لازم نہیں ہے (کیوں کہ وہ نہ تو درخت میں شامل ہے اور نہ گھاس میں؛ بلکہ ایک سبزی کے مانند ہے) ولا بأس بأخذ کماۃ الحرم لانہا لیست من الشجر ولا من الحشیش والفلأ. (خانیۃ ۳۱۲/۱، مناسک علی قاری ۳۸۳، درمختار زکریا ۶۰/۷۱۳)

حرم کی مٹی اور پتھر کا حکم

حدودِ حرم کی مٹی اور پتھر وغیرہ کا حکم خود رو درخت اور گھاس کے مانند نہیں ہے؛ لہذا وہاں کی مٹی کو ضرورت کی وجہ سے کھودنا یا حرم سے باہر منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ولا بأس

باخراج الحجر والتراب من الحرم. (فتاویٰ سراجیہ ۱۹۰، تاتارخانیہ زکریا ۵۹۹/۳)

حرم میں شکار کردہ جانور کی بیع باطل ہے

جس شخص نے احرام کی حالت میں شکار کیا ہے تو اس کا شکار کردہ جانور میتہ کے حکم میں ہے،

اس کا استعمال اور خرید و فروخت سب حرام اور باطل ہے۔ لا يجوز بيع المحرم صيداً في

الحل والحرم. (مناسک علی قاری ۳۷۱، اللباب ۱۹۰)



مکہ معظمہ میں داخلہ

مکہ معظمہ کب آباد ہوا؟

آج تو بجدہ تعالیٰ ”مکہ معظمہ“ بڑا وسیع پر رونق اور شاندار ترقی یافتہ شہر بنا ہوا ہے، ایک دن وہ بھی تھا جب یہاں سوائے چٹیل میدان کے کچھ نہ تھا، گویا نہ آدم تھا نہ آدم زاد، دور دور تک خشک پہاڑ تھے، پانی کا نام و نشان نہ تھا، اور جب پانی ہی نہ تھا تو ہریالی اور سرسبزی و شادابی کا کیا سوال تھا؟ اسی ویران وادی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے شیر خوار فرزند - اسماعیل علیہ السلام - کو ان کی والدہ - حضرت ہاجرہ علیہا السلام - کے ساتھ چھوڑ آؤ، ایک عام آدمی کو یہ حکم ہوتا تو وہ نہ جانے کتنے بہانے گڑھ لیتا اور ایسے ویرانے میں کس پرسی کے عالم میں معصوم سی جان اور کمزور شریک زندگی کو چھوڑنے پر شاید کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ مگر یہاں جسے حکم ملا تھا وہ کوئی عام انسان نہ تھا؛ بلکہ وہ اولوالعزم پیغمبر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے مقامِ خلعت اور مقامِ امامت پر فائز کیا تھا، چنانچہ اس اللہ کے سچے خلیل نے حکم ربی ملنے پر کوئی چوں چرا نہیں کی؛ بلکہ بلا تکلف اپنے نورِ نظر سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سکون جاں حضرت ہاجرہ کو لے کر شام سے مکہ معظمہ کی طرف چل پڑے، اور جب مقررہ مقام پر پہنچ کر حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے بار بار فریاد کی کہ اس ویرانے میں ہمیں اکیلے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ پھر سوال کیا کہ کیا اللہ کا حکم یہی ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام - جو بڑے صبر و حوصلہ کی خاتون تھیں - نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ:

”اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو وہ یقیناً ہمیں ضائع نہ فرمائیں گے۔“ (تلخیص: بخاری شریف ۱/۵۷۷، حدیث: ۳۳۶۴، انوار مناسک ۸۱)

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو چھوڑ کر واپس ملک شام جانے لگے تو آپ نے قریبی ٹیلے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، جس کو قرآنِ پاک میں ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ
اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب اس شہر کو

إِنَّمَا وَاجْتَنِبِي وَبَنِيَّ أَنْ تَعْبُدَ الْأَصْنَامَ.
رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضَلَّلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ،
فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي
فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ. رَبَّنَا إِنِّي
أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي
زُرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا
لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْتِدَاءَ مِنَ
النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ
الشَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ.

(ابراہیم: ۳۶-۳۷)

امن والا بنادے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا
پاٹ سے دور رکھ، یقیناً ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو
کو گمراہی میں ڈالا، سو جو کوئی میرے راستے پر چلا وہ تو
میرا ہے، اور جس نے میری بات نہ مانی سو آپ بخشنے
والے مہربان ہیں۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی
ایک اولاد کو ایسے میدان میں لاسایا ہے جہاں کھیتی
نہیں ہے جو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے،
اے ہمارے رب! تاکہ یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں لہذا
بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہونے والے
بنادبکے اور انہیں میوے جات سے روزی عطا فرمائیے،
شاید کہ وہ شکر بجالائیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مذکورہ دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ
نے اس ویران اور چٹیل میدان کو بھری پری محفوظ و مامون آبادی میں تبدیل فرمادیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی
کہ اولاً اس جگہ غیبی قدرت سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا، پھر ایک خانہ بدوش قبیلہ ”بنو جرہم“ وہاں آباد ہوا، جس
میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی اور نسل چلی، اور پھر بیت اللہ شریف کی از سر نو تعمیر کے بعد حجاج
و معتمرین کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا جو قیامت کے قریب تک انشاء اللہ جاری رہے گا، اور حیرت انگیز طور
پر دعائے ابراہیمی کی قبولیت کا مشاہدہ آج بھی مکہ معظمہ جانے والا ہر شخص کر سکتا ہے کہ وہاں ہر طرح کے پھل
فروٹ اور مصنوعات کی وہ بہتات ہر زمانہ میں رہتی ہے جس کی نظیر دوسری جگہ ملنی مشکل ہے، یہ سب حضرت
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقبول و مستجاب دعاؤں کی برکات ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

بیت اللہ شریف کی قدیم تاریخ

جس جگہ بیت اللہ شریف قائم ہے یہ حصہ زمین نامعلوم زمانہ سے اللہ کی نظر میں مقدس چلا آتا ہے،
چنانچہ روایات میں ہے کہ خود فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ: ”ہم دو ہزار سال سے
یہاں حج کرتے آئے ہیں۔“ (دلائل النبوة ۲/۴۵)

حضرت آدم علیہ السلام نے اولاً اللہ کے حکم سے اس جگہ کی گھیرا بندی فرمائی اور حج و طواف کا سلسلہ
شروع کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے

بیت اللہ شریف کی اوپر کی مکمل عمارت کی تعمیر نہیں کی تھی؛ بلکہ صرف بنیادیں بھری تھیں اور اوپر کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو لا کر رکھ دیا تھا جو طوفانِ نوح تک وہیں رکھا رہا، اور طوفانِ نوح کے وقت اسے اٹھا لیا گیا اور یہ جگہ ایک ٹیلہ کی شکل میں محفوظ کر دی گئی۔ اور بعد کے انبیاء وغیرہ اسی ٹیلہ کا حج کرتے رہے، جب کہ اصل مقامِ کعبہ کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی سورہ بقرہ ۲۶۵)

اس کی تائید درج ذیل موقوف روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو ارشاد ہوا کہ میں تمہارے ساتھ ایک گھرا تا رہتا ہوں جس کے ارد گرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جیسے میرے عرش کے ارد گرد کیا جاتا ہے، اور اس کے قریب اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جیسے میرے عرش کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو یہ گھرا اٹھا لیا گیا اور انبیاء علیہم السلام اس جگہ کا قصد فرماتے تھے؛ لیکن یہ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ کعبہ کا اصل مقام کیا ہے؟ بس اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سنبھال کر رکھا پس آپ نے اس کی تعمیر پانچ پہاڑوں سے کی جن کے نام یہ ہیں: حراء، شیمر، لبنان، جبل طور، جبل خیر، پس جتنا تم سے ہو سکے اس بیت اللہ سے فائدہ اٹھاتے رہو۔

لَمَّا أَهْبَطَ اللَّهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ إِنِّي مُهْبِطٌ مَعَكَ بَيْتًا أَوْ مَنْزِلًا يُطَافُ حَوْلَهُ، كَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِي وَيُصَلَّى عِنْدَهُ كَمَا يُصَلَّى عِنْدَ عَرْشِي، فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ الطُّوفَانِ رُفِعَ، وَكَانَ الْأَنْبِيَاءُ يَحُجُّونَهُ وَلَا يَعْلَمُونَ مَكَانَهُ فَبَوَّأَهُ لِابْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَبَنَاهُ مِنْ خَمْسَةِ أَجْبَلٍ: حِرَاءَ وَثَبِيرَ وَلَبْنَانَ وَجَبَلَ الطُّورَ وَجَبَلَ الْخَيْرِ فَتَمَتَّعُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ. (رواد الطبرانی فی الکبیر موقوفاً ورجال انساده رجال الصنحیح، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۰)

بہر حال اس سے معلوم ہو گیا کہ بیت اللہ شریف کی مکمل تعمیر انسانوں کے ہاتھوں پہلے سے نہ تھی، اس تعمیر کی سعادت سب سے پہلے سیدنا حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو نصیب ہوئی۔ (ومثلنی البدایہ والنہایہ ۱۸۶۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیرِ کعبہ کا حکم

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۰۰ سال کو پہنچی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ۳۰ سال کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حکم دیا، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے مکہ معظمہ تشریف لائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت

زمزم کے قریب اپنے تیروں کو درست کرنے میں مشغول تھے، پس دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر محبت میں لپٹ گئے؛ کیوں کہ بہت دنوں میں ملاقات ہوئی تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے کا مجھے حکم دیا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ”آپ کے پروردگار نے جو حکم دیا ہے اسے کر گزریے۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اس میں میری مدد کرو گے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ”یقیناً مدد کروں گا“، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں بیت اللہ شریف (کعبہ مشرفہ) کی تعمیر کا حکم دیا ہے؛ پس یہ دونوں خوش بخت باپ بیٹے اس حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ (بخاری شریف ۲۷۱، حدیث: ۳۳۶۴، فتح الباری ۸/۴۹۰)

حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے کعبہ مشرفہ کی بنیادوں تک رہنمائی فرمائی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مشغول ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر لاکر پیش کرتے تھے، جب تعمیر کچھ بلند ہو گئی تو اوپر تعمیر کرنے کے لئے ”مقام ابراہیم“ پیش کیا گیا جو جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، اس کی شان یہ تھی کہ دیوار میں جتنا اوپر جانے کی ضرورت ہوتی یہ پتھر خود بخود بلند ہو جاتا تھا، اور پیڑ باندھنے کی ضرورت نہ تھی (گویا آٹوینٹک لفٹ مشین تھی) اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقدام مبارک اور انگلیوں کا نشان بطور معجزہ نقش ہو گیا، جو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي
بِسَكَّةٍ مُّبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ. فِيهِ
آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ
كَانَ آمِنًا. (ال عمران: ۹۷)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا وہ
مکہ میں ہے، جو بابرکت ہے، اور جہاں والوں کے لئے
موجب ہدایت ہے، اس میں ظاہر نشانیاں ہیں جیسے مقام
ابراہیم، اور جو اس کے اندر آ گیا اس کو امن ملا۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی جو تعمیر فرمائی تھی اس کی اونچائی صرف نو ہاتھ کی تھی اور اس کے مشرقی اور مغربی جانب زمین سے ملا ہوا آنے جانے کا راستہ تھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ (مستفاد: تفسیر عزیز ۲۶۵-۲۶۶) اور اس پر چھت بھی نہیں تھی، بس اندر ایک گہرا گڑھا بنایا گیا تھا؛ تاکہ کعبہ مشرفہ کو عطا کی جانے والی اشیاء اس میں رکھی جاسکیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ۸/۵۰۱)

بنائے کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

قرآن پاک میں ذکر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر میں مشغول تھے تو نہایت توجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مسلسل دعائیں فرما رہے تھے، ارشاد خداوندی ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
اور اس وقت کو یاد فرمائیے جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام

وَاسْمِعِيلَ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ
مُسْلِمَةٌ لَكَ وَإِنَّا مَناسِكُكَ وَتُبْ
عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ.
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

(البقرة: ۱۲۷-۱۲۹)

خانہ کعبہ کی بنادیں اٹھاتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے
ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرما لیجئے، بے
شک آپ ہی سننے اور جاننے والے ہیں، اے ہمارے
رب! ہمیں اپنا فرماں بردار بنا لیجئے اور ہماری اولادوں
میں سے بھی ایک بڑی جماعت کو اپنا تابع دار بنا لیجئے، اور
ہم کو حج کرنے کے قاعدے سکھلا دیجئے، اور ہم کو معاف
فرما دیجئے یقیناً آپ ہی بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے
مہربان ہیں، اور اے ہمارے پروردگار! اور ان میں ایک
رسول انہی میں کا بھیجئے جو ان کے سامنے آپ کی آیتیں
پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان
کا تزکیہ کرے بے شک آپ بہت زبردست، حکمت
والے ہیں۔

یہ سب دعائیں بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں، تعمیر کعبہ کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم
خداوندی خود ہر جگہ سے جا کر مناسک حج کی تعلیم دی۔ (تفسیر عزیزی ۲۷۸) آپ کی اولادوں میں مسلسل
حضرات انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے، بالآخر حضرت خاتم النبیین سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ بھی آپ کی نسل میں ہوئی، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: ”میں
اپنے مورثِ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے مستجاب کا مظہر اتم ہوں۔“ (دلائل النبوة ۸۰/۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ کی تعمیرات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد قوم عمالقہ اور بنو جرہم نے حسب موقع اس کی تعمیر نو حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے انداز پر کی اسی دوران ”تج حمیری“ نے بیت اللہ شریف میں دروازے کے کواڑ اور زنجیر
اور تالے اور دیواروں پر غلاف کا انتظام کیا۔

اس کے بعد قحطی بن کلاب (جو قبیلہ قریش کے اجداد میں سے ہے انہوں نے تعمیر کرتے ہوئے
بیت اللہ شریف پر لکڑی کی چھت ڈالی، جس میں تختوں کی جگہ کھجور کے درخت کے گولے رکھے گئے۔) (تفسیر
عزیزی ۲۶۵-۲۶۶، سیرۃ النبی للشلہلی ۱۱۵)

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بناء کعبہ

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ یا ۳۵ سال کی تھی تو یہ واقعہ پیش آیا

کہ ایک عورت غلافِ کعبہ کو دھونی دینے آئی جس سے آگ لگ گئی اور بیت اللہ شریف کی چھت کی اکثر لکڑیاں جل کر خاک ہو گئیں، قبل ازیں کئی سیلابوں کی وجہ سے دیواروں میں شکاف بھی پڑ چکے تھے اس لئے سردارانِ قریش نے مشورہ کر کے کعبہ مشرفہ کی از سر نو تعمیر کا منصوبہ بنایا، اور سردارِ مکہ ولید بن مغیرہ کو اس منصوبہ کا ذمہ دار قرار دیا، اور آپس میں یہ بات طے کی کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف حلال مال ہی لگایا جائے گا حرام مال (سود و غصب اور حرام کاری کی آمدنی) اس میں نہیں لگائیں گے، چنانچہ جب چندہ ہوا تو ضرورت کے موافق رقم سے کم رقم جمع ہوئی جس کی بنا پر ان لوگوں نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناء ابراہیمی سے قدرے رد و بدل کر دیا، اور یہ تبدیلیاں پانچ طرح سے کیں:

(۱) کعبہ مشرفہ کی چوڑائی ہے کچھ گز زمین حطیم کی طرف چھوڑ کر دیوار کھڑی کی۔ (جس کو حجر اسماعیل کہا جاتا ہے)

(۲) مشرق کی جانب جو زمین سے ملا ہوا دروازہ تھا اس کو زمین سے بہت بلند کر دیا؛ تاکہ جس کو چاہیں اندر آنے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔

(۳) کعبہ کے اندر ہر صف میں تین تین ستون قائم کئے۔

(۴) کعبہ کی دیوار کو بجائے نوگز بلندی کے اٹھارہ گز بلند کر دیا۔

(۵) بیت اللہ شریف کے اندر رکن شامی کی طرف ایک زینہ قائم کیا جس سے چھت پر چڑھا

جاسکے۔ یہ بناء ابراہیمی میں نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۶)

اس تعمیر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر لوگوں کے ساتھ بذات خود شریک تھے، اور پتھر لالا کر

اس میں لگا رہے تھے۔ (مسلم شریف ۱۵۴۲)

حجرِ اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا حکیمانہ فیصلہ

تعمیر کے دوران ایک اہم مرحلہ یہ آیا کہ جب حجرِ اسود تک دیواریں پہنچیں، تو حجرِ اسود کون لگائے؟

اس پر جھگڑا شروع ہو گیا، جاہلوں کا قبیلہ تو تھا ہی، ذرا ذرا سی باتوں کو اپنی انا کا مسئلہ بنا دیا جاتا کہ فلاں قبیلہ والوں

نے حجرِ اسود رکھا ہماری بے عزتی کر دی، اسی پر تلواریں تن گئیں، پانچ چھ دن تک یہ مسئلہ گرم گرم رہا کہ حجرِ اسود کون

لگائے؟ حالاں کہ ایسی کوئی بڑی بات تو تھی نہیں تعمیر میں کوئی بھی لگا سکتا ہے، مگر اسی میں ہٹ دھرمی شروع ہو گئی۔

بالآخر ان میں سے ایک بوڑھے سردار ابو امیہ بن المغیرہ نے یہ کہا کہ آخر کب تک لڑتے رہو گے؟

اور کہا کہ طے کر دو کل سب جو آدمی پہلے نمبر پر مسجد میں آئے اس کو ہم اپنا حکم بنا لیں گے، جو وہ کہے اس کا فیصلہ ہم

سب تسلیم کریں گے، لوگوں نے کہا یہ رائے سب سے بہتر ہے، چنانچہ صبح دیکھا گیا کہ سب سے پہلے پنجم

علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے تو دیکھتے ہی سب کے سب کہنے لگے کہ ہاں یہ آدمی سچا اور امین آ گیا، اور ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور معلوم کیا کہ کیا قصہ ہے؟ بتلایا کہ یہ جنگڑا چل رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک چادر لے آؤ، چادر لائی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کتنے قبیلے ہیں؟ چنانچہ تعداد بتلائی گئی، آپ نے فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنا ایک ایک نمائندہ لے آئے، جب سب کے نمائندے آ گئے، تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ حجر اسود رکھا ہے، اگر آپ سب مل کر مجھے اپنا نمائندہ بنا دو، تو میں اس کو چادر میں رکھ دوں، سب نے کہا بہت اچھا! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود چادر میں رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود نہیں رکھا؛ بلکہ آپ ہی کی طرف سے رکھا ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس چادر کو سب اٹھالیں تو سب نے پکڑ لی، جب اس جگہ پہنچے جہاں پر پتھر لگانا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ ہی کی طرف سے میں پھر اس کو لگا دوں، سب نے کہا کہ بہت اچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے اٹھا کر اس کو نصب کر دیا، آپ کے اس حکیمانہ فیصلہ سے ایک بڑی لڑائی ٹل گئی۔ (سیرت ابن ہشام مع الروض الانفا ۶۱-۶۲)

نبی اکرم ﷺ کی خواہش اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کعبہ

چوں کہ قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناء ابراہیمی میں رد بدل کر دی تھی، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عین خواہش تھی کہ کعبہ مشرفہ کو دوبارہ بناء ابراہیمی کے مطابق تعمیر کیا جائے؛ لیکن دور جاہلیت قریب تھا اور اس منصوبہ کی تعمیل میں نبتہ کا اندیشہ تھا، بریں بنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحتاً اس کا اقدام نہیں کیا؛ لیکن ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی اس خواہش کا اظہار ضرور فرمایا، چنانچہ روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَائِشَةُ! لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُ
عَهْدٍ بِشُرُكٍ لَهَلُمَّتُ الْكَعْبَةَ
فَأَنْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ:
بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا، وَرِدَّتْ فِيهَا
سِتَّةٌ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا
إِفْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ. (مسلم)

اے عائشہ! اگر تمہاری قوم شرک کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر زمین سے ملا دیتا اور اس کے مشرق و مغرب میں دو دروازے بنا دیتا، اور اس میں حطیم سے چھ گز کا اضافہ کر دیتا، کیوں کہ قریش نے کعبہ کے تعمیر کے وقت اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا۔

شریف مکتب حدیث: (۱۳۳۲)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ جان ام المؤمنین سیدتنا حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے سن رکھی تھی، چنانچہ جب حضرت عبد اللہ بن الزبیر کی حکومت ۶۲ ہجری میں مکہ معظمہ میں قائم ہوئی تو اتفاق ایسا ہوا کہ بیت اللہ شریف کے پردہ میں آگ لگ گئی، جس سے ایک حصہ متاثر ہوا، تو آپ نے تعمیر جدید کا ارادہ فرمایا اور مذکورہ حدیث کے موافق پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش مبارکہ کی تکمیل کا قصد کیا، اور بیت اللہ شریف کی سب دیواروں کو ڈھا کر بنیادوں سے از سر نو بنائے ابراہیمی کے موافق تعمیر فرمائی، یعنی حطیم کی جانب جو حصہ قریش نے چھوڑ دیا تھا اسے بیت اللہ کے اندر لے لیا اور مشرق و مغرب کی طرف زمین سے ملا کر دو دروازے بنادئے؛ البتہ دیوار کی بلندی میں نوگز کا اضافہ فرمایا، اس طرح کل بلندی ۲۷ گز کی ہو گئی۔ (الروض الانف ۱/۳۳۶-۳۳۹)

حجاج بن یوسف کے ذریعہ تعمیر میں تبدیلی

جب حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجاج بن یوسف کے ذریعہ ۶۷ ہجری میں شہادت کا واقعہ پیش آیا اور ان کی حکومت ختم ہو گئی تو حجاج بن یوسف نے امیر عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ عبد اللہ بن الزبیر کی بنائی ہوئی تعمیر کعبہ کو برقرار رکھا جائے یا اسے بدل کر قریش کی تعمیر کی طرح کر دیا جائے؟ تو عبد الملک بن مروان نے آرڈر لکھا کہ دیوار کی اونچائی تو برقرار رکھی جائے؛ البتہ بقیہ تعمیر کو قریش کی تعمیر کے مطابق کر دیا جائے، بریں بنا حجاج بن یوسف نے شمالی دیوار کو گرا کر قریش کے موافق دیوار قائم کر دی اور مشرقی دروازے کو بلند کر دیا اور اندرونی سطح کعبہ کو پتھروں سے بھر کر دروازے کے برابر کر دیا، اور مغربی دروازے کو بند کر دیا۔ آج تک بیت اللہ کی ہیئت اسی طرح کی چلی آتی ہے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۷)

تاریخ میں لکھا ہے کہ بعد میں جب عبد الملک بن مروان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کا علم ہوا تو اسے اپنے حکم پر بڑی ندامت ہوئی، پھر خلیفہ ابو جعفر منصور نے اپنے دور حکومت میں اسے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے موافق کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آپ کو اس بات کی قسم دلاتا ہوں کہ اس اللہ کے گھر کو آپ بادشاہوں کے ہاتھ میں کھلوانا نہ بنے دیں کہ جو چاہے اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا رہے، اس سے لوگوں کے دلوں سے اس کی ہیبت و عظمت نکل جائے گی؛ چنانچہ مذکورہ خلیفہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ (الروض الانف ۱/۳۳۹)

بعد ازاں عثمانی خانہ میں سے سلطان مراد نے ضرورت کے مطابق بیت اللہ شریف کی تعمیر و مرمت کا کام انجام دیا۔ اور ابھی چند سال قبل سعودی فرماں روا شاہ فہد بن عبدالعزیز نے اس کی تجدید کی سعادت حاصل کی؛ لیکن یہ سب تعمیرات اسی انداز پر ہوئیں جو قریش نے کی تھیں۔

مسجد حرام

بیت اللہ شریف کے ارد گرد جو مسجد ہے اس کو مسجد حرام کہا جاتا ہے، پہلے یہاں چاروں جانب میدان تھا، سب سے پہلے اسے باقاعدہ مسجد کی شکل امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی اور اس پاس کے گھر خرید کر انہیں مسجد میں شامل کیا، پھر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں مزید توسیع فرمائی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی عمارت کو پختہ بنایا اور الگ الگ دروازے قائم فرمائے، اور تجدید و ترمیم کی۔ (الروض الانف مع السیرة النبویة لابن ہشام ۳۲۲-۳۲۳)

اور اس کے بعد سے مسلسل اس مبارک مسجد میں توسیعات کا سلسلہ جاری ہے۔ خصوصاً سعودی دور حکومت میں جو توسیعات ہوئیں اور برابر ہو رہی ہیں، وہ بے نظیر اور بے مثال ہیں۔

ذیل میں حرم شریف اور مسجد حرام کے متعلق کچھ اہم آداب و مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

حد و حرم میں داخلہ کا ادب

میقات سے احرام باندھنے کے بعد جب مکہ معظمہ کی جانب چلے تو جس جگہ حرم کی حد شروع ہوتی ہے (جہاں آج کل "غیر مسلموں کے لئے داخلہ ممنوع ہے" کے بورڈ لگے ہوئے ہیں) وہاں سے داخل ہوتے وقت نہایت خشوع و خضوع کا اظہار کرے اور وہاں نہ انداز میں تلبیہ کا ورد کرے، اور دعاؤں اور استغفار کا اہتمام رکھے۔ واذا احرم من المیقات وتوجه الی مکة فاذا وصل اول حد الحرم يستحب ان يستحضر الخشوع والحضور فی قلبہ وجسدہ ما امکنہ وان یدخلہ راجلاً حافياً الخ. (غیبة لسانک ۶۵، مناسک و الاصلی قاری ۱۲۵)

تنبیہ: آج کل حکومت کا نظام حجاج و معتمرین کے لئے اس انداز کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سواریوں سے اتر نہیں سکتے، اس لئے آج کل سواری سے اتر کر پیڈل چلنے کی کوشش نہ کی جائے؛ بلکہ سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی کامل توجہ سے ورد جاری رکھیں۔

مکہ معظمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا

مکہ معظمہ میں داخلہ کے لئے نظافت حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا مسنون ہے۔

وهذا الغسل سنة لدخول مكة وهو للنظافة. (غنية الناسك ۹۶، ومثله في الطحطاوی

دارالکتاب ۷۳۳، ہندیہ ۲۲۴/۱، فتح القدیر ۴۴۷/۲، تبیین الحقائق زکریا ۶۴/۲)

مشورہ: آج کل جدہ سے روانہ ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کا کوئی موقع نہیں رہتا، اس لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی عذر اور دشواری نہ ہو تو جدہ سے روانہ ہونے سے پہلے ”حج ٹرمنل“ میں ہی اس نیت سے غسل کر لیا جائے، وہاں غسل وغیرہ کے معقول انتظامات ہیں۔

جب مکہ میں داخل ہو

جب مکہ معظمہ کی آبادی دکھائی پڑے تو مزید وارفتگی کے ساتھ تلبیہ اور دعا کا اہتمام کرنے (اس وقت کی کوئی دعا مخصوص نہیں ہے؛ لیکن اگر چاہے تو مناسک کی کتابوں میں لکھی ہوئی دعاؤں کو توجہ کے ساتھ مانگے، اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کے لئے دعا مانگے) و احسن ما يقال فيه وفي غيره من المشاهد، اللهم ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار الخ. (غنية الناسك ۹۷، مناسک ملا علی قاری ۱۲۷)

مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں؟

اگرچہ افضل یہی ہے کہ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضری کی فکر کی جائے؛ لیکن موجودہ زمانہ کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) آج کل معلم کی بسوں سے سفر ہوتا ہے جس میں سب حاجیوں کا سامان مخلوط کر کے چڑھا دیا جاتا ہے، اور قیام گاہ یا معلم کے دفتر پر اتارا جاتا ہے، اس لئے مکہ معظمہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کو یکجا کرنے اور کمرے تک پہنچانے پر دھیان دیا جائے، اگر سامان چھوڑ کر اترتے ہی حرم چلے گئے تو بعد میں بڑی پریشانی ہو سکتی ہے۔

(۲) عموماً اب قیام گاہیں حرم سے بہت فاصلے پر ہوتی ہیں، اس لئے قیام گاہ کا جائے

وقوع اور اس کے آس پاس کی علامتوں کا جان لینا ضروری ہے، اگر ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر حرم چلے گئے تو واپسی بہت مشکل ہو جائے گی۔

(۳) آج کل حکومتی نظام اور سفر کے ہوش ربا اور تھکا دینے والے مراحل کی وجہ سے عموماً حجاج کو مکہ معظمہ پہنچتے پہنچتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے، اور فوراً آرام کا تقاضا ہوتا ہے تو ایسی کیفیت میں فوراً مسجد حرام میں جانا پسندیدہ نہیں کہا جاسکتا؛ کیوں کہ اگر اس تکان اور بوجھل دماغ سے حرم میں حاضری ہوگی تو نہ تو خشوع و خضوع حاصل ہوگا اور نہ دعا میں جی لگے گا اور نہ ہی روحانی کیفیات نصیب ہوں گی، اس لئے ایسی صورت میں تکان دور کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر حرم میں داخل ہونا چاہئے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ حاجی مکہ معظمہ کے قریب وادی ذی طوی میں پہنچ کر رات گزارے اور پھر صبح تازہ دم ہو کر حرم میں حاضری دے۔ (غنیۃ الناسک ۹۶) اس سے معلوم ہوا کہ تھکاوٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے قدرے آرام کر کے حرم جانے میں حرج نہیں ہے۔

(۴) البتہ اگر کوئی شخص واقعہً اس طرح مکہ معظمہ پہنچے کہ اسے کوئی تکان نہ ہو اور قیام گاہ بھی آسان ہو، سامان کی بھی کوئی فکر نہ ہو تو اسے بلا عذر مسجد حرام میں حاضری میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ خلاف اولیٰ ہوگا۔ فیبدأ بالمسجد بعد حط اثقاله وقبله افضل ان تیسر۔ (غنیۃ الناسک

۹۷، ومثله فی الدر لمنختار مع الشامی زکریا ۲/۳۰۵، ہندیۃ ۱/۲۲۴، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

مکہ معظمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟

مستحب ہے کہ مکہ معظمہ میں ”ثنیۃ کداء“ کی طرف سے داخل ہوں (لیکن اب عام حالات میں اس کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے؛ لہذا جہاں سے داخلہ کی سہولت ہو وہاں سے داخل ہو جائے) ویستحب عند الاربعۃ ان یدخل مکة من ثنیۃ کداء النخ۔ (غنیۃ الناسک ۹۶، ومثله فی الہندیۃ ۱/۲۲۴، فتح القدیر زکریا ۲/۴۴۷، البحر الرائق زکریا ۲/۵۷۱) وهذا اذا لم یکن ضیق وزحمة والا فممن حیث تیسر۔ (غنیۃ الناسک ۹۶)

مسجد حرام میں کس دروازہ سے داخل ہوں

مستحب ہے کہ مسجد حرام میں باب بنی شیبہ (باب السلام) سے داخل ہو جائے (لیکن اب

حرم ماشاء اللہ تا وسیع ہو چکا ہے کہ نئے آدمی کے لئے دروازوں کا پہچاننا اور اندر پہنچ کر صحیح راستہ پر واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے؛ اس لئے اب یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مستحب کے حصول کی کوشش میں اپنے کو مزید مشکل میں نہ ڈالیں؛ بلکہ قیام گاہ سے آتے وقت جو گیٹ سامنے پڑے اس کا نمبر یاد کر کے اسی گیٹ سے داخل ہوں، اور اسی سے واپس ہوں) ویستحب عند الاربعۃ

ان یدخل المسجد من باب بنی شیبۃ. (غنیۃ الناسک ۹۷، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۸/۲، البحر

الرائق زکریا ۵۷۱/۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جیسے ہی بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو تلبیہ، تکبیر اور کلمہ پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھادیں، اور نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ ماثور دعائیں یا جو چاہے اپنی زبان میں دعا مانگیں، یہ دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ یدکر اللہ تعالیٰ کیف بدالہ تضرعاً وان تبرک بالمنقول منها عن النبی ﷺ وعن السلف من الصحابة والتابعین فحسن. (غنیۃ الناسک ۹۸، درمختار مع لشامی زکریا ۵۰۳/۳، اللباب فی شرح لکتاب ۱۶۹)

مکہ معظمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت

حجاج کرام کو مکہ معظمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت کا اہتمام رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اہل آفاق (میقات سے باہر رہنے والوں) کے لئے مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے نفل نمازوں کے بجائے نفل طواف کرنا افضل ہے؛ اور نفل طواف کے ساتھ نفل سعی ثابت نہیں ہے؛ لہذا اس سے احتراز کرے۔ ویطوف بالبیت ما بدالہ بلا رمل ولا اضطباع ولا سعی بعدہ؛ لان التنفل

بالسعی غیر مشروع..... وطواف التطوع افضل من صلاة التطوع للآفاقی. (غنیۃ

الناسک ۱۳۷، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۶/۳، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲، منحة

الخالق ۵۸۶/۲، تاتارخانیۃ ۵۰۵/۳، تبیین الحقائق ۲۸۲/۲، طحطاوی علی المراقی جدید ۷۳۵)

مسجد حرام میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت

بہتر ہے کہ جب بھی مسجد حرام میں حاضری ہو تو داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لی جائے؛ کیوں کہ نفلی اعتکاف قلیل مدت کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ ویستحب لہ ان ینوی الاعتکاف كلما دخل المسجد الحرام فانه مستحب فی کل مسجد فکیف الظن بالمسجد الحرام و اقله نفلًا ساعة ای جزء من الزمان. (غنیۃ الناسک ۱۳۸) فینبغی اذا دخل المسجد ان یقول نویت الاعتکاف ما دمت فی المسجد. (مرقاۃ المفاتیح ۴/۳۲۵)

طواف تحیہ یا تحیۃ المسجد؟

اگر مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت طواف کا ارادہ ہو تو افضل یہ ہے کہ کوئی اور کام کرنے سے پہلے اولاً طواف کرے، اسی کو ”طواف تحیہ“ کہا جاتا ہے، اور اگر طواف کا ارادہ نہ ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو داخل ہونے کے بعد اسی طرح تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہوگا، جیسا کہ بقیہ مساجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) و اذا دخل المسجد الحرام وهو یرید الطواف فتحیۃ الطواف، وان کان لا یرید فتحیۃ الصلاة کبقیۃ المساجد.. (غنیۃ الناسک ۱۳۸، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۵۰۳، مناسک

ملا علی قاری ۱۲۹-۱۴۳)

مسجد حرام میں نماز کا ثواب

مکہ معظمہ میں قیام کے دوران حتی الامکان یہ کوشش ہونی چاہئے کہ مسجد حرام کی کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے؛ اس لئے کہ مسجد حرام میں مردوں کے لئے فرض نماز پڑھنے کا ثواب دیگر مسجدوں کی ایک لاکھ اور ایک روایت کے اعتبار سے دس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؛ لہذا اس عظیم ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: صلاة فی مسجدی هذا افضل من الف صلاة فی ما سواہ الا

المسجد الحرام وصلاة في المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة. (مسند احمد ۳/۴۳۳) احداها أن الصلاة في المسجد الحرام تفضل على الصلاة بمسجد المدينة بمائة صلاة، الثانية: بالف صلاة، الثالثة: بمائة الف صلاة. (شامی زکریا ۵/۴۷۱۳) ومن اهم ما ينبغي للحاج وغيره ان لا تفوته صلاة في المسجد الحرام؛ فإنها فيه افضل منها في غيره من المساجد.....، فعلى الاول تكون الصلاة في المسجد الحرام بمائة الف صلاة في غير المسجد النبوي، وعلى الثاني بمائة الف صلاة. (غنية الناسك ۱۴۱)

نوٹ: البتہ عورتوں کے لئے مسجد حرام کے بجائے اپنی قیام گاہوں میں نماز ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ثم هذه المضاعفة تختص بالفرائض عندنا..... وكذا هي في حق الرجال دون النساء كما حققه في الفتح. (غنية الناسك ۱۴۲)

حرم کی نیکیاں

حرم میں ثواب کی زیادتی کا تعلق صرف نماز سے نہیں ہے؛ بلکہ حد و حرم میں جو بھی نیکی کی جائے گی تو اس کا ثواب دیگر جگہوں میں کی جانے والی نیکیوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے، بڑی بنا مکہ معظمہ میں قیام کے دوران روزہ، صدقہ، خیرات اور دیگر نیکیوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من حج من مكة ماشياً حتى يرجع الى مكة كتب الله له بكل خطوة سبع مائة حسنة مثل حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة الف حسنة. (المستدرک للحاکم ۶۳۱/۱، شعب الايمان للبيهقي ۴۳۱/۳، ومثله في البحر العميق ۱۰۵/۱) ان حسنة الحرم مطلقاً بمائة الف. (الموسوعة الفقهية ۲۰۱/۱۷) وقال الحسن البصري رضي الله تعالى عنه: صوم يوم بمكة بمائة الف وصدقة درهم بمائة الف ومثله لا يقال الا عن توقيف. (غنية الناسك ۱۴۳)

حرم میں معصیت بڑا جرم ہے

ویسے تو ہر جگہ گناہ کرنا برا ہی ہے، اور ہر مسلمان کو ہر طرح کی معصیت سے ہر وقت بچنا چاہئے؛ لیکن حد و حرم میں جس طرح نیکیوں کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح گناہوں کا وبال بھی سخت سے سخت ہوتا ہے؛ اس لئے حرمین میں قیام کے دوران بالخصوص قولی و عملی ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ و کذا المعاصی تضاعف علی ما روی عن ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ عنہما ان صح، والا فلا شک انها فی حرم اللہ افحش واغلظ. (غنیۃ الناسک ۱۴۳، ومثلہ فی الموسوعۃ الفقھیۃ ۱/۱۷، البحر العمیق ۱۳۵/۱)

حطیم میں عبادت

حطیم (یعنی میزابِ رحمت کی جانب بیت اللہ شریف سے تقریباً دو صفوں کے بقدر جگہ) بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہذا بسہولت موقع ہو تو اس جگہ جا کر کثرت سے نماز عبادت اور دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الجدر، أمن البيت هو؟ قال: نعم. (مسلم شریف ۴۳۱/۱، بخاری شریف ۲۱۵/۱) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: كنت احب ان ادخل البيت فاصلى فيه فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي فادخلني الحجر، وقال عليه الصلاة والسلام: صلى في الحجر ان اردت دخول البيت فانما هو قطعة من البيت ولكن قومك استقصروه حين بنوا الكعبة فاخرجوه من البيت. (ترمذی شریف ۱۷۷/۱، ابوداؤد شریف ۲۷۷/۱) ويستحب الاكثار من دخول الحجر فانه من البيت ودخوله سهل. (غنیۃ لناسک ۱۳۸) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: ارسلت الى شيبۃ ان افتح الكعبة بالليل فقالوا: انا لا نفتحها بالليل، فدخلت الحجر، فصليت، ولصقت بالكعبة، وقالت: اخبروه اني صليت في الكعبة. (البحر العمیق ۱۹۷/۱)

کعبہ مشرفہ کو نظر جما کر دیکھنا

مسجد حرام میں حاضری کے وقت اگر کوئی اور عمل نہ کر سکے تو کم از کم کعبہ مشرفہ پر بالقصد نظر جمائے رکھنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ کعبہ مشرفہ کو دیکھنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ینزل اللہ کل یوم عشرين ومائة رحمة ستون منها للطوافین واربعون للعاکفین حول البیت، وعشرون منها للناظرین الی البیت. (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰۲/۱۱، کنز العمال ۲۲/۵) عن طاؤس ومجاهد قال: النظر الی البیت عبادة. (مصنف ابن ابی شیبہ بتحقیق: الشیخ عوامہ ۵۴۴/۸) ولیکثر من النظر الی الکعبۃ ایماناً واحتساباً، فان النظر الی الکعبۃ عبادة فقد جاءت اثار کثیرة فی فضل النظر الیہا. (غنیۃ الناسک ۱۳۸)

بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟

اگر کسی خوش نصیب شخص کو بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو اسے چاہئے کہ نہایت خشوع و خضوع اور حد درجہ ادب کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے داخل ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے جاہ و جلال کا استحضار رکھے اور کمال توجہ کے ساتھ نماز اور دعا میں مشغول ہو اور ان لمحات کو غنیمت سمجھے۔ (واضح ہو کہ آج کل بعض مخصوص ایام میں بیت اللہ شریف کے غسل دینے کے موقع پر اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے، اور حکومت یا شہمی خاندان (جس کو کعبہ مشرفہ کی کلید برداری کا شرف نصیب ہے) کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے جو لوگ باقاعدہ مدعو ہوتے ہیں وہی اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من دخل البیت دخل فی حسنة وخرج من سیئة وخرج مغفوراً لہ. (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۵۸/۵) عن عبد

الرحمن بن صفوان قال: قلت لعمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه: كيف صنع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حين دخل الكعبة؟ قال: صلى ركعتين. (ابوداؤد شريف ۲۷۷/۱) ويستحب دخول البيت اذا لم يشتمل على ايذاء نفسه او غيره ولا على دفع الرشوة التي يأخذها الحجابة والا فيحرم، وكذا يستحب الصلاة فيه والدعاء الخ. (غنية الناسك ۱۴۸)



مسائل طواف بیت اللہ

طواف کی فضیلت و اہمیت

دنیا میں نماز روزہ وغیرہ عبادات کے لئے کسی جگہ کی کوئی قید نہیں ہے، انہیں کہیں بھی ادا کیا جاسکتا ہے؛ لیکن ”طواف“ ان عبادات میں سے ہے جو خاص جگہ کے ساتھ مخصوص ہیں، چنانچہ طواف کی عبادت پوری دنیا میں صرف بیت اللہ شریف کے ارد گرد ”مسجد حرام“ کی حدود ہی میں انجام دی جاسکتی ہے، کسی اور خطہ میں اس عبادت کو انجام نہیں دیا جاسکتا، اس اعتبار سے اسے دیگر عام عبادات میں ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں حاضری کے وقت نماز تہجیۃ المسجد کے بجائے ”طواف تہجیۃ“ کرنے کا حکم ہے، یعنی مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد (اگر کوئی عارض نہ ہو تو) سب سے پہلے طواف کیا جائے اس کے بعد دیگر مشاغل میں مصروف ہوں۔ قرآن کریم میں جن دو جگہوں پر بیت اللہ شریف کو (شرکیہ باتوں اور ظاہری نجاستوں سے) پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، اس کے مقاصد میں پہلے نمبر پر طواف کرنے والوں کو رکھا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَعَهْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ
طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ
وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ. (البقرة: ۱۲۵)

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا
تُشْرِكْ بِسِيِّئَاتِنَا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ
لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ.

(الحج: ۲۶)

اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو پابند کیا کہ میرا گھر
صاف ستھرا رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے
والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ متقرر
کردی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور
میرے گھر کو پاک رکھیں طواف کرنے والوں اور
کھڑے رہنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں
کے لئے۔

کعبہ مشرفہ پر رحمتوں کا نزول

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ بیت اللہ پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ۶۰ رحمتیں صرف طواف کرنے والوں کے ساتھ خاص ہیں، پوری روایت درج ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يُنَزَّلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حُجَّاجِ بَيْتِهِ الْحَرَامِ عَشْرِينَ وَمِائَةَ رَحْمَةً، سِتِّينَ لِلطَّائِفِينَ وَارْبَعِينَ لِلْمُصَلِّينَ وَعَشْرِينَ لِلنَّاطِرِينَ. (رواه البيهقي في شعب الأيمان ۵۱، ۵۰، الترغيب والترهيب مكمل: ۲۶۹)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کے حج کرنے والوں پر ۱۲۰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ۶۰ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے، ۴۰ نماز پڑھنے والوں کے لئے اور ۲۰ بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کے لئے خاص ہوتی ہیں۔

طواف کرنے پر غلام آزاد کرنے کا ثواب

محمد بن المنکدر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أُسْبُوعًا وَلَا يَلْغُرُ فِيهِ كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ يُعْتَقُهَا. (رواه لطراني في الكبير، الترغيب والترهيب ۲۶۸)

جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے اور دوران طواف کوئی لغو کام نہ کرے تو یہ مثل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَانَ كَعَتَقِ رَقَبَةٍ. (رواه ابن ماجه، الترغيب والترهيب: ۲۶۹)

جو شخص بیت اللہ شریف کا طواف کر کے دو رکعتیں ادا کرے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

طواف میں ہر ہر قدم پر نیکیوں کی بہتات

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا رَفَعَ رَجُلٌ قَدَمًا وَلَا وَضَعَهَا إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ

طواف میں ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس

دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ

دَرَجَاتٍ، (رواہ احمد ۳/۳، الترغیب

والترہیب: ۲۶۸)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور اس کے دوران

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا

سوائے [سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا

بِسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا

اللہ واللہ اکبر] کے کوئی گفتگو نہ کرے تو اس کے

اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

دس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے دس

بِاللَّهِ مُجِئَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ

نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس مراتب بلند

وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ

کردئے جاتے ہیں۔ اور جو طواف کے دوران بے جا

بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ طَافَ

گفتگو کرے تو وہ رحمت میں صرف قدم رکھ کر چلنے والا

فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ

ہے جیسا کہ کوئی شخص (تھوڑے) پانی میں قدم

فِي الرَّحْمَةِ بِرَجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ

رکھے۔

بِرَجْلَيْهِ، (رواہ ابن ماجہ ۲۹۵۷،

الترغیب والترہیب: ۲۶۹)

اس روایت سے خاص طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ دوران طواف زیادہ تر ذکر میں ہی مشغول رہنا

چاہئے، اور بلا ضرورت بات چیت اور گپ شب نہیں کرنی چاہئے، ورنہ ثواب میں یقیناً کمی آجائے گی۔ ایک

روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”طواف کے دوران جو شخص گفتگو کرے تو اسے صرف

خیر ہی کی گفتگو کرنی چاہئے۔“ (رواہ الترمذی ۲۶۰، الترغیب والترہیب ۲۶۹)

خلاصہ یہ ہے کہ طواف بڑی نفع بخش اور اجر و ثواب والی عبادت ہے، مکہ معظمہ کے زمانہ قیام میں

کثرت سے طواف کا اہتمام رکھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص بیت اللہ شریف کا پچاس مرتبہ

طواف کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔“ (رواہ

الترمذی ۸۶۶، الترغیب والترہیب ۲۶۹)

علاوہ ازیں طواف کی عبادت میں خاص طور پر ایک عاشقانہ شان پائی جاتی ہے کہ زائر حرم ”لبیک

لبیک“ کی صدا لگاتے ہوئے دیوانہ وار آتا ہے اور پھر محبوب حقیقی کے گھڑ کے چکر لگانے شروع کر دیتا اور اس

کے پیش نظر محبوب کی رضا کے حصول کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، گویا کہ وہ مجنوں کی زبان میں یہ کہتا ہے:

أَمْرٌ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلِي ☆ أَقْبَلُ ذَا الْجِدَارِ وَذَا الْجِدَارَا

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفَنَ قَلْبِي ☆ وَلَكِنْ حُبٌّ مِّنْ نَّزْلِ الدِّيَارِ
ترجمہ: ”میں جب لیلیٰ کے علاقہ سے گذرتا ہوں، تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو بوسہ
دیتا ہوں، اور دراصل ان درود یوار سے مجھے دلی لگاؤ نہیں ہے، بلکہ ان میں رہنے والی ذات سے مجھے لگاؤ ہے۔“
کچھ اسی طرح کے جذبات ایک طواف کرنے والے کے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی محبت میں ذکر و اذکار
اور تسبیح و تحمید کے ورد کے ساتھ بس چکر ہی لگائے جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ اس عشق کا کوئی ذرہ ہمیں بھی نصیب
ہو جائے۔ آمین۔

حجر اسود اور مقام ابراہیم کی فضیلت

طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے ہوتی ہے، یہ جنت کا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں
کے گناہ جذب کرنے کی عجیب تاثیر رکھی ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس وقت حجر اسود جنت سے اترتا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ
کر دیا۔

نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ
أَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا
بَنِي آدَمَ. (رواہ الترمذی ۸۷۷،

الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں دو
یاقوت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم نہ فرماتے تو یہ پوری زمین و آسمان کو روشن کر دیتے۔ (ترمذی شریف
: ۸۸۷، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ حجر اسود قیامت کے دن اپنے بوسہ لینے اور استلام کرنے والوں کے حق میں
سفارش کرے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ اس کو زبان اور ہونٹ عطا فرمائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا:

اس حجر اسود کو اپنے عمل خیر کا گواہ بنا لو؛ کیوں کہ قیامت
کے دن یہ سفارشی بن کر (اللہ کے دربار میں) اپنے
استلام کرنے والوں کے لئے سفارش کرے گا، اس کی
ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

أَشْهَدُوا هَذَا الْحَجَرَ خَيْرًا فَإِنَّهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ شَافِعٌ يَشْفَعُ، لَهُ لِسَانٌ
وَشَفَتَانِ يَشْهَدُ لِمَنْ اسْتَلَمَهُ. (رواہ
الطبرانی فی الاوسط عن عائشة،

الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

پیغمبر عالیہ السلام حجر اسود کا بوسہ دیتے وقت رقت وزاری بھی ثابت ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تقبیل و استلام کو گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنا قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
 مَنْ قَاوَضَهُ فَاِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ. (رواہ ابن ماجہ ۲۹۵۷، مصافحہ کر رہا ہے۔
 جو شخص حجر اسود کو ہاتھ لگائے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کر رہا ہے۔

الترغیب والترہیب: ۲۶۸)

بریں بنا حجر اسود کی تقبیل / استلام کا کمال استحضار کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے، بھیڑ کا موقع نہ ہو اور سہولت سے بوسہ لینا ممکن ہو تو قریب جا کر بوسہ لیں اور اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور ہی سے استلام کر لیں، اس سے بھی بوسہ کے برابر ہی ثواب ملتا ہے، اس جگہ دھکم پیل اور زور ازوری سے بچنا ضروری ہے۔

رکن یمانی سے گذرتے وقت دعا

بیت اللہ شریف کے حجر اسود سے پہلے والے کونے کو ”رکن یمانی“ کہا جاتا ہے، جسے قریب سے گذرتے وقت دائیں ہاتھ سے چھونا مسنون ہے؛ (لیکن دور سے اشارہ کرنے کا حکم نہیں ہے) یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، پس جو شخص طواف کے دوران یہاں سے گذرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ
 فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اِنَّا فِی
 الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ
 وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
 اے اللہ! میں آپ سے معافی اور دنیا و آخرت میں عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازے اور آخرت میں بھی بھلائی سے سرفراز فرمائیے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھئے۔

تو وہ مقررہ ستر فرشتے اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۲۹۵۷، الترغیب والترہیب: ۲۶۸)
 اس لئے طواف کے ہر چکر میں خصوصاً رکن یمانی پر پہنچ کر مذکورہ دعا (اور اس کے علاوہ جو بھی دعا یاد آجائے وہ) مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ذیل میں طواف کے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

طواف کی حقیقت

لغت میں طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں طواف کا اطلاق بنیت طواف بیت اللہ (کعبہ شرفہ) کے کم از کم ۴ چکروں سے لے کر ۷ چکر

لگانے پر ہوتا ہے (لہذا ۴۱ سے کم چکروں کا طواف شرعاً معتبر نہیں ہوتا) الطواف هو الدوران حول الكعبة اربعة اشواط او أكثر الى تمام السبعة كيف ما حصل. (غنية الناسك ۱۰۹، لغة الفقهاء ۲۹۳، الموسوعة لفقہیة ۱۲۰/۲۹)

طواف کی قسمیں

طواف کی درج ذیل سات قسمیں ہیں:

(۱) **طواف تحیہ**: مسجد حرام میں جب بھی داخل ہوں تو بیت اللہ شریف کے اعزاز میں یہ طواف مستحب ہے، خواہ داخل ہونے والا محرم ہو یا غیر محرم، مکی ہو یا آفاقی، سب کے لئے یہی حکم ہے۔ وهو مستحب لكل من دخل المسجد محرماً كان او حلالاً. (غنية الناسك

۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، شرح نقایة ۱۹۴، الموسوعة الفقهية ۱۲۳/۲۹، البحر الرائق ۵۷۳/۲)

(۲) **طواف عمرہ**: جو شخص عمرہ کا احرام باندھ کر مسجد حرام میں آئے اس پر طواف عمرہ ضروری ہے، اور عمرہ میں چوں کہ اس کے بعد سعی بھی کرنی ہوتی ہے؛ اس لئے اس طواف میں مرد حضرات رتل واضطباع کی سنت بھی بجلائیں گے۔ طواف العمرة وهو ركن فيها. (مناسك ملا علی

قاری ۱۴۳، ہندیہ ۱۳۷/۱، خانیہ ۳۰۱/۱، غنیة الناسك ۱۰۹، انوار مناسك ۳۳۵)

(۳) **طواف قدوم**: آفاقی مفرد بانج اور قارن کے لئے طواف قدوم مسنون ہے۔ (مفرد بانج مکہ معظمہ آتے ہی پہلے طواف قدوم کرے گا، اور قارن شخص عمرہ کا طواف سعی کرنے کے بعد طواف قدوم کرے گا، اور اس طواف کا وقت مکہ معظمہ میں داخلہ سے لے کر وقف عرفہ تک رہتا ہے، اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے) هو سنة للافاقى المفرد بالحج والقارن، واول وقت ادائه حين دخوله مكة، و اخره وقوفه بعرفة فاذا وقف فقد فات وقته. (غنية

الناسك ۱۰۸، مناسك ملا علی قاری ۱۴۱)

(۴) **طواف زیارت**: یہ طواف ہر حاجی پر فرض ہے، جسے وقف عرفہ کے بعد ادا کیا جانا ضروری ہے، اور اس طواف کے بغیر ازدواجی تعلق حلال ہونے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ طسواف

الزیارة ویسمى طواف الركن والافاضة وطواف الحج وهو ركن لا يتم الحج الا

به . (مناسک ملا علی قاری ۱۴۲، درمختار زکریا ۳/۶۸۱-۴۶۹، الدر المنتقى ۱/۲۸۱)

(۵) **طواف صدر** : اسے طوافِ وداع بھی کہتے ہیں، حج کے تمام ارکان و مناسک کی ادائیگی

کے بعد اس طواف کا کرنا واجب ہے، اور بہتر ہے کہ واپسی کے وقت اسے ادا کیا جائے، اور یہ

طواف حیض و نفاس والی عورتوں سے ساقط ہے، نیز اہل مکہ اور اہل حل پر بھی طوافِ صدر نہیں ہے۔

وواجبه طواف الصدر وهو طواف الوداع للافاقی من الحاج دون المعتمر.....

الا انه خفف عن المرأة الحائض . (شرح نقایة ۱/۱۸۵، درمختار زکریا ۳/۶۹-۴۷۰،

مناسک ملا علی قاری ۱۴۲)

(۶) **طواف نذر** : اگر کسی شخص نے طواف کی نذر مان لی ہو تو اس کی حسب شرط ادائیگی واجب

ہے۔ طواف النذر وهو واجب . (مناسک ملا علی قاری ۱۴۳، الموسوعة الفقهية ۲۹، ۱۲۳)

(۷) **طواف تطوع** : یعنی نقلی طواف جو سبھی کے لئے نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہے، اس کا

کوئی وقت متعین نہیں، کبھی بھی جتنا چاہے کر سکتے ہیں۔ السابع: طواف التطوع ای النافلة

وهو لا يختص بزمان دون زمان . (مناسک ملا علی قاری ۱۴۳)

طواف کے بنیادی ارکان

طواف کے ارکان تین ہیں: (۱) طواف کے اکثر چکروں کو ادا کرنا۔ (۲) طواف کو بیت

اللہ شریف کے باہر اور مسجد حرام کے اندر کرنا۔ (۳) خود طواف کرنا خواہ کسی چیز پر سوار ہو کر کرے،

الا یہ کہ کوئی احرام باندھنے سے پہلے سے ہی بے ہوش، مریض یا مجنون ہو تو اس کی طرف سے

نیابت درست ہو سکتی ہے۔ اما ارکانہ فثلاثة: اتیان اکثره، وكونه فی البيت لا فيه،

وكونه بفعل نفسه ولو محمولا أو راكب بعير، فلا تجوز فيه النيابة الا عن

المغمى عليه والنائم والمريض والمجنون قبل الاحرام الخ . (غنية الناسك ۱۰۹، البحر

الرائق زکریا ۲/۶۰۸، درمختار زکریا ۳/۵۳۷)

طواف کے صحیح ہونے کی شرائط

طواف صحیح ہونے کی شرطیں دو طرح کی ہیں، بعض شرائط کا تعلق مطلقاً ہر طواف سے ہے، خواہ وہ حج کے طواف ہوں یا نقلی طواف ہوں، ایسی شرطیں کل تین ہیں:

(۱) مسلمان ہونا: لہذا کافر کا طواف معتبر نہیں ہے۔

(۲) نیت طواف: اس سے مراد صرف اتنی نیت کرنا ہے کہ میں ”طواف کر رہا ہوں“، طواف کی نوعیت کی وضاحت شرط نہیں ہے۔

(۳) مسجد حرام کے اندر طواف کرنا: لہذا مسجد حرام کے باہر طواف شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

اور بعض ایسی شرائط ہیں جو حج یا عمرہ کے بعض طوافوں کے ساتھ مخصوص ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) احرام ہونا: یہ طوافِ عمرہ اور طوافِ قدوم کے لئے شرط ہے۔

(۲) وقت ہونا: یہ طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے لئے شرط ہے۔

(۳) وقوفِ عرفہ کا پہلے پایا جانا: یہ شرط بھی طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے صحیح ہونے

کے لئے لازم ہے۔ واما شرائطہ فستة: ثلاثة منها لا طوفة الحج وهي الوقت،

وتقديم الاحرام، وتقديم الوقوف الخ. (غنية الناسك ۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱۴۴،

البحر الرائق ۶۰۸/۲، شامی زکریا ۵۳۷/۳)

واجباتِ طواف

طواف میں کل سات چیزیں واجب ہیں، جن کے ترک سے جزاء لازم آتی ہے:

(۱) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں سے پاک ہونا، (اور کپڑا اور بدن کا پاک ہونا

مستون ہے) وہی سبعة: الاول: الطهارة عن الحدث والجنابة، وقيل: وعن

النجاسة في الثوب والبدن كما هو مذهب الشافعي والاكثر على انه سنة الخ.

(غنية الناسك ۱۱۲، شامی زکریا ۵۳۷/۳، مراقی الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۱)

(۲) ستر کا چھپانا: لہذا اگر طواف میں ایک عضو مستور کا چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ کھلا رہ جائے تو اس پر طواف کا اعادہ یا جزا لازم ہوگی۔ الثانی: ستر العورة لوجوب الدم به والا فهو فرض مطلقاً، والمانع كشف ربع العضو فما زاد كما في الصلاة - الى قوله - فلو طاف للفرض او الواجب مكشوف العورة بقدر ما لا تجوز معه الصلاة فعليه الاعادة او الدم، وفي التطوع الصدقة. (غنية الناسك ۱۱۲، مناسك ملا علی قاری ۱۵۲، اللباب فی شرح الكتاب ۱۶۶۱)

(۳) حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا: بہت سے فقہاء کے نزدیک یہ واجب ہے، جب کہ دیگر کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ الثالث: الابتداء من الحجر الاسود علی ما فی المنہاج عن الوجیز و مال الیہ فی الفتح و جزم بہ فی البحر و النہایة و التنبیہ و الدر و مراقی الفلاح، حتی قال فی الدر: ولو ابتداء من غیر الحجر اعادہ ما دام مکة، فلو رجع فعليه دم، فتأمل و ظاهر الروایة انه سنة یکرہ ترکها و علیہ عامة المشائخ و صححہ فی اللباب. (غنية الناسك ۱۱۲، و مثله فی مراقی لافلاح - ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۳)

(۴) دائیں طرف سے طواف کرنا: یعنی اس طرح طواف کرنا کہ خود دائیں جانب اور بیت اللہ شریف بائیں جانب ہو، اس کے خلاف کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ الرابع: التیامن و هو اخذ الطائف عن یمین نفسه و جعل البیت عن یساره، فلو عکس و طاف منکوساً - الى قوله - و لکنہ ترک الواجب فعليه موجه. (غنية الناسك ۱۱۳، مراقی الفلاح - ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۳)

(۵) پیدل طواف کرنا: جو شخص چلنے پر قادر ہو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ پیدل طواف کرے؛ لہذا اگر کوئی شخص طواف زیارت یا عمرہ کا طواف بلا کسی عذر کے سوار ہو کر کرے تو اس پر ضروری ہے کہ یا تو طواف لوٹائے یا دم دیدے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے پیدل طواف نہیں کیا ہے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ الخامس: المشی فیہ للقاد، فلو طاف للزیارة

(لباب) او العمرة (بحر) راكباً او محمولاً او زحفاً بلاعذر فعليه الاعادة او الدم وان كان بعذر لا شيء عليه. (غنية الناسك ۱۱۴، مراقي لفلاح ۷۲۹، مناسك ملا على قارى ۱۵۲)

(۶) طواف میں حطيم کو شامل کرنا: حطيم بھی دراصل بيت اللہ شريف ہی کا حصہ ہے؛ لہذا اس کی حدود سے باہر ہو کر طواف کرنا واجب ہے، اگر حطيم کے اندر سے طواف کیا تو ترک واجب کی وجہ سے جز الازم ہوگی۔ السادس: الطواف وراء الحطيم فلو طاف للزيارة او العمرة في جوف الحجر يعيد الطواف كله او على الحجر فقط، والاول افضل، فان لم يعد فعليه دم، واما في الطواف الواجب فينبغي ان تجب صدقة، وينبغي ان لا فرق بين الطواف الواجب والتطوع في لزوم الصدقة لما ان الطواف وراء الحطيم من كل طواف. (غنية الناسك ۱۱۴، شامی زکریا ۴۷۳/۳، مناسك ملا على قارى ۱۵۲)

(۷) طواف کے ساتوں چکر پورے کرنا: طواف کے ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے، یعنی اگر کوئی شخص طواف کے چار یا پانچ چکر کرے تو اس کا طواف ادا ہو جائے گا؛ تاہم ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے نہ کرنے پر جزاء لازم ہوگی۔ السابع: اکمال ما زاد على اكثر اشواطه، فلو تركه جاز طوافه وعليه الجزاء الخ. (غنية للناسك ۱۱۶، مراقي الفلاح ۷۲۹)

نوٹ: طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی واجبات میں سے ہے۔ ومن الواجبات ركعتا الطواف. (غنية الناسك ۱۱۶)

طواف کی سنتیں

(۱) اضطباع کرنا: طواف کے تمام چکروں میں مردوں کے لئے اضطباع (چادر بغل میں ڈال کر داہنا کندھا کھولنا) کرنا مسنون ہے۔ واما سنن الطواف فالاضطباع في جميع اشواطه وينبغي ان يفعله قبل الشروع في الطواف بقليل الخ. (غنية الناسك ۱۱۸، شامی زکریا ۵۰۷/۳، مناسك ملا على قارى ۱۵۹)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنا ہے، جیسے

طواف قدوم، طوافِ عمرہ وغیرہ ہر طواف میں مسنون نہیں۔ وهو سنة في كل طواف بعده
سعی کطواف القدوم و طواف العمرة الخ. (غنية الناسك ۱۱۸)

(۲) شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا۔ والرمل في الثلاثة الاول. (غنية الناسك ۱۱۸)

تنبیہ: رمل بھی صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔ والرمل
سنة في كل طواف بعده سعی. (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زکریا ۱۰/۳، مناسک ملا علی قاری ۱۵۹)

(۳) آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا: یعنی آخری چار چکروں میں اپنی رفتار کے

مطابق چلے رمل نہ کرے۔ والمشي على هيئته في الاربعة الباقية. (غنية الناسك ۱۱۸،
مناسک ملا علی قاری ۱۵۹، الباب ۱۷۰/۱، شامی زکریا ۱۱/۳، البحر الرائق زکریا ۵۸۷/۲)

(۴) طواف کی ابتداء میں حجر اسود کا استقبال کرنا: یعنی حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر

طواف شروع کرے۔ واستقبال الحجر الاسود بالوجه في ابتداءه. (غنية الناسك ۱۱۹،
شامی زکریا ۵۰۷، مناسک ملا علی قاری ۱۶۰، ہندیہ ۲۲۵/۱)

(۵) حجر اسود کے استقبال کے وقت تکبیر کہنا: یعنی طواف کے شروع میں استقبال حجر اسود

کے وقت اللہ اکبر کہے۔ والتكبير قبالة الحجر مطلقاً. (غنية الناسك ۱۱۹، ومثله في الشامی
زکریا ۴/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۲۶/۲)

(۶) حجر اسود کے سامنے تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھانا۔ ورفع

اليدين عند التكبير حال استقبال الحجر في الابتداء حذاء اذنيه. (غنية الناسك
۱۱۹، شامی زکریا ۴/۳، تاتارخانیہ زکریا ۴۹۴/۳، مناسک ملا علی قاری ۱۵۹)

(۷) حجر اسود کا استلام کرنا: طواف کی ابتداء اور انتہاء میں حجر اسود کا استلام مسنون ہے،

اور درمیان میں ہر چکر میں استلام مستحب ہے۔ واستلام الحجر في اوله و آخره واما في ما
بينهما فسنة مستحبة. (غنية الناسك ۱۱۹، شامی زکریا ۱۱/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۰/۲،

تاتارخانیہ زکریا ۴۹۶/۳)

(۸) دوران طواف (رمل کے علاوہ اشواط میں) باوقار انداز میں چلنا۔ والشمشی علی

ہیئتہ. (غنیۃ الناسک ۱۱۹، الباب ۱۶۹)

(۹) تمام چکر پے درپے کرنا۔ والموالاة بین الأشواط واجزاء الطواف سنة متفق

عليهما. (شامی زکریا ۵۱۱/۳، غنیۃ الناسک ۱۲۰، مناسک ملا علی قاری ۱۶۰، منحة الخالق زکریا ۵۶۸/۲)

(۱۰) بدن اور کپڑوں کا ظاہری نجاستوں سے پاک ہونا۔ والظہارة من النجاسة فی

الثوب والبدن الخ. (غنیۃ الناسک ۱۲۰، درمختار زکریا ۴۷۱/۳ و ۴۸۸، منحة لخالق زکریا ۲۷۶/۲)

طواف کے مستحبات

طواف کے مستحب امور درج ذیل ہیں:

(۱) حجر اسود کا تین بار بوسہ دینا۔ ان ابن عمر رضی اللہ عنہما قبلہ ثلاثاً. (شرح

النفاية ۱۹۴/۱) واما مستحبات الطواف فتثلیث تقبیل الحجر. (غنیۃ الناسک ۱۲۰،

مناسک ملا علی قاری ۱۶۰)

(۲) حجر اسود پر تین بار سجدہ کرنا۔ والسجود علیه وتثلیثہ. (غنیۃ الناسک ۱۲۰، منحة

الخالق زکریا ۵۷۳/۳، درمختار زکریا ۵۰، مناسک ملا علی قاری ۱۶۰)

(۳) طواف اس طرح شروع کرنا کہ خود حجر اسود کے دائیں طرف ہو اور پورا بدن حجر اسود

کے سامنے ہو کر برابر ہو۔ واخذ الطائف عن یمین الحجر مما یلی الرکن الیمانی

لیحاذی جمیع الحجر بجمیع بدنہ حین مرورہ علیه الخ. (غنیۃ الناسک ۱۲۰، ومثله

فی الہندیة ۲۲۵/۱، شامی زکریا ۴۱۳/۵۰)

(۴) طواف کے دوران رکن یمانی کا استلام کرنا۔ واستلام الرکن الیمانی. (غنیۃ

الناسک ۱۲۱، ہندیة ۲۲۶/۱، درمختار زکریا ۵۱۱/۳، تاتارخانیة زکریا ۴۹۷/۳)

(۵) طواف کے دوران ذکر یا دعا میں مشغول رہنا۔ واتیان الاذکار والادعیة فیہ

الخ. (غنیۃ الناسک ۱۲۱، مناسک ملا علی قاری ۱۳۵)

(۶) مردوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ اگر بیت اللہ کے قریب جگہ خالی ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو بیت اللہ کے قریب طواف کرے، اور عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بیت اللہ سے دور ہٹ کر طواف کریں، الا یہ کہ بیت اللہ شریف طواف کرنے والے مردوں سے خالی ہو۔ وان يكون طوافه قريبا من البيت اذا لم يوذ احداً وللمرأة البعد الا اذا خلا المطاف من الرجال. (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، البحر الزائق زکریا ۵۸۶/۲)

(۷) عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت کا انتخاب کریں۔

و طوافها ليلاً. (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۸) اگر طواف کا کوئی چکر کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر کے نامکمل رہ گیا تھا یا مکروہ طریقہ پر

کیا تھا، تو اس کو از سر نو لوٹانا مستحب ہے۔ واستيناف الطواف لو قطعه قبل اتيان اكثره ولو بعذر، او فعله ولو بعضه على وجه مكروه. (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۹) طواف کرتے وقت جائزبات چیت سے بھی پرہیز کرنا۔ وترك الكلام

المباح. (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۰) طواف کے دوران ہر اس عمل سے پرہیز کرنا مستحب ہے جو خشوع و خضوع کے منافی

ہو، مثلاً بلا ضرورت لوگوں کو دیکھنا اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا وغیرہ۔ وترك كل عمل ينافي

الخشوع والتدلل كالتلثم والالتفات بوجهه الى الناس لغير ضرورة ووضع اليد

على الخاصرة الخ. (غنية الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۱) طواف کرتے وقت نگاہ کی ہر اس چیز سے حفاظت کرنا مستحب ہے جو دل کو مشغول

کرنے والی ہو؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے چلنے کی جگہ سے متجاوز نہ ہو۔ وصون

النظر عن كل ما يشغله وينبغي ان لا يجاوز بصره محل مشيه الخ. (غنية الناسك

۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۲)

(۱۲) اگر دعا یا ذکر زور سے کرنے کی وجہ سے لوگوں کو خلل واقع ہو رہا ہو تو آہستہ کرنا

واجب ہے، اور اگر کسی کو خلل نہ ہو تو بھی آہستہ کرنا مستحب ہے۔ والاسرار بالذکر والادعیة
الا اذا كان الجهر مشوشا للطائفین والمصلین، فالاسرار واجب حیثئذ. (غنیة

الناسک ۱۲۲، مناسک ملا علی قاری ۱۶۲)

(۱۳) طواف کے دوران ان تمام اعمال و افعال سے پرہیز کرنا چاہئے جو خلاف شریعت

ہوں۔ وان ینزہ طوافہ عن کل ما لا یرتضیہ الشرع. (غنیة الناسک ۱۲۲)

(۱۴) دوران طواف وغیرہ اگر کسی ایسے آدمی پر نظر پڑ جائے جس میں کوئی نقص ہو یا وہ

مناسک کا پورا علم نہ رکھتا ہو، تو اس کی تحقیر نہ کیجئے؛ بلکہ اگر مناسب ہو تو اسے نرمی کے ساتھ بتادیتے۔

واحتقار من فیہ نقص او جہل بالمناسک وینبغی ان یعلمہ برفق. (غنیة الناسک ۱۲۲)

مباحات طواف کا بیان

طواف کے دوران درج ذیل امور مباح ہیں:

(۱) کسی کو سلام کرنا، اگر وہ ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا۔

(۲) چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا۔

(۳) چھینکنے اور سلام کرنے والے کو جواب دینا۔

(۴) ضرورت کے وقت بقدر ضرورت کلام کرنا۔

(۵) پانی وغیرہ پینا۔

(۶) ضروری مسائل دریافت کرنا اور اس کے جوابات دینا۔

(۷) پاک خف یا نعل پہن کر طواف کرنا۔

(۸) رکن یمانی کا استلام نہ کرنا۔

(۹) اچھے مضامین پر مشتمل اشعار کا پڑھنا۔

(۱۰) کسی عذر کی وجہ سے سواری وغیرہ پر طواف کرنا۔

وأما مباحات الطواف فالسلام و حمد العطاس مع انہما سنتان مطلقاً الا

ان المسلم عليه لو كان مشغولاً بذكر الله تعالى يكره السلام عليه ان علم اشتغاله وجوابهما مع انه واجب على الكفاية مطلقاً - الى قوله - وانشاد شعر محمود، وكذا انشاءه، والطواف راكباً او محمولاً لعذر. (غنية الناسك ۱۲۵، مناسك ملا علی قاری ۱۶۳-۱۶۴، البحر الرائق زکریا ۵۷۰/۲، بلائع الصنائع زکریا ۳۱۳/۲)

مکروہاتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل امور کا انجام دینا مکروہ ہے:

- (۱) فضول بات چیت کرنا۔
- (۲) خرید و فروخت یا اس کی بات چیت کرنا۔
- (۳) کھانا (بعض حضرات نے پینے کو بھی مکروہات میں شمار کیا ہے)
- (۴) ایسے اشعار پڑھنا جن میں حمد و ثناء نہ ہو۔
- (۵) بلند آواز سے ذکر و دعا، یا تلاوت وغیرہ کرنا، اگر اس سے طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کو خلل ہوتا ہو۔
- (۶) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔
- (۷) حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھالینا۔
- (۸) پیشاب پاخانہ کے تقاضہ کے وقت طواف کرنا۔
- (۹) بھوک پیاس اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔
- (۱۰) دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح دونوں ہاتھوں کو باندھنا۔
- (۱۱) طواف کے دوران ٹھہر کر دعاء وغیرہ کرنا۔
- (۱۲) طواف کرتے ہوئے بلا کسی ضرورت کے باہر نکلنا وغیرہ۔

واما مکروہاتہ: فالکلام الفضول، والبيع والشراء وحکایتہما والا کل

وقیل: الشرب وانشاء شعر یعری عن حمد وثناء وقیل مطلقاً - الى قوله -

والخروج منه لغير حاجة. (غنية الناسك ۱۲۶، مناسك ملا علی قاری ۱۶۵-۱۶۶، وبعض

الاجزاء فی البدائع ۳۱۲/۲-۳۱۳، البحر الرائق زکریا ۵۷۷/۲)

محرمات طواف کا بیان

دوران طواف درج ذیل چیزیں حرام ہیں:

- (۱) حیض و نفاس، یا جنابت کی حالت میں طواف کرنا۔
- (۲) بے وضو طواف کرنا۔
- (۳) ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں طواف کرنا۔
- (۴) بلا کسی عذر کے سوار ہو کر طواف کرنا۔
- (۵) حطیم کے اندر سے طواف کرنا (یعنی طواف میں حطیم کو شامل نہ کرنا)
- (۶) طواف کا کوئی چکر چھوڑ دینا۔
- (۷) گھٹنوں کے بل یا الٹا ہو کر بلا کسی عذر کے طواف کرنا وغیرہ۔

(الطواف) ای جنس الطواف حال كونه الطائف جنباً او حائضاً او نفساء

حرام اشد حرمة او محدثاً وهو دونهم فی الحرمة - الی قوله - وترك شیء

منه ای من الطواف الا ان ترک الاربعة حرام وترك الثلاثة كراهة تحريم الخ.

(مناسك ملا علی قاری ۱۶۴، ۱۶۵)

طواف میں اضطباع

اگر طواف کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو مردوں کے لئے سنت ہے کہ طواف شروع کرنے

سے قبل اضطباع کر لیں، یعنی احرام کی چادر دائیں بغل سے نکال کر دایاں کندھا کھول لیں اور ساتوں

چکروں میں یہ کیفیت برقرار رکھیں۔ واعلم أن الاضطباع سنة فی جميع أشواط الطواف.

(مناسك ملا علی قاری ۱۲۹) واذا اراد ان يتبدأ به ينبغي ان يضطبع قبله بقليل بان يجعل

وسط رداءه تحت ابطه الايمن ويلقى طرفيه على كتفه الايسر، ويكون منكبه

الايمن مكشوفاً وهو سنة فی كل طواف بعده سعی. (غنية الناسك ۹۹-۱۰۰)

طواف کیسے کریں؟

جب طواف کرنے کا ارادہ ہو تو اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود اس کے دائیں طرف ہو اور اس کا دایاں کانڈھا حجر اسود کی طرف ہو، اس کے بعد طواف کی نیت کر کے دائیں طرف اس قدر چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے، تو حجر اسود کا بوسہ لے، اس کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف چلے اور بیت اللہ بائیں موٹہ کی طرف رہے، اور اسی طرح تمام چکر پورے کرے۔ ثم یقف بحذاء الحجر الاسود مستقبلاً له بوجهه - الی قوله - ویقف علی جانب الحجر الاسود مما یلی الرکن الیمانی، بحیث یصیر جمیع الحجر عن یمینہ، ویكون منكبہ الایمن عند طرف الحجر الخ. (غنیۃ الناسک ۹۹-۱۰۰، مناسک ملا علی قاری ۱۱۹-۱۳۱، ومثلہ فی البحر الرائق زکریا ۵۷۲/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۴۹۵/۳، ہندیۃ ۲۲۵/۱)

دوران طواف کعبہ مشرفہ کو دیکھنا

طواف کرتے ہوئے نظر سامنے اپنے چلنے کی جگہ رہنی چاہئے، اس دوران ادھر ادھر دیکھنا بیت اللہ شریف کو دیکھنا مکروہ اور خلاف اولیٰ ہے۔ (اور بعض کتابوں میں دوران طواف بیت شریف کو دیکھنے کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، تو غالباً اس سے مراد سینہ کے ساتھ چہرہ بیت اللہ کی طرف کرنا ہے، جیسا کہ پہلے گذرا) وینبغی أن لا یجاوز بصرہ محل مشیہ کالمصلی لا یجاوز بصرہ محل سجودہ؛ لانه الأدب الذی یحصل بہ اجتماع القلب. (غنیۃ الناسک ۶۵؛ انوار مناسک ۳۷۶)

نوٹ: بعض لوگ طواف کرتے ہوئے مسلسل بیت اللہ شریف کو دیکھتے رہتے ہیں، تو ان کا یہ طریقہ غلط ہے۔

دوران طواف بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

دوران طواف اگر بیت اللہ شریف کی طرف بالقصد سینہ یا پشت کر لی تو جتنی دور تک یہ

کیفیت رہے گی، طواف معتبر نہ ہوگا۔ (اس لئے پیچھے لوٹ کر اتنے حصہ طواف کا اعادہ کیا جائے، مثلاً چار قدم بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پشت کر کے چلا تو اتنے ہی قدم واپس آ کر پھر صحیح رخ پر چل کر طواف پورا کر لے) لیس شئیء من الطواف يجوز عندنا مع استقبال البيت.

(غنیۃ الناسک ۱۱۳، معلم الحجاج ۱۳۲، انوار مناسک ۳۷۶)

طواف کے دوران بھٹڑ کی وجہ سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو گیا؟

اگر طواف کے دوران سخت بھٹڑ کی وجہ سے بلا اختیار اتفاقاً سینہ یا پشت بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے تو اس کی وجہ سے عذر کی بنا پر طواف میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ ولو استقبل البيت بوجهه و طاف معتزلاً الخ، لا يبطل عندنا؛ لان المأمور به مطلق الطواف عندنا، وهو الدوران حول الكعبة. (مناسک علی قاری ۱۵۳، انوار مناسک ۳۷۴)

طواف کے چکروں میں اشتباہ ہو گیا؟

اگر طواف کے دوران یہ یاد نہ رہے کہ کتنے چکر ہوئے ہیں؟ تو طوافِ عمرہ یا طوافِ زیارت میں حکم یہ ہے کہ جس چکر کے بارے میں اشتباہ ہے اس کا اعادہ کر لے (مثلاً یہ شک ہو گیا کہ ۲ چکر ہوئے یا ۳، تو دراصل شک تیسرے چکر کے بارے میں ہو تو یہ چکر دہرائے؛ تاکہ ۳ کا یقین حاصل ہو جائے) اور اگر طوافِ زیارت کے علاوہ کوئی اور سنت یا نفل طواف ہے تو حکم یہ ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کرے، جس جانب گمان غالب ہو اس پر عمل کر لے۔ ولو شك في عدد الأشواط أي بالزيارة والنقص في طواف الركن أي ركن الحج والعمرة أعاده احتياطاً ولا يبنى على غالب ظنه، ثم مفهوم المسألة أنه إذا شك في عدد أشواط غير الركن لا يعيده بل يبنى على غلبة ظنه. (مناسک ملا علی قاری ۱۶۶، البحر العمیق

۱۲۳۰/۱۲، معلم الحجاج ۱۳۵)

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً اپنے دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود پر رکھے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر اس طرح بوسہ دے کہ آواز نہ ہو؛ لیکن بوسہ دینے میں اس کا خیال ضرور رہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ ثم استلمه ان استطاع من غیر ان یؤذی نفسه، بان یضع کفیه علی الحجر ویضع فمه بین کفیه، ویقبله من غیر صوت یظهر فی القبلة. (غنیۃ لناسک ۱۰۰، شامی زکریا ۴/۳، ۵۰، مناسک ملا علی قاری ۱۳۱، ہندیہ ۲۲۵، تاتاریخانیہ ۳/۴۹۴)

بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو حجرِ اسود کا استقبال کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے، پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی پشت اپنی طرف اور ظاہری حصہ پتھر کی طرف ہو، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیدے، اور استقبال حجر میں صرف ہاتھ سے اشارہ کرے منہ یا سر وغیرہ سے اشارہ نہ کرے۔ و رفع الیدین حذاء اذنیہ عند التکبیر ثم ارسالها، ثم رفع یندیہ حذاء اذنیہ وجعل ظاہر کفیه الی وجہہ و باطنہما نحو الحجر مشیراً بہما الیہ کانه وضعهما الیہ و قبلہما بعد الاشارة و هذا الرفع للاشارة لا للتکبیر، ذکرہ فی الکبیر. ولا یشیر بالفم ولا برأسہ الی القبلة ان تعذر التقبیل.

(غنیۃ الناسک ۱۰۳، و مثله فی الشامی زکریا ۴/۳، ۵۰، مناسک ملا علی قاری ۱۳۱، ہندیہ ۲۲۵/۱)

طواف میں رمل کرنے کا حکم

ہر اس طواف میں جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو ایسے طواف کے پہلے تین چکروں میں مردوں کے لئے رمل (یعنی ذرا جھپٹ کر چلنے) کا حکم ہے۔ کل طواف بعدہ سعی فانہ یرمل

فیہ والا فلا. (ہندیہ ۲۲۶/۱، خانیہ ۲۹۲/۱، شامی زکریا ۴/۳، البحر الرائق ۲/۵۷۸)

رمل کس طرح کریں؟

رمل کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کرتے ہوئے اپنے دونوں شانوں کو حرکت دیں اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے تیز چلیں۔ وفي الجوهر ق: هو سرعة المشى مع تقارب الخطا وهز الكتفين مع الاضطباع وهذا جمع بين التفسير الاولين، واختاره في اللباب والدر وغيرهما. (غنية الناسك ۱۰۳، شامی زکریا ۵۱۰/۱۳، عالمگیری ۲۲۶/۱، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲)

رمل کرنا بھول گیا

اگر پہلے تین یا اس سے کم چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو اس کی قضاء بعد میں نہیں ہے۔
وبنيانه في الثلاثة الاول لا يرمل في الباقي. (هندية ۲۲۶/۱، شامی زکریا ۵۱۱/۳، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲)

ساتوں چکروں میں رمل کر لیا

سنت یہ ہے کہ تین چکروں کے بعد اپنی ہیئت پر چلے رمل نہ کرے؛ لیکن اگر کوئی بھول کر تمام چکروں میں رمل کرے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ اس طرح قصداً کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔
ویمشی فی الاربعة الباقية هيئته استنانياً فلو ترك الرمل في الشوط الاول او نسيه لا يرمل الا في الشوطين، ولو في الثلاثة لا يرمل فيما بعدها ولو رمل في الكل لا شيء عليه ويكره تنزيهاً لترك سنة المشى. (غنية الناسك ۱۰۳، شامی زکریا ۵۱۱، البحر الرائق زکریا ۵۷۸/۲، عالمگیری ۲۲۶/۱)

بلا عذر رمل نہ کرنا

اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے رمل کرنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی عذر مثلاً بیماری، ضعف یا بڑھاپے کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں۔ وکذا لو مشى في الكل الا اذا تعذر الرمل لمرض او تعسر لكبر او غيره.

(غنية الناسك ۱۰۴، مناسك ملا علی قاری ۱۲۴)

طواف کے بعد اضطباع فوراً ختم کر دیں

جب طواف سے فارغ ہو جائے تو اضطباع کرنا (یعنی دایاں کندھا جو کھلا ہوا تھا اسے ڈھانک لے) چھوڑ دے، اگر اضطباع کی حالت میں ہی دو رکعت ادا کر لے گا تو مکروہ ہوگا۔ فاذا ختم الطواف بالاستلام ترک الاضطباع ویأتی المقام فیصلی خلفہ رکعتی الطواف او حیث تیسر من المسجد، ولو صلاھا مضطباعاً یکرہ لکشف منکبہ۔

(غنیۃ الناسک ۱۰۶، مناسک ملا علی قاری ۱۲۹)

دو گانہ طواف

طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا ضروری ہے، اور بہتر ہے کہ انہیں مقام ابراہیم کے آس پاس پڑھے، ورنہ جہاں جگہ ملے پڑھ لے۔ واختم الطواف بروکتین فی المقام او حیث تیسر من المسجد۔ (کتر مع البحر زکریا ۵۷۹/۲، ومثلہ فی الدر المختار ۵۱۲/۳-۵۱۳، مناسک

ملا علی قاری ۱۳۷-۱۳۸، ہندیۃ ۲۲۶/۱، تبیین الحقائق ۲۷۴/۲، تاتارخانیۃ ۴۹۹/۳)

طواف کی دو رکعتوں میں کوئی سورت پڑھے

طواف کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ فی الحدیث الطویل: قال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الروکتین قل هو اللہ احد وقل یا ایہا الکافرون۔ (مسلم شریف ۳۹۵/۱، ابوداؤد شریف ۲۲۶/۱) ویستحب عند الاربعۃ ان یقرأ فی الاولیٰ منہما الکافرون وفی الثانیۃ الاخلاص۔ (غنیۃ الناسک ۱۰۶، تبیین الحقائق ۲۷۵/۲، مناسک ملا

علی قاری ۱۳۸، تاتارخانیۃ ۵۰۰/۳، البحر المرائق زکریا ۵۸۱/۲، شامی زکریا ۵۱۲/۳)

اوقات مکروہہ میں طواف

نماز کے مکروہ اوقات میں طواف کرنا مکروہ نہیں؛ البتہ اگر ان مکروہ اوقات میں طواف

کرے تو طواف کی دو رکعتیں اسی وقت پڑھنا مکروہ ہوگا۔ ولا یکرہ الطواف فی الاوقات
التي یکرہ الصلاة فیها الا انه لا یصلی رکعتیه فیها. (غنیة الناسک ۹۸، شامی بیروت
۴۵۳/۳، زکریا ۵۱۲/۳)

نا سمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں

نا سمجھ بچہ اگر خود طواف کرے تو اس کا طواف درست نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ طواف کے لئے
نیت شرط ہے اور نا سمجھ بچہ نیت کا اہل نہیں ہے؛ لہذا نا سمجھ بچہ کی طرف سے احرام اور طواف وغیرہ
اس کا ولی کرے گا۔ وکذا لا یصح طوافہ لاشترائط النیة له ایضاً بل یحرم له ولیہ.
(غنیة الناسک ۸۳-۸۴، ہندیہ ۲۳۶/۱، ولو الحجیة ۲۹۷/۱، شامی زکریا ۴۶۷/۳)

دورانِ طوافِ تلبیہ؟

طواف کرنے والا خواہ احرام میں ہو یا نہ ہو، اسے دورانِ طوافِ تلبیہ نہیں پڑھنا چاہئے؛
البتہ طواف کے علاوہ احوال میں محرم حاجی جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتا رہے گا۔ ولا
یترک التلبیة فی الاحوال کلها، فی المسجد وخارجہ الی ان یرمی جمرۃ العقبة
الاحال کونہ فی الطواف. (غنیة الناسک ۱۳۷)
تنبیہ: بعض لوگ طواف کے دورانِ تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے۔

جنایاتِ طوافِ قدوم

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بحالت جنابت کئے تو دم واجب ہے، اور اس کو پاک
ہو کر لوٹانا واجب ہے، اگر لوٹالے گا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ فلو طاف للقدوم کله او اکثره
جنباً فعليه دم ویعیده طاهراً وجوباً فی الجنایة فان اعاده سقط عنه الجزاء. (غنیة
الناسک ۲۷۵، مناسک ملا علی قاری ۳۵۲، ہندیہ ۲۴۷/۱، البحر الرائق ۳۴۱/۳، البحر العمیق ۱۱۱۶/۲،
درمختار زکریا ۵۸۱/۳)

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بے وضو کئے تو اس طواف کا با وضو لوٹانا مستحب ہے اور اگر نہیں لوٹایا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقہ فطر لازم ہوگا۔ ولو طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط نصف صاع من بُر..... ولو اعاده طاهراً سقط عنه الجزاء.. (غنية الناسك

۲۷۶، مناسك ملا علی قاری ۳۵۲، ہندیہ ۲۴۷/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۳۲/۳، البحر العمیق ۱۱۱۷/۲)

○ اگر طوافِ قدوم سرے سے چھوڑ دیا تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اس سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی؛ لیکن شروع کرنے کے بعد اگر اکثر چکر چھوڑ دئے تو اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، اگر نہیں کرے گا تو دم لازم ہوگا، نقلی طواف کا بھی یہی حکم ہے۔ ولو ترکہ کله فلا شیء علیہ وقد اساء بخلاف ما لو شرع فیہ ثم ترک اکثرہ فعليه دم - الی قوله - وحکم کل طواف تطوع کحکم طواف القدوم. (غنية الناسك ۲۷۶، مناسك ملا علی قاری

۱۱۱۷/۲، شامی زکریا ۵۸۱/۳)

نوٹ: جو حکم طوافِ قدوم کا ہے وہی طوافِ شجیہ اور طوافِ نفل کا ہے۔ اور طوافِ عمرہ، طوافِ زیارت اور طوافِ وداع میں جنایات کے مسائل آگے اپنی جگہ پر آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔



مسائل آب زمزم

آب زمزم کی مختصر تاریخ

”زمزم“ وہ متبرک چشمہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس وقت ظاہر فرمایا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے جگر گوشے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو اس جگہ قیام کرایا، اس سے قبل وہاں دور دور تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا، اور نہ سیرابی کا کوئی انتظام تھا۔

ضروری توشہ ختم ہونے کے بعد حضرت ہاجرہ بے قراری کے عالم میں ادھر ادھر سرگرداں تھیں، اور بار بار صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر چڑھ کر پانی تلاش کر رہی تھیں، اچانک انہوں نے واپس آ کر یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بالکل قریب پانی کا چشمہ ابل رہا ہے، تو آپ نے فوراً وہاں منڈیر بنائی اور چلو میں لے کر پانی مشکیزہ میں بھرنا شروع کر دیا، یہی زمزم کے چشمہ کا آغاز تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو یہ ایک عظیم جاری چشمہ بن جاتا“۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۵)

زمزم کا چشمہ ظاہر ہونے کے بعد یمن کے قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں پانی کے آثار دیکھ کر حضرت ہاجرہ کی اجازت سے قیام پذیر ہوا، اور ان لوگوں نے وہیں بود و باش اختیار کر لی، حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ بھی انہیں لوگوں میں ہوا، اور اللہ نے ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائی، صدیاں اسی میں بیت گئیں؛ تا آن کہ آنے والی نسلوں میں اختلاف و انتشار پیدا ہوا، اور بنو جرہم اور آس پاس کے قبائل میں لڑائیاں ہونے لگیں، اور اس لڑائی میں بنو جرہم نے مغلوب ہو کر مکہ معظمہ سے اپنے اصلی وطن ”یمن“ کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، اور جاتے وقت کعبہ مشرفہ کی کچھ امانتوں اور حجر اسود کو زمزم کے کنویں میں ڈال کر اسے اس طرح پاٹ دیا کہ اوپر سے اس کے کچھ آثار نظر نہ آئیں۔ (تلخیص: الروض الانف ۲۱۳-۲۱۸)

اس کے بعد سالوں گزر گئے اور کسی کو زمزم کو تلاش کرنے کا خیال نہ آیا، تا آن کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا خوجہ عبدالمطلب جو مکہ معظمہ کے بڑے سردار تھے، ان کو خواب میں زمزم کی جگہ کی نشان دہی

کرائی گئی، چنانچہ ایک ہی موضوع کے خواب کئی دن لگاتار دیکھنے کی وجہ سے جب ان کو خواب کی سچائی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حارث ابن عبدالمطلب کو لے کر خواب میں بیان کردہ علامت کے مطابق کھدائی شروع کی، تھوڑی ہی کھدائی کے بعد کنویں کے آثار نظر آئے، جسے دیکھتے ہی خواجہ عبدالمطلب نے نعرہ تکبیر بلند کیا، یہ منظر دیکھ کر قریش کے دیگر لوگ خواجہ عبدالمطلب کے پاس آئے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ہمارے مورث اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے، اس لئے اس میں ہم سب شرکت کا حق رکھتے ہیں، آپ اکیلے اس کے مالک نہیں ہیں، خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ: ”یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے خاص کر مجھے عطا فرمائی ہے، اس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کر سکتا“، مگر قریش ان کی بات پر مطمئن نہ ہوئے، اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے، تو خواجہ عبدالمطلب نے پیش کش کی کہ کسی کو فیصل مان کر اس کے مطابق عمل کرو، تو قریش نے ملک شام کی ایک کاہنہ کا نام لیا کہ اس کے سامنے مقدمہ پیش کیا جائے گا، اور وہ جس کو کہے گی زمزم کا کنواں اسی کو دے دیا جائے گا، چنانچہ اس پر اتفاق ہو گیا اور خواجہ عبدالمطلب اور قریش کے دیگر قبائل کے نمائندے سفر میں نکل پڑے۔ اتفاق یہ ہوا کہ راستہ میں خواجہ عبدالمطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہلاکت کی نوبت آ گئی، ان لوگوں نے قریش کے دیگر خاندانوں کے نمائندوں سے پانی مانگا، مگر انہوں نے اپنی ضرورت کا عذر بتا کر انکار کر دیا، خواجہ عبدالمطلب نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ ہر ایک آدمی ایک ایک قبر تیار کرے؛ تاکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم میں سے جس آدمی کا انتقال ہوتا رہے اسے دفن کیا جاتا رہے، چنانچہ ساتھیوں نے اس مشورہ کی تعمیل کی، اور پھر بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے؛ لیکن بعد میں خواجہ عبدالمطلب کو خیال آیا کہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرنے سے کیا فائدہ؟ آگے سفر شروع کرنا چاہئے، ہو سکتا ہے اللہ پانی عطا فرمائیں، چنانچہ سب نے سفر کی تیاری شروع کی، اور جیسے ہی خواجہ عبدالمطلب نے اپنی اونٹنی کو کھڑا کیا، اچانک اس کے گھر کے نیچے سے ایک بیٹھے پانی کا چشمہ نمودار ہوا، جسے دیکھ کر بے اختیار سب ساتھیوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، اور وہ پانی خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلایا، اور دیگر قبائل کے نمائندوں کو بھی یہ کہہ کر مدعو کیا کہ: ”آؤ یہ پانی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔“ یہ حال دیکھ کر قافلہ کے لوگ کہہ اٹھے کہ: ”اب ہم زمزم کے بارے میں آپ سے کوئی جھگڑا نہ کریں گے؛ کیوں کہ جس اللہ نے اس جنگل میں آپ کو پانی عطا فرمایا ہے اسی اللہ نے آپ کو زمزم عطا کیا ہے“، اور وہ سب لوگ وہیں سے واپس مکہ معظمہ آ گئے اور کاہنہ کے پاس نہیں گئے۔ (تلخیص: دلائل النبوة ۹۳-۹۵، البدایہ والنہایہ ۶۳۶-۶۳۷، الروض الانف ۲۵۷-۲۶۳)

زمزم کے پانی کی خصوصیات

زمزم کا پانی اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتا ہے: (۱) ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ پانی کتنا ہی خرچ کیے

جائے کبھی کم نہیں ہوتا، بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک حبشی شخص اس کنویں میں گر کر مر گیا تھا، جس کی وجہ سے کنویں کا سارا پانی نکالا گیا، تو یہ دیکھا گیا کہ حجر اسود کی طرف سے بہت تیز پانی آرہا ہے جس کو بمشکل تمام روکنے کی کوشش کی گئی لیکن پھر بھی پانی رک نہیں پایا۔ (سنن دارقطنی ۱۸۱/۱)

آج یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ روزانہ مشینوں کے ذریعہ لاکھوں گیلن روز اس سے پانی نکالا جاتا ہے، مگر الحمد للہ پانی کی آمد میں کوئی کمی نہیں آتی، اگر اتنا پانی کسی اور کنویں سے نکالا جائے تو دو دن میں سوکھ جائے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس پانی میں پیاس مٹانے کے ساتھ ساتھ بھوک مٹانے کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے، گویا کہ مائیت کے ساتھ غذائیت بھی ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مہینہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارا فرمایا، جس کی بنا پر ان کے بدن میں چربی چڑھ گئی۔ (مستفاد مسلم شریف ۲۹۵/۲)

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ زمزم کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے موجب شفا بھی بنایا ہے، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ
زَمْزَمَ، فِيهِ طَعَامٌ مِنْ طَعْمِ وَشِفَاءٌ مِنْ
سُقْمٍ. (معجم کبیر طبرانی حدیث:

روئے زمین پر سب سے بہترین پانی آب زمزم ہے،
یہ کھانے کے لئے خوراک بھی ہے اور بیماری سے شفا
بھی ہے۔

۱۱۱۶۷ بحوالہ تاریخ مکة المكرمة ۷۸/۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک روایت میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا
بِمَاءِ زَمْزَمَ. (مسند أحمد ۲۹۱/۱،
تاریخ مکة مكرمة: ۷۹)

بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے لہذا اسے زمزم کے پانی
سے ٹھنڈا کیا کرو۔

(۴) نیز فضائل کی بعض کتابوں میں منقول ہے کہ زمزم کے پانی کو دیکھنے سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (تاریخ مکة مكرمة: ۶۸)

(۵) تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زمزم کا پانی عرصہ دراز تک بغیر کسی تغیر کے محفوظ رہتا ہے، یہ اس پانی کی ایک اہم خصوصیت ہے، دنیا کا اور کوئی پانی اپنے اندر یہ صفت نہیں رکھتا۔ (کتاب الفتاویٰ ۸۵/۳)

آب زمزم کی فضیلت

آب زمزم دنیا کے تمام پانیوں میں سب سے افضل ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جب شق صدر کے واقعات پیش آئے تو آپ کے قلب اطہر کو ماء زمزم سے دھویا گیا۔ (صحیح بخاری حدیث: ۳۳۳۳، صحیح مسلم: حدیث: ۱۶۲) اگر زمزم کے علاوہ کوئی اور پانی اس سے افضل ہوتا تو یقیناً اسی سے قلب اطہر کو دھویا جاتا۔ نیز ایک بڑا فائدہ آب زمزم کا یہ ہے کہ اسے جس نیت و ارادہ سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس ارادہ کی تکمیل فرمائیں گے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَاءٌ زَمْزَمٌ لِمَا شَرِبَ لَهُ.

(سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۰۶۲) یعنی زمزم کا پانی پیتے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو حاجت مانگنے کا خیال جمایا جائے گا انشاء اللہ وہ مراد پوری ہوگی۔

منقول ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے زمزم پیتے وقت دو باتوں کی دعا فرمائی تھی ایک علم کی دوسرے تیر اندازی کی، آپ کا علمی مقام تو دنیا کو معلوم ہی ہے۔ تیر اندازی بھی آپ کی ایسی تھی کہ ۹۹ فیصدی نشانہ خطا نہ کرتا تھا۔ (تاریخ مکتبہ المکرمہ ۶، المکتبہ الشاملہ)

اور لا علاج مریضوں کی زمزم کے ذریعہ بحکم خداوندی شفا یابی اور اصحاب حاجات کی مرادیں پوری ہونے کے واقعات بکثرت تاریخ میں درج ہیں۔

اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک نقل کیا گیا ہے کہ آپ زمزم کے پانی کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ لے جاتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی تحنیک فرماتے ہوئے اس میں آب زمزم کو شامل کیا تھا۔ (شامی کراچی ۶۲۵/۲ بحوالہ انوار مناسک ۳۹۹) علاوہ ازیں بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمزم کو ثواب کی نیت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۰، نذیرۃ الناسک ۱۳۷)

اور بعض روایات میں یہ مضمون بھی وارد ہے کہ زمزم کو خوب جی بھر کر پینا نفاق سے برأت کی علامت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمٍ.

ہمارے اور منافقوں کے درمیان امتیاز کی علامت یہ ہے کہ منافقین زمزم کا پانی جی بھر کر نہیں پیتے۔ (اس کے برخلاف مؤمنین مخلصین خوب سیراب ہو کر زمزم کا پانی پیتے ہیں) (البداية والنهاية ۶۴۹/۲)

موجودہ دور میں بز زمزم کی صورت حال

چند سال پہلے تک زمزم کے کنویں تک پہنچنے کے لئے حجر اسود کے سامنے نیچے جانے کے راستے بنے ہوئے تھے، اور وہاں بڑی تعداد میں زمزم کی ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں، جن سے لوگ پانی لے کر استعمال کرتے تھے؛

لیکن اب کئی سالوں سے زمزم کے کنویں کو اوپر سے بالکل برابر کر دیا گیا ہے، اور کنویں سے پانی برآمد کرنے کے لئے نہایت طاقتور مشینیں لگادی گئی ہیں، جن کے ذریعہ ہر وقت پانی کھینچا جاتا ہے، اور پھر اسے ٹھنڈا کرنے والی مشینوں سے گزار کر نہ صرف حرم مکہ؛ بلکہ حرم نبوی کے گوشہ گوشہ میں بھی نہایت فراوانی سے مہیا کرانے کا انتظام ہے۔ نیز یہ پانی بڑی مقدار میں مکہ معظمہ کے علاقہ ”کدوی“ میں ذخیرہ کر کے شائقین کو مفت سپلائی کیا جاتا ہے، اور حج کے زمانہ میں حجاج کی رہائشی بلڈنگوں پر پابندی سے پہنچایا جاتا ہے، اور ویسے بھی جا بجا تقسیم ہوتا ہے، بلاشبہ سعودی حکومت کی خدمات اس معاملہ میں نہایت قابل قدر ہیں۔ فجزاھم اللہ أحسن الجزاء۔

خلاصہ یہ کہ آب زمزم امت محمدیہ؛ بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم قدرتی تحفہ ہے، اس سے برکت حاصل کرنا بجائے خود موجب رحمت ہے۔

ذیل میں آب زمزم کے بارے میں مختصر مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

آب زمزم پینے کے آداب

آب زمزم پیتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھیں: (۱) اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیں (۲) اللہ کا ذکر کریں (۳) تین سانس میں پیئیں (۴) خوب سیراب ہو کر پیئیں (۵) پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال: کنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہما جالسا ف جاء ہ رجل، فقال من این جئت، قال: من زمزم، قال: فشربت منها کما ینبغی، قال: و کیف؟ قال: اذا شربت منها فاستقبل القبلة واذکر اسم اللہ و تنفس ثلاثا و تضرع منها فاذا فرغت فاحمد اللہ عز و جل، فان رسول اللہ ﷺ قال: ان آية ما بینا و بین المنافقین انہم لا يتضرعون من زمزم. (سنن ابن ماجہ باب الشرب من زمزم حدیث: ۳۰۶۱، ”قاموس الفقہ“ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۱۰/۱۴)

آب زمزم پیتے وقت کی ایک ماثور دعا

مروی ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آب زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

”اللہم انی اسئلك علما نافعاً و رزقاً واسعاً و شفاءً من کل داء. (فتح القدیر ۵۰/۶۱۳) ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، وسعت والے رزق اور ہر بیماری سے شفاء کی درخواست کرتا ہوں۔

کیا آب زمزم کھڑے ہو کر پینا ضروری ہے؟

آب زمزم کو کھڑے ہو کر پینے کی اجازت ہے، لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے، لہذا بیٹھ کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (افادہ لشامی بحثا ۲۲۸/۱-۲۲۹ مطلب فی مباحث الشرب قائما۔ بیروت)۔

آب زمزم سے وضو اور غسل

آب زمزم سے وضو اور غسل بطور تبرک کرنا درست ہے، البتہ ناپاک چیز کو دھونے یا ناپاکی کو زائل کرنے کے لئے آب زمزم کا استعمال بہتر نہیں، اس لئے آب زمزم سے استنجاء کرنا اور جنبی اور محدث کا غسل کرنا اور کسی ناپاک چیز کو پاک کرنا مناسب نہیں ہے۔ ویجوز الاغتسال والتوضی بماء زمزم علی وجه التبرک ولا یستعمل الا علی شیء طاهر، فلا ینبغی ان یغتسل بہ جنب او محدث ولا فی مکان نجس۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۰، شامی بیروت ۴/۶۷۴)

آب زمزم ساتھ لانا

مکہ مکرمہ سے آب زمزم ساتھ لانا مستحب ہے، اور یہ حرم مکہ کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ ویستحب حملہ الی البلاد۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۱)

آب زمزم مریض پر چھڑکنا

آب زمزم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے، اس لئے مریض کو پلانا اور اس پر چھڑکنا اس کے لئے نافع ہے۔ ویصبہ علی المرضی ویسقیہم فانہ شفاء سقم، وانہ لما شرب لہ کما بسطہ فی الفتح۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۱)

غیر مسلم کو آب زمزم پلانا

غیر مسلم شخص کو بھی آب زمزم پلانا درست ہے۔ (مستفاد کتاب الفتاویٰ ۸۲/۴) اس بارے میں کوئی ممانعت احقر کی نظر سے نہیں گذری۔ (مرتب)



صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

صفا و مروہ

صفا اور مروہ مکہ معظمہ کی دو پہاڑیاں ہیں جو اس وقت بالکل مسجد حرام سے مل چکی ہیں، زمانہ جاہلیت میں ان پہاڑیوں پر ”اساف“ اور ”نائکہ“ کے نام کے دو بت نصب تھے، اور مشرکین عرب ان کی عبادت کیا کرتے تھے، اسی بنا پر اسلام لانے کے بعد ان لوگوں کو صفا و مروہ پر جانے سے انقباض ہوا، نیز بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار مدینہ ”مشلل“ نامی جگہ پر نصب ایک ”مناة“ نامی بت کی پوجا کرتے تھے، اور وہ صفا و مروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے، تو ان دونوں خود ساختہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ،
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ
خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ.

(البقرة: ۱۵۸)

بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان دونوں (صفا و مروہ) کا چکر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدر دان ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ صفا و مروہ شعائر اسلام میں داخل ہیں اور ان کے مابین سعی کرنا بلا تردد مناسک حج و عمرہ میں شامل ہے؛ لہذا جاہلیت کی فرسودہ باتوں سے ان جگہوں کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ (مستفاد: البحر المحیط ۱۲۷۹/۳، احکام القرآن للجصاص للرازی ۹۵-۹۶، روح المعانی ۳۷۲/۲، تفسیر قرطبی ۱۷۸/۱)

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار

صفا و مروہ کی سعی دراصل حضرت ہاجرہ (والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی اس بے تابانہ دوڑ کی یادگار ہے جب وہ اپنے صاحب زادے کی بے قراری دیکھ کر بڑے عجز و نیاز کے ساتھ پانی کی تلاش میں کبھی اس پہاڑی پر جاتی تھیں اور کبھی دوسری پہاڑی پر جاتی تھیں کہ کہیں پانی کا سراغ مل جائے؛ تا آن کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کی مشکل آسان فرمائی اور فرشتہ کو بھیج کر ماء زمزم کا چشمہ جاری فرمایا جو بیک وقت غذا، شفا اور سقائینوں کا کام دیتا ہے۔ (مستفاد: بخاری شریف ۳۷۵۱، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۲۶)

سعی کرتے ہوئے جذبات کیارہنے چاہئیں؟

صفا و مروہ کی سعی محض کوئی رسم نہیں؛ بلکہ ایک اہم ترین عبادت ہے، اس کو انجام دیتے وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر نظر اور اپنی عاجزی اور ذلت کا اظہار ہونا چاہئے۔ مفسر قرآن حضرت علامہ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر فرماتے ہیں:

صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی بے مائیگی، ذلت اور اللہ کے سامنے محتاج ہونے کا استحضار کرے اور اپنی قلبی ہدایت اصلاح حال گناہوں کی مغفرت کا خواہاں ہو، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے نقائص و عیوب کے ازالہ اور صراط مستقیم کی رہنمائی اور تازندگی دین پر ثبات قدمی اور گناہوں اور معاصی کی حالت سے مغفرت، اور صلاح و سداد کی حالت کی طرف لوٹانے کی التجا کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

فَالسَّاعِي بَيْنَهُمَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ
يَسْتَحْضِرَ فَقْرَهُ وَذَلَّتَهُ وَحَاجَتَهُ إِلَى
اللَّهِ فِي هِدَايَةِ قَلْبِهِ وَصَلَاحِ حَالِهِ،
وَعُفْرَانِ ذَنْبِهِ وَأَنْ يَلْتَجِيَ إِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ لِيُزِيحَ مَا هُوَ بِهِ مِنَ النَّقَائِصِ
وَالْعُيُوبِ وَأَنْ يَهْتَدِيَ إِلَى الصِّرَاطِ
الْمُسْتَقِيمِ، وَأَنْ يُثَبِّتَهُ عَلَيْهِ إِلَى مَمَاتِهِ
وَأَنْ يُحَوِّلَهُ مِنْ حَالِهِ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ
مِنَ الذُّنُوبِ وَالْمَعَاصِي إِلَى حَالِ
الْكَمَالِ وَالْعُفْرَانِ وَالسَّدَادِ
وَالِاسْتِقَامَةِ كَمَا فَعَلَ بِهَا جَرَّةٌ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا. (ابن کثیر ۱۳۷)

بلاشبہ اگر مذکورہ بالا تصور کے ساتھ سعی کی جائے گی تو اس عبادت کا وزن بڑھ جائے گا، اور رحمت خداوندی سعی کرنے والے بندہ کی طرف متوجہ ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ سبھی حجاج و معتمرین کو ”سعی مشکور“ سے نوازیں، آمین۔ ذیل میں سعی سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

سعی کی شرعی حیثیت

حج میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ ہو رکن عند الثلاثة و واجب

عندنا. (غنية الناسك ۱۲۸، تاتارخانية زكريا ۳/۵۰، تبیین الحقائق ۲/۲۸۰، اللباب فی شرح الكتاب

۱۷۰/۱، دمختار زكريا ۳/۴۶۹، البحر العميق ۳/۱۲۸۲، شرح بقایة ۱/۱۸۷، ہدایة مع الفتح

۱/۴۶۰، غانية ۱/۳۹۲)

سعی نفلی نہیں ہوتی

صفا و مروہ کی سعی جب بھی ادا کی جائے گی وہ رکن یا واجب ہی ہوگی، نفلی طور پر سعی کرنا

شریعت میں ثابت نہیں ہے۔ والتنفل بالسعی غیر مشروع. (مجمع الانہر ۲۷۵/۱، شامی

زکریا ۵۱۶/۳، مبسوط سرخسی ۲۵۹/۲، تبیین الحقائق ۲۸۳/۲، غنیۃ الناسک ۱۳۷، معلم الحج ۱۵۰)

نوٹ: بعض ناواقف لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ نفلی طواف کی طرح نفلی سعی بھی کرتے ہیں تو یہ ”سعی

لا حاصل“ ہے، اور اپنے کو بلا وجہ تھکانا ہے، اس کے بجائے زیادہ سے زیادہ طواف کرنے چاہئیں۔ (مرتب)

طواف وسعی کے درمیان فصل

طواف کے فوراً بعد سعی کرنا اگرچہ لازم نہیں ہے، طواف اور سعی کے درمیان لمبے فصل کے

باوجود کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ لیکن سنت یہی ہے کہ بلا عذر طواف وسعی کے درمیان فصل نہ کیا

جائے اور اگر عذر ہو مثلاً بیماری یا تھکاوٹ ہو جائے تو فصل میں حرج نہیں ہے۔ واما سننہ فمئھا

ان یوالی بین الطواف والسعی فلو فصل بینہما بوقت ولو طویلاً فقد ترک

السنة ولیس علیہ جزاء. (الفقه علی المناہب الاربعہ ۶۵۹/۱، غنیۃ الناسک ۱۲۸، البحر الرائق

۳۳۲/۳، شامی زکریا ۵۱۴/۳)

نوٹ: طواف وسعی کے درمیان فصل اسی وقت مضر نہیں جب کہ ان کے درمیان کوئی رکن نہ پایا

جائے، اگر کوئی رکن پایا جائے تو اتصال کا حکم ساقط ہو جائے گا، اور از سر نو طواف کرنا پڑے گا،

مثال کے طور پر کسی شخص نے طواف قدوم کیا اس کے بعد وقوف عرفہ کر لیا تو اب وہ طواف کے بغیر

حج کی سعی نہیں کر سکتا؛ بلکہ طواف کرنا پڑے گا اس کے بعد ہی حج کی سعی معتبر ہوگی۔ لکن

یشترط ان لا یتخلل بینہما رکن فلو طاف للقدوم ولم یسع ثم وقف بعرفۃ ثم

اراد ان یسعی بعد طواف القدوم لم یجز ذلک بل یسعی بعد طواف الافاضة.

(غنیۃ الناسک ۱۲۸، البحر العمیق ۱۲۹۴/۳)

سعی شروع کرتے وقت حجر اسود کا استلام

جب سعی کرنے کا ارادہ ہو تو اولاً حجر اسود کا استلام کرے اس کے بعد سعی کے لئے صفا پہاڑی کی طرف چلے۔ ویسن ان یتدیء بالحجر الاسود فیستلمہ کما مر۔ (غنیۃ الناسک ۱۲۸، تاتارخانیۃ زکریا ۴۹۳/۳، ہندیۃ ۲۲۶/۱، تبیین الحقائق ۲۷۶/۲، ہدایۃ ۲۴۰/۱، البحر العمیق ۱۲۵۳/۳، مبسوط سرخسی ۲۹/۴)

صفا پر چڑھتے ہوئے کیا پڑھے؟

جب صفا کے قریب پہنچ جائے تو کہے: اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ. ﴿اِنَّ الصّٰفَا وَالمَّرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ البَيْتِ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطُوْفَ بِهِمَا﴾ (یعنی میں بھی اپنی سعی اسی مقام سے شروع کرتا ہوں جسے اللہ نے اپنے ارشاد ﴿ان الصفا والمروة﴾ میں اول رکھا ہے، یعنی صفا سے) اس کے بعد صفا پہاڑی پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے۔ واذا دنى من الصفا يستحب ان يقول: ابدأ بما بدأ اللہ به: ﴿ان الصفا والمروة من شعائر اللہ﴾ ویصعد عليه حتى يرى البيت من الباب لا من فوق الجدار ان امکنه الصعود لرؤية البيت حقيقة او محاذاةً، والا فقد ر ما یمكنه الخ. (غنیۃ الناسک ۱۲۸، طحطاوی ۷۳۴، ہدایۃ ۲۴۲/۱)

نوٹ: صفا یا مروہ پر اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر رکاوٹیں نہ ہوں تو بیت اللہ شریف نظر آنے لگے؛ لہذا ان پہاڑیوں پر اوپر تک چڑھنا خلاف سنت ہے۔

صفا پر چڑھنے کے بعد کیا کرنے؟

جب صفا پر چڑھ جائے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرے (خواہ وہ نظر آئے یا نہ آئے) اور اپنے دونوں ہاتھ دعاء کی طرح کندھوں کے برابر تک اٹھائے (نماز کی طرح نہ اٹھائے) اور اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خوب دعائیں مانگے، یہ قبولیت کا مقام ہے۔ واذا صعد عليه استقبال

البيت ورفع يديه حذو منكبيه جاعلاً بطنها نحو السماء كما للدعاء - الى قوله
- ويدعو بما شاء لنفسه وللمسلمين الخ. (غنية الناسك ۱۲۹، اللباب ۱۷۰/۱، طحطاوى

۷۳۴، فرمختار مع الشامى زكريا ۵۱۴/۳)

صفا پر چڑھنے کا خاص ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھنے کے بعد حسب ذیل کلمات کا ورد فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ (ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی سا جھی نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کو زیب دیتی ہے، اور ہر طرح کی خوبیاں صرف اسی کے لائق ہیں، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور اکیلے ہی سب مخالف جماعتوں کو شکست فاش دی۔) (غنية الناسك

۱۲۹، بدائع الصنائع زكريا ۳۲۲/۲، تاریخ خلیفہ ۵۰۱/۳، خلیفہ ۳۹۳/۱، مناسک ملا علی قاری ۱۷۱، تبیین الحقائق ۲۶۶/۲)

میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا

جب سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین (صفا و مردہ کے درمیان دادی کا وہ حصہ جہاں اس وقت جھپٹ میں ہری لائیں بطور نشانی لگی ہوئی ہیں) کے پاس پہنچے تو دوڑنے کے انداز میں چلنے کی رفتار تیز کر دے، اور ہر چکر میں ایسا ہی کرے۔ فاذا بلغ الميلین سعی کما مر.....
ويستحب ان يكون السعي بين الميلين فزق الرمل دون العدو، وهو جري شديد كجري الفرس، وهو سنة في كل شوط. (غنية الناسك ۱۳۰، ومثله في التاتارخانية ۵۰۲/۳، اللباب في شرح الكتاب ۱۷۰/۱، هناية مع التبع ۵۸۱/۲، شرح نقاينة ۱۹۸/۱، فرمختار زكريا ۵۱۵/۳،

البحر الرائق ۳۱۲/۳)

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ چھوڑ دی

میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا مسنون ہے، اگر کوئی شخص دوڑنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی چیز لازم تو نہیں، مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ وهو سنة في كل شوط، فلو تركه او هرول في جميع السعي فقد اساء ولا شيء عليه. (غنية الناسك ۱۳۰، مبسوط سرخسی

۵۰۱۲، بدائع الصنائع ۳۲۰/۱۲)

پوری سعی میں دوڑتا رہا

اگر میلین اخضرین کے علاوہ بھی پوری سعی کے دوران دوڑ کر چلتا رہا، تو ایسا کرنا خلاف سنت اور ناپسندیدہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ فلو تركه او هرول في جميع السعي فقد اساء ولا شيء عليه. (غنية الناسك ۱۳۰)

سعی کی ایک اہم دعا

بہتر یہ ہے کہ سعی کے دوران اس دعا کا کثرت سے ورد رکھا جائے: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَنِّ مَا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ. (غنية الناسك ۱۲۹، تاتارخانیة ۴۹۶/۳، شرح نقایة ۱۹۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۴۴/۲) (ترجمہ: اے میرے رب! میرے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرمائیے، اور جو (میری کوتاہیاں) آپ کو معلوم ہیں ان سے درگزر فرمائیے، بے شک آپ سب سے زیادہ عزت اور کرامت والے ہیں)

سعی کے درمیان تلبیہ؟

حاجی اگر حج کا احرام باندھ کر طوافِ قدوم (یا نفلی طواف) کے بعد سعی کر رہا ہے تو سعی کے دوران تلبیہ پڑھے گا، اور عمرہ کرنے والا سعی کے درمیان تلبیہ نہیں پڑھے گا؛ کیوں کہ عمرہ کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے، جب کہ حج کرنے والے کا تلبیہ ذی الحجہ کی

دسویں تاریخ کو ”جمرة عقبہ“ کی رمی تک جاری رہتا ہے۔ ویلیبی فی السعی الحاج ان سعی بعد طواف القدوم لا المعتمر: (غنیة الناسک ۱۳۰، البحر الرائق ۳۳۳/۳، شامی زکریا ۵۱۴/۳)

سعی کے ختم پر نفلی نماز

سعی ختم کرنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ وندب ان یختتم السعی بر کعتین فی المسجد، کالطواف کما ان مبدئہما بالاستلام. (غنیة الناسک ۱۳۰، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۵/۳، خانیة ۲۹۳/۱، فتح القدیر ۴۶۰/۲، الموسوعة الفقہیة ۲۵، ۲۰-۲۱، مجمع الانہر ۴۰۵/۱)

تنبیہ: یہ نماز مروہ پہاڑی پر نہ پڑھی جائے ورنہ ایک نئی بدعت شروع ہو جائے گی۔ ولا یصلیہما علی المروۃ لانه ابتداء شعار. (غنیة الناسک ۱۳۰)

طواف یا سعی کے چکروں میں شک ہو تو کیا کرے؟

اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے تو کم مقدار پر عمل کرے، یہ اس وقت ہے جب کہ طواف یا سعی کے شروع یا درمیان میں شک واقع ہوا ہو، اگر طواف یا سعی سے فارغ ہونے کے بعد شک واقع ہو جائے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ ولو شک فی عدد اشواط السعی اخذ بالاقبل کما قالوا فی الطواف کذا فی الكنز - الی قوله - والشک انما یعتبر فی اثناء السعی والطواف واما اذا شک بعد الفراغ فلا شیء علیہ الخ. (غنیة الناسک ۱۳۰-۱۳۱، شامی زکریا ۵۰۹/۳، مناسک ملا علی قاری ۱۶۶-۱۶۷)

سعی کا رکن اصلی

سعی کا رکن یہ ہے کہ سعی صفا اور مروہ کے درمیان کرے؛ لہذا اس سے باہر سعی کرنا درست نہیں ہوگا۔ واما رکنہ فکونہ بین الصفا والمروۃ، فلا یجوز خارج المسعی. (غنیة

الناسک ۱۳۱، البحر العمیق ۱۲۸۷/۳، بدائع الصنائع ۳۱۹/۲)

جدید مسعی

آج کل سعی کی جگہ پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا چوڑی کر دی گئی اور اسے کئی منزلہ بنا دیا گیا ہے اور آنے جانے کے راستے الگ کر دئے گئے ہیں، تو حکومت کی تحقیق کے مطابق یہ پوری جگہ اصلاً صفا و مروہ پہاڑیوں کے بیچ ہی میں ہے اس لئے وہاں کسی بھی منزل میں سعی بلا تردد درست ہے۔ (مرتب)

سعی کی شرطیں

سعی صحیح ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) بذات خود سعی کرنا: پہلی شرط یہ ہے کہ بذات خود سعی کرے، چاہے کسی سواری پر

سوار ہو کر یا کسی کے سہارے سے ہو، اس میں نیابت نہیں چلتی۔ واما شرايطه فخمسة، الاول فعله بنفسه ولو محمولاً اور اکباء، فلا تجوز فيه النيابة. (غنیۃ الناسک ۱۳۱، مناسک ملا

علی قاری ۱۷۴)

(۲) سعی کے اکثر چکروں کا پورا کرنا: دوسری شرط یہ ہے کہ سعی کے سات

چکروں میں سے کم از کم چار چکر پورے کرے؛ لہذا اگر کسی نے چار چکر سے کم کئے تو گویا اس نے سعی ہی نہیں کی۔ الثانی: اتیان اکثرہ، فلو سعی اقله فکأنه لم یسع. (غنیۃ الناسک ۱۳۲،

مناسک ملا علی قاری ۱۷۸)

(۳) سعی سے پہلے احرام باندھنا: تیسری شرط یہ ہے کہ سعی سے پہلے احرام

باندھا ہو، البتہ سعی کرتے وقت احرام کی حالت ہو یا نہ ہو؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وقوف

عرفہ سے پہلے حج کے لئے سعی کر رہا ہے، تو حالت احرام میں سعی کرنا شرط ہے، اور اگر وقوف عرفہ

کے بعد سعی کر رہا ہے تو اگر حلق یا قصر سے قبل سعی کرے تو احرام شرط ہے، اور اگر حلق کے بعد سعی

کرے گا تو احرام شرط نہیں؛ بلکہ بلا احرام ہی طواف سعی کرنا افضل ہے۔ الثالث: تقدیم الاحرام

علیہ، واما بقاء الاحرام حالة السعی فان كان سعیہ للحج قبل الوقوف، فیشرط

ان بعد الوقوف فلا یشرط بل عدمه الخ. (غنیۃ الناسک ۱۳۲، مناسک ملا علی قاری ۱۷۴)

(۴) معتبر طواف کے بعد سعی کرنا: چوتھی شرط یہ ہے کہ معتد بہ یعنی کم از کم طواف کے چار چکر لگانے کے بعد سعی کرے چاہے وہ طواف حدت یا جنابت کی حالت میں ہی کیوں نہ کیا ہو۔ الرابع: کونہ بعد طواف معتد بہ وهو ان یکون اربعة اشواط فاکثر، سواء طافه طاهراً او محدثاً او جنباً فهو من شرائط صحة السعی. (غنیة

الناسک ۱۳۲، والبعث فی مناسک ملا علی قاری ۱۷۷)

(۵) وقت کا ہونا: پانچویں شرط یہ ہے کہ اگر یہ سعی حج کی ہے تو سعی کا وقت یعنی اشہر حج کا شروع ہو جانا؛ لہذا اشہر حج سے پہلے حج کی سعی درست نہیں ہوگی؛ البتہ حج کی سعی اشہر حج کے بعد بھی ہو سکتی ہے، گو کہ وہ بلا عذر مکروہ ہے۔ الخامس: الوقت لسعی الحج، وهو اشہر الحج، والشرط دخوله لابقائه، فلا يجوز تقدیمه علیہ ویصح تاخیرہ عنہ ویکرہ. (غنیة

الناسک ۱۳۲، مناسک ملا علی قاری ۱۷۸)

وضاحت: عام طور پر فقہاء نے شرائط سعی میں چھ باتوں کو ذکر فرمایا ہے جن میں مذکورہ بالا پانچ باتوں کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ سعی کے شوط کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے، اور اگر کسی نے مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا شوط معتبر نہ ہوگا؛ لیکن صاحب "غنیة الناسک" کی تحقیق یہ ہے کہ ابتداء بالصفا کی بات شرائط میں سے نہیں؛ بلکہ واجبات سعی میں شامل ہے، اسی لئے ہم نے اسے شرائط میں شمار نہ کر کے واجبات کے ضمن میں شمار کرایا ہے۔ قال فی الغنیة: والصحیح انه من واجبات السعی فلو بدأ بالمرور بصح اذا ذلک الشوط ولكن لا یعتد بہ، لانه لم یأت بہ بوصف الرجوب فکانہ لم یأت بہ فیجب ان یعیدہ بعد ستة من الصفا فلو لم یعد فعلیہ دم لترك واجب البداءة بالصفا، كما صرح بہ فی الجنایات من البحر والشر نبالیة. (غنیة الناسک ۱۳۲)

واجبات سعی

سعی میں درج ذیل چھ امور واجب ہیں:

(۱) پاکی کی حالت میں طواف کے بعد سعی کرنا: اول یہ کہ سعی ایسے

طواف کے بعد کرے جو جنابت اور حیض سے پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو (البتہ جو طواف بے وضو کیا گیا ہو یا بدن اور کپڑے پر نجاست لگی رہنے کی حالت میں کیا گیا ہو اس کے بعد کی سعی معتبر ہوگی؛ البتہ یہ خلاف سنت ہوگا) فصل فی واجبات السعی: ہی ستة، الاول: کونہ بعد طواف علی طہارة عن الجنابة والحیض، اما عن الحدث الا صغر وعن النجاسة فی الثوب والبدن ومکان الطواف فلیس من واجبات السعی بل من سننہ. (غنیۃ الناسک ۱۳۳)

وضاحت: بحالت جنابت طواف کے بعد سعی ادا تو ہو جاتی ہے، جیسا کہ شرائط کے بیان میں شرط ۴ کے ضمن میں گزرا ہے؛ لیکن ترک واجب کی وجہ سے اعادہ سعی واجب ہوتا ہے، اسی لئے اس کو واجبات میں شمار کیا گیا ہے۔ (مرتب)

(۲) **سعی کو صفا سے شروع کر کے مروہ پر ختم کرنا:** سعی کا دوسرا واجب

یہ ہے کہ سعی کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے؛ لہذا اگر کسی نے مروہ سے سعی کی ابتداء کی تو پہلا چکر کا عدم ہوگا اور سعی کی ابتداء صفا سے ہوگی اور آخری چکر مروہ پر ختم کرنا ہوگا۔ (اگر آخری چکر چھوڑ دیا اور صفا پر سعی کی انتہاء کی تو ایک صدقہ فطر دینا پڑے گا) الثانی: الترتیب بان یبدأ بالصفا ویختم بالمروۃ الخ. (غنیۃ الناسک ۱۳۳) فان لم یعد لزمہ الصدقة لترك اخر الأشواط. (غنیۃ الناسک ۱۳۱)

(۳) **پیدل سعی کرنا:** سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو

پیدل سعی کرے؛ لہذا اگر کسی نے بلا عذر سوار ہو کر سعی کی تو اس پر سعی کا لوٹانا لازم ہوگا۔ الثالث: المشی فیہ لمن لا عذر لہ، فان سعی راكباً او زحفاً بغير عذر فعليه الإعادة الخ.

(غنیۃ الناسک ۱۳۳، مناسک ملا علی قاری ۱۷۸)

(۴) **اکثر سے زائد چکروں کا پورا کرنا:** سعی درست ہونے کے لئے سعی کے

اکثر یعنی چار سے زائد چکروں کا پورا کرنا واجب ہے؛ لہذا اگر کسی نے زائد چکر چھوڑ دیئے تو ہر چکر کے عوض ایک صدقہ واجب ہوگا۔ الرابع: اکھمال ما زاد علیہ علی اکثر اشواطہ، فان

ترکہ صح سعیہ، وعلیہ لکل شوط صدقة. (غنیۃ الناسک ۱۳۴، مناسک ملا علی قاری ۱۷۸)

(۵) حالت احرام میں عمرہ کی سعی کرنا: اگر سعی عمرہ کے لئے کر رہا ہے تو حالت احرام میں کرنا واجب ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص عمرہ کی سعی حالت احرام میں نہ کرے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ الخامس: كونه في حالة الاحرام في سعی للعمرة الخ. (غنية الناسك ۱۳۴، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

(۶) صفا اور مروہ کے درمیان کی پوری مسافت طے کرنا: سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی واجب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان جتنی مسافت ہے وہ پوری کرے۔ السادس: قطع جميع المسافة بينهما وهو ان يلصق عقبه بهما الخ. (غنية الناسك ۱۳۴، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

سعی کے لئے طہارت شرط نہیں

سعی چاہے عمرہ کی کر رہا ہو یا حج کی، بہر صورت سعی پاکی کی حالت میں کرنا واجب نہیں؛ اس لئے کہ یہ عبادت مسجد میں ادا نہیں کی جاتی ہے۔ (اور ابھی تک سعی کا حصہ ہماری معلومات کے مطابق مسجد حرام میں باقاعدہ داخل نہیں کیا گیا ہے) ولا يجب فيه الظهارة عن الجنابة والحیض، سواء كان سعی عمرة او حج لانه عبادة تؤدى لا فى المسجد الحرام. (غنية للناسك ۱۳۴، تاتارخانیة ۶۱۰/۱۳، مبسوط سرخسی ۵۱/۲، الولوالجیة ۲۹۴/۱)

سعی کی سنتیں

سعی میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں: (۱) حجر اسود کا استلام کرنا۔ (۲) سعی طواف کے فوراً بعد کرنا، ان کے درمیان بلا عذر فصل نہ کرنا۔ (۳) صفا اور مروہ پر اس قدر چڑھنا کہ بیت اللہ شریف دیکھا جاسکے۔ (۴) صفا اور مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا۔ (۵) ساتوں چکروں کو پے درپے کرنا۔ (اگر چکروں کے درمیان وقفہ کیا مثلاً ایک دن ایک چکر کیا، پھر دوسرے دن دوسرا چکر کیا الخ؛ تب بھی سعی درست ہو جائے گی؛ لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ اور خلاف سنت

(۶) حدث اکبر یعنی حیض و جنابت وغیرہ سے پاکی کی حالت میں سعی کرنا۔ (۷) سعی ایسے طواف کے بعد کرنا جو حدث اصغر، بدن اور کپڑوں کی پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو۔ (۸) میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا۔ (۹) ستر کا چھپانا۔ ہی استلام الحجر الاسود، والمواالات بینہ وبين الطواف - الی قوله - وستر العورة فیہ مع انه فرض فی کل حال . (غنیۃ

الناسک ۱۳۵، مناسک ملا علی قاری ۲

سعی کے مستحبات کا بیان

سعی میں درج ذیل چیزیں مستحب ہیں:

- (۱) نیت کرنا۔ (واضح رہے کہ سعی میں نیت صرف مستحب ہے، ضروری نہیں؛ لہذا اگر کوئی شخص صفا و مروہ کے چکر بلا نیت بھی لگالے تب بھی اس کی سعی ادا ہو جائے گی)
- (۲) دوران سعی ذکر و دعاء میں مشغول رہنا اور کثرت سے ذکر و دعاء کرنا۔
- (۳) صفا و مروہ پر زیادہ دیر تک ٹھہرنا۔
- (۴) اگر سعی کے چکروں کے درمیان تفریق ہوگئی ہو تو از سر نو کرنا۔
- (۵) سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد حرام میں دو رکعت نماز ادا کرنا۔

وہی النیۃ: فلو مشی من الصفا الی المروۃ ہارباً او بائعاً او مشترباً - الی قوله

- واداء رکعتین بعد فراغہ منہ فی المسجد . (غنیۃ الناسک ۱۳۵، مناسک ملا علی قاری ۱۸۰)

سعی کے مباحات کا بیان

سعی میں درج ذیل باتیں مباح ہیں:

- (۱) جائز گفتگو کرنا۔
- (۲) کھانا پینا اس طرح کہ سعی کے چکروں میں اس کی وجہ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جائے۔
- (۳) سعی کے دوران فرض یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا۔

وهی الکلام المباح الذی لا یشغله مما ینبغی فیہ الخ . (غنیة الناسک ۱۳۵)

مناسک ملا علی قاری (۱۸۰)

سعی کے مکروہات کا بیان

درج ذیل چیزیں سعی کے درمیان مکروہ ہیں:

- (۱) بغیر کسی عذر کے سوار ہونا۔
- (۲) سعی کے چکروں میں بہت زیادہ فصل کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔
- (۳) خرید و فروخت کرنا۔
- (۴) ایسی گفتگو کرنا جو خشوع و خضوع یا ذکر و دعاء اور پے درپے سعی کرنے میں مخل ہو۔
- (۵) صفا اور مردہ پر بالکل نہ چڑھنا۔
- (۶) میلین اخضرین کے درمیان تیز نہ چلنا۔
- (۷) بلا کسی عذر کے طواف کے بعد فوراً سعی نہ کرنا۔
- (۸) سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا۔
- (۹) ستر کا نہ چھپانا۔

فصل فی مکروہاتہ: وہی الرکوب فیہ من غیر عذر، وتفریقہ تفریقاً کثیراً

— الی قولہ — وترک ستر العورة الخ . (غنیة الناسک ۱۳۶، مناسک ملا علی قاری ۱۸۱)



جنایاتِ سعی

طوافِ معتبر کے بغیر سعی معتبر نہیں

سعی طواف (فرض یا نفل) کے بعد ہونی ضروری ہے، اگر طواف کے بغیر سعی کی تو اس سعی کا کوئی اعتبار نہیں؛ لہذا اگر طواف کے بعد سعی نہیں دوہرائی تو ترک واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ ولو سعی قبل الطواف لم يعتد به ای بذلک السعی، فإن سعیہ حینئذ کالمعدوم، فان لم یعدہ فعلیہ دم ای اتفاقاً. (غنیۃ الناسک ۲۷۷، مناسک ملا علی قاری ۳۵۵)

بلا عذر سوار ہو کر سعی کرنا

اگر بلا عذر سوار ہو کر یا وہیل چیئر پر سعی کی تو دم لازم ہے، پھر اگر پیدل دوہرائی تو دم ساقط ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۷) ولو سعی کلہ او اکثرہ را کبناً او محمولاً بلا عذر فعلیہ

دم. (مناسک ملا علی قاری ۱۸۰)

نوٹ: آج کل سعی میں بعض حضرات بلا عذر یا معمولی تھکاوٹ کا بہانا بنا کر وہیل چیئر پر سعی کر لیتے ہیں، تو اس طرح کی سعی سے دم لازم ہو جاتا ہے؛ اس لئے حتی الامکان پیدل سعی کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل بیوی سے جماع حلال ہے، اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ ولو طاف لحجته فواقع النساء ای جنسهن ثم سعی بعد ذلک اجزأہ سعیہ المتأخر لخروجه عن الاحرام بالنکلیۃ بعد الحلق

والطواف. (غنیۃ الناسک ۲۷۸، مناسک ملا علی قاری ۳۵۶)

کیا سعی ایام نحر میں کرنا ضروری ہے؟

سعی کے لئے ایام نحر کی پابندی لازم نہیں ہے؛ لہذا حج کی سعی ایام نحر کے بعد بھی کی جاسکتی ہے، اس تاخیر کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ ولو أخر السعی عن ایام النحر ولو شهراً بل لو سنین لا شیء علیہ الا انه یکره له. (غنیۃ الناسک ۲۸۷، مناسک ملا علی قاری ۳۵۶)

سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دینا

اگر حج میں سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دئے تو دم لازم ہے۔ ولو ترک السعی کلہ او اکثرہ فعلیہ دم و حجبہ تام. (غنیۃ الناسک ۲۷۷، مناسک ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے تین سے کم چکر چھوڑ دئے

اگر سعی کے تین یا اس سے کم چکر چھوڑے ہیں تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقہ فطر لازم ہے۔ ولو ترک منه ای من السعی ثلاثة اشواط او اقل فعلیہ لکل شوط صدقة الا ان یبلغ ذلک دماً. (غنیۃ الناسک ۲۷۷، مناسک ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے دوران نماز کھڑی ہوگئی

اگر سعی کے دوران نماز باجماعت شروع ہو جائے تو سعی وہیں موقوف کر کے جماعت میں شریک ہو جائے، پھر اسی جگہ سے سعی شروع کر دے۔ لو اقیمت الصلاة والرجل یطوف ویسعی یتربک الطواف والسعی ویصلی ثم ینبئ بعد الفراغ. (عالمگیری ۲۲۷/۱، مناسک علی قاری ۱۸۰، درمختار زکریا ۵۰۹/۳، غنیۃ الناسک ۱۳۵، انور رحمت ۴۴۴)

سعی کے دوران نماز جنازہ میں شرکت

اگر سعی کے دوران جنازہ آجائے تو سعی کرنے والے کو نماز جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے، اور نماز کے بعد جہاں سے سعی چھوڑی ہے وہیں سے پھر شروع کر دے۔ ولو خرج منه او من السعی الی جنازة او مکتوبة او تجدید وضوء ثم عاد بنی. (درمختار زکریا ۵۰۹/۳، غنیۃ الناسک ۱۳۵)



حج سے قبل مکہ معظمہ میں قیام

مسجد عائشہؓ سے عمرہ

مکہ معظمہ میں قیام پذیر حجاج کے لئے حج کے پانچ ایام (۹-۱۳ ذی الحجہ) کے علاوہ ایام میں مسجد عائشہ، جہرانہ یا حل کے کسی مقام سے بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور عمرہ کی کثرت یقیناً اجر و ثواب میں زیادتی کا باعث ہے۔ العمرة سنة و تصح في جميع السنة و تکره يوم عرفة و يوم النحر و ایام التشريق. (مراۃ الفلاح، ۷۴۰، ومثله فی الهندیة ۲۳۷/۱، خانیة ۳۰۱/۱) لان العمرة جائزة فی جميع السنة بلا کراهة الا فی خمسة ایام لا فرق فی ذلك بین المکی والافاقی. (غنیة الناسک جدید ۲۱۵) ولا یکره الا کثیر منها ای من العمرة فی جميع السنة بل یتحب ای الا کثیر منها، وأفضل مواقیثها لمن بمكة التنعیم والجعرانة والاول افضل عندنا. (مناسک ملا علی قاری ۴۶۷)

طواف افضل ہے یا عمرہ؟

مکہ معظمہ میں قیام کے دوران عمرہ کی کثرت افضل ہے یا طواف کی؟ تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر اتنے وقت تک طواف میں مسلسل مشغول رہتا ہے کہ اس میں عمرہ کیا جاسکتا ہے تو طواف افضل ہے، اور اگر اتنی مدت تک طواف میں مشغول نہیں رہتا؛ بلکہ طواف میں کم وقت لگاتا ہے تو ایسی صورت میں عمرہ کرنا طواف سے زیادہ فضیلت و ثواب کا باعث ہوگا۔ اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سات طوافوں کا ثواب ایک عمرہ کے مانند ہے۔ والطواف افضل من العمرة

اذا شغل به مقدار زمن العمرة. وقد قيل سبع اسابيع من الاطوفة كعمرة. (غنية

الناسك ۱۳۸، مناسك ملا علی قاری ۴۶۷، ومثله فی الشامی زکریا ۱۷۱/۳)

قارن شخص کاج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا

قارن شخص نے میقات سے حج و عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ آ کر عمرہ کے ارکان ادا کر لئے، پھر اس نے مسجد عائشہ یا حل کے کسی مقام پر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے اس نئے احرام کو ترک کر کے حج کے بعد عمرہ کی قضا اور دم جنایت دے؛ لیکن اگر اسی وقت عمرہ کر لیا تو اس نے برا کیا، اور اس پر احرام پر احرام باندھنے کی بنا پر ایک دم لازم ہوگا اور اگر کئی مرتبہ یہی عمل کیا تو ہر مرتبہ کے عوض دم دینا ہوگا، اور حج قرآن ہونے کی وجہ سے دم شکر اپنی جگہ حسب دستور واجب رہے گا۔ واما لو ادخل احرام العمرة على الحج قبل طوافه او بعله رفض العمرة اتفاقاً وان مضى عليها جاز و اساء. (غنية الناسك ۲۳۱، ومثله فی مناسك ملا علی قاری ۲۶۰، تاتارخانیة ۶۱۸/۳، هنلیة ۲۳۷/۱)

تمتع کرنے والے کاج سے قبل مسجد عائشہ سے عمرہ کرنا

تمتع کرنے والا حاجی جو میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آتا ہے اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتا ہے، اس کے لئے مکہ معظمہ میں قیام کے دوران حج سے قبل مسجد عائشہ، جرانہ یا حل کے کسی مقام سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا جائز ہے، اور حج تمتع بہر حال عمرہ آفاقی کے ذریعہ سے ہی درست ہوگا اور عمرہ جلی کا تمتع سے کوئی تعلق نہیں۔ التمتع المسنون وهو ان يحرم الأفاقي بعمرة من الميقات او قبله فاذا دخل مكة طاف لعمرته في اشهر الحج ويعتمر قبل الحج ماشاء وما في اللباب، ولا يعتمر قبل الحج، فغير صحيح لانه بناء على ان المكي ممنوع من العمرة مفردة وهو خلاف مذهب اصحابنا جميعاً.....، وهذه عمرة مفردة لا اثر لها في تكرار تمتعه. (غنية الناسك جديد ۲۱۵)

نوٹ: عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ بعض فقہاء کے نزدیک تمتع کے لئے حج سے قبل ”عمرہ جلی“ درست نہیں ہے، گو کہ یہ رائے مرجوح ہے اور جواز کی رائے راجح ہے؛ لیکن اختلاف سے بچنے کے

لئے اگر متمتع حج سے قبل مزید کوئی عمرہ حلی نہ کرے تو بہتر ہے، اس کے بجائے بکثرت طواف کرنے کا اہتمام رکھے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۶۸۳)

مفرد باحج آفاقی کالج سے قبل عمرہ کا احرام باندھنا

اگر کوئی آفاقی میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا اور پھر اس نے اسی احرام پر عمرہ کا احرام بھی باندھ لیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

الف: اگر طواف قدوم شروع کرنے سے قبل اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس پر عمرہ و حج دونوں لازم ہو جائیں گے، اور اس کا حج، افراد نہیں رہے گا؛ بلکہ حج قرآن ہو جائے گا، اور اس پر دم شکر واجب ہوگا؛ لیکن چونکہ اس نے حج قرآن کے اصل طریقہ کے خلاف عمل کیا ہے، اس لئے وہ ناپسندیدہ کام کرنے والا کہلائے گا، اسے چاہئے کہ توبہ کرے۔ افاقی احرام بحج ثم احرام بعمرہ لزماہ۔ (درمختار) وفي الشامی: لان الجمع بينها مشروع في حق الافاقي فيصير بذلك قارناً لكنه اخطأ السنة فيصير مسيئاً لان السنة في القران ان يحرم بهما معاً، او يقلم احرام العمرة على احرام الحج و صار قارناً مسيئاً وعليه دم شکر لقلة اساءته ولعدم وجوب رفض عمرته. (شامی زکریا ۶۳۳/۳، ومثله في غنية لناسك ۲۳۱)

ب: اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد اور وقوف عرفہ سے قبل عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس صورت میں وہ سخت گنہگار ہوگا، اب اس کے لئے دو راستے ہیں یا تو عمرہ کا احرام ترک کر کے حج کے بعد عمرہ کی قضا کر لے اور ایک دم جنایت دے، ایسا کرنا بہتر ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ عمرہ ادا کر لے اور حج کے بعد دم جبر دیدے، اور بہر حال وہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہی حلال ہوگا، اس اعتبار سے وہ قارن کے مشابہ ہے۔ او بعد ان يطوف له شوطاً او بعد تمامه وهو بمكة او عرفة..... لكن قبل الوقوف بعرفة..... فايضاً قارن مسيئاً واكثر اساءة من الاول وندب رفضها فان رفضها قضاها وعليه دم رفضها وان مضى عليها صح وعليه دم جبر. (غنية الناسك ۲۳۱-۲۳۲، ومثله في الشامی ۶۳۳/۳، البحر العميق ۷۳۰/۲)



مسائل منی

منی کی وجہ تسمیہ

”منی“ کو ”منی“ کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں؛ لیکن ان میں سب سے مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چوں کہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون بہایا جاتا تھا، اس لئے اس مقام کا نام ”منی“ پڑ گیا۔ (اس لئے کہ عربی زبان میں امنی، اور منی کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے) وسمیت بذلك لما يمني فيها من اللماء ای يراق ويصب من ”امنی النطفة و مناهها“ اراقها، هذا هو المشهور الذي قاله الجماهير من اهل اللغة وغيرهم. (البحر العميق ۱۸، ۱۴، اوجز المسالك بيروت ۱۹۴۱/۷) سمیت بذلك لما يمني بها من اللماء یعنی يراق. (الموسوعة الفقهية ۵۷/۳۹)

نوٹ: لیکن آج کل جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہیں ”المعصیم“ میں منتقل کر دی گئی ہیں، جو منی کے شمالی جانب واقع ہے، اب منی کی حدود میں کوئی منجر (سلاٹر ہاؤس) نہیں رہا۔

منی کی شرعی حدود

منی مکہ معظمہ کی شرقی جانب پہاڑوں کے درمیان ایک لمبی وادی ہے، جس کی حد لمبائی میں ”جرہ عقبہ“ سے ”وادی محسر“ تک ہے، اور ”وادی محسر“ بالاتفاق منی سے خارج ہے جب کہ ”جرہ عقبہ“ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف وغیرہ کے نزدیک ”جرہ عقبہ“ ”منی“ کی حد سے خارج ہے، اور چوڑائی میں دو طرفہ پہاڑوں کا اندرونی حصہ ”منی“ میں ہے، اور دوسری جانب کا حصہ ”منی“ سے خارج ہے۔ [آج کل منی کی شرعی حدود کی نشانی کے طور پر حکومت نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان سے باآسانی منی کی حدود کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے] اوحدھا ما بین وادی محسر و جمرۃ العقبة وہی شعب طولہ نحو میلین وعرضہ یسیر والجبال محیطة به ما اقبل منها علیہ فہو من منی، وما ادبر منها فلیس من منی، ویری الحنفیة والشافعیة والحنابلة ان وادی محسر و جمرۃ العقبة لیسا من منی الخ. (الموسوعة الفقهية ۵۷/۳۹، غنیۃ الناسک ۱۶۹، مناسک ملا علی قاری ۲۲۳، البحر العمیق ۱۳/۳، ۱۴)

منیٰ کا کل رقبہ

نئی تحقیق کے مطابق منیٰ کا میدانی حصہ تقریباً ۲۰ لاکھ مربع میٹر پر مشتمل ہے، جب کہ پہاڑی رقبہ کا اندازہ ۲۰ لاکھ مربع میٹر سے لگایا گیا ہے، اس اعتبار سے پورے منیٰ کا مجموعی رقبہ تقریباً ۶۰ لاکھ مربع میٹر بیٹھتا ہے۔ (مستفاد: حاشیہ البحر المرقیۃ ۳/ ۱۳۱۷-۱۳۱۸) جس کے قابل استعمال حصوں پر فائر پروف مستقل خیمے، سڑکیں اور ضروری عمارات تعمیر کر دی گئی ہیں، اور جمرات کی ۵ منزلہ عظیم الشان عمارت نے بھی ایک بڑے رقبہ کا احاطہ کر رکھا ہے)

وادی محسر

منیٰ کے ختم اور مزدلفہ کی ابتداء کے درمیان ایک وادی حائل ہے، جو نہ تو حدود منیٰ میں شامل ہے اور نہ ہی حدود مزدلفہ، اس میں ٹھہرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ وہاں سے تیز گزرنے کا حکم ہے۔ مشہور ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کیا گیا تھا۔ وفی منسک الطرابلسی: ولیس وادی محسر من مزدلفة ولا من منی، إنما هو جبل بینہما. (البحر العمیق ۳/ ۱۴۱۵، شامی زکریا ۳/ ۴۷۰، انوار منسک ۱۳۴)

نوٹ: آج کل ”وادی محسر“ میں حکومت کی طرف سے حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے مستقل خیمے تو نصب نہیں ہیں؛ لیکن حج کے موقع پر وہاں پولیس، فوج اور سرکاری کارندوں کے قیام کے لئے عارضی خیمے نصب کر دیئے جاتے ہیں، اور انہی کی دیکھا دیکھی بہت سے حجاج بھی فولڈر خیمے لگا کر وہاں قیام کرتے ہیں، پس حجاج کو وہاں قیام نہیں کرنا چاہئے، اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

مشاعر مقدسہ میں سفر و اقامت کے احکام

مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، وغیرہ) میں سفر و اقامت اور نمازوں میں قصر و اتمام کا مسئلہ اس وقت بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کے زمانہ میں؛ بلکہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک مکہ معظمہ کی آبادی محدود تھی، اور منیٰ و مزدلفہ اور عرفات کے درمیان بڑے بڑے پہاڑ اور وادیاں حائل تھیں، اور ان مقامات کے ایک آبادی میں شمار کئے جانے کا کوئی تصور نہ تھا؛ لیکن گذشتہ سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے مکہ معظمہ ہر چہار جانب تیزی سے وسیع ہوتا گیا اور شہری آبادی منیٰ و مزدلفہ؛ بلکہ عرفات کے قریب تک پہنچ گئی۔ اب یہ بات تو اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ تمام مشاعر کی شرعی حدود بالکل متعین اور ناقابل ترمیم ہیں، اور جو عبادات ان میں سے جس جگہ ادا کرنے کا حکم ہے اس کے حدود میں ادا کئے بغیر اس عبادت کا ثواب نہیں مل سکتا، مثلاً منیٰ میں رات گزارنے کا جو ثواب ہے وہ حدود مکہ میں رات گزارنے سے حاصل نہیں ہو سکتا، اسی طرح قوف مزدلفہ کا حکم و قوف منیٰ سے پورا نہیں ہو سکتا وغیرہ؛ لہذا مناسک کی ادائیگی کے اعتبار سے مشاعر مقدسہ کی حدود میں ترمیم و تبدیلی کسی کے اختیار میں نہیں ہے، یہ اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

البتہ بحث یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نمازوں میں قصر و اتمام کا تعلق مناسک حج سے نہیں ہے؛ بلکہ اس کا مدار ان عام اصولوں پر ہے جن کو دنیا کی ہر آبادی کے لئے قصر و اتمام کی بنیاد بنایا گیا ہے؛ لہذا جس طرح دنیا کے دیگر شہروں اور آبادیوں پر وہ اصول جاری ہوتے ہیں، اسی طرح مکہ معظمہ اور اس سے ملحق جگہوں پر بھی جاری ہوں گے۔ مثلاً ایک شہر اور اس سے متصل فناء شہر یا حکومتی اور عرفی اعتبار سے جن جگہوں پر ایک آبادی کا اطلاق ہوتا ہو وہ سب ایک شہر کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں، اور وہاں پر پندرہ دن یا اس سے زائد قیام کی نیت سے ٹھہرنے والا اس وقت تک مقیم ہی کہلائے گا جب تک کہ اس شہر اور اس سے ملحق جگہ سے سفر شرعی کے ارادہ سے باہر نہ چلا جائے۔

اس اصول کی روشنی میں جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگرچہ ماضی قریب تک مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ بالکل الگ الگ مقامات تھے؛ لیکن اب منیٰ تین جانب سے آبادی کے بیچ میں آ گیا ہے، جنوبی جانب ”محلہ عزیزہ“، شمال میں ”شرايح“، معصیم اور عدل“، اور مغرب کی طرف ”شیشہ محلہ“ آباد ہے، نیز منیٰ کے پہاڑوں کے درمیان بڑی بڑی وسیع سرنگیں نکال کر منیٰ کا رابطہ مکہ معظمہ سے بہت قوی کر دیا گیا ہے، اور یہ راستے سال بھر مخلوں کے درمیان گذرگاہ کے طور پر استعمال ہوتے رہتے ہیں، اور جنوبی پہاڑوں کے بہت بڑے رقبہ پر شاہی محل بھی تعمیر شدہ ہے، اور شمالی پہاڑوں کے دامن میں جمرات کے قریب حجاج و محرمین کے لئے بڑی وسیع عمارتیں بھی تعمیر کر دی گئی ہیں، اور مزید تعمیرات کا منصوبہ ہے، اور ایک بڑا ہسپتال اور رابطہ عالم اسلامی کا دفتر بھی یہاں واقع ہے، جس میں سال بھر سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح ”عزیزہ جنوبیہ“ سے ”مزدلفہ“ کی حد بھی مل گئی ہے، اور وقفہ وقفہ سے آبادی کا تسلسل ”جامعہ ام القریٰ“ کے نئے احاطہ تک پہنچ گیا ہے، جو عرفات کے بالکل قریب واقع ہے، اس لئے ہندو پاک کے معتبر علماء و مفتیان نے عینی مشاہدہ کے بعد یہ احتیاطی رائے قائم کی ہے کہ اقامت و مسافرت کے مسئلہ میں اب منیٰ اور مزدلفہ کا حکم مکہ معظمہ کے مانند ہے، یعنی جو شخص حج سے قبل مکہ معظمہ آئے اور اس کا ارادہ بشمول ایام حج پندرہ روز قیام کا ہو تو وہ مقیم شمار ہوگا، اور اس سے تین ضمنی مسئلے متعلق ہوں گے:

(۱) اگر مقیم شخص ہے تو اسے ان جگہوں پر نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

(۲) منیٰ میں جمعہ ادا کیا جائے گا (البتہ عرفات اس سے مستثنیٰ ہے)

(۳) مقیم ذی استطاعت حاجی پر (حج کی قربانی کے علاوہ) مالی قربانی حسب دستور واجب ہوگی،

(اب وہ چاہے حرم میں قربانی کرے یا اپنے وطن میں قربانی کرائے) المستفاد: وقال اکثر اهل العلم

منہم عطاء و الزہری و الثوری و الکوفیون و ابو حنیفہ و اصحابہ لا یقصر الصلاة اهل مكة

بمنی و عرفات لانتفاء مسافة القصر. (اوجز المسالك ۲۰۵/۷)

منی کے مکہ معظمہ کے حکم میں ہونے کے متعلق درج ذیل اشارات یاد رکھنے کے قابل ہیں:

”امیر نائف“ وزیر داخلہ سعودی عرب کی رائے

(۱) سعودی عرب کے وزیر داخلہ اور اعلیٰ اختیاراتی جج کمیٹی کے چیئر مین امیر نائف ابن عبدالعزیز نے صراحت کی ہے کہ تمام مشاعر مقدسہ اب مکہ شہر کے بچوں ہیچ آگئے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں: نشاهد ان مكة شرفها الله تعالى تعدى توسعها في جهة الجنوب عرفه، ومن جهة الشمال الغربي وصلت إلى الشرائع فأصبحت المشاعر في وسط مدينة مكة. (اخبار الجزيرة ۷/ذی الحجہ

۱۴۲۹ھ ۵ دسمبر ۲۰۰۸ء بحوالہ حج میں قصر و اتمام کی تحقیق ۱۳۹، مؤلفہ: مفتی محمد رضوان صاحب راول پنڈی پاکستان)

اب غور فرمائیے کہ جب سعودی وزیر داخلہ خود مشاعر مقدسہ کو شہر مکہ کے وسط میں ہونے کا اعلان کر رہے ہیں، تو اس کے بعد کسی کے نہ ماننے کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

شیخ عثیمینؒ کا فتویٰ

(۲) سعودی عرب کے ایک بڑے معتبر عالم شیخ محمد صالح بن محمد العثیمینؒ (متوفی ۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

وفي يومنا هذا إذا تأمل المتأمل يجد أن منى حى من أحياء مكة، وحينئذ يقوى القول بأنهم لا

يقصرون في منى الخ. (الشرح لمنع على زاد المستقنع ۷۷/۷، بحوالہ ”حج میں قصر و اتمام کی تحقیق“ ۱۳۵)

ترجمہ: اور ہمارے آج کے اس دور میں اگر کوئی گہرائی سے جائزہ لے گا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ ”منی“

مکہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے، اور اسی سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ حجاج منیٰ میں قصر نہیں کریں گے۔

شیخ سبیل کا مکتوب

(۳) سابق امام حرم شیخ محمد ابن عبداللہ السبیل جو اپنے زمانہ میں حرمین شریفین کی اعلیٰ اختیاراتی نگران

کمیٹی کے رئیس رہے ہیں، انہوں نے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم شیخ الحدیث

دارالعلوم کراچی پاکستان کے ایک سوال کے جواب میں واضح طور پر یہ تحریر کیا تھا کہ: ”مکہ شہر کی آبادی منیٰ کے

علاوہ حدود عرفات تک پہنچ گئی ہے، اور حکومت بھی ان جگہوں کو ایک آبادی شمار کرتی ہے“ شیخ کے الفاظ یہ ہیں:

الذی يظهر لنا أن منى أصبحت اليوم جزءاً من مدينة مكة بعد أن اكتنفها بنیان

مكة وتجاوزها إلى حدود عرفه، وبناءً على هذا فإنها قد أصبحت اليوم من أحياء مدينة

مكة، فلا يعد الذهاب إليها من مكة مسافراً الخ. اور آگے لکھتے ہیں: إن حكومة المملكة

العربية السعودية تعد منى من مكة على اعتبار انها حي من احياءها. (بحوالہ رسالہ حج میں قصر و اتمام کی تحقیق ۱۳۳۲) (شیخ موصوف کی پوری تحریر ملاحظہ کریں: انوار مناسک ۶۸۱، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)

ایک عالم محقق کی تحقیق

(۴) عرب کے ایک محقق عالم ڈاکٹر عبداللہ نذیر احمد عبدالرحمن جو جدہ کے ”ملک عبدالعزیز یونیورسٹی“ کے معاون استاذ ہیں، اور جنہوں نے علامہ ابن الضیاء المکی الحنفی المتوفی ۸۵۴ھ کی جامع ترین کتاب ”البحر العمیق فی مناسک المعتمر والحجاج الی بیت اللہ العتیق“ کی ۵ جلدوں میں تعلق و تحقیق اور اشاعت کا عظیم علمی کارنامہ انجام دیا ہے، وہ اس موضوع پر اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں:

فان منى الان اصبحت من ضمن مكة المكرمة، لتوسع البناء والعمران، وامتدادها إليها، ومن ثم اختلف الحكم باختلاف العلة، اذ الحكم يدور مع العلة حيث ما دار سلباً وإيجاباً، وحصل الخلاف في المسئلة بين العلماء باعتبار ما كان المنى عليها، اما الان فقد تغير الوضع فاصبحت منى من مكة المكرمة وليس ذلك في زمن موسم الحج بل على مدار السنة لاستدائمه اقامة الناس بها. (حاشیة البحر العمیق ۱۳/۱۴۹۳)

ترجمہ: ”منی اب مکہ معظمہ کے اندر آچکا ہے؛ کیوں کہ آبادی کی وسعت منیٰ تک پہنچ گئی ہے، اس بناء پر علت کے بدلنے سے حکم بھی بدلے گا؛ کیوں کہ حکم علت کے ساتھ دائر رہتا ہے، جہاں بھی دائر ہو، مثبت یا منفی طور پر، اور پہلے زمانہ میں منیٰ کی جو صورت حال تھی اسی اعتبار سے (منیٰ میں اقامت جمعہ کے سلسلہ میں) فقہاء میں اختلاف ہوا تھا؛ لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے، اور منیٰ مکہ معظمہ میں شامل ہو چکا ہے، اور یہ صرف موسم حج ہی کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ سال بھر کے لئے یہی حکم ہے؛ کیوں کہ برابر وہاں لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔“

مفتی مدینہ حضرت مولانا مفتی عاشق الہی مہاجر مدنی کا فتویٰ

(۵) مدینہ منورہ کے تبحر عالم، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی عاشق الہی بلند شہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ (المتوفی ۱۳۳۲ھ) نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا: ”اگر حکومت سعودی منیٰ کو مکہ معظمہ کا محلہ تسلیم کر لے تو صرف قصر و اتمام کے مسئلہ میں فرق آسکتا ہے جو امور منیٰ سے متعلق ہیں وہ بہر حال منیٰ ہی سے متعلق رہیں گے، یعنی منیٰ اگرچہ مکہ معظمہ کا محلہ بن جائے پھر بھی وہاں یوم الترویہ گزارنا پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا، نویں کو منیٰ سے روانہ ہونا سنت ہے گا۔“

نیز فرمایا: ”اگر منیٰ کو مکہ معظمہ کا حصہ مان لیا جائے تو مکہ معظمہ میں پندرہ دن رہنے سے مقیم ہو جائے گا، اور شک کو مٹانے کے لئے دو رکعت کی جگہ چار رکعت پڑھ لے تب بھی نماز ہو جائے گی۔“ (یادگار صالحین

۸۳۲-۸۳۳، مؤلفہ: مفتی عبدالرحمن کوثر مدنی مدظلہ)

مذکورہ بالا شواہد کے بعد اس مسئلہ میں پرانی فقہی عبارتوں کو بنیاد بنا کر جمود اختیار کرنا اور ضد بازی کی حد تک تجاوز کر جانا اہل انصاف علماء کا شیوہ نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ کہہ کر منیٰ اور مزدلفہ کو حدود مکہ سے خارج نہیں کیا جاسکتا کہ یہ محض میدان ہے، یہاں کوئی آبادی نہیں ہے؛ اس لئے کہ شہری حدود میں شمولیت کے لئے آبادی اور تعمیرات کا ہونا لازمی شرط نہیں ہے۔ آج بھی بڑے بڑے شہروں میں لقم و دق پارک اور بڑے بڑے وسیع الشان میدان ضرورت کی بنا پر عمارتوں سے خالی رکھے جاتے ہیں۔ (دہلی کے قلب میں انڈیا گیٹ کے اطراف کا بہت بڑا رقبہ محض میدان ہے، اسی طرح کی صورت حال اور بڑے شہروں میں بھی ہے) لیکن انہیں کوئی بھی شہر سے باہر قرار نہیں دیتا، پھر منیٰ اور مزدلفہ وغیرہ ہی کو اتصال آبادی کے باوجود الگ جگہیں قرار دینے پر اصرار کیوں ہے؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اور اس مرتبہ سفر حج کے دوران حمرات کی عمارت کے قریب ایک سرکاری بورڈ پر یہ ہدایت نظر پڑی کہ ”عمرہ کرنے والوں کی بسیں لازمی طور پر حمرات کے میدانوں میں پارک کی جائیں“، جس سے یہ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ایام حج کے علاوہ منیٰ کا علاقہ بسوں کی پارکنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں معتزمین کا حج سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، اور ان کی سواریوں کی پارکنگ کے لئے منیٰ کا رقبہ استعمال کیا جاتا ہے، تو کیا اسے اہل شہر کی ضرورت میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اور مصالح بلد کے اعتبار سے یہ جگہیں فناء شہر میں شامل نہ ہوں گی؟ اس پر بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل حقیقی صورت حال کو نظر انداز کر کے اپنی رائے پر بعض لوگ اس قدر ضد کرتے ہیں کہ آٹھویں تاریخ کو منیٰ پہنچنے کے بعد ہندو پاک کے حاجیوں کے خیموں میں ظہر کے وقت ہی سے نماز کے قصر و اتمام پر شدید جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، اور بڑی ناگوار صورت حال سامنے آتی ہے، جو نہایت تکلیف دہ ہے، حالاں کہ احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ اگر بالفرض کسی مقام پر اقامت و مسافرت میں شبہ ہو جائے تو اتمام کا حکم دینا چاہئے؛ تاکہ فرض یقینی طور پر ادا ہو جائے، جیسا کہ فقہی عبارات سے واضح ہے۔ لانسہ اجتماع فی هذه الصلاة ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنما ما یوجب الاربع احتیاطاً.

(البحر الرائق کوئٹہ ۲۹/۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح موقف اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

ذیل میں یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ سے متعلق بعض اہم مسائل و ہدایات درج کی جاتی ہیں:

یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ)

حج کے مناسک کی باقاعدہ ادائیگی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوتی ہے، اس دن کو ”یوم الترویہ“ کہا جاتا ہے؛ اس لئے کہ مکہ کے لوگ منیٰ اور عرفات میں پانی کی فراہمی کے لئے آج کے دن پانی سے لدی ہوئی سواریوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ قال ابوبکر الانباری فی کتاب الزهد انما سمیت الترویة ترویة لان الناس یردون من الماء من العطش فی هذا الیوم ویحملون الماء بالروایا الی عرفة ومنیٰ. (البنایة ۲۱۱/۴، البحر لعقیق ۱۴۰/۳)

منیٰ جانے کی تیاری

تمتع کرنے والے حجاج اسی طرح ”اہل مکہ“ یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھیں گے (جب کہ قارن اور آفاقی مفرد بانج پہلے ہی سے احرام میں ہوں گے) یہ احرام اپنی قیام گاہ سے باندھا جاسکتا ہے، اور اگر سہولت ہو تو مسجد حرام میں جا کر احرام کی نیت کر لیں تو مزید فضیلت حاصل ہوگی؛ لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ واذایوم الترویة احرم بالحج من المسجد والشرط ان یحرم من الحرم، اما المسجد فلیس بلازم والمسجد افضل، ومكة افضل من غیرها من الحرم ہکذا فی فتح القدیر، ولو احرم قبل یوم الترویة جاز وهو افضل. (ہندیہ ۲۳۹/۱، معلم الحج ۱۵۲)

مکہ معظمہ سے منیٰ کے لئے روانگی

سنت یہ ہے کہ ذی الحجہ کی ۸ تاریخ کو سورج طلوع ہو جانے کے بعد مکہ معظمہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوں۔ والسنة خروجہ بعد طلوع الشمس وهو الصحیح. (غنیۃ الناسک ۱۴۶، طحطاوی اشرفیہ ۷۳۱، شامی زکریا ۵۱۷/۳، اوجز المسالك ۱۹۹/۷، البحر لعقیق ۱۴۰/۳، تاتارخانیہ زکریا ۵۰۵/۳)

نوٹ: لیکن آج کل رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے اور عام لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ میں اپنے خیمہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے؛ اس لئے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے

کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا نظام ہو اس کی پابندی کریں، اور سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔ (مرتب)

یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) میں منیٰ کی مصروفیات

آج کے دن حجاج کے لئے تین باتیں مسنون ہیں: (۱) مکہ معظمہ سے منیٰ جانا (۲) منیٰ میں پانچ نمازیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر ادا کرنا (۳) رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گزارنا۔ فکل من الخروج يوم الترویة الى منیٰ واداء الصلاة الخمس بها، والمبيت بها اكثر الليلة سنة. (غنية الناسك ۱۴۶، ومثله في الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۷/۳، تاتارخانیة زکریا ۵۰۵/۳، مناسک ملا علی قاری ۵۸۷)

مکہ معظمہ سے زوال کے بعد روانگی

اگر ۸ تاریخ کو مکہ معظمہ سے زوال کے بعد روانہ ہوا؛ لیکن ظہر منیٰ میں جا کر پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ولو خرج من مكة بعد الزوال فلا بأس به اذا صلى الظهر بمنیٰ. (غنية الناسك ۱۴۶ او جز المسالك ۱۹۹/۷)

۸ ذی الحجہ کو قیام منیٰ کی حکمت

۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کی حکمت یہ ہے کہ حاجی صاحبان عرفات جانے کے لئے مستعد اور تیار ہو جائیں۔ (مستفاد: البحر العمیق ۱۳۱۲/۳، فتح القدر ۲۶۷۲) اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یکسوئی کے ساتھ جمع ہو کر مسائل و مناسک حج کا مذاکرہ و تکرار کر لیں۔ (اس لئے حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ منیٰ جا کر پوری دل جمعی سے حج کی تیاریوں میں مشغول رہیں اور فضول مٹرگشتی اور اعزاء و متعلقین کی ملاقاتوں کی فکر کر کے اوقات کو ضائع نہ کریں)

منیٰ میں قیام کی مستحب جگہ

منیٰ میں مسجد خیف (جو منیٰ میں جنوبی جانب جمرات کے قریب واقع ہے، اس کا مسجد حرام

سے فاصلہ ۹ کلومیٹر ہے) کے قریب قیام کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل منیٰ کا قیام اپنے اختیار میں نہیں رہا؛ بلکہ معلم کے خیمے جہاں نصب ہوتے ہیں وہیں قیام کرنا پڑتا ہے) ویستحب ان

ینزل بالقرب من المسجد الخیف.. (البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۵/۲، فتح القدیر ۴۶۷/۲، البحر

العمیق ۱۴۱۲/۳، مجمع الانہر ۴۰۶/۱، بنایۃ ۲۱۲/۴، غنیۃ الناسک ۱۴۶، طحطاوی اشرفیہ ۷۳۵)

مسجد خیف میں نماز باجماعت

بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آج کل مسجد خیف میں حکومت سعودیہ کی طرف سے مقررہ امام مقیم ہونے کے باوجود ۲ رکعت والی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ اس لئے کہ ان کے مسلک میں قصر کا حکم حج کے تابع ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک حج کی وجہ سے قصر کا حکم نہیں ہوتا؛ بلکہ سفر کی وجہ سے ہوتا ہے؛ لہذا حنفی حجاج کو مسجد خیف میں چار رکعت والی فرض نمازیں امام کی اقتداء میں نہیں پڑھنی چاہئیں؛ البتہ مغرب اور فجر کی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فالحق ما علیہ الجمہور ان القصر بمنی و عرفات کان للسفر لا لکونہ من

مناسک الحج. (اعلاء السنن کراچی ۴۱۱/۱۰)

نوٹ: تاہم نوافل وغیرہ کسی غیر مکروہ وقت میں وہاں جا کر پڑھ لینا مناسب ہے؛ اس لئے کہ اس مسجد میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ بعض آثار میں ہے کہ یہاں

۷۰ انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقہ حج ۳۰۹، مؤلفہ: مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی)

منیٰ میں جمعہ قائم کرنا

آج کل چوں کہ راجح رائے کے مطابق منیٰ مکہ معظمہ سے متصل فناء کی شکل اختیار کر چکا

ہے؛ لہذا وہاں جمعہ کا قیام اسی طرح ضروری ہے جیسے مکہ معظمہ میں؛ اس لئے ایام منیٰ میں اگر جمعہ پڑ

رہا ہو تو وہاں جمعہ پڑھنا بلاشبہ درست ہے۔ ویجوز اقامة الجمعة بمنی ولم یجز

بعرفات، لوجہین: احدہما لان منی من فناء مکة فانہا من الحرم. والوجه الثانی:

ان منی تتمصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیہا. (البحر العمیق

۱۴۹۲/۳) بریں بنا حجاج کو اپنے اپنے خیموں میں جمع ہو کر جمعہ قائم کرنا ہوگا۔

مزدلفہ کی حدود میں قیام

آج کل سعودی حکومت نے حجاج کے فائر پروف خیمے منیٰ کی حدود سے آگے بڑھا کر مزدلفہ کی حدود میں تقریباً ایک تہائی حصہ تک نصب کر دئے ہیں، اور حجاج کو چاروں چار ایام منیٰ میں ان خیموں میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ مزدلفہ کے حدود میں واقع خیموں میں قیام کرنے سے قیام منیٰ کی سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض عرب علماء نے مسجد کی جماعت کی صفوں پر قیاس کرتے ہوئے سنت قیام منیٰ کی ادائیگی کا قول کیا ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ حدود مزدلفہ کے قیام سے قیام منیٰ کی سنت ادا نہ ہوگی؛ البتہ جو حجاج مجبوراً حدود مزدلفہ میں ٹھہریں گے، امید ہے کہ وہ ترک قیام منیٰ کے گنہگار نہ ہوں گے۔ ولو بات فی غیرھا متعمداً لا یلزمہ

شیء عندنا. (ہدایہ ۲۷۵/۱، انوار مناسک ۵۰۱)

منیٰ کی حدود میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حدود مکہ میں قیام کرنا

اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدود منیٰ میں قیام کی جگہ نہ ملے، تو اس کے لئے منیٰ کے علاوہ کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے، خواہ وہ حدود مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ (انوار مناسک ۲۹۹) تاہم بعض حضرات نے ایسی صورت میں منیٰ سے ملحق خیموں ہی میں قیام کو ترجیح دی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقہ حج)

آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا قیام ترک کر دینا

اگر کوئی شخص ذی الحجہ کی ۸ تاریخ کو بلا کسی عذر کے منیٰ میں قیام نہ کرے، تو ایسا کرنا ترک سنت کی وجہ سے گوکہ مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ ولو بات بمکة تلک اللیلة او بعرفة اجزأه.....، ولکنه اساء لتركه سنناً کثیرة. (غنیۃ الناسک ۱۴۶، ہندیۃ

۲۲۷/۱، تاتارخانیۃ ۵۰۵/۳، فتح القدیر ۶۷۱/۲، تبیین الحقائق زکریا ۸۴/۲) ولو بات فی غیرھا

متعمداً لا یلزمہ شیء عندنا. (ہدایہ ۲۷۵/۱، او جز المسالک ۶۴۵/۳، انوار مناسک ۴۹۸)



یومِ عرفہ

عرفات کا جائے وقوع

عرفات کا میدان مکہ معظمہ وسط شہر سے مشرقی جانب تقریباً پچیس کلومیٹر دور حدودِ حرم سے باہر واقع ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۳۹۹/۳) اور مورخ مکہ شیخ محمد کردی کی تحقیق کے مطابق مسجدِ حرام سے مسجدِ نمرہ تک کی مسافت ۲۱ کلومیٹر ہے، اور ”مسجدِ نمرہ“ سے ”مسجدِ صخرات“ (جبلِ رحمت کے قریب وہ مقام جہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقوف فرمایا تھا) ۳ کلومیٹر ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۳۱۶/۳) گویا مسجدِ حرام سے جبلِ رحمت (عرفات) تک کی مسافت ۲۴ کلومیٹر ہوئی۔

عرفات کی حدودِ اربعہ

عرفات کے شمال میں وادیِ وصیق، مغرب میں وادیِ عنہ (اسی میں مسجدِ نمرہ کا اگلا حصہ واقع ہے) ہے، اس وادی کی لمبائی پانچ ہزار میٹر ہے، جو عرفات اور حدودِ حرم میں حدِ فاصل ہے، اور جنوب اور مشرق میں پہاڑی سلسلہ ہے، جن کا اندرونی حصہ عرفات میں شامل ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۱۵۰۲/۳) آج کل حکومت نے حدودِ عرفہ کی پہچان کے لئے بڑے بڑے پیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان کو ملحوظ رکھ کر ہی عرفات میں قیام کرنا چاہئے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ

میدانِ عرفات کو ”عرفات“ کہنے کی بہت سی وجوہات علماء نے لکھی ہیں، جن میں سے تین وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

الف: حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حج کے تمام ارکان و مناسک سکھا کر اسی میدان میں پوچھا تھا: ”عَرَفْتُ“؟ یعنی کیا آپ نے مناسک کی معرفت حاصل کر لی؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا تھا، اسی لفظ کی مناسبت سے اس میدان کا نام ”عرفات“ رکھ دیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۶۳، نقل عن اثر علی کرم اللہ وجہہ، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۵)

ب: سیدنا حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اتارے گئے تھے، اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا مقام ”جدہ“ میں اتاری گئی تھیں، اور دنیا میں آنے کے بعد ان دونوں کی ملاقات مقام ”عرفات“ میں ہوئی، اسی لئے اس جگہ کو ”عرفات“ کہہ دیا گیا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۴/۱۵۲، بیروت، الفتاویٰ الولوالجیہ ۲۵۹/۱، درمختارزکریا ۳/۴۶۹، بحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۵)

ج: یہ ایسا مقام ہے جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، اسی بنا پر اسے ”عرفات“ کہا جاتا ہے، وغیرہ۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۲/۱۵۰۰-۱۵۰۱)

وقوف عرفات؛ حج کا رکن اعظم

۹ ربی الحجہ کو میدان عرفات میں وقت مقررہ کے اندر قوف کرنا حج کا رکن اعظم ہے، اگر یہ رکن چھوٹ جائے تو اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حج تو عرفات میں قوف ہی کا نام ہے۔ تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ پس جو شخص یوم النحر کی صبح صادق سے پہلے قوف عرفات کو پالے اس نے حج کو پایا۔

الْحَجُّ عَرَفَاتٌ - ثَلَاثًا - فَمَنْ
أَدْرَكَ عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ
فَقَدْ أَدْرَكَ. (رواہ احمد، ابن کثیر مکمل

۱۶۳، شعب الایمان ۴۶۰/۳ برقم: ۴۰۶۶)

ایک صحابی عروہ بن مضرؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جب کہ آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ هَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ (کیا میرے لئے حج کی گنجائش ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

مَنْ صَلَّى مَعَنَا هَذِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ وَقَفَ
هُنَا حَتَّى نَفِيضَ وَقَدْ أَفَاضَ قَبْلَ
ذَلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ
تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ. (رواہ الدارقطنی

جو شخص ہمارے ساتھ یہ (مغرب و عشاء کی) نماز پڑھے پھر ہمارے یہاں سے روانہ ہونے تک ہمارے ساتھ قوف کرے اور وہ اس سے قبل رات یا دن میں عرفات میں قوف کر کے آیا ہو، تو اس کا حج تام ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر دیا۔

فی الحج ۲/۲۴۰، تفسیر قرطبی بیروت ۲/۴۲۵)

زمانہ جاہلیت میں قریش کے لوگ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے حج میں عام لوگوں کے ساتھ عرفات تک نہ جاتے تھے؛ بلکہ مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے رہنے والے حدود حرم سے باہر نہ جائیں گے، تو قرآن کریم میں انہیں صاف حکم دیا گیا کہ وہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات جایا کریں، اس معاملہ میں من نانی نہیں چلے گی؛ بلکہ حکم خداوندی کی تابع داری ضرور کرنی ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے:

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ
وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَحِيمٌ. (البقرة: ۱۹۹)

پھر واپس آؤ جہاں سے سب لوگ واپس آئیں (یعنی
عرفات سے) اور اللہ سے مغفرت چاہو، بے شک
اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ سے تجاوز کر کے عرفات کے نزدیک اولاً
وادی عرنہ میں قیام کیا، جہاں آپ کے لئے ایک خیمہ پہلے سے نصب کر دیا گیا تھا۔ (مسلم شریف ۱/۲۹۷)
اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہجرت سے قبل جو حج فرمائے ان میں بھی آپ قریش کے ساتھ
مزدلفہ میں نہ ٹھہرتے تھے؛ بلکہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ہی وقوف فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت جبیر
ابن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (اسلام لانے سے پہلے) اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں عرفہ کے دن
میدان عرفات میں گیا، تو وہاں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کے ساتھ وقوف فرما رہے، تو میری
زبان سے بے اختیار نکلا کہ: ”اصل دینی حمیت کی شان تو یہ ہے، حالاں کہ قریش ”جمس“ یعنی دینی اعتبار سے
باعزت شمار ہوتے ہیں“۔ (مسلم شریف ۱/۴۰۱)

وقوف عرفہ کی فضیلت

عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور بالخصوص میدان عرفات
میں موجود خوش نصیب حجاج کی مغفرت اور بخشش کے اعلانات آسمانوں پر ہوتے ہیں، اور اس دن شیطان سب
سے زیادہ مایوس اور غمزدہ نظر آتا ہے؛ کیوں کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اس کی ساری محنتوں کو بیک
جنبش ضائع کر دیتی ہے۔ اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں، چند روایتیں
ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی ایسا دن نہیں ہے، جس میں اتنی
بڑی تعداد میں اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتے
ہوں، اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب آتے ہیں، پھر
فرشتوں کے سامنے ان بندوں کے عمل پر خوشی کا اظہار
فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے بندے کیا چاہتے
ہیں؟ (کہ انہیں عطا کیا جائے)

(۱) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتَقَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ
عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُوهُمْ يُبَاهِي بِهِمُ
الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟
(مسلم شریف ۱/۴۲۶، نسائی شریف

یوم عرفہ؛ افضل ترین دن

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں یوم عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے، اس دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں، اور پھر دنیا کے لوگوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر فرماتے ہیں، اور ارشاد ہوتا ہے، میرے بندوں کو دیکھو! میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود، دھوپ میں دنیا کے چپے چپے سے چل کر آئے ہیں وہ میری رحمت کے امیدوار ہیں، اور عذاب سے نفور ہیں۔ پس کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں ہے جس میں اس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہوں۔

(۲) عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا مِنْ يَوْمٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ يَنْزِلُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَهَيِّئُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَقُولُ: انظُرُوا إِلَى عِبَادِي، جَاؤُونِي شِعْتًا غُبْرًا ضَاحِجِينَ جَاؤُوا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ، يَرْجُونَ رَحْمَتِي وَلَمْ يَرَوْا عَذَابِي فَلَمْ يَرَوْا يَوْمًا أَكْثَرَ عَتِيقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. (رواه ابو يعلى ۲۰۶۰، لترغيب

والترهيب بيروت: ۱۰۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ ان حجاج کے ذریعہ فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود ہو کر دھوپ میں چل کر دنیا کے چپے چپے سے آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں مغفرت سے نواز دیا ہے، تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں تو فلاں فلاں بڑے نافرمان محض بھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے انہیں بھی بخش دیا ہے“، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔“

(۳) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُهَيِّئُ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: انظُرُوا إِلَى عِبَادِي، أَتَوْنِي شِعْتًا غُبْرًا، ضَاحِجِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ، أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: إِنَّ فِيهِمْ فَلَانًا مُرَائِيًا وَفَلَانًا، قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ عَتِيقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. (رواه البيهقي في

شعب الایمان ۴۶۰/۳، رقم: ۴۰۶۸، لترغيب

والترهيب بيروت ۱۰۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ”اے اللہ کے رسول! کیا یہ بشارت صرف ہمارے لئے ہے؟“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”یہ تمہارے لئے اور تمہارے بعد قیامت تک یہاں قیوم کرنے والوں کے لئے ہے“، یہ سن کر حضرت عمرؓ بول اٹھے: ”واقعی اللہ کی عطا کردہ بھلائی بہت زیادہ اور شاندار ہے۔“

أَهَذَا لَنَا خَاصَّةً؟ قَالَ: هَذَا لَكُمْ وَلِمَنْ أَتَى مِنْ بَعْدِكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَثُرَ خَيْرُ اللَّهِ وَطَابَ.

(الترغيب والترهيب بيروت: ۱۵۷/۲ رقم: ۱۷۳۷)

میدانِ عرفات میں گناہوں سے بچنے پر بشارت

میدانِ عرفات میں بالخصوص جو شخص اپنے اعضاء و جوارح کو ہر طرح کے گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے گا، اس کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت کا وعدہ ہے، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَ سَمِعَهُ وَ بَصَرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى عَرَفَةَ.

(الترغيب والترهيب بيروت ۱۵۹/۲ رقم: ۱۷۴۱، اخرجه البيهقي معناه في شعب الايمان ۴۶۲/۳ رقم: ۴۰۷۱)

جس شخص نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور نگاہ کی حفاظت کی (انہیں گناہوں سے بچا کر رکھا) تو اس کے اس یوم عرفہ سے لے کر اگلے سال یوم عرفہ کے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اس لئے حجاج کرام کو اس مبارک سفر میں بالخصوص ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عرفات کے بعض خاص اوراد

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان میدانِ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر سو مرتبہ: ”لا الہ الا اللہ وحدہ، لا شریک لہ، لہ الملک و لہ الحمد، یحیی و یمیت، و هو علی کل شیء قدید“ اور سو مرتبہ سورہ اخلاص، سو مرتبہ درود شریف (درود ابراہیمی) پڑھے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا مَلَأِكِي مَا جَزَاءُ عَبْدِي هَذَا، سَبَّحَنِي وَ هَلَّلَنِي وَ كَبَّرَنِي وَ عَظَّمَنِي وَ عَرَّفَنِي وَ أَثْنَى عَلَيَّ، وَ صَلَّى عَلَيَّ نَبِيٍّ، إِشْهَلُوا مَلَائِكِي إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَ شَفَعْتُهُ فِي نَفْسِهِ وَ لَوْ

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہے؟ اس نے میری پناہ کی بیان کی، میری وحدانیت کا اعلان کیا، میری بڑائی اور عظمت کا اظہار کیا، اور مجھے پہچان کر میری حمد و ثنا کی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجا، فرشتو! گواہ رہنا اس بندے کی میں نے مغفرت کر دی

ہے، اور اس کی ذات کے بارے میں اس کی سفارش مان لی ہے، اور اگر میرا یہ بندہ سارے عرفات میں ٹھہرنے والوں کے لئے کوئی درخواست کرے گا تو ان کے بارے میں بھی میں اس کی سفارش قبول کر لوں گا۔

سَأَلْنِي عَبْدِي هَذَا لَشَفَعْتَهُ فِي أَهْلِ
الْمَوْقِفِ . (رواه البيهقي في شعب الایمان
۴۶۳۱۳، رقم: ۴۰۷۴، لترغيب والترهيب
بيروت ۱۶۱/۲، رقم: ۱۷۴۴، كنز العمال

(رقم: ۱۲۱۰۶)

درج بالا ہدایات سے وقوف عرفات کے عمل کی عند اللہ اہمیت کا اندازہ آسانی لگایا جاسکتا ہے، اس لئے سبھی حجاج پر لازم ہے کہ وہ وقوف عرفات کے اس قیمتی ترین وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں اور نہایت توجہ کے ساتھ دعاء و استغفار، تلبیہ اور رجوع الی اللہ میں مشغول رہیں، کھانے پینے، تفریح، مٹرگشتی اور گپ شپ سے اور بلا ضرورت لیٹنے بیٹھنے سے پرہیز کریں، یہ موقع زندگی میں بار بار نہیں آیا کرتا۔

آج داتاؤں کے داتا کا دربار کھلا ہوا ہے، اور رحم الراحمین کی رحمت جوش مار رہی ہے، بس لینے کی اور دامن پھیلانے کی ضرورت ہے، آج کے دن جو جتنی عاجزی کا اظہار کرے گا اور جس قدر رقت اور تضرع کے ساتھ بارگاہ حق میں فریاد کرے گا، وہ اسی قدر زیادہ نواز جائے گا۔

آج کوئی نا امید نہ رہے

محدث جلیل حضرت عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ ایک سال میدان عرفات میں مجھے حضرت سفیان ثوری کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف گھٹنے کے بل بیٹھے تھے اور آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی، اسی حالت میں انہوں نے پوچھا: ”جانتے ہو آج کے دن سب سے زیادہ بد نصیب اور بد بخت شخص کون ہے؟“ پھر خود ہی جواب دیا کہ: ”وہ شخص جو یہ گمان رکھے کہ آج کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہ فرمائیں گے۔“

ایک سال میدان عرفات میں خلق خدا کی گریہ و زاری اور تضرع و ابتهال کا پراثر منظر دیکھ کر عارف باللہ حضرت فضیل ابن عیاض لوگوں سے گویا ہوئے کہ: ”تمہارا کیا خیال ہے اگر اتنا بڑا مجمع کسی دنیا کے مال دار کے پاس جا کر صرف ایک دانگ (درہم کا چھٹا حصہ) دئے جانے کا مطالبہ کرے، تو بتاؤ کیا وہ مال دار ان کی اتنی ذرا سی درخواست ٹھکرادے گا؟“ سب نے بیک زبان کہا: ”نہیں! ہرگز نہیں۔“ حضرت فضیل نے فرمایا کہ: ”رب ذوالجلال کی قسم ان سب لوگوں کو معاف کر دینا اور مغفرت سے نواز دینا اللہ کے نزدیک ایک دانگ دینے سے بھی معمولی ترین بات ہے۔“ (دعاء یوم عرذہ ۲۲-۲۳، البحر العمیق)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ: ”اگر تمام جنات

وانسان ایک میدان میں آکر مجھ سے جو چاہیں اور جتنا چاہیں مانگیں اور میں سب کو عطا کر دوں، پھر بھی میرے خزانے میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی۔ (مسلم شریف)

اپنی کوتاہیوں پر اظہارِ ندامت

کیا ٹھکانا ہے اس کی عطا کا؟ اور کیا انتہا ہے اس کی ستاری کی؟ ایک طرف اس کی بے حد حساب نوازش دیکھئے اور عالم حیرت میں غرق ہو جائیے، اور دوسری طرف اپنی کوتاہیوں، ناقدریوں اور احسان فراموشی کا جائزہ لیجئے، اور اللہ کی صفت ستاری دیکھئے۔

ایک بڑے صاحب معرفت بزرگ حضرت ابو عبیدہ خواص کو لوگوں نے میدانِ عرفات میں دیکھا کہ انتہائی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں یہ دل دہلانے والے اشعار پڑھ رہے تھے:

كَمْ قَدْ زَلَلْتُ وَ لَمْ اَذْكُرْكَ فِي زَلَلِي ☆ وَاَنْتَ يَا مَالِكِي بِالْغَيْبِ تَذْكُرُنِي
ترجمہ: اے رب کریم! میں نے کتنی لغزشیں کیں اور اپنی لغزشوں کے دوران تجھے بالکل یاد نہ کیا، اور اے میرے مالک تو پھر بھی مجھے غائبانہ میں یاد کرتا رہا۔

كَمْ اَكْشِفُ السِّتْرَ جَهْلًا عِنْدَ مَعْصِيَتِي ☆ وَاَنْتَ تَلْطِفُ بِي حِلْمًا وَ تَسْتُرُنِي
ترجمہ: اور میں نے نادانی میں کتنی ہی مرتبہ گناہ کر کے اپنی رسوائی کا سامنا کیا، مگر تو برابر اپنی صفت حلم سے میرے ساتھ مہربانی اور پردہ پوشی کا معاملہ فرماتا رہا۔ (فضائل ج ۲۲۰)

لَا بُكَيْنَ بِدَمْعِ الْعَيْنِ مِنْ اَسْفٍ ☆ لَا بُكَيْنَ بُكَاءِ الْوَالِدِ الْحَزَنِ
ترجمہ: اب میں مارے افسوس کے آنکھوں سے آنسوں ضرور بہاؤں گا، اور میں بے قرار غمزدہ کی طرح بلک بلک کر روؤں گا۔ (البحر المحیط ۱۵۳۶/۳)

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے، اور عرفات کی سب سے

افضل ترین دعا یہ ہے:

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهٗ
الْمُلْكُ وَ لَهٗ الْحَمْدُ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (مجمع الزوائد ۲۰۲/۳، البحر
لعیق ۱۵۴۸/۳، منسك ملا علی قاری ۵۸۹)

حضرت سفیان ابن عیینہ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد و ثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہاں گیا؟ تو

آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میری حمد و ثنا میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے، تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں“۔ (المعنی فی الحج والعمرة ۲۴۰) لہذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

میدانِ عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے:

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں، اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں، اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں، میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے، میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں، جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے درِ دولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے، اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمائیے اور میرے لئے نہایت مہربان اور رحیم بن جائیے، اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي وَتَرَى مَكَانِي وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي لَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي، أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَفِئْتُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُسْتَفِئُ الْمَقْرُ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ، أَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُسْكِينِ، وَأَبْتَهُلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالِ الْمَذْنِبِ الدَّلِيلِ وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ السَّخَائِفِ الضَّرِيرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَقَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ، وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهُ، وَرَغِمَ أَنْفُهُ لَكَ، اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِي زَوْفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ.

(کتاب الدعاء: ۲۷۴، مناسک ملا علی قاری ۵۹۲)

الغرض وقوف عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے، جو چاہے اور جتنا چاہے اور جس زبان میں چاہے مانگے، حمد و ثنا، صلاۃ و سلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاری کی ”الحزب الاعظم“ حضرت تھانوی کی ”مناجات مقبول“ اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسب ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین و احباب کے لئے بھی دعا فرمادیں، تو بڑا کرم ہوگا۔ اب آگے وقوف عرفات سے متعلق چند اہم مسائل لکھے جاتے ہیں:

منی سے عرفات روانگی

مستحب ہے کہ ۹ روزی الحجہ کو منی میں فجر کی نماز اول وقت پڑھنے کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ دھوپ ”جبل ثبیر“ (منی کا ایک پہاڑ جو مسجد خیف کے سامنے ہے) پر پھیل جائے، اس کے بعد نہایت سکون و وقار کے ساتھ تلبیہ اور اذکار پڑھتے ہوئے منی سے میدان عرفات کی طرف روانہ ہو۔ فاذا صلی الفجر بمنی مکث قليلاً حتى تطلع الشمس علی ثبیر، ثم توجه الی عرفات مع السکينة والوقار ملبیاً مهلاً مکبراً داعياً ذاکراً مصلياً علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ویلبی ساعة فساعة. (غنیة الناسک ۱۴۶-۱۴۷، درمختار زکریا ۱۸/۳، ۵، البحر العمیق ۱۴۲۱/۳) ویصلی الفجر بغلس ثم یأتی بعرفات بعد ما طلعت الشمس. (تاتارخانیة زکریا ۵۰، ۵/۳، ہندیہ ۲۲۷/۱)

رات میں عرفات جانا

آج کل معلم حضرات رات ہی میں عرفات لے جاتے ہیں، پس ناواقف اور نا تجربہ کار حاجیوں کے لئے معلم کی بسوں سے فجر سے قبل عرفات جانا بھی شرعاً درست ہے، اس سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ البتہ جو لوگ آسانی صبح کو جاسکتے ہیں، ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ صبح کو عرفات کے لئے روانہ ہوں۔ وان توجه قبل طلوع الفجر، او قبل طلوع الشمس، او قبل اداء الفجر أجزاء ۵ وأسماء. (غنیة الناسک ۱۴۷، ہندیہ ۲۲۷/۱، شامی زکریا ۱۸/۳) قال الزیلعی: وهذا بیان الأولیة حتی لو دفع قبل طلوع الفجر جاز. (البحر العمیق ۱۴۲۱/۳، تاتارخانیة ۵، ۶/۳) قال فی البحر: وهذا بیان الافضل حتی لو ذهب قبل طلوع الفجر ایها جاز كما یفعله الحجاج فی زماننا فان اکثرهم لا یبتون بمنی لئلا یضربوا من السواق. (البحر الرائق کوئٹہ ۲۳۶/۲)

عرفات جاتے ہوئے کیا دعائیں مانگے؟

مستحب ہے کہ عرفات جاتے ہوئے یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ اِنِّکَ تَوَجَّهْتُ رَ عَلَیْکَ

تَوَكَّلْتُ وَوَجَّهَكَ ارْدْتُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَاعْطِنِيْ سُوْلِيْ وَوَجِّهْ لِيْ
 الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (اے
 اللہ میں آپ ہی کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ہی کی ذات پر مجھے بھروسہ ہے، اور آپ ہی کی رضا
 مجھے مطلوب ہے، اے اللہ میری مغفرت فرمائیے، اور میری طرف توجہ فرمائیے، اور آپ میری
 درخواست پوری فرمائیے، اور میں جہاں بھی رہوں میرے لئے خیر مقدر فرمائیے، اللہ کی ذات ہر
 عیب سے پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں،
 اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے) یا اپنی زبان میں اسی طرح کی دعائیں مانگتا رہے اور اس دوران تلبیہ
 کی کثرت رکھے۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۷، تبیین الحقائق ۲۸۶/۲، مجمع الانہر ۱۷۰/۲)

عرفات میں کہاں ٹھہرے؟

عرفات کے میدان میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جاسکتا ہے، کوئی جگہ کسی کے لئے خاص نہیں
 ہے۔ اور اگر باسانی ممکن ہو تو جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ واذا دخل لعرفات نزل
 بها مع الناس حيث احب..... وبقرب جبل الرحمة افضل. (غنیۃ الناسک ۱۴۷، البحر

العمیق ۱۳/۱۴۴، ہندیۃ ۲۲۸/۱، شامی زکریا ۱۸۱/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۶/۲)

نوٹ: آج کل عرفات میں معلموں کے خیمے الگ الگ ہوتے ہیں، اور ہر معلم سے متعلق حجاج
 کے لئے انہیں کے خیموں میں ٹھہرنے کا نظم ہوتا ہے، اس لئے حجاج کو اس نظام کی پابندی کرنی
 چاہئے، تاہم اگر کسی وجہ سے اپنے خیموں تک نہ پہنچ پائیں تو جہاں جگہ ملے ٹھہر جائیں؛ البتہ ایسی
 جگہ ٹھہرنا مکروہ ہے جس سے آنے جانے کا راستہ بند ہو جاتا ہو، اور دوسرے لوگوں کے لئے
 دقت پیش آتی ہو، حجاج کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ بے ترتیبی کی وجہ سے سخت
 مشکلات پیش آجاتی ہیں، جن سے احتراز لازم ہے۔ وقیل مرادہ: ان لا یسنزل علی

الطریق کیلا یضیق علی المارۃ. (البحر العمیق ۱۳/۱۴۴، ہندیۃ ۲۲۸/۱، البحر الرائق

زکریا ۵۸۹/۲، تاتارخانیۃ ۶۱۳/۵۰)

عرفات میں زوال سے پہلے کی مصروفیات

عرفات پہنچ کر وقت ضائع نہ کرے؛ بلکہ زوال تک دعا، درود شریف اور ذکر و تلبیہ میں مشغول رہے، اور اگر کھانے پینے یا آرام کی ضرورت ہو تو زوال سے پہلے پہلے ان چیزوں سے نمٹ لے؛ تاکہ زوال کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وقوف کیا جاسکے۔ فاذا نزل بعرفات یمکت فیہا ویشتغل بالدعاء والصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذکر والتلبیة الی ان تزول الشمس..... ویقدم حوائجہ مما یتعلق بالاکل والشرب ونحوہما قبل الزوال، ویفرغ من جمیع العلائق، ویتوجه بقلبہ الی رب الخلائق. (غنیۃ الناسک ۱۴۸، البحر العمیق ۱۰۳۶/۳)

عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کی شرائط

سنت یہ ہے کہ جو حجاج عرفات کے میدان میں ”مسجد نمرہ“ میں امام الحج کے ساتھ نماز پڑھیں، وہ ظہر اور عصر دونوں اکٹھی ادا کریں گے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی شرائط درج ذیل ہیں: (۱) حج کا احرام (۲) جماعت (۳) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام (۴) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا (۵) ظہر کے وقت میں عصر پڑھنا (۶) جگہ عرفات کا میدان یا اس کے قریب ہونا۔

مذکورہ بالا شرائط میں سے اگر کوئی بھی شرط مفقود ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہوگا۔ فجملۃ الشرط ستۃ..... ولو فقد شرط منها یصلی کل صلاة فی الخیمة علیحدۃ فی وقتہا بجماعۃ او غیرہا. (غنیۃ الناسک ۱۵۳، ومثلہ فی السامی زکریا ۵۲۰/۳،

سکب الانہر ۴۰۷/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۷/۲)

خیموں میں مقیم حجاج نمازیں کس طرح پڑھیں؟

حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق چونکہ عرفات کے میدان میں خیموں میں ٹھہرنے والے

حجاج سرکاری امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ پاتے (جو جمع بین الصلواتین کی مجملہ شرطوں میں سے ایک ہے) لہذا وہ خیمہ میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔ ولو فقد شرط منها یصلی کل صلاة فی الخیمة علیحدۃ فی وقتها بجماعة او غیرها۔ (غنیۃ الناسک ۱۵۳، ومثله فی التاتاریخانیۃ ۵۰۷۱۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۱/۳، ہندیۃ ۲۲۸/۱) وفی منسک ابن العجمی: المراد بالامام الامام الاعظم، اما امام الرفقۃ فلا یجوز الجمع معہ عند ابی حنیفۃ۔ (البحر العمیق ۱۴۸۸/۳) وفی الزیادات: والصحیح قول ابی حنیفۃ۔ (البحر العمیق ۱۴۸۳/۳، ہدایۃ مکتبۃ البشریٰ کراچی ۱۹۴-۱۹۵-۱۹۵)

نوٹ: ائمہ ثلاثہ اور حنفیہ میں سے حضرات صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک چوں کہ عرفات میں جمع بین الصلواتین کے جواز کے لئے امام الحج کی امامت شرط نہیں ہے؛ لہذا ان کے نزدیک خیمہ میں مقیم حجاج کے لئے بھی جمع بین الصلواتین مطلقاً مسنون ہے۔ بریں بنا اگر کوئی شخص خیمہ میں جمع بین الصلواتین کرنے لگے، تو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے؛ البتہ احتیاط امام صاحب کے قول پر عمل کرنے میں ہے۔ وعندہما لا یشرط بشئ من الشروط الثلاثة الا الاحرام بالحج فی العصر فقط، وبہ قالت الثلاثة۔ (غنیۃ الناسک ۱۵۲، تاتاریخانیۃ ۵۰۷۱۳، درمختار زکریا ۵۲۱/۳)

جمع بین الصلواتین کی کیفیت

زوال کے بعد عرفات کی ”مسجد نمبرہ“ میں امام الحج اولاً منبر پر بیٹھے گا، اور اس کے سامنے مؤذن جمعہ کی طرح اذان دے گا، اس کے بعد امام خطبہ دے گا، خطبہ کی ابتدا تکبیر اور تلبیہ کے کلمات سے ہوگی، اور بعد ازاں امت کی اصلاح اور مناسک حج کے سلسلہ میں ہدایات دی جائیں گی، اور خطبہ کے بعد ظہر کی اقامت ہوگی، پھر ظہر پڑھی جائے گی، اس کے بعد عصر کی اقامت کہی جائے گی، اور عصر کی نماز کی ادائیگی ہوگی، اور دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ ہوگی، اور دونوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور عصر کے بعد بھی کوئی نفل نماز

پڑھنا درست نہ ہوگا؛ کیونکہ عصر کے بعد نوافل پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ الحاصل انہ یصلی بہم الظهر والعصر فی وقت الظهر باذان واحدٍ واقامتین، ویکرہ للامام والمأموم ان یتطوع بینہما..... ویکرہ التفل بعد اداء العصر، ولو فی وقت الظهر. (غنیة

الناسک ۱۵۰، البحر العمیق ۱۴۶/۳، درمختار زکریا ۵۱۹/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۶/۲)

امام مسافر ہو تو مقیم حجاج کیسے نماز پڑھیں؟

اگر امام الحج عرفات میں مسافر ہونے کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعت پڑھائے، تو مقیم حجاج، امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسب دستور اپنی نمازیں پوری کریں گے۔ وان کان مسافراً قصر، واتم المقیمون بلا قراءۃ. (غنیة الناسک ۱۵۰، البحر العمیق

۱۴۷۶، تاتارخانیة ۵۰۸/۳، شامی زکریا ۵۲۰/۳)

وقوفِ عرفات معتبر ہونے کی شرائط

۹۔ ذی الحجہ کو وقوفِ عرفات حج کا رکن اعظم ہے، اس کے معتبر ہونے کے لئے تین شرطیں پائی جانی ضروری ہیں: (۱) حج صحیح کا احرام (لہذا اگر بغیر احرام کے وقوف کیا، یا حج فاسد کے ساتھ وقوف کیا، تو ایسا وقوف معتبر نہ ہوگا) (۲) عرفات کی شرعی حدود میں قیام (لہذا اگر عرفات سے باہر کسی حصہ میں مقیم رہا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا) (۳) وقت (اس کی ابتدا نبویں ذی الحجہ کے زوال سے ہوتی ہے، اور اس کا آخری وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہے، اس درمیان جو حاجی کچھ دیر کے لئے بھی حدودِ عرفات سے گزر جائے، اس کا فرض ادا ہو جائے گا) وہی ثلاثة: الاول: الاحرام بحج صحیح غیر فائت ولا فاسد..... الثانی:

المکان وهو عرفات..... الثالث: الوقت: واوله زوال الشمس يوم عرفة

وآخره طلوع الفجر الثانی من يوم النحر. (غنیة الناسک ۱۵۷، ولہذا تستفاد من

الشامی زکریا ۵۲۲/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۹/۲)

فرض وقوف کی مقدار

حاجی کے لئے وقت کے اندر رات یا دن میں کسی بھی وقت حدود عرفات میں ٹھہرنا یا گذرنا فرض ہے؛ لہذا ۹ ذی الحجہ (یوم عرفہ) کے زوال کے بعد سے ۱۰ ذی الحجہ (یوم النحر) کی صبح صادق کے درمیان جو شخص (شرائط کے ساتھ) حدود عرفات میں ٹھہرے یا گذر جائے، خواہ جاگتے ہوئے ہو یا سوتے ہوئے ہو، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں ہو، سواری پر ہو یا پیدل ہو، حتیٰ کہ وقوف کی نیت ہو یا نہ ہو، بہر صورت اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ فالقدر المفروض من الوقوف هو کینونته بعرفة في ساعة من هذا الوقت. (بدائع الصنائع ۲/۳۰۵، البحر العمیق ۳/۱۵۱۳، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۹، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۲۲)

وقوف واجب کی مقدار

وقوف عرفات میں واجب یہ ہے کہ عرفہ کا دن گزار کر آنے والی رات کا کچھ حصہ ضرور عرفات میں گزارا جائے، بریں بنا اگر وقوف عرفات دن میں کیا تو زوال کے بعد سے جب بھی عرفات میں داخل ہو، تو غروب شمس کے بعد تک حدود عرفات میں رہنا واجب ہوگا۔ واما قدر الواجب فيه ان وقف نهاراً، فحد الوقوف من الزوال؛ بل من حين وقف الى ان تغرب الشمس..... (غنية الناسك ۱۵۹-۱۶۰، حنابلة ۱/۲۲۹، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۹، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵۲۴) الوقوف المعتد به رکناً هو الوقوف بالنهار او بالليل الا ان الواجب هو الوقوف بجزء من الليل لا محالة. (البحر العمیق ۳/۱۵۱۴)

رات میں وقوف عرفات

نویں ذی الحجہ کا دن گزار کر رات میں وقوف عرفات بھی معتبر ہے، اور اس میں وقت کے اعتبار سے کوئی تحدید نہیں ہے، یعنی پوری رات ٹھہرنا اس پر ضروری نہیں؛ بلکہ تھوڑی دیر بھی اگر وقوف پایا جائے تو فرض ادا ہو جائے گا، اور اس پر کوئی جنائیت بھی لازم نہ ہوگی۔ واما اذا وقف ليلاً فلا

واجب فی حقہ حتی لو وقف ساعة لا يلزمه شيء. (شامی زکریا ۳/۴۷۰، غنیۃ الناسک ۱۵۹) بخلاف من وقف لیلاً او مراً بعرفات بلیل، فلا يلزمه شيء؛ لان امتداد الوقوف علیہ بلیل لیس بواجب. (لبحر العمیق ۳/۱۵۱۴، ومثله فی الهندیة ۱/۲۳۰، تانرخانیة ۳/۵۱۳)

وقوف عرفات کی سنتیں

وقوف عرفات میں درج ذیل اعمال مسنون ہیں: (۱) غسل کرنا (۲) امام کا ظہر اور عصر سے پہلے دو خطبے دینا (۳) ان دونوں خطبوں کا زوال کے بعد نمازوں سے پہلے ہونا (۴) ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھنا (۵) نماز کے بعد بلا کسی تاخیر کے وقوف کا اہتمام کرنا (۶) غروب کے بعد عرفات سے امام کے نکلنے کے بعد ہی نکلنا (۷) غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہونے میں بلا عذر تاخیر نہ کرنا (البتہ اگر عذر کی وجہ سے تاخیر ہو تو حرج نہیں) واما سننہ فالغسل للوقوف والخطبتان الخ. (غنیۃ الناسک ۱۶۰، ہندیۃ ۱/۲۲۹، البحر الرائق کوئٹہ

۳۳۹/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۰۶)

وقوف عرفات کے مستحبات

وقوف عرفات میں مستحب ہے کہ تلبیہ، تکبیر، کلمہ طیبہ، دعا، تلاوت قرآن اور درود شریف کی کثرت رکھی جائے، اور جس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا، اس کے قریب وقوف کیا جائے۔ واما مستحباتہ: فالاکثار من التلبیۃ والتکبیر والتہلیل الخ. (غنیۃ الناسک

۱۶۰، مناسک ملا علی قاری ۲۰۶، ہندیۃ ۱/۲۲۹، البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲)

جبلِ رحمت پر چڑھنا کوئی فضیلت کی بات نہیں

بہت سے لوگ عرفات میں ”جبلِ رحمت“ پر چڑھ کر وقوف کرنے کو باعثِ فضیلت سمجھتے ہیں، اور اس جگہ کو عرفات کی دیگر جگہوں سے افضل خیال کرتے ہیں، چنانچہ اس پہاڑی حاجیوں کی بھیڑ نظر آتی ہے، حالانکہ یہ خیال اور عمل قطعاً غلط ہے، اس پہاڑی پر چڑھنے

کوئی فضیلت کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ واما ما اشتهر عند العوام من الاعتناء بالوقوف على جبل الرحمة، وترجيحهم له على غيره من ارض عرفات فخطأ ظاهر ومخالف للسنة، ولم يذكر احد ممن يعتمد عليه في صعود هذا الجبل فضيلة تختص به الخ. (غنية الناسك ۱۶۰، البحر العميق ۱۵۲۷/۳، شامی زکریا ۵۲۲/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲)

غروب سے قبل اپنی جگہ سے روانہ نہ ہوں

بہتر یہ ہے کہ جب تک سورج غروب نہ ہو جائے، میدان عرفات میں اپنی قیام گاہ سے چلنا شروع نہ کریں؛ البتہ غروب کے بعد بلا عذر دیر نہ کریں۔ ولا يتوجه قبل الغروب وان لم يجاوز حدود عرفة. (غنية الناسك ۱۶۱، مناسك ملا علی قاری ۲۰۸)

نوٹ: کثرت سے یہ دیکھا گیا ہے کہ غروب سے آدھا پون گھنٹہ پہلے ہی لوگ اپنا سامان سمیٹ کر عرفات سے روانگی کا ماحول بنا لیتے ہیں، اور بسوں یا سوار یوں میں بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں، تو یہ جلد بازی مناسب نہیں ہے، اطمینان و سکون کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت

اگر یوم عرفہ (۹ رزی الحجہ) جمعہ کے دن واقع ہو تو بعض روایات میں ہے کہ اس دن سبھی حجاج کی مغفرت کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس حج کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ واذا وافق يوم عرفة يوم جمعة غفر لكل اهل الموقف وانه افضل من سبعين حجة في غير يوم الجمعة. (البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲، البحر العميق ۱۵۴۳/۳)

عرفات میں جمعہ کا حکم نہیں

اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو تو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ میدان عرفات میں جمعہ

کی نماز ادا نہیں کی جائے گی؛ بلکہ حسب معمول ظہر و عصر کی نماز ہی پڑھیں گے۔ واذا وافق یوم
عرفة یوم جمعة لم یصل الامام فیہا باتفاق الائمة الاربعة لانہا فضاء ولیست

بمصر. (البحر العمیق ۱۴۹۱/۳، ہندیہ ۱۴۵/۱، تاتارخانیہ زکریا ۵۵۲/۲)

جنایات و قوف عرفات

عرفات میں دن میں قوف کرنے والا حاجی اگر ۹ رزی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے
پہلے حدود عرفات سے باہر نکل آئے اور پھر دوبارہ واپس نہ جائے، تو اس پر ترک واجب کی بنا پر دم
جنایت لازم ہوگا۔ فاذا وقف نہاراً ودفع قبل الغروب..... وان جاوز قبل الغروب
فعلیہ دم اماماً کان أو غیرہ. (غنیۃ الناسک ۱۵۹-۱۶۰، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا

۵۲۴/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲)

اگر غروب سے پہلے حدود عرفات سے باہر چلا گیا؛ لیکن پھر غروب سے قبل یا غروب کے بعد
واپس آکر قوف کر لیا تو دم جنایت ساقط ہو جائے گا۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۱۵۱۶/۳-۱۵۱۸، تاتارخانیہ
۵۱۳/۳، بدائع الصنائع ۳۰۶/۲)

مسائل تکبیر تشریق

○ ذی الحجہ کی ۹ تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳ رزی الحجہ کی عصر کی نماز تک
ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ واما وقتہ
فاولہ عقبی صلاة الفجر من یوم عرفة و آخرہ فی قول ابی یوسف ومحمد
عقبی صلاة العصر من اخر ایام التشریق. (ہندیہ ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۵۴۵/۱، حلبی

کبیر ۵۷۴، البحر العمیق ۱۴۲۹/۳)

○ تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی اور اس کے الفاظ یہ ہیں
اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (البحر العمیق

۱۴۳۱/۳، ہندیہ ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۵۴۵/۱، حلبی کبیر ۵۷۵)

○ یہ تکبیر مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ والمرأة تخافت

بالتكبير لان صوتها عورة. (تبیین الحقائق ۱۵۴۶/۱، البحر العمیق ۱۴۳۴/۳، ہندیہ ۱۵۲/۱،

درمختار زکریا ۶۴/۳)

○ مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا۔ وکذا يجب علی

المسبوق ويكبر بعدما قضی ما فاتہ. (ہندیہ ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۱۴۳۴/۳، درمختار زکریا

۶۵/۳، البحر العمیق ۱۴۳۴/۳)

○ تلبیہ پڑھنے والا نمازی نماز کے بعد اولاً تکبیر تشریق پڑھے گا اس کے بعد تلبیہ پڑھے

گا، اگر نماز کے بعد فوراً تلبیہ پڑھ دیا تو تکبیر تشریق کا حکم ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر نماز کے

بعد کسی منافی نماز عمل میں مشغول ہو جائے، مثلاً گفتگو کر لے یا کھاپی لے، تو بھی تکبیر کا حکم ساقط

ہو جائے گا۔ والحاصل ان كل ما يقطع البناء يقطع التكبير. (البحر العمیق ۱۴۳۴/۳،

ومثله فی الہندیہ ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۱۴۳۴/۳)



مسائل مزدلفہ

مزدلفہ میں وقوف کا حکم

عرفات سے لوٹتے ہوئے ”مزدلفہ“ میں ٹھہرنے کا حکم ہے، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَأَذْكُرُوا
اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، وَاذْكُرُوهُ
كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ
الضَّالِّينَ. (البقرة:)

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے نزدیک
(مزدلفہ میں) اللہ کا ذکر کرو اور اللہ کو یاد کرو جیسے اس
نے تمہیں (مناسک حج) سکھائے اور بے شک تم
اس سے پہلے ناواقف تھے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے چل کر رات میں مزدلفہ میں قیام فرمایا اور اگلے دن
صبح صادق کے بعد وقوف مزدلفہ فرمایا۔

مزدلفہ کا جائے وقوع

”مزدلفہ“ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک وسیع وادی ہے، اس کے شمالی جانب ”شیر النضع“ نامی
پہاڑ ہے، جسے ”جبل احدب“ بھی کہا جاتا ہے، اس کے جنوب میں ”ذات السليم“ اور ”ذی المراح“ نامی
پہاڑ اور ایک طویل پہاڑی نالہ ہے اور مغربی سمت میں اولاً ”مضبیح“ نامی پہاڑ اور اس کے بعد ”وادی محسر“
ہے، جو منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان حد فاصل ہے، اور مشرقی جانب مزدلفہ میں داخل ہونے کے کئی راستے
بنائے گئے ہیں جن میں سڑک ۳ اور ۴ کو طریق نصب اور سڑک ۵ اور ۶ کو الاخشین کہا جاتا ہے، اسی میں
پیدل راستہ (طریق المشاة) بھی شامل ہے۔ اور سڑک ۷ کو ریح الغزالة اور سڑک ۸ اور ۹ کو ریح المرار کہتے
ہیں۔ (حاشیہ البحر المحیط ۳/۱۶۰۰)

مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

”مزدلفہ“ کی وادی کو ”مزدلفہ“ کہنے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ”مزدلفہ“ ”ازدلاف“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اجتماع کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں حجاج کا

اجتماع ہوتا ہے۔ سمیت المزدلفة لاجتماع الناس فيها والازدلاف الاجتماع. (تبيين لحقائق ۱/۱۲۰۳)

(۲) یہ ”تزلف“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی تقرب کے آتے ہیں؛ اس لئے کہ یہاں اللہ سے

تقرب والے اعمال کئے جاتے ہیں۔ سمیت بذلك من التزلف والازدلاف وهو التقرب لان الحجاج يتقربون منها. (لبحر الرائق زکریا ۶۰۰/۲، تفسیر قرطبی ۴۲۱/۲)

(۳) یہ ”زلفہ“ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رات کے ایک حصہ کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں رات میں آمد ہوتی ہے۔ سمیت بذلك لمجیی الناس الیہا فی زلف من اللیل. (البحر العمیق ۱۶۰/۳)

مزدلفہ کے دیگر نام

مزدلفہ کے کل تین نام ہیں: (۱) مزدلفہ (۲) مشعر حرام (۳) جمع۔ ان لـمزدلفۃ ثلاثۃ اسماء:

المزدلفۃ والمشعر الحرام وجمع. (حاشیۃ الثلی علی التین ۳۰۱/۲، تفسیر قرطبی ۴۲۱/۲، البحر العمیق ۱۶۰/۳)

مسجد مشعر حرام

مزدلفہ میں مشرقی جانب ”مسجد مشعر حرام“ واقع ہے، یہ مسجد عرفات کی ”مسجد نمبرہ“ سے ۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جب کہ منیٰ کی ”مسجد خیف“ سے ”مسجد مشعر حرام“ کا فاصلہ ۵ کلومیٹر ہے، اور ”مسجد حرام“ مکہ معظمہ سے ”مسجد مشعر حرام“ کی مسافت ۱۳ کلومیٹر بیٹھتی ہے۔ (حاشیۃ البحر العمیق ۱۳۶/۳)

ذیل میں قیام مزدلفہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

۹ رزی الحجہ (یوم عرفہ) کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں۔

وإذا غربت الشمس افاض الامام والناس معه. (غنیۃ الناسک ۱۶۱، البحر العمیق ۱۵۸۷/۳)

در مختار زکریا ۵۲۴/۳، ہندیۃ ۲۳۰/۱، مناسک ملا علی قاری ۲۱۳)

امام الحج سے پہلے بلا عذر روانہ نہ ہوں

بہتر ہے کہ امام الحج کے روانہ ہونے سے قبل کوئی حاجی عرفات کی حدود سے باہر نہ نکلے (البتہ اگر کوئی عذر ہو یا امام الحج بلا وجہ چلنے میں تاخیر کرے تو عام لوگ خود ہی روانہ ہو جائیں امام الحج کا انتظار نہ کریں اور آج کل حکومت کی طرف سے غروب کے فوراً بعد امام الحج کی روانگی کا انتظام ہوتا ہے اس لئے اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ بلا تردد غروب کے بعد بلا تاخیر روانہ ہو جانا چاہئے) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لا تدفعوا یوم عرفۃ حتیٰ

يدفع الامام“ . (المعجم الاوسط للطبرانی ۳۵۵/۶، مجمع الزوائد ۲۵۵/۳) ولا يدفع قبل الامام الا اذا خاف الزحام او كان به ضعف.....، ولو ابطأ الامام بالدفع بعد الغروب دفعوا قبله لانه لا موافقة في مخالفة السنة. (غنية الناسك ۱۶۲، البحر العميق ۱۵۹۲/۳، ہندیہ ۲۳۰/۱، تاتارخانیہ ۵۱۵/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۱۳)

غروب کے بعد بلا عذر تاخیر نہ کریں

غروب کے بعد بلا عذر عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر نہ کریں، ایسا کرنا خلاف سنت اور برا ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ولو مکث بعد ما افاض الامام كثيراً بلا عذر كان مسيئاً لخلاف السنة. (غنية الناسك ۱۶۲، شامی زکریا ۵۲۴/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۱۳)

نوٹ: آج کل حجاج کی کثرت کی وجہ سے بسوں اور دیگر سوار یوں سے مزدلفہ پہنچنے میں بہت زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے، اس لئے اگر ہمت ہو اور ضعیف لوگ اور کمزور مستورات ساتھ نہ ہوں، تو طریق المشاة سے پیدل مزدلفہ آنے میں وقت کم لگتا ہے۔ ويستحب ان يأتيها ماشياً. (درمختار مع

الشامی زکریا ۵۲۴/۳)

مزدلفہ کے راستہ میں ذکر و اذکار کی کثرت رکھیں

عرفات سے روانہ ہوتے وقت دل میں نرمی، آئندہ نئی زندگی شروع کرنے کا پختہ عزم اور اپنی کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار ہونا چاہئے اور راستہ میں ادھر ادھر کی بات چیت کے بجائے تسبیح و تہلیل، حمد و ثناء درود شریف اور تلبینہ کی کثرت ہونی چاہئے۔ ويستحب ان يكون في مسيره ملياً، مكبراً مهلاً مستغفراً داعياً مصلياً على النبي صلى الله عليه وسلم ذاكراً كثيراً باكياً حتى يأتي مزدلفه. (غنية الناسك ۱۶۲، مناسک ملا علی قاری ۲۱۳، ہندیہ ۲۳۰/۱، درمختار زکریا ۵۲۴/۳-۵۲۵)

مزدلفہ کے راستہ کے دوران قیام نہ کریں

عرفات سے روانہ ہونے کے بعد سیدھے مزدلفہ جا کر ہی قیام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر تھکا اور

کے سبب کچھ دیر ستالے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن باقاعدہ قیام اور آرام نہیں کرنا چاہئے۔ ولا
 يعرج عن شيء حتى يدخل مزدلفة وينزل بها. (غنية الناسك ۱۶۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳)
تنبیہ: آج کل پیدل چلنے والوں کے راستہ میں جا بجا ”حمامات“ بنے ہوئے ہیں، بہت سے
 ناواقف حجاج مزدلفہ سمجھ کر باقاعدہ قیام کر لیتے ہیں، اور بہت سے لوگ وہیں نمازیں پڑھنا شروع
 کر دیتے ہیں، حالاں کہ آج حجاج کے لئے مزدلفہ پہنچے بغیر کوئی نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے، اس لئے
 اس کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے سالوں میں لاکھوں حجاج کا وقوف مزدلفہ کا واجب
 اسی بے احتیاطی کی وجہ سے چھوٹ گیا، اور جنایت کا ارتکاب لازم آیا۔

مزدلفہ میں داخلہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ مزدلفہ میں پیدل داخل ہونا اور داخلہ کی نیت سے غسل کرنا مستحب ہے
 (لیکن آج کل سواری سے آنے والوں کے لئے پیدل داخل ہونے کے استحباب پر عمل کرنا سخت مشکل
 ہے، اسی طرح مزدلفہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا بھی کارے دار ہے؛ اس لئے اس استحبابی حکم کے
 حصول کے لئے تکلف نہ کیا جائے) فاذا دنا من مزدلفة يستحب ان يدخلها ماشياً ويغتسل
 لدخولها. (غنية لناسك ۱۶۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۴۰/۲، درمختار ۵۲۴/۳)

مزدلفہ میں داخلہ کے راستے تنگ نہ کریں

مزدلفہ کا رقبہ بہت وسیع ہے، اس کی حدود میں کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے؛ لیکن بطور خاص
 اس کا اہتمام رکھا جائے کہ ہمارے قیام کی وجہ سے چلتا ہوا راستہ بند یا تنگ نہ ہو، اس لئے راستہ
 سے ہٹ کر ہی قیام کرنا چاہئے۔ ويكره النزول على الطريق. (غنية الناسك ۱۶۲، البحر الرائق
 کوئٹہ ۳۴۰، مناسك ملا علی قاری ۲۱۴) وانما لا ينزل على الطريق لانه يمنع الناس عن
 الجواز فيتأذون به. (البحر العميق ۲/۳، ۱۶۰، تانارخانية زكريا ۵۱۶/۳)

ضروری تنبیہ: آج کل حجاج مزدلفہ میں داخل ہوتے ہی راستہ میں اپنی چٹائیاں وغیرہ
 بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے پیچھے سے آنے والے لاکھوں حجاج کو سخت پریشانی دھکا کی
 اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بسا اوقات جتنی دیر عرفات سے مزدلفہ تک پہنچنے میں نہیں لگتی،

اس سے زیادہ دیر مزدلفہ میں داخل ہونے میں لگ جاتی ہے۔ بلاشبہ راستہ میں بیٹھنے والے لوگ ایذاء مسلمین کے مرتکب ہوتے ہیں جو یقیناً گناہ ہے، اس لئے اس بات کی اچھی طرح ذہن سازی کی ضرورت ہے کہ کوئی حاجی داخل ہونے والے راستہ کو تنگ نہ کرنے پائے، اور حکومت سعودیہ کو بھی ان جگہوں پر قیام نہ کرنے دینے کے لئے خصوصی انتظام کرنا چاہئے، ورنہ بے قابو بھیڑ کی وجہ سے ان جگہوں پر خدانہ کرے بڑے حادثات کا اندیشہ بڑھتا جا رہا ہے۔

مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنا

حاجی کے لئے مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلا عمل یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھے، یہ دونوں نمازیں ادا کی نیت سے پڑھی جائیں گی، اور اگر جماعت سے پڑھیں تو ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں گی، اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل وغیرہ کا وقفہ نہ ہوگا۔ عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین صلاة المغرب والعشاء بالمزدلفة باذان واحد واقامة واحدة. (المعجم لکبیر للطبرانی ۱۳۰/۱۴) ويستحب التعجيل فی هذا الجمع..... فاذا دخل وقت العشاء اذن المؤذن ویقیم فیصلی بهم المغرب فی اول وقت العشاء ثم يتبعها العشاء بجماعة ولا یعيد الاذان ولا الاقامة للعشاء بل یکتفی باذان واحد اجماعاً واقامة واحدة عندنا. (غنیة الناسک ۱۶۲-۱۶۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۴، البحر الرائق زکریا ۵۹۶/۲، تاتارخانیة ۵۱۷/۳، ہندیة ۲۳۰/۱، درمختار زکریا ۵۲۵/۳)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی شرائط

مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں جمع کرنے کے پڑھنا واجب ہے، اور اس کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) حج کا احرام: (اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ سرکاری ڈیوٹی والے لوگ جنہیں دوران حج حجاج کی مختلف خدمات پر نامور کیا جاتا ہے اور خود ان کا حج کا ارادہ نہیں ہوتا، مثلاً پولیس والے اور

دیگر لوگ ان کے لئے عرفات یا مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی اجازت نہیں ہے، انہیں ہر نماز اپنے وقت پر اور اپنی جگہ پر پڑھنی ہوگی)

(۲) وقوفِ عرفہ پہلے کرنا: (لہذا اگر کوئی شخص وقوفِ عرفہ کئے بغیر مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کرے تو یہ معتبر نہ ہوگا)

(۳) تاریخ: (یعنی ذی الحجہ کی ۱۰ ویں تاریخ کی رات؛ لہذا کسی اور تاریخ میں یہ جمع بطور ادا جائز نہ ہوگی)

(۴) جگہ: (یعنی حدودِ مزدلفہ؛ لہذا مزدلفہ کی حدود کے علاوہ میں یہ جمع ادا نہ سمجھی جائے گی)

(۵) وقت: (یعنی عشاء کا وقت، حتیٰ کہ اگر عشاء کے وقت سے قبل مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی عشاء سے قبل مغرب کی نماز پڑھنا حاجی کے لئے درست نہ ہوگا؛ بلکہ عشاء کے وقت ہی میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھنی ہوں گی)

(۶) ترتیب: (یعنی اولاً مغرب اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا) و شرائط هذا

الجمع ستة الخ. (غنية الناسك ۱۶۳، مناسك ملا علی قاری ۲۱۵، ومثله فی الدر المختار زکریا

۵۲۶/۳، معلم الحجاج ۱۶۵)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے جماعت اور امام شرط نہیں

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے جماعت یا سرکاری امام کی اقتداء کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ اگر کوئی شخص تنہا پڑھے پھر بھی اسے دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھنی ہوں گی۔ ولا يشترط في

جمع المزدلفة الجماعة الخ. (هندية ۲۳۰/۱، غنية الناسك ۱۶۵)

مزدلفہ پہنچنے سے قبل حاجی کا مغرب اور عشاء پڑھ لینا

اگر حاجی نے مزدلفہ کی حدود کے علاوہ کسی اور جگہ مغرب اور عشاء یا ان میں سے ایک نماز پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچنے کے بعد صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے انہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا؛ البتہ اگر صبح صادق تک مزدلفہ نہ پہنچ سکا، یا پہنچ گیا؛ لیکن اعادہ نہیں کیا، اور صبح صادق ہو گئی تو وہی نماز کافی ہو جائے

گی، اب اعاده لازم نہیں؛ لیکن گنہگار ضرور ہوگا۔ حتی لو صلی الصلوتین او احدهما قبل الوصول الی مزدلفة او بعد التجاوز عنها الی منی لم یجزہ عند ابی حنیفہ و محمد و علیہ اعادته بہما اذا وصل او رجع قبل ان یطلع الفجر، ولو لم یعدہ حتی طلع الفجر عاد الی الجواز وسقط القضاء وتقرر المآثم لتركه واجب التاخير. (غنیۃ

الناسک ۱۶۳، ومثله فی البحر الرائق ۵۹۷/۲، درمختار زکریا ۵۲۶/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۷)

ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے وقت پر مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے

اگر ٹریفک یا کسی اور عذر سے صبح صادق سے پہلے پہلے مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے اور یہ خطرہ ہو کہ راستہ ہی میں صبح صادق ہو جائے گی، تو ایسی صورت میں راستہ ہی میں مغرب و عشاء پڑھنا درست ہے۔ ولو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل الی مزدلفة الخ، صلاھا حیث ہو فی اوقاتہما. (غنیۃ الناسک ۱۶۴، البحر الرائق زکریا ۵۹۷/۲، درمختار زکریا ۵۲۷/۳، مناسک

ملا علی قاری ۲۱۶، ہندیۃ ۲۳۰/۱)

مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ بھٹک گیا

اگر حاجی عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوا؛ لیکن راستہ بھٹک گیا، تو ابھی مغرب و عشاء نہ پڑھے؛ بلکہ راستہ تلاش کرتا رہے، تا آں کہ اتنی دیر ہو جائے کہ صبح صادق کی وجہ سے وقت نکل جانے کا خطرہ ہو جائے، تو اب دونوں نمازیں راستہ ہی میں پڑھ لے۔ ولو ضل عن الطریق لا یصلی بل یؤخر الی ان ینخاف طلوع الفجر فعند ذلک یصلی. (غنیۃ الناسک ۱۶۴)

مزدلفہ میں رات گزارنا سنت مؤکدہ ہے

”یوم النحر“ (دسویں ذی الحجہ) کی رات مزدلفہ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے۔ والبیوتۃ بہ

السی الفجر سنة مؤکدة عندنا. (غنیۃ الناسک ۱۶۵، شامی زکریا ۵۲۹/۳، مناسک ملا علی قاری ۱۸)

البحر الرائق زکریا ۶۰۰/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۵۲۰/۳، بلاتع لصنائع زکریا ۳۲۲/۲، تبیین الحقائق ۲۰۰/۲

مزدلفہ کی رات عبادت میں گزارنا افضل ہے

مزدلفہ کی رات عید الاضحیٰ کی شب ہے، اس رات میں حتی الامکان عبادت کرنا بہت فضیلت کی بات ہے۔ (لہذا تھکاوٹ دور کر کے کچھ نہ کچھ عبادت، نماز، تلاوت، تلبیہ، اذکار اور دعا میں مشغول ہونا چاہئے، پتہ نہیں پھر یہ وقت زندگی میں میسر ہو یا نہ ہو) وینبغی ان یحییٰ ہذہ اللیلة بالصلوة والتلاوة والذکر والتلبیة والدعاء والتضرع الخ. (غنیۃ الناسک ۱۶۵،

ہندیۃ ۲۳۰/۱، مناسک ملا علی قاری ۲۱۸، تاتارخانیۃ ۵۱۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۰/۲)

مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے

مزدلفہ میں یوم النحر کی فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔

ویستحب ان یصلی الفجر بغلس مع الامام. (غنیۃ الناسک ۱۶۵، مناسک ملا علی قاری ۲۲۰، درمختار

زکریا ۵۲۹/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۵۱۹/۳، ہندیۃ ۲۳۰/۱، کنز اللقائق مع لبحر ۵۹۹/۲)

تنبیہ: عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جلد بازی کی وجہ سے مزدلفہ میں فجر کا وقت ہونے سے قبل ہی اذان نماز شروع کر دیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، اگر وقت سے قبل فجر پڑھ لی گئی تو وہ نماز معتبر نہ ہوگی، اس لئے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو، فجر کی اذان ہرگز نہ دی جائے۔ اور بہتر ہے کہ ”مسجد مشعر حرام“ کی اذان کا انتظار کیا جائے، اس کی آواز تقریباً پورے مزدلفہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں قبلہ کے صحیح رخ کو بھی جان لینا چاہئے۔ آج کل حکومت نے جا بجا قبلہ کی رہنمائی کرنے والے بورڈ لگا رکھے ہیں، انہیں دیکھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

واجب وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت

حاجی پر یوم النحر میں صبح صادق سے سورج نکلنے کے درمیان حد و مزدلفہ میں کچھ نہ کچھ وقوف

کرنا یا گذرنا واجب ہے۔ واول وقته طلوع الفجر الثانی یوم النحر و آخره طلوع

الشمس منه، و قدر الواجب منه ساعة لطيفة الخ. (غنیۃ الناسک ۱۶۶، درمختار زکریا

۵۱۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۰/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، ہندیۃ ۲۳۰/۱، تبیین الحقائق ۳۰۰/۲)

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار یہ ہے کہ اول وقت فجر کی نماز ادا کر کے مسلسل ذکر و دعا اور تلبیہ میں مشغول رہے؛ تا آنکہ خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں تھوڑی دیر رہ جائے، اتنی دیر تک وقوف کرنا مسنون ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال فی حدیثہ الطویل: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الفجر حین تبین له الصبح.....، فاستقبل القبلة فدعاہ وکبر هو هللہ ووحده فلم یزل واقفاً حتی اسفر جداً فدفع قبل ان تطلع الشمس. (مسلم شریف ۱/۲۹۸-۲۹۹) وقدّر السنة امتداد الوقوف الی الاسفار جداً.

(غنیۃ الناسک ۱۶۶، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲، درمختار زکریا ۳/۵۳۹)

سوتے ہوئے یا بے ہوشی کی حالت میں مزدلفہ کا وقوف

وقت کے اندر وقوفِ مزدلفہ ہر طرح معتبر ہے، خواہ سوتے ہوئے ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو، خود وقوف کرنے والے کو اس وقوف کا علم ہو یا نہ ہو، بہر حال یہ وقوف معتبر ہوگا۔ واما رکنہ فکینونتہ بمزدلفۃ سواء کان بفعل نفسه او بفعل غیرہ بان یکون محمولاً بامرہ او بغير امرہ وهو نائم او مغفی علیہ.....، نواہ او لم ینو علم بها او لم یعلم.....

(غنیۃ الناسک ۱۶۶، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، شامی زکریا ۳/۵۲۹)

جنایت ترکِ وقوفِ مزدلفہ

اگر بلا عذر شرعی وقوفِ مزدلفہ کا واجب ترک کر دے تو جنایت میں دم لازم ہوگا۔ ولو

ترک الوقوف بها فدفع لیلأ فعلیہ دم. (غنیۃ الناسک ۱۶۶، ومثله فی الدر المختار زکریا

۳/۵۸۶، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی شخص نہایت ضعیف یا بیمار ہو یا عورت بھڑکی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک

کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس لیلۃ المزدلفۃ: اذہب لضعفائنا ونسائنا لیصلوا الصبح بمنی۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲۹۱/۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم ضعفۃ اہلہ۔ (مسند احمد ۳۴۴/۱) الا اذا کان لعذر بان یکون بہ ضعف او علة او کانت امرأۃ تخاف الزحام فلا شیء علیہ۔ (غنیۃ الناسک ۱۶۶، شامی زکریا ۵۲۹/۳، البحر الرائق ۶۰۰/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۳۲۰/۳، مناسک ملاء علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲)

کیا عورتوں کے ساتھ مردوں کے لئے بھی وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟

عورتوں کے ساتھ سفر کرنے والے طاقتور مردوں کے لئے وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے اگر عورتیں اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو انہیں نابالغ بچوں یا بیمار اور ضعف بوڑھوں کے ساتھ مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت ہوگی، اگر ان کے ساتھ طاقتور مرد بھی چلے گئے اور وقوف کے وقت کے اندر اندر مزدلفہ کی حدود میں داخل نہ ہوئے تو ان پر دم جنایت لازم آجائے گا۔ إلا إذا کان لعذر بأن یکون بہ ضعف او علة او کانت امرأۃ تخاف الزحام فلا شیء علیہ..... فان کان رجلاً یخاف الزحام لا لنحو عجز او مرض فتر کہ یلزمہ دم۔ (غنیۃ الناسک ۱۶۶، احسن الفتاویٰ ۵۳/۱۴)

”بھیڑ“ کن لوگوں کے لئے عذر ہے؟

مزدلفہ میں محض بھیڑ ہونا ہر شخص کے لئے عذر نہیں ہے؛ بلکہ صرف عورتوں اور ضعیف اور بیمار مردوں کے حق میں بھیڑ عذر ہے؛ لہذا اگر کوئی صحت مند اور طاقتور مرد محض بھیڑ کے خطرہ

سے وقوفِ مزدلفہ ترک کر دے گا تو اس پر حسبِ ضابطہ دم لازم ہوگا۔ فان كان رجلاً يخاف
الزحام لا لنحو عجز او مرض فترکه يلزمه دم. (غنية الناسك ۱۶۶، ومثله في الشامي

زکریا ۵۱۹/۳)

تنبیہ: بسا اوقات پیدل یا سواریوں سے آنے والے حجاج بھیڑ کی وجہ سے مزدلفہ میں داخل نہیں
ہو پاتے اور انہیں راستہ ہی میں اتنی دیر لگ جاتی ہے کہ یوم النحر کا سورج طلوع ہو جاتا ہے، تو ان
میں جن عورتوں کا وقوفِ مزدلفہ ترک ہو ان پر مطلقاً کوئی دم لازم نہ ہوگا؛ کیوں کہ عورتوں کے حق
میں بھیڑ ترک و وقوفِ مزدلفہ کے لئے علی الاطلاق عذر ہے، خواہ وہ کمزور ہوں یا طاقتور؟ اور جن
مردوں کا وقوف ترک ہوا ہے، ان میں دیکھا جائے گا، جو لوگ بوڑھے اور ضعیف یا بیمار ہیں، ان پر
بھی دم لازم نہ ہوگا؛ البتہ جو لوگ صحت مند اور طاقتور ہیں ان کے حق میں چوں کہ بھیڑ عذر نہیں ہے؛
لہذا ان پر ترک و وقوفِ مزدلفہ کی وجہ سے دم جنائیت لازم ہوگا؛ تاہم اگر کوشش کے باوجود ان سے
وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ہے تو امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہوں گے۔ (مرتب)



مسائل رمی جمرات

رمی جمار

عربی زبان میں ”رمی جمار“ کے معنی کنکری پھینکنے کے آتے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں ”رمی جمار“ کا اطلاق خاص وقت، خاص جگہ اور متعین عدد کے ساتھ کنکری مارنے پر ہوتا ہے۔ وفی البدائع: رمی الجمار لغة هو القذف بالاحجار الصغار وهي الحصى، وفی عرف الشرع هو القذف بالحصى فی زمان مخصوص و مکان مخصوص و عدد مخصوص. (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۳/۲، لغة الفقهاء ۲۲۷)

جمرات کی وجہ تسمیہ

جن جگہوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں وہ پے در پے تین خاص مقامات ہیں جو مکہ معظمہ کی جانب منیٰ کے آخری سرے پر واقع ہیں۔ ان میں مسجد خیف کے قریب والے مقام کو ”جمرہ اولیٰ“ اس کے بعد والے کو ”جمرہ وسطیٰ“ اور آخری مقام کو ”جمرہ عقبہ“ کہا جاتا ہے۔ ان جگہوں کو ”جمرہ“ کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) ”جمرہ“ کے معنی کنکری کے آتے ہیں، اس کی جمع ”جمرات“ ہے؛ کیوں کہ یہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں اس مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا جاتا ہے۔ الجمار: الصغار من الاحجار جمع جمرة وبها سموها المواضع التي ترمي جماراً أو جمرات لما بينهما من الملازمة. (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۱/۲)

(۲) عربی زبان میں ”تجمیر القوم“ کی اصطلاح جمع ہونے کے بارے میں مستعمل ہے، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا، گویا کہ یہ کنکریوں اور لوگوں کے اجتماع کی جگہیں ہیں۔ وقيل لتجمع ما هنالك من الحصى من تجمير القوم اذا اجتمعوا. (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۱/۲)

(۳) اور ”اجمار“ کے معنی عربی میں جلد بازی اور تیزی سے بھاگنے کے بھی آتے ہیں، جیسا کہ وارد ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے منیٰ میں رمی فرمائی تو شیطان آپ کے سامنے تیزی سے رفوچکر ہو گیا۔ نیز مشہور ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بحکم خداوندی سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، تو شیطان نے سامنے آ کر سوسہ ڈالنے کی کوشش کی تو

آپ نے اسے بھگانے کے لئے کنکریاں ماریں تو وہ کنکریوں کی مار کی تاب نہ لا کر وہاں سے بھاگتا بنا، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا ہے۔ وفی نہایة ابن الاثیر: سمیت بہ من قولہم: اجمر اذا اسرع ومنہ الحدیث: ان آدم علیہ السلام رمی بمنی فاجمر ابلیس من بین یدیه، قال صاحب نہایة: وفی مبسوط: شیخ الاسلام انما سُمی جمرۃ لان ابراهیم علیہ السلام لما امر بذبح الولد جاءہ الشیطان یوسوسہ فکان ابراهیم یرمی الیہ بالاحجار طرداً لہ، وکان یجمر بین یدیه، ای یسرع فی المشی والاجمار، الاسراع. (البحر العمیق ۱/۳، ۱۶۵۹، حاشیة الشلی علی التبین ۳۰۲/۲)

موجودہ زمانہ میں جمرات کی کیفیت

پہلے زمانہ میں جمرات کی جگہ بہت محدود اور مختصر تھی، جس کی بنا پر مناسک حج کا سب سے مشکل ترین مرحلہ رمی جمرات کا ہوا کرتا تھا؛ لیکن اب سعودی حکومت نے جمرات کی علامتوں کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے پانچ منزلہ عظیم الشان اور بے نظیر عمارت بنا دی ہے، ہر منزل پر جانے اور آنے کے راستے الگ الگ ہیں، اور کنکری مارنے کی جگہ بہت کشادہ کر دی گئی ہے، اور فن تعمیر کی کارگیری سے ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ آپ کسی طرح بھی کنکری پھینکیں، وہ نیچے مخصوص دائرہ میں ہی جا کر گرتی ہے۔ تو اب یہ مرحلہ بفضلہ تعالیٰ بہت آسان ہو گیا ہے، اور جان لیوا بھیڑ بھاڑ سے کافی حد تک نجات مل گئی ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ذیل میں رمی جمرات سے متعلق بعض ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

رمی کے ایام

”رمی جمار“ کے دن کل چار ہیں: (۱) دسویں ذی الحجہ (یوم النحر): اس دن صرف جمرہ عقبہ (آخری شیطان) کی رمی ہوتی ہے۔ (۲) گیارہویں ذی الحجہ (یوم القر): اس دن تینوں جمرات کی رمی ہوگی۔ (۳) بارہویں ذی الحجہ (یوم النفر الاول): اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی ہوتی ہے۔ (۴) تیرہویں ذی الحجہ (یوم النفر الثانی): اس دن بھی تینوں جمرات کو کنکری ماری جاتی ہے۔

نوٹ: ان ایام کو ’ایام منی‘ اور ’ایام تشریق‘ بھی کہا جاتا ہے، اور قرآن کریم کی آیت:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ کا مصداق یہی ایام ہیں۔

ایام الرمی اربعة: یوم النحر ویجب فیہ رمی جمرۃ العقبة لا غیر، وثلاثة ایام بعده وہی الیوم الحادی عشر ویسمی یوم القر، والثانی عشر ویسمی یوم

النفر الاول، والثالث عشر ويسمى يوم النفر الثاني، ويجب فيها رمي الجمار
الثلاث وتسمى ايام التشريق وایام منى، وهى الايام المعدودات بلا خلاف. (غنية
الناسك ۱۸۰، ومثله فى مناسك على قارى ۲۳۶، هندية ۲۳۳/۱، تاتارخانية زكريا ۵۲۲/۳، حاشية
الشلبى على هامش الفتح ۴۸۴/۲)

رمى کے معتبر ہونے کی شرائط

شریعت کی نظر میں "رمى" معتبر اور صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

(۱) پھینکنا: یعنی اس طرح کنکری مارنا جسے عرف میں رمی کہا جاسکے؛ لہذا جمرہ پر کنکری رکھ
دینے سے رمی معتبر نہ ہوگی، اور بغیر مارے اوپر سے نیچے ڈالنا اگرچہ معتبر ہے، مگر خلاف سنت ہے۔
الاول: أن یسمى رمياً فلا یصح الوضع الخ، و جاز الطرح لانه نوع رمی ویکرہ
لانه ترک السنة. (غنية الناسك ۱۸۶، مناسك على قارى ۲۴۵، البحر الرائق زكريا ۶۰۱/۲، بلانغ
الصنائع زكريا ۳۲۳/۲، هداية مع الفتح ۴۸۷/۲)

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا: یعنی کنکری ہاتھ میں لے کر ہی مارنا معتبر ہے؛ لہذا غلیل سے یا
بندوق سے یا پیر کے ذریعہ رمی کرنا درست نہ ہوگا۔ والثانى: الرمی بالید فلا یجزئ الرمی
بالقوس و نحوہ، ولا الرمی بالرجل. (غنية الناسك ۱۸۶، منحة الخالق ۶۰۲/۲)

(۳) جمرہ کے متعین مقام سے تین ہاتھ کے اندر اندر کنکری مارنا: لہذا اگر تین ہاتھ سے دور
کنکری گری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا (اور آج کل جمرہ کے ارد گرد بڑے حوض کی معروضی شکل بنا دی گئی
ہے، تو اسی حوض کے اندر کنکری گرنی چاہئے، اس سے باہر اگر کنکری گری تو معتبر نہ ہوگی۔ اور واضح رہنا
چاہئے کہ جمرہ کی دیوار پر کنکری مارنا یا لگنا ضروری نہیں؛ بلکہ اس کے ارد گرد کنکری کا پڑنا کافی
ہے) الثالث: وقوع الحصى بالجمرة او قریباً منها، والجمرة موضوعة الشاخص لا
الشاخص فانه علامة للجمرة الخ، و قدر القریب بثلاثة اذرع و البعید بما فوقها. (غنية
الناسك ۱۸۶، ومثله فى المناسك ۲۴۵، البحر لرائق مع الكنز زكريا ۶۰۱/۲، درمختار زكريا ۵۳۱/۳)

(۴) کنکری کا براہ راست اپنی جگہ میں گرنا: یعنی ایسا نہ ہو کہ کنکری پہلے کسی دوسری جگہ گرے اور وہاں سے کوئی دوسرا شخص جھٹک دے، تو پہلے مارنے والے کی رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ اگر دوسرے شخص کے دخل کے بغیر کسی دیوار وغیرہ سے چھٹک کر کنکری صحیح جگہ پہنچ گئی تو یہ رمی معتبر ہو جائے گی۔ الرابع: وقوع الحصى في المرمى بفعله فلو وقعت على ظهر رجل او محمل وثبتت عليه حتى طرحها الحامل لم يجز الخ، ولو سقطت عنه بنفسها في سننها ذلك عند الجمرة اجزاء ۵. (غنية الناسك ۱۸۷، مناسك ملا علی قاری

۲۴۵، البحر الرائق زکریا ۲۱۲/۶۰)

(۵) ہر کنکری الگ الگ بار میں مارنا: لہذا اگر مٹھی بھر کر ایک ساتھ کئی کنکریاں ماریں تو ایک ہی کنکری مارنا شمار ہوگا۔ الخامس: تفريق الرميات، فلو رمى بسبع حصيات او اكثر جملة واحدة لا يجزئه الا عن واحدة. (غنية الناسك ۱۸۷، البحر الرائق زکریا ۲۱۲/۶۰، هداية مع الفتح ۴۸۷/۲، مناسك ملا علی قاری ۲۴۶، درمختار زکریا ۳۱۳/۵۳)

(۶) بذات خود رمی کرنا: ہر قدرت رکھنے والے حاجی پر خود اپنی رمی کرنا واجب ہے، اور بلا عذر دوسرے کو نائب بنانا صحیح نہیں ہے؛ البتہ عذر کے وقت نیابت درست ہے۔ السادس: ان یرمی بنفسه فلا تجوز النيابة فيه عند القدرة وتجاوز عند العذر. (غنية الناسك ۱۸۷، مناسك علی قاری ۲۴۷)

(۷) کنکری زمین کی جنس سے ہو: لہذا الٹری، لوہے، تانبے وغیرہ سے رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ پتھر، چونا، پہاڑی نمک، اور پتھر کے سرمہ کی ڈلی سے رمی معتبر ہے۔ السابع: ان یکون الحصى من جنس الارض حجراً کان او غيره الخ. (غنية الناسك ۱۸۸، هندية ۲۳۳/۱، البحر العمیق ۱۶۷۸/۳، البحر الرائق زکریا ۲۱۲/۶۰، مناسك ملا علی قاری ۲۴۸)

(۸) رمی سے شیطان کی ذلت مقصود ہو: لہذا کسی بھی ایسی چیز سے رمی معتبر نہ ہوگی جس سے شیطان کا اعزاز لازم آتا ہو (مثلاً ہیرے جواہرات سونے چاندی وغیرہ) الثامن: ان یکون

الحضی مایکون الرمی به استهانة. (غنیة الناسک ۱۸۸، ومثله فی البحر الرائق زکریا

۶۰۳/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۹، منحة الخالق ۶۰۳/۲، البحر العمیق ۱۶۸۰/۳)

(۹) رمی اوقات مقررہ کے اندر ہو: ہر دن کی رمی کے جو اوقات مقرر ہیں انہی کے اندر

اندر رمی کرنا ضروری ہے، ورنہ رمی کا اعتبار نہ ہوگا۔ التاسع: الوقت. (غنیة الناسک ۱۸۸ مناسک

ملا علی قاری ۲۴۹، البحر الرائق زکریا ۶۰۴/۲)

(۱۰) ہر جمرہ پر رمی میں اکثر تعداد کا پورا ہونا: ایک جمرہ پر سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں،

جن میں سے ۴ کنکریاں مارنا شرط ہے، اگر اس سے کم کنکریاں ماریں تو رمی معتبر نہ ہوگی اور دم

جنایت لازم ہوگا۔ العاشر: اتیان اکثر عدده فی کل یوم فلو ترکہ فکانہ لم یرم.

(غنیة الناسک ۱۸۸، مناسک ملا علی قاری ۲۴۹، البحر العمیق ۱۶۷۵/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۲/۲)

رمی کرتے وقت کیا پڑھا جائے؟

رمی کرتے وقت تکبیر کے یہ کلمات پڑھے جائیں: بسم اللہ و اللہ اکبر، رغماً للشیطان

ورضی للرحمن۔ (میں رمی کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے

اور رحمن کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے) اور پھر یہ دعائے نگو: اللہم اجعلہ حجاً مبروراً

وذنباً مغفوراً۔ (اے اللہ! اس حج کو حج مبرور بنا دیجئے، اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے) (البحر

العمیق ۱۶۸۶/۳-۱۶۸۷، ہندیہ ۲۳۴/۱، المحيط البرہانی بیروت ۴۰۷/۳، تاتارخانیہ زکریا ۵۳۰/۳)

رمی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے

رمی دائیں ہاتھ سے کرنا مسنون ہے؛ لہذا اس میں بائیں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے۔ یرمی

بید واحدة بیدہ الیمنی. (البحر العمیق ۱۶۷۲/۳، منحة الخالق زکریا ۶۰۱/۲، غنیة الناسک

۱۷۱، مناسک ملا علی قاری ۲۴۳)

رمی کرنے کے لئے کس جانب کھڑا ہونا افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ رمی کرتے وقت اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ کی وادی دائیں جانب اور مکہ معظمہ

بائیں جانب ہو اور جمرہ سامنے ہو۔ ویجعل مكة على يساره ومنى على يمينه ويستقبل

الجمرة النخ. (البحر العميق ۱/۳، ۱۶۶۸، ہندیہ ۲۳۳/۱، غنیۃ الناسک ۱۷۰)

نوٹ: واضح رہنا چاہئے کہ کھڑے ہونے کی یہ کیفیت محض افضل ہے؛ لہذا اگر بھیڑ بھاڑ زیادہ ہو تو جمرہ کی کسی بھی جانب کھڑے ہو کر رمی کی جاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واجمع العلماء على انه من حيث رماها جاز، سواء استقبلها او جعلها عن يمينه او عن يساره النخ.

(البحر العميق ۱/۳، ۱۶۷۰، ومثله في البحر الرائق زكريا ۱/۲، ۶۰)

کنکری کہاں سے اٹھانا پسندیدہ ہے؟

مستحب ہے کہ مزدلفہ کی حدود سے رمی جمرات کے لئے کنکریاں چن لی جائیں (لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ سبھی جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ بہتر ہے؛ تاکہ بار بار چننے کی زحمت نہ ہو؛ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے، اور بقیہ کہیں سے بھی (راستہ سے یا حدود منیٰ سے) اٹھائی جاسکتی ہیں؛ البتہ جمرات کے قریب سے نہ لی جائیں) ویستحب ان يرفع من المزدلفة او من قارعة الطريق سبع حصيات كحصي الخزف. (غنیۃ الناسک ۱۶۸، منحة الخالق ۶۰۴/۲، تاتارخانیہ زکریا ۵۲۷/۳، البرج الرائق زکریا ۶۰۳/۲) ولا يرمى بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمى بها جاز وقد اساء. (ہندیہ ۲۳۳/۱)

نجس مقام سے کنکریاں نہ اٹھائیں

نجس مقام سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے؛ اگر وہاں سے کنکری اٹھالیں تو انہیں دھو کر پاک کرنا

چاہئے۔ ومكان نجس فان فعل جاز و كره تنزيهاً. (غنیۃ الناسک ۱۶۸، ہدیہ ۲۳۳/۱،

فتح القدیر ۴۸۷/۲) لكن يندب غسلها ليكون طهارتها متيقنة. (غنیۃ الناسک ۱۶۹)

کنکری کتنی بڑی ہوں؟

کنکری کا سائز باقلے کی پھلی کے دانے برابر ہونا بہتر ہے، اور اس سے بہت چھوٹی یا بہت

زیادہ بڑی ہونا مکروہ ہے۔ والمختار قدر الباقلاء ویکرہ اکبر منها کثیراً. (غنیۃ الناسک

۱۶۸، ہندیۃ ۲۳۳/۱، تاتارخانیۃ زکریا ۵۲۶/۳، شامی زکریا ۵۳۱/۳)

کنکری کس چیز کی ہو؟

کنکری زمین کی جنس میں شامل ہر چیز کی معتبر ہے، مثلاً: پتھر، مٹی وغیرہ، یعنی جن اشیاء سے تیمم درست ہے ان سے رمی بھی درست ہے۔ فیجوز الرمی بکل ما کان من اجزاء الارض السخ، کالحجر والمدر وکل ما یجوز بہ التیمم. (غنیۃ الناسک ۱۷۱، ہندیۃ

۲۳۳/۱، مناسک ملا علی قاری ۲۴۸، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۵۲۶/۳)

بڑے پتھر سے توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے

رمی کے لئے بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ ویکرہ ان یأخذ حجراً کبیراً

فیکسرہ صفراً. (غنیۃ الناسک ۱۶۸، ومثلہ فی البحر الرائق زکریا ۶۰۴/۲، ہندیۃ ۲۳۳/۱، فتح لفقیر ۴۸۸/۲)

ہیرے جو اہرات سے رمی معتبر نہیں

اگر کوئی شخص ہیرے جو اہرات یا قیمتی پتھریوں سے رمی کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (کیوں کہ قیمتی جو اہرات کو لٹانے سے شیطان کی اہانت نہیں ہوتی؛ بلکہ تعظیم ہوتی ہے، حالاں کہ رمی کا مقصد شیطان کو ذلیل کرنا ہے) فلا یجوز بالاحجار النفسیۃ کالیاقوت والذبرجد لانہ اعزاز لا اہانة. (غنیۃ الناسک ۱۷۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۵۲۶/۳،

ہندیۃ ۲۳۳/۱، مناسک ملا علی قاری ۲۴۸-۲۴۹، منحة الخالق ۶۰۳/۲، درمختار زکریا ۵۳۲/۳)

سونے چاندی کی ڈلی سے رمی معتبر نہیں

سونے چاندی کی ڈلی مندنے سے بھی رمی کا واجب ادا نہ ہوگا (کیوں کہ اس میں بھی شیطان کا اعزاز ہے نہ کہ اہانت) ولا یجوز بالذهب والفضۃ لانہ یسمی نثاراً لا رمیاً. (غنیۃ الناسک ۱۷۱،

تاتارخانیۃ زکریا ۵۲۶/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۸، درمختار زکریا ۵۳۲/۳)

بڑے پتھر سے رمی

اگر جمرہ پر بڑا پتھر دے مارا تو وہ ایک کنکری کے قائم مقام ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

لورمی بحجر کبیر جاز ویکوہ۔ (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، ہندیہ ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا

۶۰۳/۲، شامی زکریا ۵۳۱/۳)

تنبیہ: جمرہ پر جوتے چیل وغیرہ مارنا محض جہالت ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

بہت چھوٹی کنکری سے رمی

اگر باقلے اور کھجور کی گٹھلی سے چھوٹی کنکری سے رمی کی تو یہ رمی معتبر ہے؛ لیکن اس سے رمی

پسندیدہ نہیں ہے۔ لورمی بالاصغر اجزاءہ ولیس بمستحب۔ (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳،

تاتارخانیہ زکریا ۵۲۶/۳، ہندیہ ۲۳۳/۱، غنیۃ الناسک ۱۶۸)

مٹھی بھر کر مٹی سے رمی

اگر کوئی شخص مٹھی بھر کر مٹی یا ریت کے ذریعہ رمی کرے تو یہ بھی بکراہت معتبر ہے، اور ہر مٹھی

ایک کنکری مارنے کے قائم مقام ہوگی۔ ولو کفا من تراب فهو یقوم مقام حصاة واحدة.

(غنیۃ الناسک ۱۷۰، درمختار زکریا ۵۳۲/۳، ہندیہ ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲)

سات کنکریوں سے کم رمی کی؟

اگر ایک جمرہ پر ۱۴ سے زائد نگرسات سے کم رمی کی تو ہر کنکری کے عوض ایک صدقہ فطر یا اس

کی قیمت جنایت میں دینا لازم ہوگا۔ وان ترک الاقل من جمرة العقبة الی الغدر ماہ

وتصدق لكل حصاة بنصف صاع من حنطة. (البحر العمیق ۱۶۶۷/۳، غنیۃ الناسک ۲۷۹،

ہندیہ ۲۴۷/۱، مناسک ملا علی قاری ۳۵۸، شامی زکریا ۵۸۶/۳)

غیر معذور شخص کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا جائز نہیں

جو شخص خود رمی کر سکتا ہو اس کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا درست نہیں اور ایسے شخص

کی طرف سے وکیل کی رمی معتبر نہ ہوگی۔ فلا تجوز النيابة فيه عند القدرة. (غنية الناسك

۱۸۷، مناسك ملا علی قاری ۲۴۷)

کس طرح کا معذور شخص رمی میں وکیل بنا سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص اتنا بیمار یا کمزور ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے رمی میں اپنا

وکیل بنانا مطلقاً درست ہے۔ و احد المريض ان يصير بحيث يصلي جالساً لانه لا

يستطيع الرمي راكباً ولا محمولاً. (غنية الناسك ۱۸۷، ومثله في المناسك لملا علی قاری ۲۴۸)

رمی پر قادر ہو؛ لیکن چل کر جانا دشوار ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اور جمرہ پر پہنچ کر خود رمی بھی کر سکتا ہو؛ لیکن کمزوری

کی بنا پر اس کے لئے پیدل چل کر جمرات تک پہنچنا دشوار ہو، تو دیکھا جائے گا کہ اسے کوئی شخص وہیل

چیر وغیرہ پر جمرات تک لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر لے جانے کا انتظام ہے تو اس کی طرف سے

دوسرے کا وکیل بن کر رمی کرنا درست نہ ہوگا؛ بلکہ اسے خود جا کر رمی کرنی ہوگی، اور اگر کوئی اسے

لے جانے والا میسر نہیں ہے تو وہ اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ فان كان مريضاً له قدرة على

حضور الرمي محمولاً ويستطيع الرمي كذلك من غير ان يلحقه الم شديد ولا

ينخاف زيادة المرض ولا بطلاً البرأ لا يجوز النيابة عنه الا ان لا يجد من يحمله.

(غنية الناسك ۱۸۷-۱۸۸)

تنبیہ: آج کل لوگ باسانی معمولی اعذار کی وجہ سے رمی میں وکیل بنا دیتے ہیں، بالخصوص عورتوں

کی طرف سے بلا کسی عذر کے وکیل بن کر ان کی رمی کر دیتے ہیں، تو انہیں مذکورہ مسئلہ ضرور پیش نظر

رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اگر عذر کے بغیر رمی کی جائے گی تو یہ رمی معتبر نہ ہوگی اور اگر وقت کے اندر

اعادہ نہ کیا تو حسب ضابطہ دم واجب ہو جائے گا۔ والرجل والمرأة في الرمي سواء الا ان

رميها في الليل افضل فلا تجوز النيابة عن المرأة بغير عذر. (غنية الناسك ۱۸۸)

رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟

جو شخص معذور کی طرف سے رمی کا وکیل بنایا گیا ہے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے کنکریاں مارے، اس کے بعد معذور کی طرف سے رمی کرے (اور رمی کے دوسرے اور تیسرے دن میں افضل یہ ہے کہ اولاً بالترتیب تینوں جمرات پر اپنی رمی کرے اس کے بعد واپس لوٹ کر معذور کی طرف سے ترتیب وار رمی کرے) والاولیٰ ان یرمی السبعة اولاً عن نفسه ثم عن غیرہ . (مناسک ملا علی قاری ۲۴۷، منحة الخالق ۳۴۵/۲) (شرح) لکن الظاهر انه فی يوم النحر، واما فی الأيام الثلاثة فالاولیٰ ان یرمی الجمار الثلاث عن نفسه اولاً ثم عن غیرہ فلا تفوته الموالاة. (غنیة الناسک ۱۸۸)

اور اگر ایسا کیا گیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری، پھر دوسری کنکری معذور کی طرف سے ماری اور اسی طرح سب جمرات پر کیا تو اس سے بھی دونوں کی طرف سے رمی معتبر ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ولو رمی بحصاتین احدهما عن نفسه والاخریٰ عن غیرہ جاز ویکره النخ. (مناسک ملا علی قاری ۲۴۷، منحة الخالق کوئٹہ ۳۴۵/۲) ای واحد بعد واحدة لا جملة. (غنیة الناسک ۱۸۸)

رمی جمرہ عقبہ

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) میں حاجیوں کے لئے سب سے پہلا کام جمرہ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ الاول من الاعمال رمی جمرہ عقبہ. (البحر العمیق ۱۶۶۰/۳)

نوٹ: جمرہ عقبہ یا جمرہ کبریٰ منیٰ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے آخری سرے پر واقع ہے۔ عقبہ کے معنی گھائی کے آتے ہیں، یہ جمرہ چوں کہ منیٰ کی گھائی کے قریب تھا؛ اس لئے اسے ”جمرہ عقبہ“ کہا جاتا ہے، اور اردو میں اسے ”بڑا شیطان“ بھی کہتے ہیں، یوم النحر میں صرف اسی جمرہ کی رمی کی جاتی ہے۔ وتسمى جمرہ العقبة الجمرہ الكبرى، والجمرہ الثالثة، وسميها بعضهم جمره ذات العقبة، وهي في آخر منى مما يلي مكة المشرفة الخ. (البحر العمیق ۱۶۶۰/۳)

جمرة عقبہ کی رمی واجب ہے

یوم النحر میں جمرة عقبہ کی رمی ہر حاجی پر خود کرنا واجب ہے، معتبر عذر شرعی کے بغیر دوسرے سے رمی کرانا معتبر نہیں۔ اعلم ان رمی جمرة العقبة واجب، و دلیلہ الاجماع، و قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فعلہ. (البحر العمیق ۱۳/۱۶۶)

جمرة عقبہ کی رمی کا افضل وقت

یوم النحر میں جمرة عقبہ کی رمی کا افضل وقت اشراق کے وقت سے لے کر زوال آفتاب تک ہے۔ فاما وقت الفضيلة المتفق علیہ فما بین طلوع الشمس، و ارتفاعها قلبر رمح الی الزوال. (البحر العمیق ۱۳/۱۶۶، ہندیہ ۱/۲۳۳، درمختار زکریا ۳/۵۳۴، لبحر الرائق زکریا ۲/۶۰۵)

جمرة عقبہ کی رمی کا جائز وقت

جمرة عقبہ کی رمی یوم النحر میں زوال سے لے کر غروب تک کرنا مباح ہے (یعنی اس میں نہ فضیلت ہے اور نہ کراہت) وما بعد الزوال الی غروب الشمس وقت مباح. (البحر العمیق ۱۳/۱۶۶، ہندیہ ۱/۲۳۳، درمختار زکریا ۳/۵۳۴، لبحر الرائق زکریا ۲/۶۰۵)

جمرة عقبہ کی رمی کا مکروہ وقت

یوم النحر میں صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک اور غروب شمس سے لے کر گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کے درمیان رمی کرنا بلا عذر مکروہ ہے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ان اوقات میں رمی کی تو کراہت نہ ہوگی۔ وما بعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس وقت مکروہ الخ، واللیل وقت مکروہ بغیر عذر، اما بعذر فلا یکرہ. (البحر العمیق ۱۳/۱۶۶، لبحر الرائق مع منحة الخالق زکریا ۲/۶۰۵، شامی زکریا

۳/۵۲۳، تاتارخانیہ زکریا ۳/۵۲۳)

تلبیہ کو موقوف کرنا

جرہ عقبہ کی پہلی رمی کرتے ہی تلبیہ (لبیک پڑھنا) موقوف کر دینے کا حکم ہے۔ عن الفضل بن عباس و اسامة بن زيد قالا: لم ينزل النبي صلى الله عليه وسلم يلبى حتى رمى جمرة العقبة. (بخاری شریف ۲۰۹/۱، مسلم شریف ۴۱۵/۱) واما قطع التلبیة

فانه يقطعها مع اول كل حصة رمى بها جمرة العقبة. (البحر العمیق ۱۶۸۸/۳، درمختار زکریا ۵۳۱/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۵/۲، تاتارخانیہ زکریا ۵۳۰/۳)

تنبیہ: بعض حجاج منی کے زمانہ قیام میں رمی کے بعد بھی تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، ان ایام میں تلبیہ کے بجائے دیگر اذکار میں مشغول ہونا چاہئے۔

جرہ عقبہ پر رک کر دعا نہ کریں!

جرہ عقبہ کے بعد وہاں رک کر دعا کرنے کا حکم نہیں ہے؛ البتہ واپس ہوتے وقت چلتے چلتے دعا کر سکتے ہیں۔ و اذا فرغ من الرمی لا یقف للدعاء عند هذه الجمرة فی الأيام کلها، بل ینصرف داعیاً. (غنیۃ الناسک ۱۷۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۲)

وقت کے اندر جرہ عقبہ کی رمی نہیں کر سکا؟

اگر کوئی شخص جرہ عقبہ کی رمی اپنے وقت (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق) کے اندر نہیں کر سکا تو اس پر اس رمی کی قضاء اور ایک دم جنایت واجب ہوگا۔ ولو لم یرم جمرة العقبة حتى اصبح رماها الغد وعلیه دم عند ابی حنیفة. (البحر

العمیق ۱۶۶۷/۳، غنیۃ الناسک ۲۷۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۶/۲)



حج کی قربانی

”ہدی“

حج میں جو قربانی کی جاتی ہے اس کو قرآن و سنت کی اصطلاح میں ”ہدی“ کہا جاتا ہے، اس لفظ کا اطلاق اس جانور پر ہوتا ہے، جسے قربانی کے لئے حدودِ حرم میں لے جایا جائے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ.

(المائدة: ۹۷)

اللہ تعالیٰ نے کعبہ مشرفہ کو جو بزرگی والا گھر ہے، لوگوں کے لئے قیام کا باعث بنا دیا ہے، اسی طرح اشہر حرم اور حدودِ حرم میں کی جانے والی قربانیوں اور ان جانوروں کو بھی (عظمت کا سبب) بنا دیا ہے، جن کے گلے میں پٹے ڈال کر حرم لے جایا جاتا ہے۔

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

حُجُّوا وَاهْدُوا فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْهَدْيَ. (البحر العمیق ۲۱۲۵/۴)

حج کرو اور قربانی بھی کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ہدی کا جانور پسند ہے۔

اور مشہور تابعی محدث حضرت غروہ بن الزبیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ الْبَلَدِ شَيْئًا يَسْتَحْيِي أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيمٍ؛ فَإِنَّ اللَّهَ أَكْرَمُ الْكِرِمَاءِ، وَأَحَقُّ مَنْ اخْتِيَرَهُ.

(رواه مالك في الموطأ ۲۶۲/۱)

میرے بیٹو! تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے اونٹ قربانی کے لئے نہ لے جائے جسے دنیا کے کسی باعزت شخص کے سامنے پیش کرنے سے شرم آتی ہو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سب عزت داروں سے عزت والے ہیں، اور اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے لئے بہترین چیز منتخب کی جائے۔

(البحر العمیق ۲۱۲۸/۴)

خلاصہ یہ کہ ہدی کے جانوروں کے بارے میں اصل سنت یہی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ لے جایا جائے؛ (لیکن اس دور میں صورتِ حال ایسی بن گئی ہے کہ عموماً لوگوں کے لئے قربانی کے جانوروں کو ساتھ

لے جانا سخت مشکل ہے)۔ قال صاحب المغرب: الهدى ما يهدى الى الحرم من شاة أو بقرة أو بغير الخ، واعلم انه يستحب لكل من قصد مكة المشرفة حاجاً أو معتمراً ان يسوق اليها معه هدياً من بهيمة الانعام. (البحر العميق ۴/۱۲۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہدی کے جانور نشانی لگا کر بھیجا کرتے تھے، اور جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قربانی کے جانور ساتھ لے گئے، اور آپ نے حج میں سوا دنوں کی قربانی پیش کی، جن میں سے ۶۳ اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا، اور باقیہ ۳ اونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی طرف سے نحر فرمائے۔ (مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۸)

قربانی کے جانور شعائر اسلام میں سے ہیں

قرآن پاک کی آیات سے یہ بات واضح ہے کہ حج میں ذبح ہونے والے ہدی کے جانور شعائر اللہ میں داخل ہیں، جن کی تعظیم و توقیر شریعت میں مطلوب ہے، اور پر خلوص ایمان کی دلیل ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تاکہ وہ (حجاج) اپنے فائدہ کی جگہوں پر پہنچیں، اور اللہ کا نام ہر کئی متعین دنوں میں ان مویشی چاؤں کے ذبح کرنے پر جو اللہ نے ان کو دئے ہیں، پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال محتاج کو۔

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ، فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِعمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ. (الحج: ۲۸)

اور آگے ارشاد ہوا:

اور جو کوئی اللہ کے نام لگی چیزوں کی تعظیم کرے، سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے۔

وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ. (الحج: ۳۲)

نیز ارشاد فرمایا گیا:

اور (ہم نے) کعبہ پر پیش کرنے کے لئے تمہارے لئے اونٹ مقرر رکھے ہیں جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں (اس سے حج کی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے) تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے، سوان پر لائن لگا کر

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِعمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّطَ

كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ. (الحج: ۳۶)

اللہ کا نام پڑھو، پھر جب ان کے کروٹ گر پڑیں (یعنی انہیں ذبح کر دیا جائے) تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھ رہنے والے اور بے قراری کا اظہار کرنے والے (محتاجوں) کو، اسی طرح ہم نے (ان جانوروں کو) تمہارے بس میں کر دیا؛ تاکہ تم احسان مانو۔

ان واضح آیات قرآنیہ سے حج کی قربانی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عظیم قربانی کی یادگار

حج میں قربانی کا یہ عمل انسانی تاریخ کی بے نظیر اور بے مثال قربانی کی یاد دلاتا ہے، جب ایک بوڑھے باپ نے حکم ربی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے نوخیز ہونہار بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کر دیا تھا، اس باپ کو دنیا "ابراہیم خلیل اللہ" کے نام سے جانتی ہے، جب کہ اس اطاعت شعار اور فرماں بردار بیٹے کو "اسماعیل ذبح اللہ" کے نام سے جانا جاتا ہے، علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام۔ ان دونوں باپ بیٹوں کی قربانی اللہ کو ایسی پسند آئی کہ اسے رہتی دنیا تک کے لئے زندہ جاوید بنا دیا گیا۔ یہ قربانی جو جانوروں کے ذبح کی شکل میں پیش ہوتی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اصل بندگی یہی ہے کہ حکم ربی کے سامنے بندے کا ہر جذبہ فراموش ہو جائے، اور بندگی کے علاوہ اسے کسی اور چیز کا ہوش ہی نہ رہے، اور حج کا سفر تو چوں کہ بجائے خود قدم قدم پر بندگی کا مظہر ہے، اس لئے حج کے مناسک میں قربانی کا متعین کیا جانا عین تقاضائے حکمت ہے۔ کاش ہمیں حقیقی معنی میں قربانی کی توفیق میسر آسکے۔

ذیل میں حج کی قربانی سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں۔ اور عام مالی قربانی کے مسائل دوسری جلد کے اخیر میں ملاحظہ کئے جائیں، قربانی کے جانوروں وغیرہ کے بارے میں جو تفصیلات وہاں لکھی گئی ہیں، وہ یہاں بھی ملحوظ رکھی جائیں گی:

کس قسم کے حج میں قربانی واجب ہے؟

حج قرآن اور حج تمتع میں شکر کے طور پر قربانی واجب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دو عبادتوں کو انجام دینے کی سعادت سے نوازا۔ ویجب الدم علی المتمتع شکراً لما أنعم اللہ تعالیٰ علیہ بتیسر الجمع بین العبادتین، وحکم القارن حکم المتمتع فی وجوب الهدی ان وجده والصیام ان لم یقدر علیہ. (ہندیہ ۲۳۹/۱، خانہ ۴/۱، ۳۰)

مفرد ہاج کے لئے قربانی کا حکم

جو شخص حج افراد کرنے والا ہو اس کے لئے قربانی کرنا واجب نہیں؛ لیکن افضل ہے کہ وہ بھی قربانی پیش کرے۔ والذبح له أفضل، ويجب على القارن والمتمتع. (شامی زکریا ۴/۳۰۳)

حج کی قربانی کہاں کی جائے؟

حج کی قربانی (خواہ دم شکر ہو یا دم جنایت) کو حد و حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حد و حرم کے باہر ذبح کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ ولو ذبح شيئاً من الدماء الواجبة في الحج او العمرة خارج الحرم لم يسقط عنه، وعليه ذبح آخر. (غنية الناسك ۲۷۹، ومثله في البحر الرائق ۷۲/۳، هداية ۳۲۱/۱، تاتارخانية زکریا ۶۷۶/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۹۷/۲)

کن جانوروں کی قربانی کی جائے؟

قربانی میں پالتو چوپایوں مثلاً بکری، بھیڑ، اونٹ، گائے (اور بھینس وغیرہ) کو ہی ذبح کیا جائے گا، اور ان میں اونٹ کی قربانی افضل ہے، پھر گائے بھینس اور اس کے بعد بکری کا درجہ ہے، اور جنگلی اور شکار والے جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی جنگلی جانور مثلاً ہرن وغیرہ گھر میں پال کر مانوس کر لیا گیا ہو تو بھی اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ ادناه شاة واعلاه بدنة من الابل والبقر النخ. (غنية الناسك ۳۵۳، البحر الرائق ۷۰/۳، مناسك ملا على قارى ۴۷۲، هداية ۳۱۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۹۷/۲) ولا يجوز فيها ما سوى الانواع الثلاثة ولا البقر الوحشى وان انس النخ. (غنية الناسك ۳۶۷، تكملة البحر الرائق ۱۷۷/۸)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی میں بکری ایک سال، گائے بھینس دو سال، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ فيجوز فيها الثنى من الابل والبقر والغنم، والثنى من الابل ما تم له خمس سنين وطعن في السادسة، ومن البقر ومنه الجاموس ما طعن في الثالثة، ومن

الغنم ومنه المعز ما طعن في الثانية. (غنية الناسك ۳۶۷، مناسك ملا علی قاری ۴۷۸، بنایة شرح هداية ۴۸۳/۴، تاتارخانية زکریا ۶۷۶/۳، البحر الرائق کوئته ۷۰/۳)

ایک بکری ایک سے زیادہ حصہ کو کافی نہیں

بکری کی کوئی بھی قسم ایک حصہ قربانی سے زائد کی طرف سے کافی نہیں ہو سکتی، خواہ اس کی ساخت یا وزن کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ الشاة لا تجزئ الا عن واحد وان كانت عظيمة. (تاتارخانية زکریا ۴۵۰/۱۷)

بڑے جانور میں حصے لینا

بڑے جانور (اونٹ گائے وغیرہ) میں زیادہ سے زیادہ سات حصے مقرر ہو سکتے ہیں، اور کسی حصہ دار کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہونا چاہئے۔ ويجوز اشتراك واحد ستة او اقل في بدنة الهدى ابتداءً بان يكون الشراء منهم جميعاً الخ، واما يجوز الاشتراك فيها بشرط ان لا يكون لاحدهم اقل من سبع. (غنية الناسك ۲۶۷-۳۶۸، ومثله في ملتقى الابرار ۱۶۸/۴، مناسك ملا علی قاری ۴۷۳، تکملة البحر الرائق ۱۷۵/۸، الموسوعة الفقهية ۸۲/۵)

حاجی پر مالی قربانی کا حکم

جو قربانی عید الاضحیٰ میں مال داری کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حاجی یوم النحر میں مسافر ہے، یعنی اس کی مکہ معظمہ (بشمول منیٰ ومزدلفہ) میں ۱۵ دن قیام کی نیت نہیں ہے تو اس پر مالی قربانی واجب نہیں، اور اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہے تو اس پر مالی قربانی واجب ہے۔ واما الاضحیة فان كان مسافراً فلا يجب عليه والا كما لمبكي فتجب. (شامی زکریا ۵۳۴/۳، تکملة البحر الرائق ۱۷۳/۸)

وضاحت: مالی قربانی حد و حرم میں کرانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اختیار ہے چاہے حد و حرم میں کرائے اور چاہے اپنے وطن وغیرہ میں کرائے، دونوں صورتوں کی اجازت ہے۔

حج کی قربانی کا وقت

حج کی واجب قربانی کا وقت ایام النحر (۱۰-۱۱-۱۲ رزی الحج) کے درمیان تک محدود ہے؛ لہذا اگر قارن اور متمتع نے ان ایام سے پہلے قربانی کی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا، اسی طرح اگر ایام النحر سے قربانی مؤخر کر دی تو ترک واجب کی وجہ سے دم جنایت واجب ہوگا۔ ولا يجوز ذبح هدى المتعة والقران الا في يوم النحر حتى لو ذبح قبله لا يجوز اجماعاً، وبعده كان تاركاً للواجب عند الامام فيلزمه دم. (هندية ۲۶۱/۱، البحر الرائق ۳۵۹/۲، مجمع الانهر ۴۵۹/۱، ومثله في الهداية ۳۰۰/۱، غنية الناسك ۲۷۹)

قارن و متمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مفتی بہ قول کے مطابق حج قرآن اور حج متمتع کرنے والوں کے لئے رمی جمرہ عقبہ، قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے، اگر یہ ترتیب الٹ پلٹ ہو جائے گی تو دم جنایت لازم ہوگا (جب کہ حضرات صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب محض سنت ہے واجب نہیں ہے؛ لہذا ان کے نزدیک ترتیب بدلنے سے جنایت لازم نہ ہوگی) بریں بنا پوری کوشش اس کی کرنی چاہئے کہ مذکورہ ترتیب برقرار رہے۔ فيجب في يوم النحر اربعة اشياء: الرمي ثم الذبح لغير المفرد ثم الحلق ثم الطواف لكن لا شيء على من طاف قبل الرمي والحلق نعم يكره. (درمختار ۵۸۸/۳، شامی زکریا ۴۷۲/۳) وعندهما لا يلزمه شيء بتقديم نسك على نسك للحديث السابق الا انه مسمى. (البحر الرائق ۲۴۱/۳)

بنک کے توسط سے قربانی

آج کل سعودی حکومت نے قربانی کے انتظام اور اس کے گوشت کو بحفاظت مستحقین تک پہنچانے کے لئے باقاعدہ ایک ادارہ بنا دیا ہے، اور نظام یہ ہے کہ قربانی کے ٹوکن بنکوں کے ذریعہ سے فروخت کئے جاتے ہیں، اور حاجی ٹوکن خرید کر مذکورہ ادارہ کو اپنی قربانی کا وکیل بنا دیتا ہے، اب

نہ تو خود حاجی کو ذبح کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے سامنے ذبح کی کوئی اطمینان بخش شکل نکلتی ہے؛ بلکہ مذکورہ ادارہ اپنے حساب سے برابر قربانی کا عمل انجام دیتا رہتا ہے، اب اس شکل میں واجب ترتیب کا لحاظ رکھنا تو قطعاً ناممکن ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ کی طرف سے ایام نحر اور ایام تشریق کے بعد تک بھی حج کی قربانیوں کو ذبح کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بریں بنا بالخصوص حنفی حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ قربانی کے ٹوکن خریدنے کے بجائے یا تو خود قربان گاہ جا کر اپنی قربانی کریں جس کا انتظام محلہ "الشرايح" کے عظیم "سوق المواشي" اور مکہ معظمہ کے محلہ "کعلیہ" کے سلاٹر ہاؤس میں کیا گیا ہے، اور ٹیکسی کے ذریعہ وہاں پہنچا جاسکتا ہے۔ اور اگر خود نہ جاسکتے ہوں تو اپنے معتبر دوستوں اور جانکاروں کے ذریعہ قربانی کرائیں اور بینک کے ٹوکن پر اعتماد نہ کریں، احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

نوٹ: البتہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ نہ تو خود قربان گاہ جاسکتا ہو اور نہ ہی اس کے پاس قربانی کرانے کا کوئی ذریعہ ہو، تو وہ مجبوراً بینک کا ٹوکن خرید سکتا ہے، اس مجبوری کی وجہ سے اس کے لئے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی رائے اپنانے کی اجازت ہوئی، اور اس پر ترک ترتیب کی وجہ سے دم جنایت لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد: تجویز چھٹا فقہی اجتماع ادارة الباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند، درج ذیارت نمبر ۲۲۳)

قارن یا متمتع قربانی کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟

اگر حج قران یا حج متمتع کرنے والا شخص ناداری اور غربت کی وجہ سے حج کی قربانی کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس پر یوم النحر سے قبل تین روزے اور ایام تشریق گزرنے کے بعد ۷ روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ قال تعالیٰ: ﴿فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرة: ۱۹۶) وان كان معسراً لا يجد ثمن الهدى فانه يصوم ثلاثة ايام في الحج.....، ثم يصوم سبعة ايام بعد ما مضت ايام التشریق عندنا. (هندیہ

اگر غیر مستطیع شخص حج سے قبل روزے نہ رکھ سکا

اگر غیر مستطیع قارن یا متمتع حج سے پہلے مقررہ تین روزے نہ رکھ سکا تو اب اس پر حتمی طور پر دم قران یا دم تمتع لازم ہے، بعد میں روزے رکھنے سے اس دم کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ فان لم یصم

إلى يوم النحر تعين الدم إن لم یصم الثلاثة فی الحج و جب علیہ الدم ولا یجوز

أن یصوم الثلاثة والسبعة بعدها. (تبیین الحقائق ۳۳۶/۲، تاتارخانیہ زکریا ۶۲۷/۳، ہندیہ

۲۳۹/۱، ومثله فی مناسک ملا علی قازی ۴۰۳-۴۰۴، کنز مع البحر ۳۶۱/۲)

نوٹ: اور یہ دم حسب ضابطہ ایام نحر میں دینا ضروری ہے، اگر اس سے تاخیر ہوئی یا قربانی سے قبل

حلق کرالیا تو دم شکر کے ساتھ ایک دم جنایت اور لازم ہو جائے گا۔

عذر یا غلط فہمی کی وجہ سے ترتیب الٹ پلٹ ہو گئی

اگر قارن یا متمتع نے غلط فہمی یا بے خیالی میں رمی سے قبل قربانی کر دی یا قربانی سے پہلے ہی

حلق کرالیا وغیرہ (مثلاً کسی کو قربانی کا وکیل بنا رکھا تھا اور اس کو جو وقت دے رکھا تھا وہ اس وقت

قربانی نہ کر سکا اور حاجی نے سابقہ وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وقت موعود کے بعد حلق کرالیا) تو امام

ابوحنیفہؒ کے مفتی بہ قول کے مطابق اس پر واجب ترتیب کے ترک کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا۔

نحر القارن قبل الرمی او حلق قبل الذبح فعلیہ دم (شرح وقایة) وفی هامشہ: لا

فرق بین ما اذا جنی عامداً او خاطئاً، مبتدأً او عائداً، ذاکراً او ناسیاً، عالماً او

جاهلاً، طائعاً او مکرهاً، نائماً او متنبهاً الخ. (شرح وقایة مع الحاشیة ۲۷۵/۱، شامی زکر

۵۷۲/۳، ہندیہ ۲۴۱/۱، البحر الرائق ۲۴/۳)



مسائل حلق وقصر

حلق یا قصر؟

احرام کی پابندیاں ختم کرتے وقت محرم کے لئے اپنے سر کے بالوں کا حلق یا قصر واجب ہوتا ہے اس کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں، مردوں کے لئے قصر (یعنی بال کتروانے) کے مقابلہ میں حلق (یعنی پورے سر کے بال منڈوانا) زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کا حلق فرما کر ارشاد فرمایا: **رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائیں، تو صحابہ نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! سر کتروانے والوں پر بھی رحمت ہو“، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ: **رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ**۔ تو صحابہ نے دوبارہ مقصرین یعنی کتروانے والوں کے لئے دعا کی درخواست کی، مگر آپ نے تیسری مرتبہ بھی حلق کرنے والوں ہی کے لئے دعا فرمائی اور چوتھی مرتبہ میں مقصرین کو دعا میں شامل فرمایا۔ (بخاری شریف ۱۷۲۷، مسلم شریف ۱۳۰۱ وغیرہ)

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُقَصِّرِيْنَ** (اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما) تو مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی صاحب نے فرمایا کہ ”وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ“ یعنی سر کے بال کتروانے والوں کی بھی مغفرت ہو اس کی بھی دعا فرمائیں تو پیغمبر علیہ السلام نے تیسری یا چوتھی مرتبہ مقصرین یعنی بال کتروانے والوں کی مغفرت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَاَنَا يَوْمَئِذٍ مَّحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَمَا
يَسُرُّنِيْ بِحَلْقِ رَأْسِيْ حُمْرُ النَّعْمِ اَوْ
خَطْرًا عَظِيْمًا. (رواه احمد ۱۷۷/۴،

اور میں آج سر منڈائے ہوئے ہوں اور میرے لئے
سر کے بال منڈانے کے بجائے سرخ اونٹ یا عظیم
مال ملنا باعث مسرت نہیں ہے۔

الترغيب والترهيب ۲۷۶)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شریعت میں اصل مطلوب مردوں کے لئے سروں کا موٹنا ہے، اس لئے بلا معقول عذر کے اس سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہئے، اور محض بالوں سے محبت کے جنون میں ایسے عظیم اجر و ثواب کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں نور

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

إِنَّ لِلْحَالِقِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنْ رَأْسِهِ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه ابن حبان: ۱۸۸۷، لبحر العمیق ۱۳۵۱)

حلق کرانے والے کے لئے سر کے ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں ایک نور عطا ہوگا۔

اور ایک طویل روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کے متعلق سوال کرنے والے ایک انصاری صحابی کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے مونڈے ہوئے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی تمہیں ملے گی اور تم سے ایک گناہ مٹایا جائے گا، تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر گناہ بالوں کی تعداد سے کم ہوں تو کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ نیکیاں تمہارے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ دی جائیں گی۔ (رواہ البزار، مجمع الزوائد ۶۳۶، ۲۷، لبحر العمیق ۲۳۵)

اب ذیل میں حلق و قصر سے متعلق کچھ مزید مسائل لکھے جا رہے ہیں:

حلق و قصر کب جائز ہوگا؟

جب حاجی رمی جمرہ عقبہ اور قربانی سے فارغ ہو جائے تو اب وہ حلق یا قصر کرا کے احرام کھول سکتا ہے۔ فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه او قصر. (غنیۃ الناسک ۱۷۳)

حلق و قصر کا محدود وقت

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حاجی کے لئے حلق و قصر ایام نحر میں کرانا واجب ہے، اگر ان ایام سے تاخیر ہوئی تو جنائیت لازم آئے گی۔ فعلى هذا اول وقته من طلوع الفجر يوم النحر الى غروب الشمس من آخر ايامه وهذا قول ابى حنيفة: ان الحق مختص بالمكان والزمان. (البحر العمیق ۱۷۹۸/۳)

حلق و قصر کا مقام

حلق و قصر کا عمل حدودِ حرم میں انجام دینا واجب ہے، اگر حاجی یا عمرہ کرنے والے نے

حد و حرم سے باہر جا کر حلق یا قصر کیا تو دم جنایت واجب ہوگا۔ اما تاخیرہ عن مکانہ کما لو حلق خارج الحرم یوجب الدم علی قولہما۔ (البحر العمیق ۱۳/۱۸۰)

مردوں کے لئے حلق (منڈانا) افضل ہے

مرد حجاج کے لئے قصر کے مقابلہ میں حلق (مکمل سر منڈانا) افضل ہے، (گوکہ قصر بھی جائز

ہے) (والحلق افضل للرجال۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۳)

مرد کے حلق و قصر کا طریقہ

بہتر ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت مرد قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اس کے دائیں جانب سے حلق یا

قصر کا عمل شروع کیا جائے۔ ویستقبل القبلة للحلق ویبدأ بالجانب الايمن من رأس

المحلق وهذا هو الصواب۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۳)

کہاں تک حلق کرانا ہے؟

حلق کراتے وقت پورا سر اور کان کے سامنے کی دونوں ہڈیوں تک منڈوانا مسنون ہے۔

والسنة فی الحق ان یبلغ بہ العظمتین اللتین علی منتھی الصدغین الخ، وعن ابن

عمرؓ انه کان یقول للحالق: ”یا غلام ابلغ العظمتین۔ (البحر العمیق ۱۳/۱۸۲)

بال صفا کریم سے سر کے بال اڑانا

اگر کوئی شخص استرے سے سر نہ موٹڈ کر بال صفا کریم یا پاؤڈر لگا کر سر کے بال اڑا دے تو

بھی حلق کا واجب ادا ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال کہلائے گا؛ تاہم استرے سے موٹڈنا افضل

اور مستحب ہے۔ ویستحب الحلق بالموسیٰ، ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق

الخ، اجزا عن الحلق۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۴)

جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟

جو شخص خلق گنجا ہو یا قریبی وقت میں عمرہ کی وجہ سے اس کے سر پر بالکل بال موجود نہ ہوں تو حلال ہونے کے لئے اس پر واجب ہے کہ وہ استر اس پر پھیر لے۔ ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۴)

سر پر اگر زخم ہوں تو کیا کریں؟

اگر حاجی کے سر پر زخم ہیں کہ استرا چلانا تکلیف دہ ہے، تو دیکھا جائے گا کہ اس کے بال کتنے بڑے ہیں، اگر ایک پوروے سے زائد بال ہیں تو قصر کرنا ضروری ہوگا، اور اگر پوروے سے کم بال ہیں تو احتیاط کے ساتھ استرا پھیر دیا جائے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ویسے ہی محض نیت کرنے سے احرام کھل جائے گا۔ او یضربہ الحلق لنحو صداع او قروح برأسہ تعین التقصیر الخ، وان تعذرا جميعاً بان یكون شعره قصيراً و برأسہ قروح لا یمكنه الحلق سقطاً منه وحل بلا شیء۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۵) ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع وذی قروح ان امکنه هو المختار۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۴)

سر پر مصنوعی بال ہوں تو حلق یا قصر کا حکم؟

اگر کسی شخص کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے ہوں اور اس نے سر پر ”وگ“ (مصنوعی بالوں کی جھلی) فٹ کرالی ہو، تو اگر وہ جھلی آسانی سے اتاری جاسکتی ہو تو اسے اتار کر سر پر استرہ پھیرنا ضروری ہوگا، اور اگر آسانی سے اتاری نہ جاسکتی ہو یا مصنوعی بال کھال میں پیوست کر دئے گئے ہوں، تو انہی کے اوپر سے استرا پھیرنے کافی ہوگا۔ مستفاد: ویجب اجراء الموسیٰ علی الاقرع وذوی قروح ان امکنه وهو المختار۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۴)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج و عمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے

(بلکہ وہ صرف قصر ہی کرائیں گی) ومكروهة للنساء كراهة تحريم الا للضرورة
والتقصير مباح لهم ومسنون بل واجب لهن. (غنية الناسك ۱۷۳)

عورت کے لئے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک
پوروے کے بقدر بال کاٹ لے۔ وان كان الشعر مسترسلاً فالقدر الواجب فيه مقدار
الانملة والاصل فيه ما روى عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:
تجمع المرأة رأسها وتأخذ قدر انملة الخ، والظاهر ان مراد الاصحاب بالانملة
هى واحدة انامل الاصابع لا الاصابع كلها. (البحر العميق ۱۷۹۶/۳)

گنچی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنچی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی
چلا لے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے
گی۔ المرأة اذا كانت قرعى' تومر بتقريب الجلمين من رأسها ويقام مقام
التقصير. (البحر العميق ۱۷۸۶/۳)

استر ایا قینچی دستیاب نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کسی حاجی کو حلق یا قصر کے لئے استر ایا قینچی وغیرہ دستیاب نہ ہو تو شرعاً یہ کوئی عذر نہیں
ہے، جب تک وہ حلق یا قصر نہیں کرے گا حلال نہیں ہو سکتا۔ وان لم یکن به قروح ولکنه
خرج الی بعض البوادی ولا یجد موسی' ومن یحلقه لا یجزئه الا الحلق
والتقصير وليس هذا بعذر. (البحر العميق ۱۷۸۹/۳)

سر کے اترے ہوئے بالوں کا کیا کریں؟

مستحب ہے کہ حلق یا قصر کے بعد سر سے اترے ہوئے بالوں کو دفن کر دیا جائے، یا کسی پاک جگہ ڈال دیا جائے، انہیں ناپاک جگہ یا نالی وغیرہ میں ڈالنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ ویستحب ان یدفن ما حلق او قصر من الشعر صيانة له الخ، وان القاہ فلا بأس، وینکرہ القاؤہ فی الکنیف والمغتسل وقالوا: لانه یورث المرض. وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدفن سبعة اشیاء من الانسان: الشعر، والظفر، والدم، والحيضة، والسن، والغلفة، والبسيمة. (رواه الدارقطني فی

تفسیرہ، البحر العمیق ۱۸۲۲/۳)

حلق یا قصر سے احرام کی پابندیاں کس حد تک ختم ہوتی ہیں؟

حاجی کے حلق یا قصر کر لینے سے احرام کی سب پابندیاں (مثلاً کپڑے پہننا، خوشبو لگانا وغیرہ) ختم ہو جاتی ہیں؛ البتہ عورتوں سے مباشرت اور بوس و کنار اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک کہ طواف زیارت کا اکثر حصہ ادا نہ کر لے۔ فحکمہ حصول التحلل وهو صیوررتہ حلالاً یباح له عقب الحلق او التقصیر جمیع ما حرم علیہ بالاحرام الا النساء، فالحلق سبب التحلل عندنا لما روی عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا رمیتم وذبحتم وحلقتم محل لکم کل شیء الا النساء وحل لکم الثیاب والطیب. (البحر العمیق ۱۸۲۳/۳)

حلق یا قصر کے بعد ناخون تراشنا مستحب ہے

حلق یا قصر کے بعد مستحب ہے کہ بڑھے ہوئے ناخون اور موچھیں تراش لی جائیں۔ ویستحب اذا حلق رأسه ان یقص اظفاره وشاربه، قال ابن المنذر: وثبت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما حلق رأسه قلم اظفاره. (البحر العمیق ۷۱۹۱/۳)

حلق یا قصر سے قبل ناخون تراشنے سے دم واجب

اگر حلق یا قصر سے قبل ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ لئے، تو دم جنایت واجب ہوگا (کیوں کہ ابھی احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوئی ہیں) لو ابيح له التحلل فغسل رأسه بالخطمی او قلم ظفره قبل الحلق فعليه دم. (البحر العمیق ۱۷۸۹/۳)

اپنے حلق سے قبل دوسرے حاجی کا حلق کرنا

اگر حاجی سب سابقہ ارکان کرچکا ہے اور احرام سے حلال ہونے کا وقت آچکا ہے، تو اپنا سر خود بھی مونڈ سکتا ہے، اور اپنے حلق سے قبل دوسرے شخص کا حلق یا قصر بھی کر سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ولو حلق رأسه او رأس غیره من حلال او محرم جاز له الحلق لم يلزمهما شيء. (غنیۃ الناسک ۱۷۴، انوار مناسک ۵۲۷)



مسائل طوافِ زیارت

حج کا اہم ترین رکن

”طوافِ زیارت“ حج کا رکن ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر حج مکمل نہیں ہو سکتا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے

قرآن پاک میں اس کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نَدْوَرَهُمْ

وَلِيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ.

(الحج: ۲۹)

پھر (قربانی کے بعد) اپنا میل کچیل ختم کریں (حلق

وقصر وغیرہ کرائیں) اور اپنی منیتیں پوری کریں، اور اس

قدیم گھر (یعنی کعبہ مشرفہ) کا طواف کریں۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ طوافِ زیارت احرام کی پابندیاں ختم کرنے کے

بعد ہی کیا جائے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوم النحر میں اولاً جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی پھر قربانی

کر کے حلق کرایا اور خوشبو وغیرہ لگائی، اس کے بعد طوافِ زیارت بھی اسی دن ظہر سے قبل ادا فرمایا۔ (سنن کبریٰ

وغیرہ، رسول اللہ کا طریقہ حج ۴۵۰) اسی کو فقہاء نے افضل قرار دیا ہے (گوکہ بحالت احرام بھی وقوفِ عرفہ کے بعد

اپنے وقت کے اندر طوافِ زیارت معتبر ہو جاتا ہے)

ذیل میں طوافِ زیارت کے چند منتخب مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

طوافِ زیارت خود ہی کرنا لازم ہے

طوافِ زیارت حاجی کو بہر حال خود کرنا لازم ہوتا ہے، چاہے پیدل کرے یا عذر کی وجہ سے

سواری پر کرے، بہر صورت خود ہی اس فرض کو ادا کرنا ہوگا، اس میں کسی دوسرے کو نائب بنانا ہرگز

معتبر نہیں ہے۔ وكونه بنفسه ولو منحمولا فلا تجوز التیابة. (شامی زکریا ۵۳۷/۳،

مناسک علی قاری ۲۳۳)

طوافِ زیارت کا وقت

طوافِ زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور تا عمر رہتا ہے، البتہ اس کا وجوب وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس کے بعد اگر بلا عذر تاخیر ہوئی تو گو کہ فرض ادا ہو جائے گا، مگر ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم جنایت لازم ہوگا۔

و اول وقتہ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبلہ و یمتد وقت صحته الی آخر العمر لکن ینبغی فعلہ فی ایام النحر و لیا لیہا المتخللة بینہما منہا، فلو اخرہ عنہا ولو الی الیوم الرابع الذی ہو آخر ایام التشریق و لیلته منہ کرہ تحریماً و لزمہ دم و هو الصنحیح. (غنیۃ الناسک ۱۷۸، البحر العمیق ۱۸۲۹/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۳۸/۳، مناسک علی قاری ۲۰۳۲، الموسوعۃ الفقہیۃ ۵۲/۱۷، بدائع الصنائع زکریا ۳۱۴/۲-۳۱۶، فتح القدیر ۴۹۳/۲)

عذر شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایام نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ فلا شیء علی الحائض بتاخیرہ اذا لم تطہر الا بعد ایام النحر. (غنیۃ الناسک ۱۷۸، ومثلہ فی الولوجیۃ ۲۹۱/۱، مناسک علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیۃ ۱۸۸)

کیا طوافِ زیارت اور دیگر اعمالِ یوم النحر میں ترتیب واجب ہے؟

سنت یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو اولاً جمرہ عقبہ کی رمی، اس کے بعد قربانی، اس کے بعد حلق یا قصر کرے، بعد ازاں کپڑے وغیرہ پہن کر طوافِ زیارت کے لئے جائے؛ لیکن اگر مذکورہ سب مناسک یا ان میں سے بعض سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا تب بھی کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ و اما الترتیب بین الطواف و بین الرمی و الحاق فسنة، فلو طاف قبل الرمی و الحلق لا شیء

عليه. (منحة الخالق ۶۴/۳، درمختار زكريا ۴۷۳/۳، غنية الناسك ۱۷۸، مناسك علي قارى ۲۳۳)
ولو طاف اي المفرد وغيره قبل الرمي والحلق لا شيء عليه ويكره اي لتر كه
السنة. (مناسك علي قارى ۳۵۸)

نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت کیا جائے تو بکراہت یہ طواف معتبر ہوگا اور اس پر
کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ ولو طاف طواف الزیارة وفي ثوبه نجاسة اكثر من قدر
الدرهم أجزاءه ولكن مع الكراهة ولا يلزمه شيء. (تاتارخانیة ۶۱۱/۳، ہندیہ ۲۴۶/۱،
مبسوط سرخسی ۳۹/۴، فتح القدیر ۴۹۵/۲)

ننگے پن کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر ننگے ہونے کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے طواف کا
اعادہ لازم ہوگا، اگر اعادہ نہیں کیا تو دم لازم ہو جائے گا۔ وان طاف للزیارة وعورته
مكشوفة اعاد ما دام مكة وان لم يعد فعليه دم. (ہندیہ ۲۴۷/۱، تاتارخانیة ۶۱۱/۳،
مبسوط سرخسی ۳۹/۴، مناسك علي قارى ۱۵۲)

طوافِ زیارت میں رمل واضطباع

اگر احرام کی حالت میں طوافِ زیارت کیا جا رہا ہے اور اس کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ
ہے، تو طوافِ زیارت میں سب چکروں میں اضطباع (کندھا کھولنا) اور شروع کے تین چکروں
میں رمل (جھپٹ کر چلنا) کیا جائے گا۔

اگر احرام کھول کر کپڑے پہن کر طوافِ زیارت کیا جا رہا ہے، (جیسا کہ افضل اور مسنون
ہے) اور بعد میں سعی کرنے کا ارادہ ہے تو اضطباع نہیں ہوگا، صرف رمل کیا جائے گا۔

اور اگر حج کی سعی پہلے کر چکا ہے، اور احرام کھولنے کے بعد طوافِ زیارت کر رہا ہے، تو نہ تو

رمل کرے گا اور نہ ہی اضطباع کیا جائے گا۔ (کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں ہوتا ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو) فیطوف سبعة اشواط بلا رمل فیہ وسعی بین الصفا والمروة بعده ان قلم السعی وقع معتداً به والا رمل وسعی الخ، وان قدم السعی لا الرمل سقط الرمل لان الرمل انما شرع فی طواف بعده سعی الخ، واما الاضطباع فساقط مطلقاً فی هذا الطواف سواء سعی قبله وبعده لانه قد تحلل من احرامه وقد لبس المنحیط، والاضطباع فی حال بقاء الاحرام الخ، ومفاده انه لو قدمه علی الحلق سن الاضطباع فیہ ان كان اخر السعی الیه. (غنیة الناسک ۱۷۷، مناسک علی قاری ۲۳۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۳۷/۳، تبیین الحقائق ۳۱۰/۲)

طواف زیارت میں کتنے چکر فرض ہیں؟

طواف زیارت میں سات چکروں میں سے چار چکر فرض ہیں اور بقیہ واجب ہیں؛ لہذا اگر کسی شخص نے صرف چار چکر کئے تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، لیکن ما بقیہ چکروں کو ترک کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ واعلم ان المقدار المفروض فی طواف الزیارة هو طواف العمرة هو اربعة اشواط، وما زاد علیها فهو واجب علی الصحیح. (البحر العمیق ۱۸۳۲/۳، ومثله فی اللباب ۱۷۳-۱۷۴، درمختار زکریا ۵۳۷/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۲۰/۳، مناسک علی قاری ۲۳۲، فتح القدیر ۴۹۵/۲)

طواف زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازوواجبی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طواف زیارت نہ کر لے اس وقت تک اس سے جماع اور دوائی جماع (بوس وکنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا رمیتم وحلقتم وذبحتم فقد حل لکم کل شیء الا النساء. (دار قطنی دار الایمان ۲۴۳/۲، رقم ۲۶۶۲) ولو لم یطف

اصلاً لا يحل له النساء وان طال ومضت سنون باجماع. (غنية الناسك ۱۷۷، وانظر:

درمختار ۵۳۶/۳)

نوٹ: طوافِ زیارت سے قبل جماع سے متعلق ضروری مسائل جنایات کے بیان میں صفحہ: ۱۹۳ تا

۱۹۶ ملاحظہ فرمائیں:

بِحالتِ حدثِ اکبر طوافِ زیارت

(۱) اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض و نفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہو جائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹا لیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا) ولو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء کلھا واکثره ويقع معتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة. (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری

۳۴۴، ہندیہ ۲۴۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹہ ۱۸/۳، البحر العمیق ۱۱۲/۲، درمختار زکریا

(۵۸۱/۳-۵۸۲)

(۲) اگر بحالت جنابت کیا ہو طوافِ ایام نحر کے اندر اندر لوٹا لیا تو کوئی چیز واجب نہیں رہی، اور اگر ایام نحر کے بعد لوٹایا ہے تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ ان اعاده في ايام النحر فلا شيء عليه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه

شاة للتأخير. (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳۴۵، ہندیہ ۲۴۵/۱، البحر العمیق

۱۱۲/۲، شامی زکریا ۵۸۲/۳)

نوٹ: اور اگر عورت کو حیض کی وجہ سے ایام نحر سے تاخیر ہوئی تو اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم نہیں۔

(غنية الناسك ۱۷۸)

(۳) اگر طوافِ زیارت کے چار سے کم چکر بحالت جنابت کئے تو ایک بکری کی قربانی

واجب ہے، پھر اگر پاک ہونے کے بعد لوٹا لیا تو بکری کی قربانی تو ساقط ہو جائے گی؛ لیکن طواف کے چکروں میں فصل ہونے کی وجہ سے ہر چکر کے عوض ایک صدقہ فطر دینا لازم ہوگا۔ لو طواف الاقل جنباً ولم يعد وجب عليه شاة فان اعاده وجبت عليه صدقة لتاخير الاقل من طواف الزيارة لكل شوط نصف صاع. (البحر الرائق كوئٹہ ۱۸۱۳، غنیۃ الناسك ۲۷۲،

ہندیۃ ۲۴۵۱۱، البحر العمیق ۱۱۱۷۱۲)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالت ناپا کی طواف زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت نہ کر سکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں تیمم باندھ کر طواف زیارت کر لے، تو اس کا طواف فرض ادا ہو جائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالت ناپا کی طواف زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حد و حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرا لے گی تو قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی) ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كله واكثره ويقع معتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة. (غنیۃ

الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳۴۴، ہندیۃ ۲۴۵۱۱، کنز مع البحر الرائق كوئٹہ ۱۸۱۳، البحر

العمیق ۱۱۲۱۱۲، درمختار زکریا ۵۸۱۱۳-۵۸۲)

بے وضو طواف زیارت

اگر طواف زیارت کا اکثر حصہ بے وضو کیا تو ایک بکری کی قربانی لازم ہے، پھر اگر با وضو ہو کر لوٹا لے تو دم تو ساقط ہو جائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ ہر چکر کے بدلہ ایک صدقہ فطر دے دے۔ ولو طاف للزيارة كله او اكثره محدثاً فعليه شاة ويعيد طاهراً استحباباً فان اعاده سقط عنه الدم - الی قوله - وقيل صدقة لكل شوط. (غنیۃ الناسك ۲۷۲، مناسك ملا

علی قاری ۳۴۶، البحر الرائق كوئٹہ ۱۹۱۳، البحر العمیق ۱۱۱۷۱۲)

ستر کھول کر طوافِ زیارت

اگر بلا عذر طوافِ زیارت سوار ہو کر یا اتنا بدن کھول کر کیا جس میں نماز جائز نہیں ہوتی یا الٹی جانب سے کیا وغیرہ، تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ ولو طاف كله او اكثره راكباً او مكشوف العورة قدر ما لا تجوز الصلاة معه بلا عذر او منكوساً فعليه دم. (غنية الناسك ۲۷۳،

مناسك ملا علی قاری ۳۴۷، شامی زکریا ۴۷۱/۳، ہندیہ ۲۴۷/۱)

نوٹ: طواف کے بارے میں مزید تفصیلی احکامات شروع میں مسائل طوافِ بیت اللہ میں ملاحظہ کئے جائیں، یہاں صرف طوافِ زیارت کے متعلق خصوصی مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔



مسائل رمی جمار (ایام تشریق)

۱۱-۱۲ رذی الحجہ میں رمی جمار کا وقت

۱۱-۱۲ رذی الحجہ میں رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی معتبر نہیں۔ زوال کے بعد سے سورج غروب ہونے تک کا وقت مسنون ہے اور غروب سے لے کر صبح صادق تک کا وقت مکروہ ہے۔ والوقت المسنون فی الیومین من الزوال الی غروب الشمس، ومن الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ. (غنیۃ الناسک ۱۸۱)

ضروری تنبیہ: یہ بات اچھی طرح واضح رہنی چاہئے کہ ۱۱ اور ۱۲ رذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی درست نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف جو روایت منسوب کی جاتی ہے وہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے یا اس کا تعلق صرف رمی کے آخری دن (یعنی ۱۳ ویں ذی الحجہ) سے ہے، ۱۱-۱۲ سے نہیں ہے؛ اس لئے حجاج کرام کو اس مسئلہ کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے، دوسروں کی دیکھا دیکھی زوال سے پہلے رمی کر کے اپنا حج خراب نہ کریں اور ہرگز کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں۔

ایام تشریق میں رمی کا طریقہ

ایام تشریق (یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ رذی الحجہ) میں تینوں جمرات کی رمی کا حکم ہے، اولاً جمرہ اولیٰ اس کے بعد جمرہ وسطیٰ اور پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی جائے۔ (رمی کا طریقہ اور شرائط وہی ہیں جو پہلے رمی جمرہ عقبہ کے بیان میں گذر چکے ہیں) وما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنة عند الاکثر، هو المختار. (غنیۃ الناسک ۱۸۵)

کیا رمی جمرات متصلاً ضروری ہے؟

تینوں جمرات کی رمی پے در پے بلا فصل کرنا مستحب اور مسنون ہے؛ لہذا بلا عذر ان میں فصل نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی شخص کمزور ہو اور ایک جمرہ کی رمی کے بعد کچھ سبتالے پھر دوسرے جمرہ کی رمی کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ ولا یشتبہ شرط الموالات بین الجمرات ولا بین رمیات جمرة واحدة؛ بل یسن، فیکرہ ترکھا. (غنیۃ لئاسک ۱۸۶)

کیا رمی کے لئے با وضو ہونا شرط ہے؟

رمی کے معتبر ہونے کے لئے وضو اور طہارت کی شرط نہیں ہے؛ لیکن اگر با وضو رمی کرے تو یہ افضل اور بہتر ہوگا۔ ولا یشتبہ ان یکون الرمی علی حالة مخصوصة من قیام واستقبال و طہارة. (غنیۃ لئاسک ۱۸۶)

وقت پر رمی نہ کر سکے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص اپنے وقت پر رمی نہ کر سکے یا وقت سے پہلے رمی کر لے تو وقت کے اندر اندر دہرالے، اور اگر وقت میں نہ دہرا سکا تو تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے دہرالے، اور ساتھ میں وقت سے نوخیز کرنے پر دم بھی دے، اور اگر تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے چھوٹی ہوئی رن و اتنا نہیں کی تو اب رمی کا وقت ختم ہو چکا؛ لہذا صرف دم دینا ہوگا۔ تتمۃ: فیما إذا أحر الرمی عن یومہ، او قدم او لم یرم، ولو لم یرم یوم النحر، او الثانی، او الثالث رماہ فی اللیلۃ المقبلۃ، ولا شیء علیہ سوی الاساءة ان لم یکن بعذر، ولو رمی لیلۃ الحادی عشر، او غیرها من غدھا لم یصح، لان اللیالی فی الحج فی حکم الايام الماضیۃ، ولو لم یرم فی اللیل رماہ فی النهار ولو قبل الزوال قضاء عندہ، وعلیہ الکفارة للتاخیر، وأداء عندہما، ولا شیء علیہ، ولو أحر رمی الأيام کلھا إلى الرابع مثلاً رماھا کلھا فیہ قبل الزوال، او بعده علی التألیف قضاء عندہ، وعلیہ دم

واحد لتأخير، وأداء عندهما، ولا شيء عليه، وإن لم يقض حتى غربت الشمس منه، فات وقت القضاء والأداء وعليه دم واحد اتفاقاً. (غنية الناسك ۱۸۲)

جمرات کی رمی میں ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی

رمی جمرات میں اگر ترتیب الٹ پلٹ ہو جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں، ہر ایک کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) اگر کسی شخص نے جمرہ اولیٰ کے بجائے جمرہ عقبہ سے رمی شروع کر کے جمرہ اولیٰ پر پوری کی تو اس کے لئے وقت کے اندر اندر جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔
فلو بدا بجمرة العقبة ثم الوسطى ثم بالاولى ثم تذكر ذلك فى يومه فانه يعيد الوسطى والعقبة سنة او حتماً. (غنية الناسك ۱۸۵)

(۲) جمرہ اولیٰ کی رمی چھوڑ دی اور بقیہ جمرات کی رمی کر لی تو ایسی صورت میں جب جمرہ اولیٰ کی رمی کرے گا تو ساتھ میں جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔ (کیوں کہ ترتیب کی سنت چھوٹ گئی) و كذا لو ترك الاولی ورمى الاخيرین فانه يرمى الاولی ويستقبل الباقية. (غنية الناسك ۱۸۵)

(۳) اگر ایام تشریق کے ہر دن جمرہ اولیٰ کی رمی ترک کر دی تو بہتر یہی ہے کہ جب بعد میں قضا کرے تو جمرہ اولیٰ کے ساتھ بقیہ جمرات کی بھی رمی کرے؛ تاکہ سنت ترتیب کی رعایت رہے، تاہم اگر ہر دن کے جمرہ اولیٰ کی ہی رمی کی تو بھی جائز ہے، تاہم ترک سنت کا گناہ ہوگا، اور بہر صورت تاخیر کی وجہ سے ہر متروکہ جمرہ اولیٰ کے بدلہ میں سات صدقات بطور جنایت لازم ہونگے۔ رمی فى اليوم الثانى او الثالث او الرابع الوسطى والثالثة ولم يرم الاولی فعند القضاء ان رمى الكل بالترتيب فحسن، وان قضى الاولی جاز لسنية الترتيب، وعليه سبع صدقات للتأخير. (غنية الناسك ۱۸۵)

ایام تشریق میں منیٰ میں کب تک قیام افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ منیٰ میں ۱۳ رزی الحجہ تک قیام کر کے ہردن رمی کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ۱۲ کو واپس آنا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: واذکروا اللہ فی ایام معدودت، فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ، ومن تأخر فلا اثم علیہ لمن اتقی۔

(آل عمران:) والافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع. (غنیۃ الناسک ۱۸۴)

۱۲ رزی الحجہ کو منیٰ سے کس وقت واپس ہو؟

اگر ۱۲ رزی الحجہ کو منیٰ سے واپسی کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی کر کے منیٰ کی حدود سے باہر آجائے، غروب کے بعد باہر آنا مکروہ ہے۔ وان لم یقم نفر قبل غروب الشمس، فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکرہ ان ینفر حتی یرمی

فی الرابع. (غنیۃ الناسک ۱۸۴)

۱۲ رزی الحجہ کو غروب کے بعد منیٰ سے واپس ہونا

اگر ۱۲ رزی الحجہ کو منیٰ میں رہتے ہوئے سورج غروب ہو جائے تو اس کی وجہ سے ۱۳ تاریخ کی رمی واجب نہیں ہوتی؛ لہذا تیر ہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے اگر وہ مکہ واپس آ گیا تو اس پر کوئی جنایت لازم نہ ہوگی؛ لیکن کراہت کا ارتکاب ضرور ہوگا (لہذا کراہت سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ تیر ہویں کی رمی کر کے واپس ہو؛ البتہ معذورین کے لئے کوئی کراہت نہیں ہے)۔ ویسقط بنفرہ قبل طلوع الفجر الرابع، ولو نفر من اللیل قبیل طلوعه لا شیء علیہ فی

الظاهر عن الامام، وقد اساء. (غنیۃ الناسک ۱۸۴)

منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳ رزی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی

اگر ۱۲ تاریخ کو منیٰ سے مکہ واپس نہیں گیا اور منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳ رزی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی تو اب تیرہ کی رمی کئے بغیر واپس جانا جائز نہیں، اگر اس کے بعد بغیر رمی کئے چلا گیا اور

وقت رہتے ہوئے واپس آ کر رمی ادا نہیں کی تو دم لازم ہو جائے گا۔ ولو نفر بعد طلوع الفجر
قبل الرمی يلزمه الدم اتفاقاً. (غنية الناسك ۱۸۴)

۱۳ ذی الحجہ کی رمی کے اوقات

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ذی الحجہ کی ۱۳ تاریخ کو رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا
ہے اور زوال تک وقت مکروہ رہتا ہے اور زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے، اور غروب پر
وقت ختم ہو جاتا ہے۔ واما وقت الحجۃ از فی الیوم الرابع فمن الفجر الی الغروب، الا
ان ما قبل الزوال وقت مکروہ وما بعده مسنون وبغروب الشمس من هذا الیوم
یفوت وقت الاداء والقضاء اتفاقاً. (غنية الناسك ۱۸۲)

۱۳ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کی گنجائش

جو شخص جلدی واپس ہونا چاہتا ہو اس کے لئے تیرہ تاریخ کو زوال سے پہلے رمی کر کے مکہ
معظمہ واپس آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہے۔ فان رمی قبل
الزوال فی هذا الیوم صح عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ مع الکراہۃ التنزیہیۃ
وهو قول عکرمۃ وطائوس واسحق بن راہویہ رحمہم اللہ تعالیٰ وهو استحسن
غایۃ لانه لما ظهر اثر التخفیف فیہ بالترک فلان یظهر اثر التخفیف فیہ بالتقدیم
اولیٰ، وقالوا: لا یصح اعتباراً بسائر الایام وعلیہ الجمهور. (غنية الناسك ۱۸۴)



مسائل طوافِ وداع

طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟

طوافِ وداع ہر آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) حاجی پر واجب ہے (بشرطیکہ وہ شرعاً معذور نہ ہو) ہو واجب علی کل حاج آفاقی مفرد او قارن او متمتع بشرط کونہ مدرکاً مکلفاً غیر معذور. (غنیۃ الناسک ۱۹۰، مناسک علی قاری ۲۵۲، الموسوعة

الفقیہیة ۵۸/۱۷، المبسوط للسرخسی ۳۵/۴)

طوافِ وداع کس پر واجب نہیں؟

درج ذیل لوگوں پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے: (۱) عمرہ کرنے والے (۲) مکہ معظمہ کے مستقل شہری (۳) حدودِ حرم میں رہنے والے (۴) حدودِ حل میں رہنے والے (مثلاً جدہ وغیرہ کے لوگ) (۵) موافیت میں رہنے والے (۶) وہ لوگ جن کا حج فوت ہو جائے (۷) مجنون اور بچے (۸) حیض و نفاس والی عورتیں۔ فلا یجب علی معتمر ولا علی اهل مکة ومن اقام بها قبل حل النفر الاول و اهل الحرم والحل والمواقیت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبی والحائض والنفساء. (غنیۃ الناسک ۱۹۰، مناسک علی قاری ۲۵۲، تاتارخانیۃ زکریا ۶۱۹/۳، فتح القدیر ۵۰۴/۲، شامی مع الدرر زکریا ۵۰۴/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۲/۲)

فوت: تاہم اہل مکہ وغیرہ کے لئے طوافِ وداع کرنا مستحب ضرور ہے۔ الا انه یندب لاهل مکة ومن فی حکمہم. (غنیۃ الناسک ۱۹۰، مناسک علی قاری ۲۵۲).

طوافِ وداع کا اصل وقت

طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے ۴ چکر کر لینے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے، اور

پھر جب تک حاجی مکہ معظمہ میں مقیم رہے، اس کا وقت باقی رہتا ہے، وہ کبھی بھی طوافِ وداع ادا کر سکتا ہے۔ اما وقت جوازہ علی التعین فاو له بعد اتیان اکثر طواف الزيارة ولو فی یوم النحر ولا آخر له ما دام مقيماً فلو اتى به ولو بعد سنة یكون اداءً لا قضاءً. (غنیة الناسک ۱۹۰، مناسک علی قاری ۲۵۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، فتح القدیر ۵۰۳/۲، البحر الرائق ۳۵۰/۲)

طوافِ وداع کا مستحب وقت

طوافِ وداع کا مستحب وقت یہ ہے کہ جب مکہ معظمہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو اس وقت طوافِ وداع کیا جائے۔ والحاصل ان المستحب فيه ان يقع عند ارادة السفر بعد الفراغ من افعال الحج بل من جميع اشغاله، ويعقبه الخروج من غير مكث. (غنیة الناسک ۱۹۱، مناسک علی قاری ۲۵۲، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۴/۲، البحر الرائق زکریا ۳۵۰/۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، فتح القدیر ۵۰۳/۲، شامی زکریا ۵۴۴/۳)

طوافِ وداع کے بعد مکہ معظمہ میں مقیم رہنا

اگر طوافِ وداع کے بعد مکہ معظمہ میں کئی روز مقیم رہا تو واپسی کے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا ضروری نہیں ہے؛ تاہم اگر کر لے تو مزید فضیلت کا مستحق ہوگا۔ ولو اقام بعده ولو ایاماً او اکثر فلا بأس والافضل ان یعیده. (غنیة الناسک ۱۹۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۴/۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، تانارخانیہ زکریا ۶۱۲/۳، فتح القدیر ۵۰۳/۲، مناسک علی قاری ۲۵۳، شامی زکریا ۵۴۴/۳)

طوافِ وداع میں تعین نیت ضروری نہیں

طوافِ وداع میں صرف طواف کی نیت کافی ہے، طوافِ وداع کی متعین نیت ضروری نہیں؛ لہذا طوافِ زیارت کے بعد اگر نفل کی نیت سے بھی طواف کر لیا تو وہ طوافِ وداع کی طرف

سے کافی ہو جائے گا۔ ومن شرائط صحته نية الطواف والشرط اصل النية لا التعيين حتى لو طاف بعد طواف الزيارة لا يعين شيئاً او نوى تطوعاً كان للصدر لان الوقت تعين له. (غنية الناسك ۱۹۰، مناسك على قارى ۲۵۲، بدائع الصنائع زكريا ۳۳۳/۲، درمختار مع الشامى زكريا ۵۴۳/۳)

سعی سے پہلے طوافِ وداع

اگر کوئی شخص طوافِ زیارت کے بعد اور حج کی سعی سے پہلے طوافِ وداع کر لے تو یہ بھی کافی ہے۔ وان يكون بعد طواف الزيارة كله او اكثره ولو بقى عليه من افعال الحج واجبات وسنن. (غنية الناسك ۱۹۰، مناسك على قارى ۲۵۲)

نوٹ: بعض مرتبہ طوافِ زیارت میں بھیڑ زیادہ ہوتی ہے اور کوئی حاجی جلدی وطن واپس جانا چاہتا ہے، اب اگر بھیڑ سے نکل کر سعی کرے گا اور سعی کے بعد دوبارہ طواف کے لئے جائے گا، تو بہت مشقت ہوگی اور زیادہ وقت لگے گا؛ اس لئے اگر طوافِ زیارت کے معاً بعد طوافِ وداع کر لے اور پھر آ کر سعی کر لے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

طوافِ وداع کے بغیر واپس لوٹ گیا

اگر کوئی حاجی طوافِ وداع کے بغیر مکہ معظمہ کی حدود سے باہر آ گیا تو جب تک وہ میقات کی حد سے باہر نہ نکلے اس پر واجب ہے کہ لوٹ کر آئے اور طوافِ وداع کرے، اور اگر میقات کی حد سے باہر نکل گیا (مثلاً مدینہ منورہ چلا گیا) تو اب اسے اختیار ہے چاہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے حدودِ حرم میں دم جنایت قربان کر دے، یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ واپس جائے اور اولاً عمرہ کے ارکان ادا کر کے طوافِ وداع کرے (اور ایسی صورت میں، اولیٰ یہ ہے کہ خود واپس لوٹنے کے بجائے دم بھیج دے) يجب عليه العود بلا احرام ما لم يجاوز الميقات فان جاوزه لم يجب الرجوع عيناً؛ بل اما ان يمضى وعليه دم، واما ان يرجع باحرام عمره او حج، فاذا رجع ابتداء بطواف العمرة، ثم يطوف للصدر، ولا شيء عليه

للتاخير، ويكون مسيئاً، والاولى ان لا يرجع بعد المجاوزة، ويبعث دماً لانه انفع للفقراء. (غنية الناسك ۱۹۲، وانظر: مناسك ۲۵۳، بدائع الصنائع زكريا ۳۳۴/۲، فتح القدير

۳۵۱/۲، البحر الرائق كوئته ۳۵۱/۲)

جنایات طوافِ وداع:

○ اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت جنابت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہو کر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹا لے گا تو قربانی ساقط ہو جائے گی۔ ولو طاف للصدر جنباً فعليه شاة ويعيده وجوباً. (غنية الناسك ۲۷۵، مناسك ملا على قارى ۳۵۱، ہندیہ

۲۴۶/۱، البحر الرائق كوئته ۲۱۱/۳، درمختار زكريا ۵۸۱/۳)

○ اگر طوافِ وداع بے وضو کیا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقہ فطر واجب ہے اور اس کو با وضو لوٹانا مستحب ہے۔ وان طافه محدثاً فعليه لكل شوط صدقة ويعيده ندباً فى الحديث: (غنية الناسك ۲۷۵، مناسك ملا على قارى ۳۵۱، ہندیہ ۲۴۶/۱، البحر الرائق كوئته

۱۹۱/۳، البحر العميق ۱۱۲/۲، درمختار زكريا ۵۸۱/۳-۵۸۲)

○ اگر سرے سے طوافِ وداع ترک کر دیا اور مکہ سے روانہ ہو گیا تو اس پر میقات پار کرنے سے پہلے پہلے واپس آ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اگر لوٹ کر نہیں آئے گا تو دم واجب ہوگا، اور اگر میقات سے آگے نکل گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور طوافِ وداع کرے یا وہیں سے دم بھیج دے۔ ولو تركه كله او اكثره ولا يتحقق الترك الا بالخروج من مكة فعليه شاة لو يرجع وعليه الرجوع حتما ليطوف وما لو يجاوز الميقات وبعده يخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد للعمرة. (غنية

الناسك ۲۷۵، مناسك ملا على قارى ۳۵۰، درمختار زكريا ۵۸۴/۳-۵۸۵، البحر الرائق كوئته ۲۱۱/۳)

○ طوافِ وداع میں اگر چار چکروں سے کم بے وضو کئے تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقہ

فطر لازم ہے۔ وان طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط. (مناسك ملا على قارى ۳۵۱،



غنية الناسك ۲۷۵)

مسائل حجِ بدل

عبادات میں نیابت کی بحث

عبادات کی تین صورتیں ہوتی ہیں: (۱) خالص مالی عبادتیں: جیسے زکوٰۃ و صدقات وغیرہ، تو اس طرح کی عبادات میں بلا کسی شرط کے دوسرے کو نائب بنانا جائز ہے، مثلاً کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت سے زکوٰۃ ادا کر دے، تو ایسا کرنا شرعاً درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ یہاں مقصود مستحق کو نفع پہنچانا اور یہ مقصد ہر طرح حاصل ہے، چاہے آدمی خود اس کام کو انجام دے یا دوسرے سے کرائے۔

(۲) خالص بدنی عبادتیں: جیسے نماز، روزہ، اعتکاف وغیرہ، تو ان میں نیابت مطلقاً جائز نہیں، یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کی فرض نمازیں دوسرا شخص پڑھ لے یا کسی کی طرف سے اس کے فرض روزے دوسرا شخص رکھ لے؛ بلکہ جس پر نماز فرض ہے اسے خود ہی نماز پڑھنی پڑے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادات کا مقصد نفس انسانی کو رضاء خداوندی کا تابع بنانا ہے، اور یہ اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ ان عبادات کو خود ادا کیا جائے؛ کیوں کہ دوسرا شخص اگر اس میں نیابت کرے گا تو بدنی عبادات کا مقصد ہرگز حاصل نہ ہو پائے گا۔

(۳) مال اور بدن سے مرکب عبادتیں: جیسے حج، تو ان میں کچھ شرائط کے ساتھ نیابت کی اجازت ہے؛ کیوں کہ اس میں دونوں جہتیں پائی جاتی ہیں، اس لئے مطلق اجازت نہیں دی گئی؛ بلکہ کچھ شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہے، اور ان میں بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی خود ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو ایسی صورت میں مال خرچ کر کے دوسرے کے ذریعہ ادائیگی کی گنجائش دی گئی ہے، اور اگر خود عاجز نہ ہو تو نیابت کی اجازت نہیں ہے؛ بلکہ خود حج کرنا فرض ہے۔ (تلخیص: البحر العمیق ۲۲۳۹/۲-۲۲۵۰، بدائع الصنائع ۲/۲۵۳-۲۵۴)

ایصالِ ثواب کا مسئلہ

یہاں ایک ضمنی مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا کوئی شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے؟ تو اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ آدمی اپنی نقلی عبادتوں - خواہ وہ مالی ہوں یا بدنی ہوں یا دونوں سے مرکب ہوں - کا ثواب دوسرے زندہ یا مردہ لوگوں کو بخش سکتا ہے اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں؛ لہذا اگر کوئی شخص اپنی نقلی نمازیں، روزے یا حج و عمرہ یا قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ کا ثواب اپنے مرحوم یا زندہ

متعلقین کو پہنچانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ یہ اعمال نقلی ہوں اور ان پر دنیا میں کوئی اجرت نہ لی گئی ہو۔ علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: واما قراءة القرآن واهدائها اليه تطوعاً بغير اجرة، فهذا يصل اليه كما يصل اليه ثواب الصوم والحج. (کتاب لروح ۲۱۱) اور علامہ ابن تیمیہ کے فتاویٰ میں ہے: لا نزاع بين علماء السنة والجماعة في وصول ثواب العبادات المالية، والصواب ان الاعمال البدنية كذلك. (مجموع فتاوى ابن تيمية ۳۶۶/۲۴، حاشية البحر العميق ۲۲۴۱/۴)

اور صاحب بدائع علامہ کاسانی فرماتے ہیں: وقول النبي صلى الله عليه وسلم: "لا يصوم احد عن احد ولا يصلي احد عن احد"، اى فى حق الخروج عن العهدة لا فى حق الثواب فان من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات او الاحياء جاز، ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة.....، وعليه عمل المسلمين من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا فى زيارة القبور وقراءة القرآن عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلاة وجعل ثوابها للاموات ولا امتناع فى العقل ايضاً؛ لان اعطاء الثواب من الله تعالى افضال منه لا استحقاق عليه فله ان يتفضل على من عمل لاجله بجعل الثواب له كما له ان يتفضل باعطاء الثواب من غير عمل رأساً. (بدائع الصنائع ۴۵۴/۲)

نوٹ: حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما سے یہ بات منقول ہے کہ تلاوت وغیرہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا؛ لیکن فقہ شافعی کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ہے کہ اگر ان عبادات کو انجام دے کر آدمی یہ دعا کر لے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب فلاں کو پہنچادے تو اس اعتبار سے انجام کار اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا اور اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

چنانچہ علامہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں: مجل الخلاف ما لم تخرج القراءة من خرج الدعاء بان يقول قبل قراءة "اللهم اجعل ثواب ما قرؤه لفلان" فاذا خرجت من خرج الدعاء كان الثواب لفلان قولاً واحداً جاز ذلك من غير خلاف. (حاشية: البحر العميق ۲۲۴۱/۴-۲۲۴۲)

دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی گنجائش

احادیث شریفہ سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک عورت نے پیغمبر علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ: "میرے والد پر حج فرض ایسے حال میں ہوا کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر سفر کے قابل نہیں ہے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: "ہاں کر سکتی ہو"۔ (بخاری شریف: ۱۵۱۳، مسلم شریف: ۱۳۳۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے اسی طرح کا مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ: ”کیا تم ان کی سب سے بڑی اولاد ہو؟“ تو اس نے کہا کہ: ”ہاں!“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”یہ بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتے یا نہیں؟“ اس نے کہا کہ: ”ہاں ادا کرتا“، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”ان کی طرف سے حج بھی ادا کرو۔“ (نسائی شریف حدیث: ۲۶۳۲، البحر العمیق ۲/۲۲۵۰)

والدین کی طرف سے حج بدل کی فضیلت

بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے تو ماں یا باپ کا حج بھی ادا ہو جائے گا اور اس حج کرنے والے کو دس حج کرنے کا ثواب الگ سے ملے گا۔“ (مسند ارقطنی ۲/۲۲۹)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو یہ حج اس کی طرف سے اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور والدین کی ارواح کو اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس بیٹے کا نام اللہ کے یہاں فرماں برداروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔“ (مسند ارقطنی ۲/۲۲۹، البحر العمیق ۱/۹۶۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے کوئی قرضہ ادا کرے تو اس کو قیامت میں نیک لوگوں میں شامل کر کے اٹھایا جائے گا۔“ (مسند ارقطنی ۲/۲۶۰، البحر العمیق ۱/۹۶۱)

میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ”جو شخص کسی میت کی طرف سے حج بدل کرتا ہے، تو میت کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور حج کرنے والے کو سات حجوں کا ثواب ملتا ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”حج کرنے والے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا ہوتا ہے۔“

اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد منقول ہے کہ: ”ایک حج کی بنا پر تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے: (۱) وہ شخص جس نے حج کی وصیت کی ہو (۲) جس وارث نے وصیت نافذ کی ہو (۳) جو شخص میت کی طرف سے حج بدل کرنے والا ہے۔“ (البحر العمیق ۱/۹۷۱)

انہی روایات و آثار کی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو اس کے لئے نفلی حج کے مقابلہ میں حج سے عاجز لوگوں کی طرف سے حج بدل کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ اس کا نفع متعدی ہے۔ حج

الانسان عن غيره افضل من حجه عن نفسه بعد ان ادى فرض الحج؛ لانه نفعه متعد وهو افضل من القاصر. (شامی بیروت ۲۰۱۴)

نبی اکرم علیہ السلام کی طرف سے حج و عمرہ کرنا

اپنی نقلی عبادات بالخصوص حج و عمرہ کا ثواب محسن انسانیت، سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، اس کی وجہ سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص عنایت نصیب ہوتی ہے اور خیر کی توفیق سے انسان نوازا جاتا ہے۔

مشہور بزرگ علامہ علی ابن موفیؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ۸۰ حج کئے تھے، جن میں سے ۷۰ حج کا ثواب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، نیز مروی ہے کہ علامہ ابن موفیؒ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے چند حج کرنے کے بعد خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا کہ حضور اکرم علیہ السلام ان سے پوچھ رہے ہیں کہ ”ابن موفیؒ کیا تم نے میری طرف سے حج کیا تھا؟“ ابن موفیؒ نے کہا کہ: ”ہاں“ پھر حضور نے پوچھا کہ: ”کیا تم نے میری طرف سے لبیک پڑھا تھا؟“ اس پر بھی ابن موفیؒ نے اثبات میں جواب دیا، تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن موفیؒ سے فرمایا کہ: ”میں تمہیں اس کا بدلہ قیامت میں اس طرح دوں گا کہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا جب کہ دیگر مخلوقات حساب و کتاب کی پریشانی میں سرگرداں ہوں گی۔“ (البحر العمیق ۱/۹۷-۹۸)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے عمرے ادا فرمایا کرتے تھے، اور علامہ موصوفؒ نے بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایصالِ ثواب نہ صرف یہ کہ جائز؛ بلکہ موجب فضیلت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم احسانات کا شکر یہ ادا کرنے کے قبیل سے ہے۔ اور یہ نہ کہا جائے کہ حضور کو ثواب کی کیا ضرورت ہے؛ اس لئے کہ رفع درجات کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ شامی بیروت ۳/۱۲۳)

اب ذیل میں حج بدل سے متعلق کچھ اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

کس شخص پر اپنی طرف سے حج بدل کرنا لازم ہے؟

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس کے لئے حج بدل کرنا (یا حج بدل کی وصیت

کرنا) لازم ہوتا ہے:

(۱) جو شخص مسلمان ہو۔ اسلام الامر۔ (غنیۃ الناسک ۳۳۶)

(۲) عاقل، بالغ اور مکلف ہو۔ وعقلہما (الامر و المامور) (غنیۃ الناسک ۱۳۳)

(۳) اس پر مالی اور جسمانی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو۔ وجوب الحج علی

المحجوج عنه بالیسار والصحۃ. (غنیۃ الناسک ۳۳۲)

(۴) فرضیت کے بعد خود حج کرنے پر قادر نہیں رہا، یا تو اس لئے کہ مال نہیں ہے یا اس

لئے کہ صحت معدوم ہوگئی۔ (یا عورت کو محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملا) وغیرہ۔ عجزہ عن

الاداء بنفسہ بزوال احدہما. (غنیۃ الناسک ۳۲۱)

(۵) حج سے عاجزی موت تک برقرار رہی، خواہ ایسا عذر ہو جو زائل ہو سکتا ہو، مثلاً: قید

و بند یا پاگل پن یا ایسا عذر ہو جو زائل نہ ہو سکتا ہو، جیسے: بڑھاپا۔ دوام العجز الی الموت. (غنیۃ

الناسک ۳۲۰-۳۲۱)

مال دار تندرست کی طرف سے فرض حج بدل معتبر نہیں

جو شخص سفر حج کی وسعت رکھتا ہو اور تندرست بھی ہو اور اسی حالت میں اس نے اپنا حج بدل

کرا لیا، پھر بعد میں وہ بیماری یا فقر کی وجہ سے حج سے عاجز ہو گیا تو اس کا پہلے کرایا گیا حج بدل نفل ہی

رہے گا، اور اب یا تو وسعت و قدرت کے بعد اسے خود حج کرنا ہوگا اور اگر مرتے دم تک قدرت نہ

ہوئی، تو حج بدل کی وصیت لازم ہوگی۔ فلو احج عنه فرضاً وهو صحیح، وله مال ثم

عجز بزوال الصحۃ واستمر لا یجزئہ عن فرضہ، بل هو تطوع له. (غنیۃ الناسک

۳۲۱) وفي النہایۃ: اذا احج الرجل الصحیح رجلاً ثم عجز لم یجزہ عن الحجۃ،

لفقد العذر حالۃ الاحجاج کذا فی الفوائد وفتاویٰ الولوالجی. ویصیر ہذا کمن

یتمم مع وجود المار ثم عدم المار. (البحر العمیق ۹/۴ ۲۲۵)

حج بدل کرانے کے بعد فقیر مال دار ہو گیا

جو شخص فقیر مگر تندرست تھا، اسی وقت اس نے اپنی طرف سے حج بدل کرا دیا پھر بعد میں

اسے حج کی مالی وسعت حاصل ہوگئی تو اب اسے اپنا حج فرض خود کرنا ضروری ہوگا، اور جو اس نے حج بدل کر لیا ہے وہ اس کے حق میں نفل ہو جائے گا۔ فلو احج عنه فرضاً وهو فقیر صحیح البدن ثم ملک مالا ووجب الحج عليه لا یجزئه عما و جب عليه بعده؛ بل هو نفل له بلا خلاف. (غنیة الناسک ۳۲۰)

مال دار مریض حج بدل کرانے کے بعد تندرست ہو گیا

جو شخص حج کی وسعت رکھتا تھا؛ لیکن بیماری کی وجہ سے اس نے اپنی جگہ دوسرے سے حج بدل کر لیا پھر بعد میں وہ خود تندرست ہو گیا تو پہلا حج بدل اس کے فریضہ حج کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ اسے اب خود حج کرنا لازم ہوگا۔ ولو احج عنه فرضاً وهو موسرٌ غیر صحیح ثم صح لا یجزئه عند الامام. (غنیة الناسک ۳۲۰-۳۲۱)

جس عذر کے زائل ہونے کی امید ہو اس کی بنا پر حج بدل کا حکم

اگر کوئی شخص سرمایہ دار ہو مگر ایسے عذر میں مبتلا ہو جس کے ختم ہونے کی عادت امید ہوتی ہے، مثلاً کوئی شخص جیل میں قید ہے یا عارضی بیماری میں مبتلا ہے، تو اگر اس طرح کے عذر کی بنا پر اس نے حج بدل کر لیا، تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ عذر اس کے مرتے دم تک باقی رہا یا نہیں؟ اگر مرتے دم تک عذر باقی رہے گا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ اور اگر عذر زندگی میں زائل ہو گیا تو مذکورہ حج بدل فرض کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ وہ اس کی طرف سے نفلی حج قرار پائے گا۔ ان كان العذر یرجى زواله عادةً كالحبس والمرض ومنه الجنون، ولو عجز فاحج عنه فرضاً كان امره موقوفاً، فان دام عجزه حتى مات ظهر انه وقع بجزئاً عن فرضه، وان قدر عليه وقتاً ما من عمره ظهر انه وقع نفلاً له. (غنیة الناسک ۳۲۱) مریض امر رجلاً ان یحج عنه حجة الاسلام ثم برأ المریض لا یجوز ذلك الحج عن حجة الاسلام عن الامر. (البحر العمیق ۹/۴ ۲۲۵)

صحت سے مایوس مریض حج بدل کے بعد صحت مند ہو گیا

جس شخص پر تندرستی کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا پھر وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ صحت سے بالکل مایوس ہو گئی مثلاً اپنا حج یا نابینا ہو گیا، اسی بنا پر اس نے اپنا حج بدل کر ادیا، پھر خدا کی شان کہ وہ صحت مند ہو گیا، تو اب اس کے لئے دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ وہی حج بدل اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ وان كان لعذر لا يرجی زواله عادة كالزمانة والعمی لا یشرط دوامه الی الموت، فلو احج الزمن او الاعمی اجزاً مطلقاً استمر علی ذلک ام لا. (غنیة الناسک ۳۲۱)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کر ایسا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کر ادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہو گیا تو اس کا حج بدل نقلی ہو جائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہو گا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہو جائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہو جائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ ومما یرجی زواله عدم وجود المحرم للمرأة فتقعد الی ان تبلغ وقتاً تعجز عن الحج فیہ لکبر او زمانة او عمر، فحینئذ تبعث من یحج عنها، اما قبل ذلک فلا یجوز لتوهم وجود المحرم، فان بعثت رجلاً ان دام عدم وجود المحرم الی ان ماتت فذلک جائز. (غنیة الناسک ۳۲۱، البحر العمیق ۲۲۶۲/۴)

نیابت درست ہونے کی مزید شرطیں

جو شخص حج بدل کے لئے جائے اس کا حج آمر کی طرف سے معتبر ہونے کے لئے درج ذیل

شرطیں بھی لازم ہیں:

(۱) آمر کا اسے حج کرنے کا صراحۃً حکم دینا؛ (البتہ وارث کا اپنے مورث کی طرف سے بلا امر حج کرنا بھی معتبر ہے)

(۲) احرام باندھتے وقت مامور کا آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔

(۳) مامور کا آمر کی طرف سے خود حج کرنا، دوسرے سے نہ کرانا۔

(۴) اگر میت نے حج بدل کی وصیت میں کسی خاص شخص کو متعین کیا ہے تو اسی متعین شخص کا

حج کرنا ضروری ہے، الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔

(۵) اکثر سفر حج میں آمر کا مال خرچ کرنا۔

(۶) اکثر سفر سوار ہو کر کرنا؛ لہذا اگر پیدل سفر کیا تو آمر کی طرف سے حج درست نہ ہوگا۔

(۷) آمر کے وطن سے سفر شروع کرنا۔

(۸) حج کو فاسد نہ کرنا؛ کیوں کہ اگر حج بدل کو فاسد کر دیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہ ہو کر

مامور کی طرف سے ہو جائے گا۔

(۹) آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرنا، مثلاً اگر اس نے حج افراد کا حکم دیا ہے اور مامور نے اپنی

مرضی سے حج قرآن یا حج تمتع کر لیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہیں ہوگا۔ (البتہ اگر خود آمر یا وصی حج تمتع یا قرآن کی اجازت دے تو اس کی گنجائش ہے)

(۱۰) ایک سفر میں ایک ہی حج کا احرام باندھنا؛ لہذا اگر مامور نے آمر کے احرام کے بعد

اپنے حج کا بھی احرام باندھ لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۱) ایک احرام میں دو شخصوں کی نیت نہ کرنا؛ لہذا اگر مثلاً دو آدمیوں نے مامور کو حج بدل کا

حکم دیا اور اس نے اس سفر میں دونوں آمروں کی طرف سے نیت کر لی تو ان آمروں میں سے کسی کی طرف سے بھی حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۲) حج کا فوت نہ ہونا۔

(مستفاد: فتاویٰ شامی ۱/۱۷۱-۱۸، غنیۃ الناسک ۳۲۰-۳۳۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵-۳۵۲، جواہر اللقہ ۵۰۰-۵۰۶)

کون شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے؟

ہر وہ شخص جو (۱) مسلمان (۲) عقل مند (۳) صاحب تیز ہو (یعنی بے شعور بچہ نہ ہو) وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل ادا کر سکتا ہے۔ اسلام الامر والمأمور وعقلهما
وتتمییز المأمور فلا یصح احجاج صبی غیر ممیز۔ (شامی ۱۸۱۴)

کس شخص سے حج بدل کرانا بہتر ہے؟

بہتر ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا حج پہلے ادا کر چکا ہو اور وہ حج کے ارکان و مناسک سے بخوبی واقف ہو۔ والافضل للانسان اذا اراد ان یحج رجلاً عن نفسه ان یحج رجلاً قد حج عن نفسه الخ، وفي الكرماني: الافضل ان یکون عالماً بطریق الحج و افعاله و یکون حراً عاقلاً بالغاً۔ (مندیه ۲۵۷/۱)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ عن الفضل بن عباسؓ أنه کان ردیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ رجل، فقال: یا رسول اللہ ان أمی عجوز کبیرة وإن حملتها لم تستمسک وإن ربطتها خشیت أن اقتلها، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رأیت لو کان علی أمک دین اکنت قاضیة، فقال: نعم، قال: فحج عن أمک۔ (سنن النسائی حدیث: ۲۶۳۹)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ ولا فرق ایضاً بین ان یکون الحاج عن الغیر رجلاً أو امرأة الا انه یکره

احجاج المرأة ويجوز، اما الجواز فلحديث الخثعمية، واما الكراهة فلانه يدخل في حجها ضرب نقصان؛ لان المرأة لا تستوفى سنن الحج فانها لا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الصفا والمروة ولا تحلق وغير ذلك من الافعال التي جازت للرجل دونها. (البحر العميق ۲۲۶۸/۴، شامی بیروت ۲۱/۴)

مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل

بالغ شخص کی طرف سے مراہق (قریب البلوغ) لڑکے کا حج بدل کرنا بھی شرعاً معتبر ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ بالغ سے حج بدل کرایا جائے۔ لکنہ یشرط لصحة النيابة اهلية المأمور لصحة الافعال (درمختار) عبر بالصحة دون الوجوب ليعم المراهق فانه اهل للصحة دون الوجوب. (شامی بیروت ۲۰/۴)

جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو کیا وہ حج بدل کر سکتا ہے؟

اگر کسی شخص نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو وہ بھی دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے؛ لیکن اس میں قدرے تفصیل ہے:

الف: اگر کسی شخص پر اپنا حج فرض ہو چکا ہے پھر وہ اپنا حج فرض نہ کر کے دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو اس کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ وہ قدرت کے باوجود فرض حج کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے گنہگار ہے؛ لہذا اسے حج بدل نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ پہلے خود اپنا حج ادا کرنا چاہئے، اور اگر آ مر خود ایسے شخص کو حج بدل کا حکم کرے تو آ مر کا یہ حکم کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔

ب: اگر اس پر اپنا حج فرض نہیں ہے پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کو جا رہا ہے تو اس کا حج بدل کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔ تاہم ہر دو صورتوں میں آ مر کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

ومع هذا لو احج رجلاً لم يحج عن نفسه حجة الاسلام يجوز عندنا

وسقط الحج عن الأمر. (مندیۃ ۲۰۷/۱)

قال في الفتح بعد ما اطال الاستدلال: والذي يقتضيه النظر ان حج
الضرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملك الزاد والراحلة
والصحة فهو مكروه كراهة تحريم الخ. قال في البحر: والحق انها تنزيهية على
الامر لقولهم والافضل..... تحريمية على الضرورة المأمور الذي اجتمعت فيه
شروط الحج ولم يحج عن نفسه؛ لانه آثم بالتأخير. (شامی بیروت ۲۱/۴)

غیر مستطیع شخص کا حج بدل اس کے لئے موجب فرضیت نہیں

اگر ایسا شخص حج بدل کو جائے جس پر خود حج فرض نہ ہو تو کیا مکہ معظمہ پہنچنے کی بنا پر اس پر حج
فرض ہو جائے گا؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض فقہاء سے اس پر حج کی فرضیت کا قول منقول ہے؛
لیکن راجح قول یہی ہے کہ دوسرے کا حج بدل کرنے سے شرعاً یہ قادر علی الحج نہیں مانا جائے گا اور اس
پر حج فرض نہ ہوگا۔ قال الشامی بحثاً: لكن هذا لا يدل على ان الضرورة الفقير
كذلك؛ لان قدرته بقدره غيره كما قلنا وهي غير معتبرة الخ. (شامی بیروت ۲۱/۴)

حج بدل میں تمتع؟

حج بدل میں اصل یہ ہے کہ مامور کا حج میقاتی ہو، یعنی وہ میقات سے حج کا احرام باندھے اور
یہ بات حج افراد اور حج قرآن میں تو پائی جاتی ہے؛ لیکن حج تمتع میں نہیں پائی جاتی، اسی لئے بہت سی
کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حج بدل میں افراد یا قرآن ہی ہونا چاہئے، حج تمتع سے حج بدل معتبر نہ ہوگا۔
قالوا: قيد بالقران لان في التمتع يصير مخالفاً بالاجماع وان نوى العمرة عن الامر
لانه امر بالإنفاق في سفر الحج وقد اتفق في سفر العمرة ولانه امر بحجة ميقاتية وقد
اتي بحجة مكة. (البحر العميق ۳۱۲۳/۴، مناسك ملا علی قاری ۴۵۹) نیز زبدة المناسك از:
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، غنیۃ الناسک، از: حضرت مولانا حسن شاہ مہاجر کئی، اور معلم الحج،
از: حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب اجراڑوی وغیرہ میں بھی یہی رائے اپنائی گئی ہے۔

لیکن موجودہ دور میں بالخصوص احرام میں طوالت اور جنایات احرام کے ارتکاب کے خطرہ کی وجہ سے محقق مفتیان کرام نے آمر کی اجازت سے حج بدل میں تمتع کے جواز کی رائے اپنائی ہے۔ چنانچہ لباب المناسک (للشیخ رحمۃ اللہ سندھی) اور ارشاد الساری حاشیہ مناسک ملا علی قاری (از: علامہ محمد سعید عبدالغنی مکی) اور زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک (مؤلفہ حضرت مولانا شیر محمد سندھی مہاجر مدنی) ۴۵۶، جواہر الفقہ (مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) ۵۰۸-۵۱۶، احسن الفتاویٰ (مؤلفہ: مفتی رشید احمد لدھیانوی) ۲/۵۲۳ اور انوار مناسک (مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی) ۵۵۰-۵۵۱ میں بھی دلائل کے ساتھ یہی رائے مذکور ہے۔

نیز ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیتہ علماء ہند کے چھٹے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۴۱۷ھ میں منظور کردہ تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ”حج بدل کا اصل حکم تو یہی ہے کہ مامور حج افراد کرے؛ لیکن اگر آمر یا وصی تمتع کی اجازت دے تو تمتع بھی درست ہے؛ البتہ دم تمتع مامور اپنے مال سے ادا کرے الا یہ کہ آمر دم تمتع ادا کرنے کی بھی اجازت دے دے، خواہ یہ اجازت صراحتاً ہو یا دلالتاً۔“

تاہم بہتر یہی ہے کہ حج بدل میں حج افراد کیا جائے؛ تاکہ کوئی خلجان نہ رہے، اور اس کی آسان شکل یہ ہو سکتی ہے کہ حج کے قریبی وقت میں سفر کیا جائے (اور آج کل پرائیویٹ ٹور سے جانے میں اس میں زیادہ دشواری نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ٹور والے بالکل آخری دنوں میں سفر پر لے جاتے ہیں) یا اولاً مدینہ منورہ جائیں اور وہاں سے ذی الحجہ کے شروع میں حج کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ چلے جائیں۔

حج بدل کے لئے جانے والے شخص کا اپنا عمرہ کرنا

جو شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنے گیا ہے وہ مکہ معظمہ جا کر حج بدل کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کر سکتا ہے؛ لیکن عمرہ کے لئے آنے جانے میں جو خرچ ہوگا وہ اسے اپنی جیب سے کرنا ہوگا، اس خرچ کا آمر سے مطالبہ نہیں کر سکتا، الا یہ کہ آمر کی طرف سے خرچ کی مطلق اجازت ہو۔ ولو امرہ بالعمرة فاعتمر ثم حج عن نفسه او بالحج فحج ثم اعتمر عن

نفسه جاز الا ان نفقة اقامته للحج او العمرة عن نفسه في ماله الخ. (شامی بیروت

۱۸/۴، البحر العمیق ۲/۴ (۲۳۳۲)

اجرت پر حج کو بھیجنا

حج ایک عبادت ہے؛ لہذا اس پر عوض و معاوضہ کا لین دین فی نفسہ ناجائز ہے؛ لہذا اگر کسی شخص کو اجرت دے کر حج بدل کو بھیجا جائے، تو یہ معاملہ فاسد ہوگا؛ البتہ اگر ایسا شخص حج کو چلا جائے اور حج کر لے تو یہ حج آمر کی طرف سے ادا ہو جائے گا، اور بطور اجرت نہیں؛ بلکہ بطور کفایت سفر کے اخراجات آمر کے ذمہ ہوں گے۔ لا يجوز الاستیجار علی الحج فلو دفع الیہ الاجر فحج يجوز عن المیت وله من الاجر مقدار نفقة الطريق ویرد الفضل علی الورثة، الا اذا تبرع به الورثة او وصی المیت بان الفضل للحاج. (شامی بیروت ۱۸/۴)

نفلی حج بدل میں عاجزی شرط نہیں

اگر کوئی شخص نفلی طور پر کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے حج بدل کرے یا کرائے تو اس میں وطن سے جانے آنے یا کسی خاص جگہ سے حج کرنے یا آمر کے عاجز ہونے یا نہ ہونے وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے؛ بلکہ بلا کسی شرط کے مطلقاً یہ حج درست ہو جائے گا، اب اگر آمر نے اسے نفلی حج کرنے کا حکم دیا ہے تو سفر اسی کے خرچ پر ہوگا اور حج اسی کی جانب سے ہوگا، اور اگر آمر نے حکم نہیں دیا؛ بلکہ کوئی شخص اپنی مرضی سے دوسرے کو نفلی حج کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے تو یہ حج دراصل کرنے والے ہی کی طرف سے ہی ہوگا؛ البتہ ارکان کی ادائیگی کے بعد وہ اس کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔
وان كانت نافلة كحج النفل و عمرة التطوع تجزئ في الحالتين ولا يشترط فيه العجز، ولا غيره مما يشترط في حج الفرض و عمرة الاسلام الا اهلية النائب بالاسلام والعقل والتمييز والنية عنه في الاحرام ان امره بالحج، والا فجعل ثوابه له بعد الاداء الخ. (غنة الناسك ۳۲۰) اما حج التطوع فتجوز الانابة فيه حالة القدرة

لان باب النفل اوسع حتى ان صحيح البدن لو احد رجلاً بماله على سبيل التطوع عنه يجوز. (البحر العميق ۲۲۵۸، ہندیہ ۲۵۷/۱)

حج بدل میں جنایات کا ضمان کس پر؟

حج بدل میں اگر جنایات کا صدور ہو تو اس کا ضمان مامور پر ہوگا اگر امر کے مال میں سے بلا اجازت دم جنایات یا صدقہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ ونوع يجب جزاء على جنایته كدم الجماع وجزاء الصيد والحلق واللبنس والطيب ومجاوزة الميقات بغير احرام فذلك على المامور ايضاً بلا خلاف. (البحر العميق ۱۱/۴ ۲۳۴)

مامور نے حج فاسد کر دیا

اگر مامور بالحج نے عرفہ سے قبل جماع کر کے حج فاسد کر دیا تو سارا ضمان اسی پر ہوگا، اسے امر کو پورا مال واپس کرنا ہوگا اور آئندہ اسے ذاتی خرچ سے آکر فاسد حج کی قضا کرنی ہوگی۔ والمامور بالحج اذا جامع قبل الوقوف بعرفة فسد حجه ويمضى فيه والنفقة في ماله ويضمن ما انفق من مال المحجوج عنه قبل ذلك وعليه القضاء من مال نفسه لان المامور به الحج الصحيح وهو الجاني بالجماع قبل الوقوف وقد خالف فيضمن ما انفق. (البحر العميق ۱۱/۴ ۲۳۴)

دم احصار کون ادا کرے؟

اگر مامور بالحج کو راستہ میں احصار کی صورت پیش آجائے یعنی احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی رکاوٹ ہو جائے کہ حج کرنا ممکن نہ رہے تو دم احصار امر کے مال سے ادا کرنا درست ہوگا؛ کیوں کہ یہاں مامور کی طرف سے کوئی تعدی نہیں پائی گئی، اور یہ واپسی کے خرچ کے مانند ہے جو امر پر ہی واجب ہے۔ ان دم الاحصار بمنزلة نفقة الرجوع ونفقة الرجوع من مال الميت وان كان الحج هو المنتفع به فكذلك دم الاحصار في ماله وان كان الحاج هو المنتفع به. (البحر العميق ۲۳۴/۴)

حج بدل کرنے والے کا وقوفِ عرفہ کے بعد انتقال ہو گیا

اگر حج بدل کو جانے والا شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل وفات پا جائے تو آمر کی طرف سے حج مکمل ہو جائے گا (دوبارہ حج بدل کی ضرورت نہیں) والحاج عن المیت اذا مات بعد الوقوف بعرفة جاز عن المیت لانه ادى رکن الحج.

(البحر العمیق ۲۳۹۳/۴)

کیا آمر کے مال کا بعینہ استعمال ضروری ہے؟

آمر نے جو مال حج بدل کے لئے دیا ہے اس کا بعینہ استعمال شرط نہیں؛ بلکہ مالیت کا استعمال شرط ہے؛ لہذا اگر مامور آمر کا مال اپنے پاس رکھ لے اور اپنے روپے سفر میں استعمال کر لے تو اس میں حرج نہیں۔ الحاج عن الغیر اذا حبس الدراهم الموقوفة لنفسه وانفق علی نفسه من ماله استحسن اصحابنا انه يجوز كما استحسنوا ذلك فی الوکیل بقضاء الدین یقضی من مال نفسه. (البحر العمیق ۲۳۹۵/۴)

حج کی وصیت

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور ادائیگی سے قبل اس کی موت کا وقت آجائے تو اس پر حج بدل کی وصیت کرنا لازم ہے، اگر وصیت نہ کی تو گنہگار ہوگا۔ فان مات عن غیر وصیة یأثم بلا خلاف. (البحر العمیق ۲۳۴۰/۷۱۴)

کیا جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اس کی طرف سے حج کرنا لازم ہے؟

جو صاحب وسعت شخص حج کی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے حج بدل کرنا شرعاً لازم نہیں ہے (ہاں اگر سب بخوشی کرادیں تو بات الگ ہے) وان لم یوص به حتی مات اثم بتفویته الفرض عن وقته امکان الاداء فی الجملة فیأثم لکن یسقط عنه فی احکام الدنیا عندنا حتی لا یلزم الوارث الحج من ترکہ لانه عبادة

والعبادات تسقط بموت من عليه سواء كانت بدنية او مالية في حق احكام الدنيا عندنا. (بنايع الصنائع، البحر العميق ۲۳۴۸/۴)

حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے تو اس کے ترکہ کے تہائی حصہ سے اسے نافذ کیا جائے گا۔
ومنہا ان یحج عنہ من ثلث ماله الخ، لان الوصیة تنفذ من الثلث. (البحر العميق ۲۳۵۶/۴)

وصیت کی کہ تہائی مال حج میں خرچ کیا جائے

اگر میت نے وصیت کی کہ میرا ترکہ تہائی مال میری طرف سے حج بدل میں لگا دیا جائے تو اس تہائی مال میں سے جتنی مرتبہ حج کیا جاسکتا ہو اتنے حج بدل میت کی طرف سے کرانے ضروری ہوں گے، اب اولیٰ تو یہ ہے کہ ایک ہی سال میں مختلف لوگوں کو حج بدل کے لئے بھیج دے؛ تاکہ جلد از جلد ذمہ داری ادا ہو جائے اور چاہے تو ہر سال بھی حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے۔ الا اذا اوصی ان یحج عنہ بجمع الثلث فیحج عنہ حججاً بجمع الثلث الخ.....، ثم الوصی بالخیار ان شاء احج عنہ الحجج فی سنة وان شاء احج عنہ فی کل سنة حجة واحدة والافضل ان یحج عنہ کلہ فی سنة واحدة بان یأمر رجلاً ویدفع الیہم نفقتہم حتی یحجوا عنہ فی سنة واحدة لان فیہ تعجیل الوصیة والمسارعة الی الخیرات افضل کیلا یفوت. (البحر العميق ۲۳۵۷/۴)

میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں؟

جس میت نے حج کی وصیت کی ہو تو اس کے وطن اصلی سے حج بدل کرانا ضروری ہے (جب کہ تہائی مال وہاں سے حج کرانے کے لئے کافی ہو) ومنہا ان یحج من بلده الذی یسکنہ لان الحج مفروض علیہ من بلده فمطلق الوصیة تنصرف الیہ.....، هذا اذا كان ثلث ماله یکفی ذلک. (البحر العميق ۲۳۶۶/۴)

تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے نا کافی ہو

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے؛ لیکن اس کا متروکہ تہائی مال اتنا کم ہے کہ وطن سے حج نہیں ہو سکتا تو ایسی صورت میں جہاں سے اس رقم سے حج کرانا ممکن ہو وہاں سے ہی حج بدل کرانا ضروری ہوگا۔ اما اذا كان لا يكفى فمن حيث يبلغ. (البحر العمیق ۲۳۶۶/۴)

بلا وصیت میت کا حج بدل

اگر کسی شخص پر حج فرض تھا مگر وہ حج نہ کر سکا اور وصیت کے بغیر وفات پا گیا پھر کسی شخص نے یا اس کے وارث نے اپنی جانب سے اس کی طرف سے حج بدل کر لیا تو انشاء اللہ میت کی طرف سے حج بدل کافی ہو جائے گا۔ اذا مات بعد فرض الحج ولم يوص فحج رجل عن الميت من غير وصية او تبرع الوارث بذلك فحج عن ابية او عن امه في حجة الاسلام من غير وصية او وصى بها الميت، قال ابو حنيفة رحمه الله تعالى: يجزيه ذلك ان شاء الله تعالى. (البحر العمیق ۲۳۴۸/۴)

دوران سفر حج انتقال کر جانے والے پر وصیت لازم نہیں

جو شخص حج فرض ہو جانے کے بعد حج کے ارادہ سے سفر پر نکلا؛ لیکن حج سے قبل ہی دوران سفر اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر حج کی وصیت لازم نہیں ہے۔ لو وجب عليه الحج فخرج حاجاً اول عام وجب عليه فمات في الطريق ليس عليه ان يوصى بالحج الا ان يتطوع لانه لم يؤخر بعد الوجوب. (البحر العمیق ۲۳۵۱/۴)

میت کی طرف سے نقلی حج بدل کی وصیت

جو میت اپنا حج ادا کر چکا ہو پھر وہ بعد وفات اپنی طرف سے نقلی حج بدل کی وصیت کر جائے تو اس کے تہائی مال سے نقلی حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ وتنفيذ الوصية بحج التطوع على الاصح عند الشافعية وهو مذهب الثلاثة ويقع الحج عن الموصى. (البحر العمیق ۲۳۹۳/۴)

مالی وصیت میں گنجائش کے باوجود وطن کے بجائے سعودیہ سے حج بدل کرانا

اگر میت نے حج بدل کی مطلق وصیت کی ہو، اور اس کے تہائی مال میں اس کے وطن سے حج بدل کرانے کے بقدر روپیہ بھی موجود ہو، پھر بھی اگر وصی اس کی طرف سے غیر وطن سے حج بدل کرائے، مثلاً ہندوستانی شخص کی طرف سے سعودیہ میں رہنے والے کسی شخص سے حج بدل کرا دے، تو میت کی طرف سے حج بدل معتبر نہ ہوگا، اور حج کیا گیا وہ وصی کی طرف سے ذاتی ہو جائے گا، اور جو روپیہ اس سفر میں خرچ ہوا ہے وہ وصی میت کے لئے اتنے روپیہ کا ضامن ہوگا، اور میت کی طرف سے دوبارہ اس کے وطن سے حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ فلو احج الوصى من غير ما وجب الاحجاج منه يضمن لانه خالف ويكون الحج له ويحج عن الميت ثانياً. (غنية الناسك ۳۲۹-۲۳۰)

ہندوستانی شخص کا وسعت کے باوجود سعودیہ سے فرض حج بدل کرانا

جس شخص پر عذر شرعی کی بنا پر حج بدل کرانا واجب ہو چکا ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنے وطن ہی سے حج بدل کرائے، اگر وہ وسعت کے باوجود اپنے وطن کے علاوہ مکہ معظمہ کے قریب یا دور کسی جگہ کو متعین کر کے حج بدل کرائے گا تو گنہگار ہوگا؛ لیکن اس کی طرف سے حج بدل درست ہو جائے گا۔ (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا کوئی معذور شخص ریاض (سعودیہ) میں مقیم کسی شخص کو روپیہ دے کہ اس سے اپنی طرف سے حج بدل کرا لے، تو ایسا کرنا مکروہ ہے، مگر حج بدل ادا ہو جائے گا) والظاهر انه يجب عليه أن يوصى بما يبلغ من بلده ان كان في الثلث سعة، فلو اوصى بما دون ذلك او عين مكاناً دون بلده يأثم. (غنية الناسك ۳۲۹، زبدة المناسك ۴۵۲)

وسعت نہ ہونے کی بنا پر غیر وطن سے حج بدل کرانا

اگر میت کے تہائی مال میں اتنی رقم نہیں ہے کہ اس کے وطن سے حج کرایا جائے، تو ایسی صورت میں جہاں سے بھی حج کرانا آسان ہو، وہیں سے حج کرانے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا شخص حج بدل کی وصیت کر جائے؛ لیکن اس کا تہائی مال یہاں سے حج کے

اخراجات کو نا کافی ہو، مگر مثلاً مدینہ منورہ سے حج کرانے کے لئے کافی ہو، تو اس کی طرف سے مدینہ منورہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ حج بیت اللہ درست ہوگا) فان ضاق الثلث او المال الذى عينه السميت من ان يحج من بلده او من مكان عينه فمن حيث يبلغ. (غنية الناسك)

(۳۳۰) وان لم يف فمن يبلغ استحصانا. (غنية الناسك ۳۲۹)

غیر وطن (مکہ وغیرہ) سے نقلی حج بدل کرانا

نقلی حج بدل میں اپنے وطن سے حج کرانے کی شرط نہیں ہے؛ لہذا اگر کوئی ہندوستانی شخص سعودیہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ (خواہ وہ مکی ہو یا مدنی یا کسی اور شہر کا ہو) اپنی طرف سے یا اپنے والدین یا اعزاء کی طرف سے تبرعاً حج بدل کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ أما فی الحج النفل فلا يشترط شيء منها غالباً الخ. (غنية الناسك ۳۳۶، زبدة المناسك ۴۵۲)

آفاقی شخص کا مکی کے ذریعہ حج بدل کرانا؟

اگر میقات سے باہر رہنے والا کوئی معذور شخص مکہ معظمہ میں مقیم کسی شخص سے حج بدل کرائے تو یہ اگرچہ بلا عذر مکروہ ہے؛ لیکن اگر حج بدل معتبر ہو جائے گا۔ ولو عين مكاناً غير بلده فكما أوصى قرب من مكة أو بعد، وفي خيار الابصار: ولو من مكة كما صرح به ملا سنان. (غنية الناسك ۳۲۹، زبدة المناسك ۳۲۹)

ہندوستانی میت کا مدینہ منورہ سے حج بدل کی وصیت کرنا

اگر کسی ہندوستانی شخص نے وسعت کے باوجود اپنے حج بدل کے لئے اپنے وطن کے بجائے مدینہ منورہ سے حج کرانے کی وصیت کی تو ایسا کرنا اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اگر وصی نے اس کی وصیت کے مطابق اس حج مدینہ منورہ سے کرا دیا تو حج درست ہو جائے گا اور وصی پر کوئی تاوان لازم نہ ہوگا۔ ولو عين مكاناً غير بلده فكما أوصى قرب من مكة أو بعد. (غنية

الناسك ۳۲۹، زبدة المناسك ۴۵۲، احسن الفتاوى ۴/۲۱۱)



حج و عمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل

محصر کے لئے گنجائش

اسلامی شریعت میں ناگہانی پیش آمدہ حالات کی بھی رعایت رکھی گئی ہے اور جو شخص کسی ناقابل تحمل مشکل میں پھنس جائے تو اس سے خلاصی کی تدبیریں بھی بتائی گئی ہیں، انہی میں سے احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ میں رکاوٹ پیش آنے کا مسئلہ بھی ہے؛ گوکہ اصل حکم یہی ہے کہ جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا کئے بغیر حلال نہ ہو؛ لیکن اگر حالات ایسے بن جائیں کہ وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا نہ کر سکے تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ قربانی کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں جب سہولت ہو، حج یا عمرہ کی قضا کرے۔

اب اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ اس مسئلہ کی عملاً تعمیل خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ میں کر لی گئی، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَأْتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ، فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوا رُؤُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ. (البقرة: ۱۹۶)

اور حج اور عمرہ کو اللہ واسطے پورا کیا کرو، اور اگر تم روک دئے جاؤ تو تم پر حسب سہولت ایک قربانی واجب ہے اور تم مت منڈواؤ اپنے سروں کو قربانی کا جانور اپنے موقع محل پر پہنچنے سے قبل۔

اس آیت میں موقع محل سے مراد حضرات حنفیہ نے حدودِ حرم کو لیا ہے؛ لہذا دیگر جگہوں پر احصار کی قربانی کافی نہ ہوگی۔ (معارف القرآن وغیرہ) لیکن مجبوری کا حکم الگ ہے، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ذیل میں احصار کے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

احصار کی تعریف

احصار کے لغوی معنی روکنے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی ایسے عارض کا پیش آنا جس سے حج یا عمرہ کرنا ممکن نہ رہے، ”احصار“ کہلاتا ہے، اور جس شخص کے ساتھ ایسے حالات پیش آئیں اس کو ”محصر“ کہا جاتا ہے۔ الحصر لغة الحبس

عن السفر ونحوه كالأحصار، وشرعاً كما قال (هو المنع عن الوقوف) ای بعرفة
(والطواف) ای جمیعہما بعد الاحرام فی الحج. (مناسک ملا علی قاری ۱۲، ۴، غنیة

الناسک ۳۰۹، البحر العمیق ۶۸۱/۴، ۲۰)

احصار کے اسباب

احصار کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، مثلاً:

(۱) کسی دشمن یا زور آور کے ذریعہ سفر میں رکاوٹ پیش آنا۔

(۲) حکومت کی طرف سے قید کر دیا جانا۔

(۳) حج یا عمرہ کا ویزا حکومت کی طرف سے منسوخ کر دیا جانا۔

(۴) حادثہ میں اس طرح زخمی ہو جانا کہ سفر ممکن نہ رہے۔

(۵) بدن کی ہڈی ٹوٹ جانا یا لنگڑا ہو جانا کہ چلنا ممکن نہ ہو۔

(۶) سفر کی وجہ سے مرض میں اضافہ کا غالب گمان ہونا۔

(۷) سفر خرچ ضائع ہو جانا اور اخراجات کا کوئی متبادل نظم نہ ہو سکتا۔

(۸) سواری کا نظم مفقود ہونا جب کہ دوری اس قدر ہو کہ پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو، مثلاً

احرام باندھنے کے بعد جہاز چھوٹ جائے اور بعد میں کوئی جہاز نہ ہو۔

(۹) بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر حج فرض کا یا نفلی حج و عمرہ کا احرام باندھ لیا ہو، اس

کے بعد شوہر اس کو مناسک ادا کرنے سے منع کر دے۔

مندرجہ بالا صورتوں یا ان جیسے حالات سے جو شخص دوچار ہو اس پر احصار کے احکامات

جاری ہوں گے۔ واما الاحصار فی عرف الشرع: فهو منع المحرم عن الوقوف

والطواف، سواء كان من العدو او المرض او الحبس او الكسر او العرج او

غيرها من الموانع من اتمام ما احرم به حقيقة او شرعاً. (البحر العمیق ۶۸۱/۴، ۲۰،

مناسک ملا علی قاری ۱۳، ۴، غنیة الناسک جدید ۳۱۰)

حاجی کو وقوفِ عرفہ سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا ہو پھر اسے مثلاً حکومت نے وقوفِ عرفہ سے روک دیا؛ لیکن طواف کرنے سے نہیں روکا گیا تو ایسا شخص محصر نہیں ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے دن تک انتظار کرے، جب حج کا وقت نکل جائے تو عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں حج کی قضاء کرے۔ وان احصر بمكة في الحرم الا انه لم يمنع عن الطواف والسعي..... وان كان مفرداً بحج لا يكون محصراً ايضاً..... وان كان قارناً فعليه ان يأتي بافعال العمرة، فاذا فات الحج بمضى وقت الوقوف، فانه يحل من احرام حجته بافعال العمرة، وعليه قضاء الحج لا غير. (البحر العميق ۲۰۸۷/۴)

حاجی کو طوافِ زیارت سے روک دیا گیا

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا پھر اسے وقوفِ عرفہ کا تو موقع مل گیا؛ لیکن طوافِ زیارت سے روک دیا گیا تو وہ شرعاً محصر نہیں ہے، اس کا حج ادا ہو جائے گا؛ البتہ جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گا عورتوں سے انتفاع حلال نہ ہوگا۔ اذا وقف بعرفة ثم احصر لا يكون محصراً، وهو محرم عن النساء حتى يطوف طواف الزيارة. (البحر العميق ۲۰۸۲/۴، غنية الناسك ۳۱۷، مناسك ملا علی قاری ۴۱۶)

محصر حاجی کیا کرے؟

حج کا احرام باندھنے کے بعد جو شخص کسی وجہ سے محصر قرار پائے اس کو اولاً کوشش کرنی چاہئے کہ رکاوٹ دور ہو جائے اور حج یا عمرہ کر کے ہی حلال ہو؛ لیکن اگر انتظار مشکل ہو یا ایسے حالات ہوں کہ رکاوٹ دور ہونے کی امید ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو چاہئے کہ حدودِ حرم میں اپنی طرف سے قربانی کرائے، قربانی کے بعد اس کا احرام خود بخود کھل جائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ سر منڈالے (اور حدودِ حرم میں قربانی کرانے کی شکل آج کل یہ ہو سکتی ہے کہ مکہ معظمہ میں مقیم اپنے کسی

متعلق کو فون کر دے کہ وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے) و اذا تحقق الا حصار فله ان يرجع الى اهله بلا تحلل و صبر محرماً حتى زال المانع، فان ادرك الحج فيها، و الا تحلل بالعمرة، بان يطوف ويسعى ويحلق، وان اراد استعمال التحلل بالهدى جاز ايضاً دفعاً لضرر امتداد الاحكام. (غنية الناسك ۳۱۱، البحر العميق ۲۰۸۹/۴)

محصر قارن کا احرام کب کھلے گا؟

اگر محصر شخص نے حج قرآن کا احرام باندھ رکھا ہے تو اس کے لئے حدودِ حرم میں دو قربانیاں کرائی ضروری ہیں، ایک حج کی طرف سے اور ایک عمرہ کی طرف سے، جب تک دونوں قربانیاں حدودِ حرم میں نہ کرائی جائیں گی، قارن کا احرام نہ کھلے گا۔ والقارن (يعت) هديين ولا يتحلل الا بذبح الثاني، ولا يحتاج الى ان يعين ايهما للحج، وايهما للعمرة الا انه افضل. (غنية الناسك ۳۱۲، البحر العميق ۲۰۹۶/۴)

محصر معتمر کیا کرے؟

جس شخص نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر احصار پیش آ گیا تو اسے چاہئے کہ حدودِ حرم میں ایک قربانی کرا کے حلال ہو جائے، اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔ فان احصر فقط عن نسك واحد، فيكفيه دم واحد للتحلل، وعليه قضاء ما تحلل عنه، فان كانت عمرة فعمرة يقضيها. (البحر العميق ۲۰۹۷/۴)

ذبح سے قبل محصر کا فعل جنایت کرنا

اگر محصر جانور کو ذبح کرنے سے قبل کسی جنایت کا مرتکب ہو مثلاً خوشبو لگالے یا سلے ہوئے کپڑے پہن لے وغیرہ، تو اس پر حسب شرائط جنایت کا کفارہ لازم ہوگا۔ (اس کی تفصیل جنایات کے بیان میں گذر چکی ہے) ولا يفعل شيئاً من محظورات الاحرام..... حتى لو فعل

شیئاً من محظورات الاحرام قبل ذبح الهدی يجب عليه ما يجب على المحرم.

(البحر العمیق ۲۰۹۳/۴)

محصر حاجی پر حج اور عمرہ کی قضا

جس شخص نے حج افراد کا احرام باندھا ہو اور پھر احصار کی وجہ سے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیا ہو تو آئندہ اس پر حج کے ساتھ ساتھ ایک عمرہ کی ادائیگی بھی لازم ہوگی؛ البتہ اگر اسی سال وہ دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لے تو عمرہ واجب نہیں، اور یہ حکم ہر طرح کے حج کے لئے ہے خواہ حج فرض ہو یا حج نفل، اپنا حج ہو یا حج بدل، بہر صورت قضا لازم ہوتی ہے۔

اور اگر حج قرآن ہو تو حج کے ساتھ دو عمروں کی قضا کرنی پڑے گی، اور اگر اسی سال حج کر لیا تو صرف ایک عمرہ کافی ہوگا دوسرا واجب نہیں۔ و اذا حل المحصر بالذبح فان كان احرامه للحج ای فقط فعليه قضاء حجة وعمرة..... فان بقى وقت الحج عند زوال الاحصار، و اراد ان يحج في عامه ذلك، احرم وحج، وليس عليه نية القضاء ولا عمرة عليه..... وان كان ای المحصر قارناً فعليه قضاء حجة وعمرة يسن..... اما اذا زال الاحصار بعد التحلل بالذبح والوقت يسع تجديد الاحرام والاداء فانما عليه عمرة القران. (مناسك ملا علی قاری ۴۲۷-۴۲)

محصر معتمر پر عمرہ کی قضا

اگر عمرہ کے احرام میں احصار پیش آیا اور دم دے کر معتمر حلال ہو گیا تو اس پر آئندہ عمرہ کی قضا لازم ہے اور یہ زندگی میں کبھی بھی عمرہ کر سکتا ہے۔ وان كان ای المحصر معتمراً فعليه عمرة لا غير، وقضائها في ای وقت شاء، لانه ليس لها وقت معين. (مناسك ملا علی قاری ۴۲۸) وعليه قضاء ما تحلل عنه فان كانت عمرة فعمره يقضيها. (البحر العمیق ۲۰۹۷/۴) اما المحصر بالعمرة فلا يتصور في حقه عدم ادراك العمرة، لان وقتها جميع العمر. (غنية الناسك ۳۱۵)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوا دے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ ومنہ منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة. (غنیۃ الناسک ۳۱۰) فلہما ان یحللہما فی الحال ولا یؤخر تحلیلہما الی ذبح الہدی ثم علیہا ہدی الاحصار و حجة و عمرة. (غنیۃ الناسک ۳۱۵، البحر العمیق ۲۱۰/۸۴)

شوہر کا عورت کو حج فرض سے روک دینا

اگر عورت کسی محرم کے ساتھ فرض حج کے لئے جا رہی ہو تو شوہر کے لئے اسے روکنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر اس نے محرم کے بغیر حج فرض کا احرام باندھ لیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ لیکن ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ او احرمت بحجة الاسلام لا تكون محصورة لو لها محرم وان منعها وليس له منعها وان لم یکن لها محرم فمحصورة فله منعها وتحلیلہا بالہدی. (غنیۃ الناسک ۳۱۰)

محصر کیلئے حدودِ حرم میں ذبح کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا کرے؟

حنفیہ کے نزدیک اصل حکم تو یہی ہے کہ محصر کو احرام کھولنے کے لئے حدودِ حرم میں ہی قربانی کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ایسی صورت پیش آئے کہ محصر کے لئے حدودِ حرم میں قربانی ممکن نہ ہو، مثلاً کسی شخص کو ایئر پورٹ ہی سے واپس کر دیا جائے اور اس شخص کا کوئی جانکار مکہ معظمہ میں موجود نہ ہو یا اس سے رابطہ کی کوئی شکل نہ ہو تو اس کے لئے یہ بھی گنجائش ہے کہ حدودِ حرم کے علاوہ جہاں ممکن ہو قربانی کر کے حلال ہو جائے۔ (حنفیہ کے نزدیک یہ گنجائش ضرورہ ہے اور بقیہ ائمہ کے نزدیک

ضرورت یا بلا ضرورت ہر حال میں گنجائش ہے۔ (حاشیہ معلم الحجج ۲۷۵) الہدی بعد الاحصار
انما یجب علی من اراد التحلل بالہدی فیبعث بہدی او بثمان ہدی یشتري له
بمکة فیذبح عنہ یوم النحر ویحل . (البحر العمیق ۲۱۹۰/۴)

مخسر کے پاس ذبح کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے؟

حنفیہ کے یہاں اصل مذہب یہی ہے کہ ذمِ احصار کے بدلہ صدقہ یا روزہ کافی نہیں؛ لیکن
حضرت امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر مخسر کے لئے ہدی کا موقع نہ ہو تو وہ قیمت لگا کر اس کی
قیمت غریبوں میں صدقہ کرے، اگر صدقہ کی بھی گنجائش نہ ہو تو قیمت میں جتنے صدقہ فطر واجب
ہوتے ہوں، ہر صدقہ فطر کے بدلہ ایک روزہ رکھے اور اس کے بعد حلال ہو۔ (مثال کے طور پر
جانور کی قیمت ۸۰۰ روپے ہے اور ایک صدقہ فطر ۲۵ روپے کا ہوتا ہے تو گویا ۳۲ صدقہ فطر
ہوئے، تو اگر گنجائش ہو تو ۳۲ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اتنی رقم صدقہ کرے، ورنہ ۳۲ روزے
رکھے، اس کے بعد حلال ہو) ضرورت کے وقت اس روایت پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔ وعن
ابی یوسف: اذا لم یجد المنحصر الہدی قوم الہدی طعاماً و تصدق بہ علی
المساکین فان لم یکن عنده طعام صام لكل نصف صاع یوماً. (البحر العمیق ۲۱۰/۴)



حج فوت ہونا

وقوفِ عرفہ نہیں ملا

اگر احرام باندھنے کے بعد سویرے ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وجہ سے وقوفِ عرفہ نہیں کر سکا تو اس کا حج فوت ہو گیا، اب اس سال اس کا حج ممکن نہیں، آئندہ اس حج کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ لحدیث ابن عمرو و ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من فاتہ عرفة بلیل فقد فاتہ الحج، فلیتحلل بعمرة وعلیہ الحج من قابل. و عن عمر بن الخطاب و زید بن ثابت رضی اللہ عنہما قالا فیمن فاتہ الحج یحل بعمرة من غیر ھدی وعلیہ الحج من قابل. (البحر العمیق ۱۹۹۳/۴)

مفرد فائت الحج کیا کرے؟

جس شخص کا حج فوت ہو جائے اسے چاہئے کہ حج کے بقیہ اعمال ترک کر دے اور اس پر واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کر کے حلق یا قصر کرے اور احرام کھول لے اور آئندہ اس حج کی قضا کرے؛ تاہم اس پر دم یا مزید عمرہ وغیرہ کچھ واجب نہیں ہے۔ من فاتہ الحج الخ بفوات الوقوف بعرفة الخ، فلیحل بمثل افعال العمرة حتماً فیطوف ویسعی ثم یحلق او یقصر ان کان مفرداً الخ، وعلیہ قضاء الحج من قابل ولا عمرة علیہ فی القضاء ولا دم الا انه مستحب. (غنیة الناسک ۳۱۸)

متمتع فائت الحج کا حکم

اگر تمتع کا احرام تھا اور حج فوت ہو گیا تو وہ مفرد کی طرح عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ

حج کی قضاء کرے، اور اس کا حج تمتع باطل ہو جائے گا، اور دم تمتع ساقط ہو جائے گا۔ وان كان متمتعاً بطل تمتعه وسقط عنه دمہ. (غنية الناسك ۳۱۸، البحر العميق ۲۰۰۴/۴)

قارن فائت الحج کا حکم

حج قرآن کرنے والے سے اگر حج چھوٹ جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر اس نے پہلے عمرہ کر لیا تھا پھر حج فوت ہوا تو وہ مفرد باحج کی طرح عمرہ کر کے حلال

ہو جائے گا اور اس پر صرف حج کی قضاء واجب ہوگی، دم قرآن ساقط ہو جائے گا۔

(۲) اور اگر اس نے قرآن والا عمرہ نہیں کیا تھا اور حج فوت ہو گیا تو اس پر دونوں عمرے

کرنے ضروری ہیں، اولاً اپنا واجب عمرہ کرے اس کے بعد حج فوت ہونے کی وجہ سے جو عمرہ

واجب ہوتا ہے اسے بجالائے، پھر حلق یا قصر کر اگر حلال ہو، اس سے بھی دم قرآن ساقط ہے؛ البتہ

حج کی قضا بہر حال لازم ہے۔ وان كان قارناً فان طاف لعمرته قبل الفوات فهو

كالمفرد والا يطوف اولاً لعمرته ويسعى لها، لانها لا تفوت، ثم يطوف طوافاً

آخر لفوات الحج، ويسعى له، ثم يحلق او يقصر، وقد بطل عنه دم القران. (غنية

الناسك ۳۱۸، البحر العميق ۲۰۰۳/۴)

فائت الحج کے لئے عمرہ میں بلا عذر تاخیر درست نہیں

جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو اس کے لئے پہلی فرصت میں عمرہ کر کے حلال ہونا لازم ہے،

بلا عذر اس میں تاخیر درست نہیں ہے۔ قال في خزانة الاكمل والكرمانى وليس بفائت

الحج ان يبقى في منزله حراماً من غير عذر وليجب عليه التحلل. (البحر العميق ۱۹۹۴/۴)

فائت باحج تلبیہ کب سے ترک کرے گا؟

جس شخص کا حج فوت ہو جائے وہ جب حلال ہونے کے لئے طواف کرے گا تو طواف شروع

کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دے گا۔ ویقطع التلبیة اذا اخذ للطواف الذي يتحلل به. (البحر

العمیق ۲۰۰۴/۱۴)

عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا

عمرہ زندگی میں کبھی فوت نہیں ہوتا؛ لہذا عمرہ کرنے والے پر فائت بالعمرہ کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ (تاہم حج کے پانچ ایام ۹- تا- ۱۳ رزی الحجہ میں عمرہ کرنا مکروہ ہے) والعمرة لا تفوت فانها جائزة في جميع السنة الا في خمسة ايام فانه يكره ذلك. (البحر

العمیق ۲۰۰۷/۱۴)



باب حج النساء

(خواتین کے مخصوص مسائل حج و عمرہ)

خواتین سے متعلق مسائل حج و عمرہ

خواتین سے متعلق مسائل پچھلے ابواب میں جا بجا متفرق طور پر آچکے ہیں، اب ذیل میں مزید اضافات کے ساتھ ان مسائل کو اجمالاً یکجا کر کے درج کیا جا رہا ہے؛ تاکہ مسائل سے دل چسپی رکھنے والی خواتین کے لئے مطالعہ میں سہولت ہو، اور اگر کوئی صاحب خیر اس حصہ کو الگ سے شائع کرنا چاہیں تو ان کو دشواری نہ ہو۔ اختصار کی وجہ سے عربی عبارات ہر مسئلہ میں درج نہیں کی گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

کس عورت پر حج فرض ہے؟

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط و احوال کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر حج قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ (لیکن اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا) فیشتراط ان تكون قادرة علی نفقتها و نفقته. (شامی زکریا ۶/۳، انوار مناسک ۱۷۴)

عورت کے پاس حج کے اخراجات کے بقدر زور ہو تو حج فرض ہے

جس عورت کے پاس سونے چاندی کا اتنا زور ہو کہ اس کی قیمت سے اس کے اور اس کے محرم یا شوہر کے حج کے مصارف پورے کئے جاسکتے ہوں تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (احسن

الفتاویٰ ۵۲۶/۳، خواتین کے مسائل حج و عمرہ ۱۰)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ ولو عجوزاً ومعها

غيرها من النساء الثقات. (غنية الناسك ۲۶، زبدة المناسك ۳۲، خواتین کے مسائل حج و عمرہ ۲۴)

نامحرم کے ساتھ سفر حج ممنوع ہے

عورت پر حج کی ادائیگی اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ جانے والا کوئی محرم یا

شوہر موجود ہو، اور عورت کے لئے نامحرم کے ساتھ سفر ممنوع ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: لا تسافر امرأة سفراً ثلاثة أيام أو تحج إلا ومعها زوجها. (سنن دارقطنی ۱۹۹/۲،

انوار مناسك ۱۷۸، حج و زیارت نمبر ۲۳۸)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ

ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔

(غنية الناسك ۲۶، ومثله فی التا تاریخية ۴۵۳، حایة ۲۸۳، تبیین الحقائق ۲/۲۴۳، انوار مناسك ۱۷۶)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛

لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (غنية الناسك ۲۷،

ومثله فی اعلاء السنن ۱۰۱، شامی زکریا ۳/۳۶، انوار مناسك ۱۷۶)

اگر محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے؟

اگر کسی عورت پر مالی وسعت واستطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا ہے تو اس پر اس وقت

تک حج کی ادائیگی ضروری نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ جانے والے کسی محرم یا شوہر کا نظم نہ

ہو جائے، اس لئے ایسی عورتوں کو جلد بازی نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ محرم یا شوہر کے سفر کے انتظام ہونے

تک سفر حج کو موخر کر دینا چاہئے، اس تاخیر سے ان پر شرعاً کوئی گناہ نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر اسی انتظار میں موت کا وقت آجائے تو حج بدل کی وصیت کر دیں، بے شک ہر مسلمان کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت کر کے سرخ رو ہو؛ لیکن شریعت کا حکم اپنی ذاتی خواہش سے کہیں بڑھ کر ہے، اسے ہرگز پامال نہ کرنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی ۳/۴۱۱، لہذا الفتاویٰ ۱۵۶۲، مسائل حج و عمرہ ۱۱۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ الرابع المحرم أو الزوج لا امرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غیرها من النسباء الثقات والرجال الصالحین. (غنیۃ الناسک ۲۶، مناسک ملا علی

قاری ۵۶، رسول اللہ کا طریقہ حج ۶۹۳)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰ سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ أما العجوز التي لا تشتہی فلا بأس بمصافحتها ومس يدھا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلوا إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا. (درمختار کراچی ۳۶۸/۶، امداد الفتاویٰ ۲۰۱/۴، فیض الباری

۳۹/۲، انوار مناسک ۱۷۷-۱۷۸)

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے۔

(مستفاد: فتح المہم ۳/۳۷۶)

عورت نے بغیر محرم یا شوہر کے حج کر لیا تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان و مناسک ادا کر لے، تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا؛ لیکن اگر وہ جوان ہے تو نامحرم کے ساتھ سفر کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، ومثلہ فی الدر المختار مع الثامی ذکر یا ۳۶۵، طحاوی علی المراقی ۳۹۷، البحر العمیق ۱۴۰۵، انوار مناسک ۱۷۸، حج و زیارت نمبر ۲۳۸)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کر دے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہو جائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، انوار مناسک ۱۸۱، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دوران سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

- (۱) اگر طلاق رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کر لے۔ فان لزمها فی السفر فان كانت طلاقاً رجعیاً تبعت زوجها رجوعاً أو مضی، ولا یفارقها زوجها والأفضل أن یراجعها. (غنیۃ الناسک ۲۹-۳۰)
- (۲) اگر طلاق بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئر پورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ

ہوئی، اور راستہ میں یاد لی پہنچ کر اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا یا اسے طلاق بائن ہو گئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفر حج ملتوی کر دے اور عدت گزارے۔ أو بئنا فان كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر. (غنية الناسك ۲۹)

ب: اور اگر ایئر پورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مراد آباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اور دہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخر کر کے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگر سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ وفي منسك الفارسي وان كان كل واحد من الطرفين سفراً، فان كانت في المفازة مضت ان شئت، او رجعت بمحرم او بغير محرم والوجوع اولیٰ. (غنية الناسك ۳۰)

ج: اگر ایئر پورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گزارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گزار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بے ضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔ (غنية الناسك ۲۹-۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۶۶/۳، تاتارخانیہ زکریا ۴۷۰/۳-۴۷۶، بدائع الصنائع زکریا

۳۰/۱/۲، فتح القدیر ۲۶۱/۲، انوار مناسک ۱۸۳-۱۸۸)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حج فرض سے نہیں روک سکتا

اگر عورت پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہو تو شوہر اسے فرض سفر حج سے منع نہیں کر سکتا۔ (غنية الناسك ۲۸، المحیط البرہانی ۳۹۴/۳، ومثلہ فی التاتارخانیہ ۳۷۵/۳، درمختار زکریا ۳۶۵/۳، تبیین الحقائق ۲۳۳/۲، البحر الرائق زکریا ۵۵۲/۲، فتح القدیر ۲۲۸/۲، انوار مناسک ۱۷۵)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضہ حج کے سفر کا ارادہ کر لیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ وان لم یکن لہا محرم فمحصرة فله منعها وتحلیلها بالہدی. (غنیۃ الناسک ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۳۱۰-۳۱۵، البحر العمیق ۲/۲۱۰، انوار مناسک ۱۷۵)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کر ایسا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کر دیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہو گیا تو اس کا حج بدل نفلی ہو جائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہو جائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہو جائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۲۲۱، البحر العمیق ۲/۲۲۶، انوار مناسک ۵۵۹)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر

وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ)

الناسک ۱۲، اعلیٰ السنن بیروت ۱۰/۱۰، انوار مناسک ۱۵۹)

احرام باندھتے وقت ایام حیض میں ہونا

اگر عورت حج یا عمرہ کے سفر پر روانگی کے وقت ناپاکی کے ایام میں ہو تو غسل و صفائی کے بعد اسی حالت میں نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، اس کا احرام شروع ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحج

۱۰۶، احکام حج ۴۳، ایضاح المناسک ۷۲، مسائل حج و عمرہ ۱۱۳، انوار مناسک ۱۹۱)

ناپاکی کے عالم میں حج کے مناسک ادا کرنا

اگر ۸ روزی الحجہ کو مکہ معظمہ سے منیٰ کے لئے روانگی کے وقت عورت ناپاکی میں ہو تو اسی حالت میں صفائی وغیرہ کر کے حج کا احرام باندھ لے (یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے اور نفل نہ پڑھے) اور منیٰ چلی جائے، پھر وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ اور جمرات کی رمی سب ناپاکی کی حالت میں کرے، بس طواف زیارت (اور سعی) موقوف رکھے، اسے پاک ہونے کے بعد ادا کرے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴-۹۵، انوار مناسک ۱۹۱، حج و زیارت نمبر ۷۲۳)

حائضہ عورت کا مکہ معظمہ پہنچ کر پاپاکی سے قبل مدینہ منورہ کا

نظام ہو تو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعات احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آ کر عمرہ کرے۔ مستفاد: ولا

يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيء؛ لأن

وقت العمرة واسع في جميع السنة. (البحر العميق ۲۰۰۷۹/۴)

نوٹ: اور اگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اس پر دم لازم ہو جائے گا، اور کسی میقات پر واپس جا کر عمرہ کا احرام باندھ کر آنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جا کر احرام باندھ کر آئے گی تو دم ساقط ہو جائے گا، اور اس پر بہر حال توبہ و استغفار ضروری ہوگا۔

آفاقی مسلم مکلف أراد دخول مكة.....، وجاوز آخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إذا إن عاد من عامه ذلك فأحرم بغيره سقط عندنا. (غنية الناسك ۶۰)

عمرہ کا احرام باندھا لیکن حج تک پاک نہ ہوئی

اگر عورت نے حالت حیض میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھا؛ لیکن حج کا زمانہ آنے تک پاک نہ ہو سکی، تو اسے چاہئے کہ عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور حج کے بعد عمرہ ادا کرے اور پہلا احرام عمرہ کے بغیر کھولنے پر ایک دم بھی دے۔ اب اگر اس نے اسی سفر میں حج کے مہینوں میں اس سے قبل کوئی اور عمرہ نہ کر رکھا، تو یہ حج افراد ہو جائے گا تمتع نہ رہے گا (اور اس پر دم شکر واجب نہ ہوگا) اور اگر پہلے اشہر حج میں عمرہ کر چکی ہے پھر دوسرے عمرہ میں مذکورہ صورت پیش آئی تو اس کا تمتع درست رہے گا اور اس پر دم شکر اور دم جنایت دونوں واجب ہوں گے۔ (مثلاً کوئی عورت ہندوستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ روانہ ہوئی اور اس نے پاکی کی حالت میں عمرہ کے ارکان ادا کئے اور حلال ہو گئی، پھر اس نے حج سے قبل مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں سے واپسی میں ذوالحلیفہ سے دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا، مگر ناپاکی کی وجہ سے وہ عمرہ ادا نہ کر سکی اور اسے احرام کھول کر حج کا احرام باندھنا پڑا تو اس صورت میں اس پر دم تمتع اور دم جنایت دونوں لازم ہوں گے) (شامی بیروت ۳/۴۹۷، انوار مناسک ۳۰۲، حج و زیارت نمبر ۲۳۸)

قرآن کے احرام میں حج سے قبل عمرہ نہ کر سکی

اگر عورت نے میقات سے قرآن (حج و عمرہ دونوں) کا احرام باندھا مگر عذر کی وجہ سے حج

سے قبل عمرہ نہ کر سکی، تو اسی احرام سے حج کر لے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے اور وقت پر عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم بھی دے؛ لیکن اس کا یہ حج افراد ہوگا اور اس پر قرآن کا دم شکر لازم نہ ہوگا۔ (شامی بیروت ۳/۴۹۷، غنیۃ الناسک ۲۰۵، انوار مناسک ۳۰۲، حج زیارت نمبر ۲۳۸)

خواتین کو ہمدردانہ مشورہ

اگر حج کا زمانہ بالکل قریب ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل پاکی کے زمانہ میں عمرہ کے ارکان ادا نہ کر سکیں گے تو ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ عمرہ یا قرآن کا احرام باندھنے کے بجائے میقات سے حج افراد کا احرام باندھیں؛ تاکہ بعد میں کوئی تنگی پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر حج سے قبل مدینہ منورہ کا سفر ہو اور وہاں سے مکہ معظمہ واپسی میں زمانہ حج کے قرب کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کیا جاسکے گا تو بھی ذوالحلیفہ سے حج افراد کا احرام باندھ لیں، اور اسی احرام سے حج کے مناسک ادا کریں، اور عورتیں اپنے ایام کی تاریخوں کا اندازہ خود لگا سکتی ہیں۔

حیض روکنے کے لئے دوا کا استعمال

حیض کا خون خواتین کے لئے قدرت کے مقرر کردہ نظام کا حصہ ہے، اس لئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ اپنی خواہش کے برعکس خدائی فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے، اور ایام حیض میں جو احکامات شریعت نے بتائے ہیں، ان کی پاس داری کرنی چاہئے۔ اور دواؤں وغیرہ کا استعمال کر کے فطری نظام کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے؛ تاہم اگر کوئی عورت پیشگی ایسی مجرب دوا استعمال کر لے جس سے خون کی آمد رک جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے، اب اس مانع حیض دوا کے استعمال سے کئی طرح کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، اس لئے چند امکانی صورتوں کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) دوا کا استعمال حیض شروع ہونے سے قبل کیا اور پھر ایام عادت میں بالکل حیض نہیں آیا، تو وہ عورت مسلسل پاک کہلائے گی، اور اس دوران اس کا طواف وغیرہ کرنا سب معتبر اور درست رہے گا۔

(۲) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن عادت کے ایام میں حیض آنے لگا اور تین دن سے زیادہ مسلسل یا وقفہ وقفہ سے جاری رہا تو وہ عورت حسب قاعدہ ناپاک شمار ہوگی، اور اس دوران اگر اس نے طواف زیارت کیا ہے تو اونٹ کی قربانی لازم ہوگی، اور پاک ہونے کے بعد اگر طواف لوٹا لیا تو اونٹ کی قربانی ساقط ہو جائے گی۔

(۳) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن ایام عادت میں تین دن سے کم خون مسلسل یا وقفہ وقفہ سے آکر رک گیا اور پھر پندرہ دن تک نہیں آیا تو یہ عورت پاک شمار ہوگی، اور اس کا طواف وغیرہ سب معتبر اور درست ہوگا۔

(۴) حیض شروع ہونے کے بعد تین دن سے پہلے دوا کھا کر حیض روک لیا؛ لیکن بعد میں دس دن کے اندر اندر پھر خون آ گیا تو وہ مسلسل ناپاک شمار ہوگی اور اس دوران اگر اس نے طواف کئے ہیں تو حسب قاعدہ جنایت لازم ہوگی۔ (تفصیل دیکھیں: حج و زیارت نمبر ندائے شاہی، مضمون: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۲۳۳-۲۳۵ وغیرہ)

نوٹ: اس بارے میں کوئی اور صورت پیش آئے تو معتبر علماء و مفتیان سے رابطہ کر کے ان کی ہدایت پر عمل کریں۔

عورتوں کے احرام کے لئے کوئی کپڑا مخصوص نہیں

عورت کے احرام میں اصل حکم یہ ہے کہ اس کے چہرے پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ لگے، اس میں نہ کسی رنگ کی قید ہے نہ کسی خاص ہیئت کی، بہت سی عورتیں احرام میں سفید رنگ کے کپڑے پہننے ضروری سمجھتی ہیں، اسی طرح وہ خاص رومال جو سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے، اسی کو احرام کا نام دیتی ہیں، اور اسے کسی حال میں نہیں کھولتیں، تو یہ سب بے اصل باتیں ہیں ان کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں، عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہر طرح کے رنگ کا کپڑا پہننا درست ہے۔ اور وضو میں مسح کرتے وقت سر کا رومال ہٹا کر مسح کرنا ضروری ہے، اس رومال کے اوپر سے مسح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۱۰، ایضاح الناسک ۷۷، مسائل حج و عمرہ ۱۱۴، انوار مناسک ۱۹۱)

احرام کی حالت میں چہرے پر ڈھاٹا باندھا

عورت کے لئے چہرے پر ڈھاٹا باندھنا حالت احرام میں بہر حال مکروہ ہے، اور اگر اس سے ۱۲ گھنٹے یا اس سے زیادہ چہرے کا چوتھائی حصہ ڈھکا رہا تو دم جنایت واجب ہوگا اور اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۳، ومثلہ فی الشامی ذکر یا ۳/۳۹۷، اللہاب ۱۶۸/۱، انوار مناسک ۲۱۲)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالت احرام چہرے پر ”ماسک“ لگانا عام ہو گیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ”ماسک“ پہننا بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ”ماسک“ اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ”ماسک“ مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ”ماسک“ کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲ گھنٹے سے کم لگایا تو صدقہ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہر حال احرام کی حالت میں ”ماسک“ نہیں لگانا چاہئے، اور یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۳، ہندیہ ۲۳۲/۱، شامی ذکر یا ۳/۳۹۸، تاتارخانیہ ۵۷۸/۳، خانیۃ علی الہندیۃ ۲۸۹/۱، بدائع الصنائع ذکر یا ۲/۳۱۱، انوار مناسک ۲۱۲)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۵، شامی ذکر یا ۳/۳۹۷، انوار مناسک ۲۱۳)

سفر حج میں غیر مردوں سے پردہ کیسے کریں؟

بہت سی جاہل عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام اور سفر حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے، اور یہ جاہلانہ سوچ اس قدر عام ہو چکی ہے کہ دوران حج نظر کا بچانا مشکل ہوتا جا رہا ہے،

حالاں کہ جس طرح پردہ کا حکم عام حالات میں ہے اسی طرح حج میں بھی ہے؛ بلکہ حج میں تو اور زیادہ پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے؛ تاکہ یہ اہم ترین عبادت ذہنی انتشار اور معصیت سے محفوظ رہے۔ اور بہتر ہے کہ احرام کے وقت نقاب کے اندر ایک ہیٹ سر پر لگالیں؛ تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے پر نہ لگے، اور پردہ بھی برقرار رہے، اور احرام کھلنے کے بعد اپنی قیام گاہوں یا خیموں میں رہتے ہوئے بھی پردہ کا اہتمام رکھنا لازم ہے، بالخصوص اجنبی مرد و عورت میں تنہائی کا موقع بالکل نہ آنے دیں کہ اس میں فتنہ ہی فتنہ ہے۔ (شامی بیروت ۳/۴۲۸، انوار مناسک ۱۹۰، حج زیارت نمبر ۲۳۶)

مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا گھسنا حرام ہے

بعض نادان عورتوں کو حجر اسود کا بوسہ لینے، ملتزم پر کھڑے ہو کر دعائے مانگنے یا مقام ابراہیم پر نقلیں پڑھنے کا ایسا جنون سوار ہوتا ہے کہ وہ بے محابا مردوں کے ہجوم میں گھس جاتی ہیں اور ہر چہار جانب سے دھکے کھاتی ہوئی اندر تک چلی جاتی ہیں اور اپنی اس حرکت کو بہت قابل فخر قرار دیتی ہیں، تو انہیں سمجھنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل موجب ثواب نہیں؛ بلکہ سخت گناہ کا باعث ہے، شریعت میں عورتوں کا اجنبی مردوں کی بھیڑ میں اس طرح گھسنا قطعاً حرام ہے۔ حجر اسود کا بوسہ وغیرہ کا عمل اسی وقت موجب ثواب ہو سکتا ہے جب کہ اس کے حصول میں کسی گناہ کا ارتکاب لازم نہ آئے، اور گناہ کے ساتھ کئے گئے عمل میں کسی ثواب کی امید نہیں ہے، اس لئے خواتین کو بھیڑ سے بہر حال بچنا چاہئے، اور جس وقت بھیڑ کم ہو اسی وقت طواف کرنا چاہئے اور حجر اسود کا دور ہی سے استلام کر لیں اور مقام ابراہیم کی سیدھ میں پیچھے کی جانب جا کر نفل پڑھیں۔ (غنیۃ الناسک ۹۳، انوار مناسک ۵۷۲)

عورت کا نماز باجماعت میں مرد کے دائیں بائیں

یا سا منے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹ سال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم

یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی، ٹخنیا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد و عورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد و عورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی

کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آ کر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ

نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

(مطحاوی ۱۸۰-۱۸۱، کتاب المسائل ۱۷۷-۱۷۸)

مسجد حرام (مکہ معظمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ

ہیں؛ اس لئے وہاں مرد و عورت میں اختلاط و محاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجد حرام (مکہ

معتظمہ) میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ

کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد و عورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہو جاتے ہیں؛ اس لئے اس معاملہ

میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہو کر ہی نماز پڑھیں، اگر

موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آ کر کھڑی ہونے لگے تو اسے دوران نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فہما، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہو کر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی زکریا ۲/۲۳۰، کتاب المسائل ۱/۳۶۸)

عورت کا احرام میں دستا نے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستا نے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۸۶، و مشکلی الشامی زکریا ۳/۴۹۹، البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۸، انوار مناسک ۱۹۰)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۳، و مشکلی الدر المختار ۳/۵۵۱-۵۵۲، طحاوی ۲۸، الدر المنثور ۱/۴۲۱، انوار مناسک ۱۹۰)

ہتھیلی میں تیلی مہندی لگانی

مہندی خوشبو میں شامل ہے؛ لہذا اگر محرم عورت نے حالت احرام میں اپنی ہتھیلی پر مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۰، و مشکلی مناسک علی قاری ۳۲۲، ملتقی الابحار مع الجمع ۱/۲۳۱، تاتارخانیہ زکریا ۳/۵۹۱، ہندیہ ۱/۲۳۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۱۹، انوار مناسک ۲۱۱)

گاڑھی مہندی لپیٹنا

اگر کسی عورت نے احرام کی حالت میں ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر خوشبو استعمال کرنے کی بنا پر ایک دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۱۵۰، مناسک ملا علی قاری ۳۲۲، تاتارخانیہ زکریا ۳/۵۹۱، مجمع الانہر ۱/۴۳۱، شامی زکریا ۳/۵۷۵، ہندیہ ۱/۲۳۱)

احرام میں عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا

لازم ہے۔ (بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۰۹، غنیۃ الناسک ۲۵۴، شامی زکریا ۳/۴۹۹، خانہ ۲۸۶/۱، انوار مناسک ۱۹۰، حج

وزیارت نمبر ۲۳۶)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالت احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں

ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کر دے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے

ساتھ ایسا کیا تو صدقہ فطر واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۹۰، و مثله فی التا تاریخانیۃ ۳/۵۵۹، در مختار مع الشامی زکریا

۳/۶۰۸، فتح القدیر زکریا ۳/۸۵، معلم الحج ۲۵۶، انوار مناسک ۲۰۵)

دوسری عورت سے جوں پکڑوانا

اگر حالت احرام میں کسی عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ میری جوں پکڑ کر مار دو یا اپنا

کپڑا تار کر دیا کہ اس میں جو جوں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسری عورت نے اس کی جوں

مار دیں، تو محرمہ عورت پر جزا واجب ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹۰، و مثله فی التا تاریخانیۃ ۳/۵۵۹، ہندیۃ ۱/۵۵۲)

محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا

اگر محرمہ عورت نے دوسری عورت کی جوں ماری یا زمین پر ریختی ہوئی جوں ماری، تو اس پر کوئی جزاء

لازم نہیں ہوتی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹۰، تا تاریخانیۃ ۳/۵۵۹، ہندیۃ ۱/۲۵۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۳۴، مناسک ملا علی قاری ۳۷۸)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ (فتاویٰ سرلیجیہ ۱۷۷، مناسک ملا

علی قاری ۱۰۴، انوار مناسک ۵۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

عورتوں کے لئے کس وقت طواف بہتر ہے؟

عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت (یا ایسے وقت جس میں بھیڑ کم ہو) کا انتخاب کریں۔ (غنیۃ الناسک ۱۲۲، مناسک ملا علی قاری ۱۶۰)

عورت کے لئے رٹل اور اضطباع کا حکم نہیں

طواف کے دوران عورت رٹل (جھپٹ کر چلنا) نہیں کرے گی، اسی طرح اس کے لئے اضطباع (کندہ کھول کر چادر نکالنا) کا حکم بھی نہیں ہے؛ بلکہ وہ حسب معمول اپنے لباس میں ہی رہے گی۔ (غنیۃ الناسک ۹۳، درمختار بیروت ۴۸۹/۳، انوار مناسک ۳۷۱-۳۷۴)

ایام حیض میں مسجد میں داخلہ اور طواف جائز نہیں

عورت ناپاکی کے ایام میں نہ تو مسجد میں داخل ہونے سے اور نہ قرآن کریم پڑھے؛ (البتہ حرم شریف کے باہر جو سفید پتھروں کا صحن ہے اس میں آمد و رفت اور بیٹھنا اس کے لئے جائز ہے؛ کیوں کہ یہ حصہ خارج مسجد ہے) (درمختار بیروت ۴۲۲/۱، انوار مناسک ۵۷۴)

طواف کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف کرتے ہوئے حیض شروع ہو جائے تو فوراً طواف موقوف کر دے اور پاک ہونے کے بعد اس طواف کی قضا کرے۔ (ایضاح المناسک ۱۲۱، انوار مناسک ۵۷۶، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

عورتیں سعی میں نہ دوڑیں

صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے ”سیلین اخضرین“ (وہ جگہ جہاں ہری لائیشیں لگی ہوتی ہیں) کے درمیان دوڑ کر چلنا مردوں کے لئے مسنون ہے؛ لیکن عورتیں اپنی حالت پر چلیں گی ان کے لئے دوڑنے کا حکم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۳، درمختار بیروت ۴۸۹/۳، حج و زیارت نمبر ۲۳۷)

سعی کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف پاکی کی حالت میں کیا؛ لیکن سعی کے دوران حیض آنے لگا تو سعی جاری رکھے، اور سعی کے چکر اسی حالت میں پورے کر لے یہ سعی معتبر ہے، اور اگر عمرہ کی سعی ہے تو اس کے بعد بال کاٹ کر احرام سے نکل جائے۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۳، ایضاح المناسک ۱۳۵، انوار مناسک ۴۱۴، حج و زیارت نمبر ۲۳۸)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی عورت بھیڑ کی وجہ سے واجبِ وقوفِ مزدلفہ ترک کر دے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ (تاہم اگر کوئی غیر معذور مرد عورت کے ساتھ کسی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کر دے تو اس پر حسبِ قاعدہ جزاء لازم ہوگی) (شرح معانی الآثار للطحطاوی بیروت ۲۹۱/۲، مسند احمد ۳۳۴، غنیۃ الناسک ۱۶۶، شامی زکریا ۵۲۹/۳، البحر الرائق ۶۰۰/۲، تاتارخلیۃ زکریا ۳۲۰/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲، انوار مناسک ۴۳۸)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج و عمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے (بلکہ وہ صرف ایک انچ کے بقدر ہی قصر کرائیں گی) (غنیۃ الناسک ۱۷۳، انوار مناسک ۵۲۳)

عورت کے لئے بالوں کے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پورے کے بقدر بال کاٹ لے۔ (البحر العمیق ۱۷۹۶/۳، انوار مناسک ۵۲۳)

گنچی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنچی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی

چلانے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔ (البحر العمیق ۱۷۸۶/۳)

عذر شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۸، ومثلہ فی الولوالجیۃ ۲۹۱/۱، مناسک علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیۃ ۱۸۸، انوار مناسک ۳۵۷، حج و زیارت نمبر ۱۴۷)

حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا

اگر کسی عورت نے حالتِ احرام میں مقدماتِ جماع کو اختیار کیا، مثلاً شوہر سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہر صورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیِ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ (مناسک ملا علی قاری ۳۳۵، غنیۃ الناسک ۲۶۸، ہندیۃ ۲۳۳/۱، تاریخانیۃ ۵۸۲/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۱۳۳-۱۱۵، انوار مناسک ۲۰۷)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کر لے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعیِ جماع (بوس و کنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔ (دارقطنی دارالایمان ۲۳۳/۲، حدیث: ۲۶۶۲، غنیۃ الناسک ۱۷۷، والنظر: در مختار ۶۳/۵۳)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق و طوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۱، مناسک ملا علی قاری ۳۳۹، ہندیۃ ۲۴۵/۱، البحر العمیق ۸۸۰/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۱۶/۳)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کر لی ہو تو گو کہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ (غنیۃ الناسک ۲۶۹)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں رانح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ (البحر الرائق کراچی ۱۶/۳) وبعده الخلق قبل الطواف شاة لنخفة الجنایة. (درمختار زکریا ۵۹۴/۳، البحر العمیق ۸۸۱/۲، ہندیۃ ۲۴۵/۱، فتح القدیر ۴۷/۳)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہر حال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہذا احتیاط لازم ہے۔ (البحر الرائق کراچی ۱۷/۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کر لیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/بکری) واجب ہوگا۔ (مناسک ملا علی قاری ۳۴۰/۱، شامی زکریا ۵۹۵/۳، ہندیۃ ۲۴۵/۱، تبیین الحقائق ۳۶۷/۲)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کر لئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہو گیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ (مناسک ملا علی

قاری ۳۴۰، غنیۃ الناسک ۲۷۰)

حالت حیض میں طوافِ زیارت کے احکام

اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض و نفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہو جائے گا اور اس کو پاپا کی بی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹا لیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۷۲، مناسک ملا علی قاری ۳۳۴، ہندیہ ۱۲۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹہ ۱۸۳، البحر العمیق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا

۵۸۱/۳-۵۸۲، انوار مناسک ۳۵۴)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالت ناپا کی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کر سکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید کرنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں نیمپز باندھ کر طوافِ زیارت کر لے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہو جائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالت ناپا کی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرائے گی تو قربانی اس سے ساقط ہو جائے گی) ولو طاف للزیارة جنبا او حائضا او نفساء کلها واكثره ويقع معتدا به في حق التحلل ويصير عاصيا فان اعاده سقطت عنه البدنة. (غنیۃ الناسک ۲۷۲، مناسک ملا علی قاری ۳۴۴، ہندیہ ۲۴۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹہ ۱۸۳، البحر العمیق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳-۵۸۲)

عمر بھر طوافِ زیارت نہ کر سکی؟

اگر کوئی عورت طوافِ زیارت کئے بغیر وطن واپس ہوگئی اور موت تک اسے طوافِ زیارت کا موقع نہ ملا تو اس پر مرتے وقت ایک اونٹ کی قربانی کی وصیت لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ۵۳۹/۳)

ناپا کی کے عذر سے عورت پر طوافِ وداغ نہیں

اگر مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت عورت ایام سے ہوا اور مزید کرنے کی گنجائش نہ ہو تو اس کے

لئے طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ (شامی بیروت ۳/۴۸۹، انوار مناسک ۶۱۴)

ناپاکی کی حالت میں طوافِ وداع کا حکم

اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت ناپاکی کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہو کر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹا لے گی تو قربانی ساقط ہو جائے گی۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۵، مناسک ملا

علی قاری ۳۵۱، ہندیہ ۱/۲۳۶، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۲۱۳، درمختارز کریا ۳/۵۸۱، انوار مناسک ۶۱۴)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ (سنن النسائی حدیث: ۲۶۳۹،

انوار مناسک ۵۴۵)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا

جائے۔ (البحر العمیق ۳/۲۲۶۸، شامی بیروت ۳/۲۱۴، انوار مناسک ۵۵۳)

حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا

حرم شریف میں اکثر نمازوں کے بعد جنازے کی نماز ہوتی ہے، تو اس میں وہاں موجود عورتوں کو بھی شرکت کرنی چاہئے، ان کے لئے وہاں جنازہ کی نماز میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر نماز جنازہ کا طریقہ نہ آتا ہو تو جان کار مردوں یا خواتین سے سیکھ لینا چاہئے، اور جو بھی دعا یاد ہو وہ جنازہ میں پڑھ لیں۔ اور اگر بالفرض کوئی دعا نہ بھی یاد ہو تو صرف امام کے ساتھ چار تکبیرات کہنے سے بھی نماز جنازہ درست ہو جاتی ہے۔ فان صلاتها تضح وان لم یصح

الاقتداء بها۔ (شامی بیروت ۳/۹۸۳)



کتاب العمرة

(عمرة کے منتخب مسائل)

عمرہ کے مسائل

عمرہ کے لغوی معنی

عربی زبان میں ”عمرہ“ کا لفظ کسی آباد جگہ جا کر کسی کام کرنے کے ارادہ کے معنی میں آتا ہے۔
العمرة اسم من الاعتمار واصلها القصد الى مكان عامر. (البحر العمیق ۹/۴ ۲۰۰)

عمرہ کی شرعی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں عمرہ کا اطلاق خاص افعال (طواف و سعی) کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت پر ہوتا ہے۔ وہی فی الشرع زیارة مخصوصة بالبیت بافعال مخصوصة. (البحر العمیق ۱۰/۴ ۲۰۱)

عمرہ کی شرعی حیثیت

عمرہ اپنی اصل کے اعتبار سے صاحب استطاعت شخص کے لئے زندگی میں ایک مرتبہ سنت مؤکدہ ہے۔ (واجب یا فرض نہیں ہے) اکثر علماء کی رائے یہی ہے۔ وہی فی العمر مرة سنة مؤکدة لمن استطاع هو المذهب. (غنیة الناسک ۹۶، و مثلہ فی البحر العمیق ۱۰/۴ ۲۰۱)

عمرہ کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے“۔ (بخاری شریف حدیث: ۱۷۷۳، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ: ”حج و عمرہ بوڑھے کمزور اور عورت کے حق میں جہاد کے درجہ میں ہے“۔ (یعنی ان لوگوں کو حج و عمرہ کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے) (رواہ النسائی، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”پہلے حج اور عمرہ کیا کرو؛ اس لئے کہ یہ

ذوئوں نیک اعمال فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح مٹادیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔ (ترمذی شریف حدیث: ۸۱۰، ابن ماجہ حدیث: ۲۸۸، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۹)

رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب

بالخصوص رمضان المبارک میں عمرہ کا بہت ثواب ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب میرے ساتھ حج کے ثواب کے برابر ہے۔“ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۹۹۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۳)

روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آ کر شکایت کی کہ (میرے شوہر) ابو طلحہ اور ان کے بیٹے خود حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”ام سلیم! رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“ (صحیح ابن حبان حدیث: ۳۶۹۱، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۳)

عمرہ کے بہت سے مسائل حج کے ساتھ مشترک ہیں، مثلاً احرام کی پابندیاں، یا طواف و سعی کا طریقہ وغیرہ؛ تاہم چند منتخب ضروری مسائل بطور یاد دہانی ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

عمرہ کے ارکان و شرائط

(۱) عمرہ کی ادائیگی کے لئے اولاً احرام شرط ہے۔ اما الاحرام فقل بعض اصحابنا ہو رکن فی العمرة. قال الكرمانی: والاضح انه ليس برکن؛ بل هو شرط لصحة ادائها. (البحر العمیق ۲/۴۱۴)

(۲) اور عمرہ کا رکن اعظم بیت اللہ شریف کا طواف ہے، اور اس طواف میں کم از کم ۴ چکر فرض ہیں۔ (بقیہ واجب ہیں) أما رکنها فشیء واحد وهو الطواف بالرخ والرکن فیہ اربعة اشواط كما تقدم فی الطواف. (البحر العمیق ۲/۴۱۴)

(۳) اور بعض فقہاء نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کو بھی عمرہ کا رکن قرار دیا ہے؛ لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک یہ سعی فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ فالاحرام شرط ومعظم الطواف رکن وغیرہما واجب هو المختار. (درمختار زکریا ۳/۷۶۱) وأشار بقوله: ”هو المختار“

إلى ما في التحفة: حيث جعل السعي ركناً كالطواف، قال في شرح اللباب وهو

غير مشهور في المذهب: (شامی زکریا ۳/۴۷۶، البحر العمیق ۴/۲۲۱، ۲۰۲۴)

عمرہ کا وقت

عمرہ کے لئے سال کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے؛ بلکہ پورے سال جب چاہیں عمرہ ادا کر سکتے ہیں۔ (بس حج کے ۵ ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے) ان وقت العمرۃ يتسع

فی جميع السنة. (البحر العمیق ۴/۲۵۱، ۲۰۲۴، ومثله فی غنیة الناسک ۱۹۷)

عمرہ کے واجبات

عمرہ میں آٹھ چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) طواف کے چار چکروں کے بعد مزید تین چکر کر کے طواف پورا کرنا (یعنی طوافِ عمرہ

میں اول چار چکر فرض ہیں اور آخری تین چکر واجب ہیں)

(۳) با وضو طواف کرنا۔

(۴) طواف پیدل کرنا (الایہ کہ کوئی عذر ہو)

(۵) طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف نماز پڑھنا۔

(۶) صفا و مروہ کی سعی (اور بعض فقہاء نے سعی کو رکن قرار دیا ہے، مگر وہ قول مرجوح ہے)

(۷) سعی پیدل کرنا۔

(۸) طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرنا۔

أما واجباتها ثمانية أشياء: الاحرام من الميقات والسعي بين الصفا

والمروة والحلق أو التقصير والمشى في الطواف والمشى في السعي ورکعتا

الطواف والطهارة للطواف وزيادة على اربعة أشواط من طوافها وجعله صاحب

التحفة السعی فی العمرة رکناً کما قدمناہ عنہ . (البحر العمیق ۲۰۵۶/۴)

عمرہ کی سنتیں

عمرہ کی سنتیں وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہوئیں؛ البتہ عمرہ کرنے والے کے لئے ایک سنت ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دے۔ واما سننہا فما ذکرنا فی الحج غیر انه اذا استلم الحجر الاسود یقطع التلبیة عند اول شوط من الطواف عند عامة العلماء . (غنیة لناسک ۱۹۷، بدائع الصنائع زکریا ۴۸۰/۲، درمختار مع الشامی

زکریا ۵۶۳/۱۳، البحر الرائق ۶۳۷/۲)

تنبیہ: بہت سے لوگ طواف عمرہ کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

حج اور عمرہ کے احکام میں فرق

عمرہ میں اور حج میں احرام وغیرہ کی پابندیاں یکساں ہوتی ہیں؛ لیکن بنیادی طور پر چند امور میں عمرہ کا حکم حج سے مختلف ہے، جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(۱) عمرہ فرض نہیں ہے، جب کہ حج شرائط پائے جانے پر فرض ہوتا ہے۔

(۲) عمرہ کا کوئی وقت متعین نہیں جب کہ حج کا وقت متعین ہے۔

(۳) عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا، جب کہ حج وقت گزرنے پر فوت ہو جاتا ہے۔

(۴) عمرہ میں وقوف عرفات، مزدلفہ، منی، رمی جمرات کسی بات کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج

میں یہ سب چیزیں مناسک میں داخل ہیں۔

(۵) عمرہ میں طواف قدم نہیں ہوتا؛ بلکہ مکہ معظمہ پہنچتے ہی عمرہ کا طواف کیا جاتا ہے، جب

کہ حج میں طواف قدم ہوتا ہے۔

(۶) عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت طواف وداغ کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں طواف وداغ واجب ہوتا ہے۔

(۷) عمرہ اگر فاسد ہو جائے تو بدنہ واجب نہیں ہوتا، جب کہ حج میں بعض صورتوں میں بدنہ کی قربانی ضروری ہوتی ہے۔

(۸) اگر عمرہ کا طواف بحالت جنابت کیا تو صرف بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے، جب کہ حج میں طواف زیارت اگر جنابت کی حالت میں کیا تو بدنہ واجب ہوتا ہے۔

(۹) عمرہ کی میقات ”حل“ ہے، جب کہ اہل مکہ کے لئے حج کی میقات ”حرم“ کو قرار دیا گیا ہے۔

(۱۰) عمرہ کا طواف شروع کرتے ہی تلبیہ کا ورد بند کر دیا جائے گا، جب کہ حج میں تلبیہ رمی جمرہ عقبہ تک جاری رہتا ہے۔

(۱۱) عمرہ میں جنایت کی صورت میں صدقہ کسی صورت میں کافی نہیں ہوتا؛ بلکہ حسب ضابطہ بکری کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ (والنفسیل فی مناسک ملا علی قاریؒ ۴۶۳-۴۶۵)

کن ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے؟

سال میں پانچ دن (۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ رزی الحج) میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔ لکنہ یکرہ اداؤھا فی خمسة أيام: یوم عرفة ویوم النحر وایام التشریق سواء اهل بها بعرفة قبل الزوال أو بعده. (البحر العمیق ۲۰۲۵: ۲۰۲۴) ولکن یکرہ تحریمًا انشائها بالاحرام فی خمسة أيام الخ. (غنیة الناسک ۱۹۷)

پہلے باندھے گئے احرام سے ایام مکروہہ میں عمرہ کرنا

اگر یوم عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا جس کی ادائیگی ایام مکروہہ میں کی تو یہ مکروہہ

نہیں ہے، مثلاً جس قارن یا متمتع کا حج فوت ہو گیا تو وہ عمرہ کر کے حلال ہوگا، تو اس کے لئے ان ایام میں عمرہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ أما إذا أداها باحرام سابق كما إذا كان قارناً ففاته الحج وأدى العمرة في هذه الأيام لا يكره. (البحر العميق ۲۶/۴ ۲۰)

مکروہ ایام میں عمرہ کا احرام باندھ لیا؟

(۱) اگر کسی شخص نے ایام مکروہہ میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ احرام کھول دے۔ (اور رفض احرام کی وجہ سے ایک دم دے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے)۔ رجل اهل بعمره في ايام التشريق فانه يؤمر بان يرفضها. (البحر العميق ۲۷/۴ ۲۰) فاذا رفضها يلزمه دم للرفض وعمرة مكانها لصحة الشروع. (البحر العميق ۲۸/۴ ۲۰)

(۲) اگر احرام نہیں کھولا اور نہ ہی ارکان عمرہ ادا کئے؛ بلکہ ویسے ہی احرام کی حالت میں رہا تا آنکہ ایام مکروہہ گزر گئے پھر اس نے ارکان ادا کئے تو اس کا عمرہ درست ہو جائے گا اور اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ وان لم يرفض ولم يطف حتى مضت ايام التشريق ثم طاف لها اجزأه ولا دم عليه. (البحر العميق ۲۷/۴، غنية الناسك ۱۹۷)

(۳) اگر کوئی شخص ایام مکروہہ میں احرام باندھ کر عمرہ کر لے تو کراہت کے ساتھ اس کا عمرہ معتبر ہوتا ہے؛ لیکن اس پر جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ فإن مضى فيها اجزأه لأنه أداها كما التزم وعليه دم لارتكاب النهي. (غنية الناسك ۱۹۷)

اہل مکہ کا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا

جو اہل مکہ (واہل حل) اس سال حج کا ارادہ نہ رکھتے ہوں ان کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ لیکن جو کی حضرات حج کا قصد رکھتے ہوں ان کے لئے شوال سے ایام حج تک عمرہ کرنا مکروہہ ہے (کیوں کہ ان کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے) یزاد

على الأيام الخمسة ما في اللباب وغيره من كراهة فعلها في أشهر الحج لأهل مكة ومن بمعناهم إلى من المقيمين ومن في داخل المواقيت لأن الغالب عليهم أن يحجوا في سنتهم فيكونوا متمتعين وهم عن التمتع ممنوعون وإلا فلا منع للمكي عن العمرة المنفردة في أشهر الحج إذا لم يحج في تلك السنة. (شامی زکریا ۳/۴۷۷)

مکی شخص کے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا افضل ہے؟

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص اگر عمرہ کرنا چاہے تو حد و حرم سے باہر حل کے کسی بھی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؛ لیکن تنعیم یعنی مسجد عائشہؓ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ و افضل جہات الحل للاحرام بالعمرة التنعيم لامره ﷺ بالاحرام منه. (البحر العمیق ۴/۲۰۳)

عمرہ کو فاسد کرنے والا عمل

طوافِ عمرہ (کے چار چکروں) سے پہلے عورت سے جماع کرنا عمرہ کو فاسد کر دیتا ہے۔ ویفسلھا الجماع فی أحد السبیلین قبل أكثر طوافها. (غنیة الناسک ۱۹۷، ومثله فی البحر العمیق ۴/۲۰۵)

عمرہ فاسد ہو جائے تو کیا کرے؟

اگر عمرہ فاسد ہو جائے تو ما بقیہ ارکان حسب دستور کرنے ضروری ہیں اور بعد میں عمرہ کی قضا کرنی لازم ہے، اور فساد کی وجہ سے بکری کی قربانی بھی واجب ہے (عمرہ میں بدنہ کسی صورت میں لازم نہیں ہوتا) و إذا فسدت عمرته یمضی فیها کما یمضی فی الحج و علیہ قضائها و شاة لأجل الفساد لا بدنة. (البحر العمیق ۴/۲۰۵)

طواف کے چار چکروں کے بعد جماع

اگر طوافِ عمرہ کے چار چکر کر لینے کے بعد جماع کا صدور ہوا تو عمرہ فاسد نہ ہوگا؛ لیکن بحالت احرام جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ ولو جامع بعد ما طاف لها اربعة اشواط لا تفسد عمرته لان الجماع حصل بعد اداء الركن وعليه دم لحصول الجماع في الاحرام. (البحر العميق ۲۰۵۴/۴، ومثله في غنية الناسك ۱۹۷)

طواف کے بعد سعی سے قبل جماع

اگر عمرہ کرنے والے شخص نے طواف کے بعد سعی سے قبل جماع کیا تو اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوا؛ لیکن احرام کی حالت میں جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ ولو جامع بعد ما طاف لها اربعة اشواط أو بعد الطواف كله قبل السعي لا تفسد عمرته. (البحر العميق ۲۰۵۴/۴)

طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع

اگر طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرانے سے پہلے عمرہ کرنے والے شخص سے جماع کا صدور ہو جائے تو اس سے عمرہ فاسد نہیں ہوتا؛ البتہ دم جنایت حسب قواعد لازم ہے۔ ولو جامع بعد ما طاف لها اربعة اشواط أو بعد الطواف والسعي قبل الحلق لا تفسد عمرته الخ. (البحر العميق ۲۰۵۴/۴)

احرام کے بعد عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر

احرام باندھنے کے بعد اگر عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں (تاہم بلا وجہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے) ولا يجب لتاخير طواف العمرة شيء. (البحر العميق ۲۰۵۷/۴)

بغیر طواف کے سعی معتبر نہیں

عمرہ کی سعی اسی وقت معتبر اور صحیح ہوگی جب کہ سعی سے قبل طواف کر لیا گیا ہو۔ و تقدیم

طوافها علی سعی شرط لصحة سعی. (غنیۃ الناسک ۱۹۷)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر

اگر عمرہ کے بعد سعی کی ادائیگی میں تاخیر کی مثلاً آج طواف کر لیا اور پھر احرام کی حالت میں رہا اور کئی دن کے بعد سعی کی تو گو کہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ ولا يجب لتاخير طواف العمرة ولا لتاخير سعیها ولا لتاخير الحلق

شیء؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة. (البحر العمیق ۲۰۵۷/۴)

طواف وسعی کے بعد حلق میں تاخیر

اگر عمرہ کرنے والا شخص طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد تاخیر سے حلق یا قصر کرائے تو اس پر بھی کوئی جنایت لازم نہیں ہے۔ ولا يجب لتاخير العمرة.....، ولا لتاخير الحلق

شیء ۶. (البحر العمیق ۲۰۵۷/۴)

عمرہ میں تلبیہ کب تک پڑھا جائے گا؟

عمرہ میں احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ شروع ہوگا اور طواف شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کر دیا جائے گا۔ ویقطع التلبیة حين یشرع فی الطواف. (البحر العمیق ۲۰۵۸/۴)

بار بار عمرہ کرنا

عمرہ ایک مستقل عبادت ہے؛ لہذا سال میں بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ یہ سعادت کی بات ہے۔ ویستحب الاكثار من العمرة..... ولا بأس بأن

یعتمر فی السنة مراراً. (البحر العمیق ۲۰۶۰/۴-۲۰۶۱)

عمرہ میں طوافِ قدم یا طوافِ وداع نہیں ہے

عمرہ کے افعال میں صرف ایک ہی طوافِ داخل ہے، اس کے علاوہ طوافِ قدم یا طوافِ وداع (جیسا کہ حج میں ہوتا ہے) کا حکم عمرہ میں نہیں ہے۔ ویس لہا طواف القدوم ولا بعدها طواف الصدر۔ (غنیۃ الناسک ۱۹۷)

نوٹ: مطلب یہ ہے کہ اگر عمرہ کرنے والا شخص مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت طواف کرے تو اس کا تعلق عمرہ کے افعال سے نہ ہوگا؛ بلکہ یہ مستقل عمل ہوگا۔ (مرتب)

جنایات طوافِ عمرہ

○ عمرہ کے طواف کا اگر ایک چکر بھی بحالت جنابت کیا یا بے وضو کیا یا کوئی چکر چھوڑ دیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا؛ لیکن اگر پاک ہو کر اعادہ کر لے یا چھوٹے ہوئے چکر کی تکمیل کر لے تو دم ساقط ہو جائے گا۔ ولو طاف للعمرة کله او اکثره او اقله ولو شوطاً جنباً او حائضاً او نفساء او محدثاً فعليه - الی قوله - ولذا لو ترک الاقل منه ولو شوطاً لزمه دم ولو اعاده سقط عنه الدم۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵۳، ہندیہ ۲۴۷/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۲۲/۳)

○ عمرہ کا طواف بہر حال لازم ہے؛ لہذا اس کو چھوڑنے کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔ فعليه ان يطوفه اصلاً ولا یجزئ عنه البدل اصلاً۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵۳)

○ حج قرآن کرنے والا شخص اگر عمرہ کا طواف بے وضو کرے تو اس کے اعادہ کا وقت یوم النحر کی صبح صادق تک ہے، اگر اس وقت تک اعادہ نہیں کیا تو اب دم لازم ہے، اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ ولو طاف القارن طوافین للعمرة والقدوم محدثاً اعاد طواف العمرة قبل یوم النحر ولا شیء علیہ، وان لم یعد حتی طلع فجر یوم النحر لزمه دم۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵۳، ہندیہ ۲۴۶/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۲۲/۳)

○ اگر عمرہ کا طواف بے وضو کیا پھر سعی کر لی اور بغیر طواف لوٹائے وطن واپس ہو گیا تو اس پر دم لازم ہے، اور سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر طواف کا اعادہ کیا؛ لیکن سعی نہیں لوٹائی تو بھی کوئی چیز لازم نہیں۔ ولو طاف للعمرة محدثاً وسعی بعده فعليه دم ان لم يعد الطواف ورجع الى اهله وليس عليه شيء بترك اعادة السعي، وكذا لو اعاد الطواف ولم يعد الطواف لا شيء عليه. (غنية الناسك ۲۷۶-۲۷۷، مناسك ملا علی

قاری ۳۵۳، ہندیہ ۲۴۷/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۲۲/۳)

○ اگر بحالت جنابت عمرہ کا طواف کیا پھر سعی کر لی تو طواف کے ساتھ سعی کا اعادہ بھی لازم ہوگا، اگر سعی کا اعادہ نہیں کیا تو دم واجب ہوگا۔ وفي الجنایة ای فبطوافه جنباً ان لم يعد السعی فعليه دم. (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۳)



حج کی رہنمائی

(آئیے! حج کریں؟)

آئیے! حج کریں؟

گذشتہ صفحات میں بحمدہ تعالیٰ حج کے ارکان و مناسک سے متعلق مفصل مسائل درج کئے جا چکے ہیں، اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اجمال و اختصار کے ساتھ حج کا طریقہ لکھ دیا جائے؛ تاکہ حج کے لئے سہولت ہو اور یاد رکھنا آسان ہو، البتہ ہر موضوع پر تفصیلات جاننے کے لئے متعلقہ باب کا مطالعہ کر لیا جائے، چونکہ متعلقہ ابواب میں حوالہ کی عبارتیں درج کی جا چکی ہیں، اس لئے یہاں حوالوں کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ (مرتب)

احرام کہاں سے باندھیں؟

○ اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر احرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں (اس لیے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہوائی جہاز عموماً قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حج کو بہر حال احرام باندھ لینا ضروری ہے)

○ اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہو تو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

○ احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالی جائے، ناخون کتر لیں، بغل اور زیر ناف بال صاف کر لئے جائیں، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کر لیں، اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہو تو وضو کر لیں۔ (اور وضو کا بھی موقع نہ ہو تو بے وضو بھی احرام کی نیت کی جاسکتی ہے)

○ غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سلا ہوا کپڑا اتار دیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اس پر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں، مگر کپڑے پرداغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔ (اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں وہ اگر ستر کھلنے کے اندیشہ سے سلی ہوئی لنگی پہنیں تو اس میں حرج نہیں ہے)

○ خواتین احرام کے لیے سلعے ہوئے کپڑے نہیں اتاریں گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگالیں تاکہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔ (آج کل ایک خاص قسم کے کپڑے کو جسے عورتیں سر کے بالوں پر باندھتی ہیں خواتین نے اسے احرام کا نام دے رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس کپڑے یا رومال کا نام احرام نہیں؛ بلکہ یہ صرف بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے)

○ احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں ”سورہ کافرون“ اور دوسری رکعت میں ”سورہ اخلاص“ پڑھی جائے۔ واضح رہے کہ اس نماز کو سر ڈھانک کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔

○ اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

○ مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر کھول لیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں: افراد، قرآن اور تمتع میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ مثلاً اگر ”حج افراد“ کا ارادہ ہو تو اس طرح کہیں:
 اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ
 اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے
 میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمائیے۔
 وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ.

اور اگر ”حج قرآن“ کا ارادہ ہو تو یوں کہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ
 اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھا کرنا چاہتا

فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي

ہوں، ان کو میرے لیے آسان فرمادیجئے، اور قبول فرمالیجئے۔

اور اگر 'حج تمتع' کا ارادہ ہے تو یوں کہیں :

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي

اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اس کو سہل کر دیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

○ ان کلمات کو زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ دل سے استحضار کرنا کافی ہے۔

○ اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ
لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ
الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ،
لَا شَرِيكَ لَكَ

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں
آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں،
ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے
لیے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے
اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

(بخاری شریف ۲۱۰/۱)

○ نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے کے بعد اب باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں شروع ہو گئیں۔

○ یاد رہے کہ احرام شروع کرنے کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے، اور نہ ہی صرف تلبیہ، بلکہ تلبیہ اور نیت دونوں کا ہونا شرط ہے۔

○ تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں، تاہم یہ جامع دعا مانگنی مستحب ہے :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ
وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ
وَالنَّارِ

اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا
طلب گارہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے
پناہ چاہتا ہوں۔

○ احرام شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں وہ بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً خوشبو لگانا، بدن کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا، بال یا ناخن کاٹنا، سر یا منہ کو ڈھاٹکنا، جوں مارنا، شکار کرنا، بیوی سے جماع کرنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا وغیرہ۔ (ان کی تفصیل احرام کے بیان میں دیکھیں)

○ حج تمتع کی صورت میں مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کا طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیا جائے گا اور حج افراد اور حج قرآن میں یہ تلبیہ ارذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق و شوق سے تلبیہ پڑھنے کو جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنی کا ضرور استحضار رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک عاشق بے نوا اپنے مہربان آقا کے دربار میں کھنچا چلا جا رہا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

○ مکہ معظمہ پہنچنے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات مکمل ہونے اور فی الجملہ یکسوئی میسر آنے پر اب حرم شریف میں حاضری کے لیے تیار ہو جائیے۔

○ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دل جمعی اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ قبولیت کا موقع ہے۔

○ اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہے تو بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کریں، اور اگر حج تمتع یا حج قرآن کا احرام ہو تو جاتے ہی اولاً طواف عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لئے طواف قدوم کا حکم نہیں ہے، اور حج قرآن کرنے والا عمرہ کے بعد طواف قدوم کرے گا۔

○ تمتع اور قرآن کرنے والا شخص طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) اور ساتوں چکروں میں اضطباع (احرام کی چادر کو دہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالنا) سے کندھا کھولنا بھی کہتے ہیں) کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے گا۔

○ اور حج افراد کرنے والا اگر طواف قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔

○ واضح رہے کہ رمل اور اضطباع مردوں کے لیے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔

○ عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع کا حکم بالکل نہیں، بعض عورتیں طواف میں مردوں کی طرح رمل کرتی (جھپٹ کر چلتی) دیکھی گئی ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کریں۔

طواف

○ طواف کی ابتداء و انتہاء حجرِ اسود کی استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ حجرِ اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں کہ ”اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے سات چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں، خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لئے؛ لہذا اسے میرے لیے آسان کر کے قبول فرما۔“

○ نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجرِ اسود کے بالکل سامنے آ جائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجرِ اسود کی طرف کر کے کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے ”بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ“ پڑھیں۔

○ اس کے بعد حجرِ اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجرِ اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجرِ اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر وہیں سامنے کھڑے کھڑے دُور سے دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف اس خیال سے کریں کہ وہ حجرِ اسود پر رکھی ہوئی ہیں پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ استلام کے وقت یہ کلمات پڑھیں: اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ دُور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا

قریب سے بوسہ لینے میں۔ اس لیے زیادہ بھٹڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیر مردوں سے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔

○ استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ سینہ اور قدم دائیں طرف موڑ کر اس طرح چلنا شروع کریں کہ حجرِ اسود بائیں موٹڈھے کی طرف آجائے اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ شریف کی طرف نہ کریں، بلکہ نظریں نیچے کیے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں۔

○ اور جب ایک چکر پورا ہو جائے اور دوبارہ حجرِ اسود پر پہنچیں تو پھر حجرِ اسود کا استلام کریں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔

○ ہر چکر میں جب بھی رکنِ یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کئے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکنِ یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھٹڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دُور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں، آجکل بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی رکنِ یمانی سے گذرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب خلاف سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

○ طواف کے ساتوں چکروں میں با وضو رہنا ضروری ہے، اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف از سر نو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں کے بعد ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کر لے یا از سر نو طواف کرے۔

○ طواف کے دوران ذکر و اذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعاء یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں۔ اور جو دعاء بھی پڑھیں اتنی آہستہ پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے، آج کل جو طواف میں گروپ بنا کر اور چیخ چیخ کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔

○ طواف کے دوران جب رکنِ یمانی سے گذریں تو حجرِ اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعاء

پڑھنا احادیث سے ثابت ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. رَبَّنَا آتِنَا فِي
الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَادْخِلْنَا الْجَنَّةَ
مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ
الْعَالَمِينَ.

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں
عافیت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اے
ہمارے رب! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی
سے سرفراز فرمائیے اور ہم کو جنت میں نیک
لوگوں کے ساتھ داخل فرمائیے۔

○ اگر طواف میں اضطباع (دایاں کندھا کھولنا) کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلا کام
یہ کریں کہ اب اضطباع کی کیفیت ختم کر لیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں
کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں ہی مسنون ہے، اس سے پہلے یا بعد میں مسنون نہیں۔
○ طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطواف پڑھنا ضروری ہے۔
ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ طواف پر طواف کرتے رہیں اور مکروہ وقت گزرنے کے
بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔

○ طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گزرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر
ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گزریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گزریں۔
○ طواف کی نماز مقام ابراہیم کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور
دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ اگر مقام ابراہیم میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو کہیں
بھی طواف کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

○ طواف کے بعد ملتزم (جو حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریباً ڈھائی
گز کا کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعاء مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو اس جگہ سے
لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعاء کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔

البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپیٹیں کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے، جس کا احرام کی حالت میں بدن اور کپڑوں سے لگانا منع ہے۔

○ طواف کے بعد زمزم پینا مسنون ہے، اور زمزم پیتے وقت جو دعاء مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے، انشاء اللہ۔ (آج کل زمزم کے کنویں تک تو رسائی مشکل ہے کیوں کہ اسے اوپر سے پاٹ دیا گیا ہے، البتہ حرم میں جا بجا زمزم کی ٹنکیاں لگی ہوئی ہیں وہاں جا کر زمزم سے سیراب ہو سکتے ہیں)

صفا و مروہ کی سعی

○ طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجرِ اسود کا استلام کر کے حجرِ اسود کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے، جب اس جگہ کے قریب پہنچیں اور چڑھنے کا ارادہ کریں تو یہ الفاظ کہیں:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ إِنَّ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ.
میں سعی اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کا اللہ
تعالیٰ نے پہلے ذکر فرمایا (جیسا کہ ارشاد ہے)
”پھر بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں
ہیں“۔

○ صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے، زیادہ اوپر چڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں
اولاً قبلہ رخ ہو کر سعی کی نیت کریں، پھر اس طرح ہاتھ اٹھائیں جس طرح دعائیں اٹھائے جاتے ہیں۔
(نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں) اور
ہاتھ اٹھائے ہوئے ذکر واذکار اور دعاء میں مشغول ہوں، یہ بھی دعاء کی قبولیت کا مقام ہے۔

○ پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں۔ مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ مروہ میں بھی اسی
طرح ہاتھ اٹھا کر ذکر واذکار میں مشغول ہوں جیسے صفا پر کیا۔

○ صفا اور مروہ کے درمیان جہاں ہری لائیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مردوں کے لیے تیز چلنا

مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں۔ وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبزہری لائٹوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنْتَ
الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ.
اے اللہ! بخشش اور رحمت سے نواز، بیشک تو ہی سب
پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

○ سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں، اگر وضو کر کے آئے تو از سر نو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کر لے خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔

○ سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔

○ واضح رہے کہ سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا بلا حج نفلی سعی ثابت نہیں، بعض لوگ خواہ مخواہ سعی کرتے نظر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نفلی طواف کی طرح سعی بھی ہوتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔

سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا

○ سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والے (تمتع والے) حضرات سر کا حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں گے۔

○ واضح رہے کہ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہو سکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے، اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔

○ جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پورے سے کم بال ہوں اس کے لیے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔

○ حلق یا قصر حد و حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دم لازم ہوگا۔

○ عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہے

جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی بنا سکتا ہے، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظمہ میں قیام

○ عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز باجماعت اور تلاوت و اذکار کا اہتمام رکھیں، یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔

○ آج کل بھیڑ کے زمانہ میں حرم مکہ میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط بکثرت ہوتا ہے، اس لیے مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے قبل یہ ضرور خیال کر لیں کہ آپ کے دائیں بائیں یا سامنے محاذات میں کوئی عورت تو جماعت میں شریک نہیں ہے۔ ان تینوں میں کوئی ایک بات بھی پائی گئی تو آپ کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز اپنی خواتین کو بھی سمجھا دیں کہ یا تو وہ اپنی قیام گاہ ہی پر نماز ادا کریں، اور اگر حرم میں آئیں تو عورتوں کے مخصوص حصوں میں ہی نماز پڑھیں جو تقریباً ہر طرف پیچھے کی جانب خاص کیے گئے ہیں۔

○ اگر چاہیں تو اس درمیانی زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں، ایسی صورت میں خدو حرم سے باہر تعسیم (مسجد عائشہ) یا جمرانہ وغیرہ جا کر احرام باندھنا ہوگا۔ تاہم تمتع کرنے والے حجاج کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ حج سے قبل الگ سے کوئی عمرہ نہ کریں، بلکہ زیادہ سے زیادہ طواف کا اہتمام رکھیں، البتہ حج کے بعد جتنے چاہے عمرے کر سکتے ہیں۔

منیٰ کے لئے روانگی

○ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ ۷/ ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کر لیں تاکہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جا سکیں؛ کیوں کہ ناواقف اور نا تجربہ کار لوگوں کے لیے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی

قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دشوار ہوتا ہے، البتہ جو حضرات واقف کار اور تجربہ کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں۔

○ حج کا احرام اگرچہ مکہ معظمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جاسکتا ہے، لیکن اگر سہولت ہو تو مسجد حرام میں جا کر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

○ منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں، زیادہ بوجھ نہ کریں۔

○ منیٰ میں آٹھویں تاریخ سے نویں تاریخ کی صبح تک مقیم رہ کر پانچ نمازیں ادا کرنا مسنون ہے۔

○ منیٰ میں اب خیمے آگ پر وف عمدہ بن گئے ہیں جن میں کولر کا بھی انتظام ہے، مگر یہ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں اس لیے حجاج کرام اپنے خیمے کی پہچان اچھی طرح کر لیں اور اپنے خیمے سے زیادہ دُور نہ جائیں ورنہ گم ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے، اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔

○ خیموں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کر دیں، یہ بہت ضروری ہے۔

○ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق: "اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" پڑھنا واجب ہے۔

نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟

○ منیٰ و عرفات میں نمازیں پوری پڑھیں یا قصر کریں؟ اس مسئلہ پر بڑی بحثیں جاری ہیں، لہذا اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندو پاک اور حرمین شریفین کے بہت سے معتبر علماء و مفتیان کی رائے یہ ہے کہ اب منیٰ و مزدلفہ کے مقامات مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہونے کی وجہ سے قصر و اتمام کے معاملہ میں مکہ معظمہ سے ملحق ہو گئے ہیں، لہذا منیٰ و مزدلفہ کا قیام مکہ سے الگ نہیں سمجھا

جائے گا، اور جن حجاج کی مکہ معظمہ آمد سے لے کر واپسی کی مدت ۱۵ دن یا اس سے زائد ہو رہی ہو وہ ان مقامات میں پوری نماز ادا کریں گے اور جن کی مدت قیام ۱۵ یوم سے کم ہے وہ قصر کریں گے، ہمارے نزدیک احتیاط اور سہولت اسی قول پر عمل کرنے میں ہے، اس لئے اسی کے مطابق عمل کریں۔ (تفصیلی دلائل "منیٰ کے مسائل" کے ضمن میں دیکھیں) اور جن کو اس قول پر شرح صدر نہ ہو ان سے بحث و مناظرہ نہ کریں، بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

عرفات کے میدان میں

○ ۹ رزی الحجہ کو معلم کی بسیں رات ہی سے عرفات لیجانے شروع کر دیتی ہیں، معلم کی بسوں میں اگر جگہ نہ ملے تو پرائیوٹ ٹیکسیوں سے بھی عرفات جاسکتے ہیں، اور ہمت ہو تو پیدل بھی جاسکتے ہیں، پھر عرفات کی حد میں جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائیں، معلم کی سواری کے بغیر اپنے معلم کے احاطہ تک پہنچنا وہاں بہت مشکل ہوتا ہے۔

○ عرفات جاتے وقت نہایت ذوق و شوق کے ساتھ تلبیہ کا ورد کریں اور عاشقانہ انداز اور کیف و مستی کے عالم میں رحمتِ خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ آج ہی کا دن پورے حج کا حاصل ہے۔

○ عرفہ کا قوف جو فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے زوال سے پہلے ہی پوری تیاری کر لیں، تاکہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔

○ آج کے دن جو لوگ مسجد نمبرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے، مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں یا قیام گاہوں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لیے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اس مسئلہ کا خاص خیال رکھیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ آج کل امام عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ لہذا جو حجاج آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام

صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں، اور جو حجاج مقیم ہیں، وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دور کعتیں پوری کریں۔

○ غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔

○ وقوف عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گزاریں، البتہ جو نوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰتین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نفل نمازیں (صلوٰۃ التسبیح وغیرہ) پڑھ سکتے ہیں۔ آج کے قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔

○ غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکر و اذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں، یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لیے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور اذکار میں مشغول رہیں۔

○ غروب ہونے اور رات آجانے کے باوجود عازمین حج عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کریں گے۔

مزدلفہ کو روانگی

○ سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔ اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں، اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو انتظار کریں، جب عشاء کا وقت شروع ہو جائے تو مغرب اور عشاء ادا کریں، اور اگر مغرب یا عشاء مزدلفہ پہنچنے سے پہلے پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ وہ نمازیں پڑھنی ہوں گی (البتہ اگر فجر ہوگئی تو اب قضا واجب نہیں) ان دونوں نمازوں کا جمع کر کے پڑھنا سب پر ضروری ہے، خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام الحج کے ساتھ۔

○ آج کل ازدحام کی وجہ سے عرفات سے مزدلفہ جانے میں ٹرافک نظام معطل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات پوری رات بس میں بیٹھے گزر جاتی ہے، اس لئے جو لوگ ہمت رکھتے ہوں وہ پیدل کے راستے (طریق المشاة) سے مزدلفہ جائیں تو وقت پر پہنچ جائیں گے، تاہم مزدلفہ میں داخلہ کے قریب

بھیڑ بہت زیادہ ہو جاتی اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مزدلفہ ہے اور وہیں پڑاؤ کر کے نماز میں شروع کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ وہیں تھک ہار کر سو جاتے ہیں، (گذشتہ سالوں میں ایسے واقعات بکثرت پیش آئے) اس لئے ہوشیار بننے کی ضرورت ہے جب تک مزدلفہ کے بورڈ نظر نہ آجائیں اس وقت تک آگے بڑھتے رہیں اور جب مزدلفہ کی حدود میں آنے کا یقین ہو جائے جیسا قیام کریں۔

○ مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے، بعض علماء نے اسے شب قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔ اس لیے اس رات میں تکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔

○ حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے۔ اس لیے اول وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہو سکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاج و زاری کے ساتھ دعاء میں مشغول رہیں۔

○ مزدلفہ میں قبلہ کی تعین کے لئے حکومت نے جا بجا بورڈ لگا دیئے ہیں، ان کا لحاظ کریں۔

○ مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لیے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کر لیں اور انھیں پانی سے دھو کر پاک کر لیں۔

مزدلفہ سے واپسی

○ ۱۰ ارزی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ کے بعد منیٰ کے لیے روانگی ہوگی۔

○ مزدلفہ سے منیٰ کے لیے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے، اس سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دو بارہ منیٰ میں

○ منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ اب الحمد للہ جمرات پر پانچ منزلہ زبردست عمارت بن چکی ہے اور حکومت کی طرف سے آمد و رفت کے راستے الگ الگ کر دئے گئے ہیں، اس لئے اس میں بے مثال سہولت ہوگئی ہے، اس لئے جیسی سہولت

وہمت ہو اسی کے مطابق کنکری مارنے کا نظام بنائیں، اور جتنی جلد اس عمل سے فارغ ہو جائیں اچھا ہے، تاکہ دیگر اعمال کے لئے وقت مل جائے۔

- رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔
- اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کیلئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔
- اگر قرآن یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اس کے بعد ہی سر منڈوائیں۔
- حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق قارن اور تمتع کے لیے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لیے پوری کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بنا پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے قول پر اس پر دم واجب نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت

- قربانی اور حلق کے بعد طوافِ زیارت کے لیے مکہ معظمہ جائیں، یہ طواف فرض ہے، اور ۱۰ سے ۱۲ رزی الحجہ تک دن یا رات میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔
- جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طوافِ زیارت نہ کرے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے، اس تاخیر سے اس پر کوئی جرم مانہ لازم نہ ہوگا۔
- اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلعے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلعے ہوئے کپڑوں میں ہوگی (اگرچہ حج کی سعی کے لئے ۱۲ تاریخ کی کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی کی جاسکتی ہے)
- ایام منیٰ (۱۰/۱۱/۱۲ رزی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گزارنا مسنون ہے۔ لیکن مشکل یہ

ہے کہ آج کل حکومت نے بے شمار خیمے حدود مزدلفہ میں لگا دئے ہیں جن میں لاکھوں حجاج کو ٹھہرایا جاتا ہے ان کے لئے حدود منیٰ میں ٹھہرنا سخت مشکل ہے، لہذا ایسے عذر کی وجہ سے وہ منیٰ کا قیام چھوڑنے پر انشاء اللہ گنہگار نہ ہوں گے، ویسے بھی حنفیہ کے نزدیک اس ترک قیام پر کوئی دم واجب نہیں ہوتا۔

رمی جمار (کنکری مارنا)

- ۱۱ اور ۱۲ تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔
- ان دو دنوں میں زوال سے قبل رمی جائز اور معتبر نہیں ہے، اس کا خیال رکھیں۔
- کمزور اور خواتین اگر زات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ ہوگی، اس مسئلہ کا بھی خوب خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ حقیقی عذر کے بغیر رمی میں نیابت کرا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی رمی معتبر نہیں ہوتی اور ان پر ترک رمی کی وجہ سے دم واجب ہو جاتا ہے۔
- کنکری اس طرح ماریں کہ وہ دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔
- جمرہ عقبہ اور جمرہ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہو کر دعائے مانگنا مسنون ہے۔ آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔

○ منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکر خداوندی کے دن ہیں، اس دوران عبادات کا خاص اہتمام رکھیں، اور دین کی اشاعت کی بھی فکر کریں۔

- ۱۲ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہو جائیں اور کوئی عذر ہو یا خواتین وغیرہ ساتھ ہوں تو غروب کے بعد بھی کنکری مار کر منیٰ سے نکل سکتے ہیں۔
- لیکن اگر ۱۳ ذی الحجہ کی صبح صادق تک منیٰ میں رک گئے تو ۱۳ ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

مکہ معظمہ واپسی اور طواف وداع

- مکہ معظمہ واپس ہو کر جو حضرات وطن جانا چاہتے ہیں، ان پر جانے سے پہلے طواف وداع

کرنا واجب ہے، اگر بلا عذرا سے چھوڑ دیا تو دم لازم ہو جائے گا۔

- طواف زیارت کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔
 - اگر کوئی شخص طوافِ وداع کیے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دم واجب ہو جائے گا۔
- اس دم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ دوبارہ عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں آئے اور اولاً عمرہ کرے پھر طوافِ وداع کرے، صرف طوافِ وداع کے لیے باہر سے بلا احرامِ عمرہ آنا منع ہے، اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

- جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لیے طوافِ وداع کے لیے رکنا لازم نہیں، وہ بلا طوافِ وداع کیے وطن لوٹ سکتی ہے۔

- مکہ معظمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہو اسے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں۔ زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔ اور واپسی کے وقت نہایت حزن و ملال کا اظہار کریں، اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ و زاری کے ساتھ واپس ہوں۔
- اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بار بار باادب اور مقبول حاضری کی دولت سے نوازیں۔

آمین یا رب العالمین.



کتاب الدعاء

(سفر حج کی کچھ اہم ماثور دعائیں)

حج کے دوران

دعاؤں اور اذکار کا اہتمام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اور تمہارے رب کا اعلان ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کر لوں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (اور دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ. (المؤمن: ۶۰)

نیز ارشاد خداوندی ہے:

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں؟) تو میں تو قریب (ہی) ہوں، میں دعا مانگنے والی کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے مانگے، پس انہیں (میرے بندوں کو) میرا حکم ماننا چاہئے اور مجھ پر یقین لانا چاہئے، تاکہ وہ راہ یاب ہوں۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ.

(البقرة: ۱۸۲)

اور سورہ ”الم سجدة“ میں اہل جنت کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

ان کے پہلو خواب گا ہوں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف سے اور امید

تہ بجا فی جنوبہم عن المضاجع يدعون ربهم خوفاً وطمعاً.

(السجدة: ۱۶)

۔۔

یعنی ایک طرف ان پر خشیت کا غلبہ رہتا ہے دوسری جانب وہ رحمت خداوندی کے امیدوار بھی رہتے ہیں، یہی اہل ایمان کی شان ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. (ترمذی شریف ۱۷۵۱۲) یعنی دعا ہی عبادت ہے۔

یہ داتاؤں کے داتا کا دربار ہے

اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر میں جسے کھانا کھلاؤں۔ لہذا مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر میں جسے پہناؤں؛ لہذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے سب گلے پچھلے، اور تمام جنات و انسان ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے (جو جی چاہے) مانگیں اور میں سب کو (بلا کم و بیشی) عطاء کر دوں تو میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہ آئے گی جو ایک سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں آسکتی ہے۔

يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاِسْطَعِمُونِي أَطْعِمُكُمْ، يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاِسْكُسُونِي أُكْسِكُمْ..... يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوْلَادَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسُئِلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمَخِيطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. (مسلم شریف: ۲۵۷۷ باب تحريم

الطلباء، كتاب الدعاء لطبراني ۲۶، ومثله في

سنن ابن ماجه ۳۱۴، ترمذی شریف ۷۶۱۲)

اللہ تعالیٰ کو دعا مانگنے والے بندے پسند ہیں

اللہ رب العالمین کی نظر میں وہ بندہ سب سے معزز ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے مانگنے

والا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ
اللُّدْعَاءِ. (کتاب الدعاء ۳۰، سنن الترمذی: ۳۳۷۰)

اللہ رب العزت کی نظر میں دعا سے
زیادہ معزز کوئی اور بات نہیں ہے۔

ذرا غور فرمائیں، یہی فرق ہے مالک الملک اور بندوں میں کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا کروڑ پتی
کیوں نہ ہو، وہ اپنے سے مانگنے والوں سے کبھی نہ کبھی ناگواری ضرور محسوس کرتا ہے؛ لیکن رزاق دو جہاں
کی تو شان ہی عجیب ہے کہ وہاں مانگنے والوں پر رحمت، محبت اور شفقت کا فیضان ہی فیضان ہے،
اور جو لوگ اس سے بے نیازی برتیں اور مانگنے سے تکلف کریں ان پر عتاب ہے، سبحان اللہ۔

اللہ سے دعا کسی حال میں نفع سے خالی نہیں

بندوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے میں کامیابی موہوم ہوتی ہے، مگر اللہ رب
العالمین اپنے مانگنے والے بندہ کو کبھی محروم نہیں فرماتے، حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ
والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ دَعَا اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِيْتِمٌ وَلَا
قَطِيعَةٌ رَحِمَ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
بِهَا إِحْدَى خِصَالِ ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ
يُعْجَلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدْخِرَ لَهُ
فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَدْفَعَ عَنْهُ مِنَ
السُّوءِ مِثْلَهَا. (کتاب الدعاء ۳۲)

جب بھی کوئی مسلمان اللہ سے ایسی دعا مانگتا ہے
جس میں گناہ اور قطع رحمی شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ
اسے تین باتوں میں سے ایک چیز ضرور عطا
فرماتے ہیں: (۱) یا تو اس کی دعا نقد قبول فرمالتے
ہیں (۲) یا اس کا اجر و ثواب آخرت کے لئے
ذخیرہ بنا دیتے ہیں (۳) یا اس دعا کی بدولت اس
سے کوئی مصیبت دفع فرما دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ: ”حضرت! پھر تو ہم خوب دعا کیا کریں
گے“، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
فَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَكْثَرُ. (المستدرک)

اللہ تعالیٰ بھی خوب عطا فرمانے والے ہیں۔

بریں بنا ہر مسلمان کو بہر حال دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے، بالخصوص سفر حج تو اول و آخر دعا کی قبولیت کا بہترین زمانہ ہے۔ حاجی جس پاک در پر جا رہا ہے وہاں کی ہر جگہ اور ہر لمحہ مقبول اور مستجاب ہے، لیکن ضروری ہے کہ دعا اس حال میں مانگی جائے کہ الفاظ کے ساتھ دل بھی مستحضر ہو یہ نہ ہو کہ محض رٹے رٹائے الفاظ پڑھ کر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے دعا مانگ لی، بلکہ تمام شرائط و آداب، عاجزی، انکساری اور مکمل خشوع و خضوع اور معافی کے استحضار کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

دعا کے چند آداب

دعا کے بعض اہم آداب یہ ہیں:

(۱) شروع میں خوب جی لگا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ حمد کے الفاظ عربی میں پڑھے، لیکن اگر عربی میں نہ پڑھ سکے تو مادری زبان میں جن بہتر سے بہتر الفاظ میں حمد کر سکتا ہو حمد کرے۔ اس کے بعد پورے خلوص کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرے۔ پھر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرے۔ اس ترتیب سے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک صاحب نے نماز پڑھی اور پھر فوراً یہ دعا مانگنے لگے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ (اے اللہ مجھے معاف فرما، اے اللہ مجھ پر رحم فرما) اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میاں! تم نے جلد بازی سے کام لیا“۔ نماز کے بعد اولاً تمہیں اللہ کی کما حقہ حمد و ثنا کرنی چاہئے تھی، پھر مجھ پر درود بھیجتے، اس کے بعد دعا کرتے۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے نماز پڑھ کر اولاً حمد و ثنا کی پھر درود شریف پڑھا تو اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا“۔ (مسند احمد ۵۴/۲، سنن ترمذی ۱۸۵۲، کتاب الدعاء المطرانی ۴۶)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجلس میں بیٹھا تھا، ایک صاحب حاضر ہوئے انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور انہوں نے قعدہ اخیرہ میں دعا کرتے ہوئے یہ کلمات کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ
الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ

اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے حوالہ سے کہ ہر طرح کی تعریف صرف آپ ہی

بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذُو
الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

کے لئے ہے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ
بہت احسان فرمانے والے، آسمان وزمین کے
خالق، بزرگی اور عزت والے ہیں، اے ہمیشہ سے
زندہ رہنے والے اور اے ہمیشہ نگرانی کرنے والے۔

ان کلمات کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے
قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ذریعہ دعا مانگی ہے جس کے
وسیلہ سے جو بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور جو بھی سوال کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور
پورا فرماتے ہیں۔“ (سنن الترمذی، ابوداؤد شریف، کتاب الدعاء ۵۳)

(۲) نیز احادیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ حسنہ کے توسل سے دعائیں مانگنے
کی تاکید بھی وارد ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
”اے ذوالجلال والا کرام“ کہہ کر لپٹ کر
(کتاب الدعاء ۴۷۰، ترمذی شریف ۱۹۲۱۲) دعائیں مانگا کرو۔

(۳) دعا کے الفاظ کم از کم تین مرتبہ دہرائے جائیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے
ہیں کہ آنحضرت ﷺ تین مرتبہ دعائیں مانگنے کو پسند فرماتے تھے۔ (کتاب الدعاء ۳۶)

(۴) قبولیت کے کامل یقین کے ساتھ دعائیں مانگی جائیں۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ
نے ارشاد فرمایا کہ:

أَدْعُوا السَّلَةَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ
بِالْإِجَابَةِ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا
يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ قَلْبٍ غَافِلٍ
لاہی۔ (ترمذی شریف ۱۸۶۱۲)

اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعائیں مانگو کہ تمہیں قبولیت کا
پورا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور
لاابالی دل سے دعا کو قبول نہیں فرماتے۔

(۵) پوری قوت اور پختگی کے ساتھ دعائیں مانگی جائیں، اور جس چیز کو مانگا جائے اس کی انتہائی
رغبت ظاہر کی جائے؛ کیونکہ جس چیز کی جتنی تڑپ ہوگی اتنا ہی قبولیت سے قرب ہوگا۔ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! آپ کا جی چاہے تو مجھے بخش دیجئے، یا آپ کی مرضی ہو تو مجھ پر رحم فرمائیے؛ بلکہ پورے عزم کے ساتھ ہی دعا مانگو؛ کیونکہ اللہ پر کسی کا دباؤ نہیں چلتا۔

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، وَلَكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرَهَ لَهُ. (بخاری شریف، ترمذی شریف، کتاب الدعاء ۴۲)

نیز ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو خوب رغبت ظاہر کرے؛ کیونکہ اللہ کے سامنے جب کسی چیز کی اہمیت کے ساتھ طلب کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتے ہیں۔

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيُعْظِمِ رَغْبَتَهُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَاطَمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ إِلَّا أَعْطَاهُ. (مسند احمد، کتاب الدعاء ۴۳)

(۶) دعا میں جلدی نہ کی جائے۔ یعنی اگر مانگی مراد پوری نہ ہو تو یہ نہ کہے کہ ”میں نے

دعا مانگی تھی مگر قبول نہیں ہوئی“ بلکہ برابر مانگتا رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تک آدمی جلد بازی نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (اور جلد بازی یہ کہ) کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی مگر وہ قبول ہی نہ ہوئی۔

يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي. (مسلم شریف، بخاری شریف، کتاب الدعاء ۴۴)

(۷) جہاں تک ممکن ہو دعا میں رقت قلبی اور تضرع و زاری کی کوشش کی جائے، اگر کوئی

مصلحت اور ضرورت پیش نظر نہ ہو تو دعا آہستہ ہی مانگی جائے، چیخ پکار نہ مچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اپنے رب کو پکارو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے بیشک اللہ کو حد سے آگے بڑھنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے۔

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. (الاعراف: ۵۵)

دل کے استحضار کے ساتھ دعا

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ دعا کی روح دل کا استحضار ہے۔ جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ سمجھ کر دعا کی جائے۔ آج کل بالخصوص طواف کے دوران یہ وبا عام ہو گئی ہے کہ مطوف دعا کے الفاظ زور سے کہتا ہے پھر اس کے ساتھ چلنے والے لوگ پوری آواز کے ساتھ وہی الفاظ دہراتے جاتے ہیں۔ اس غلط طریقہ سے خود کہنے والوں میں خشوع و خضوع تو کیا رہتا ان کے طرز عمل سے دوسروں کا سکون بھی غارت ہو جاتا ہے۔ نیز مطوفوں کے عمل اور حج کے متعلق بعض شائع شدہ لٹریچر سے یہ تاثر عام ہوتا جا رہا ہے کہ طواف کے ہر چکر کے لئے الگ الگ مقررہ دعائیں پڑھنا لازم اور ضروری ہے۔ چنانچہ ناواقف شوقین حجاج ان دعاؤں کے محض الفاظ رٹنے پر لگ جاتے ہیں اور ان کے معانی کو پیش نظر نہیں رکھتے جس کی وجہ سے دعائیں جان نہیں پڑتی اور جو توجہ اور الحاح کی کیفیت دعا میں مطلوب ہے اس کی چاشنی حاصل نہیں ہو پاتی۔ لہذا یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ طواف کے ہر چکر کے لئے لکھی ہوئی الگ الگ دعائیں پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ دعائیں علماء نے صرف سہولت کے لئے جمع اور متعین فرمادی ہیں، اگر پڑھ لیں تو بہت اچھا، ورنہ ان کے علاوہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اور اپنی مادری زبان میں بھی ضرورت کی دعائیں جی لگا کر مانگی جاسکتی ہیں۔ البتہ جو دعائیں اور اذکار خاص مواقع پر آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہؓ سے ثابت ہیں ان کے اہتمام کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسی ہی کچھ دعائیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

سفر کی دعا

جب سفر کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ نیز راستہ میں بھی وقتاً فوقتاً پڑھتا رہے:

اے اللہ! آپ ہی ہمارے رفیق سفر ہیں، اور
آپ ہی ہمارے اہل و عیال کی خبر گیری کرنے
والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے سفر میں
ساتھ ہو جائیے، اور ہمارے گھر والوں کی سرپرستی

اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ
وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ أَصْحَبْنَا
فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا، اللَّهُمَّ
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ

فرمائیے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی مشقت، واپسی کے بعد کی بری حالت، اور ہدایت کے بعد ضلالت، اور مظلوم کی بددعا اور گھر بار کی بدمنظری سے پناہ کا خواستگار ہوں۔

وَكَابَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُورِ
وَمِنْ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ
فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ. (سنن الترمذی
۱۸۲/۲۰، مصنف ابن شیبہ ۳۰۹/۱۵-۳۱۰)

جب کعبہ مشرفہ پر نظر پڑے

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت اولاً درج

ذیل دعا پڑھے۔ پھر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے:

اے اللہ! آپ اپنے اس گھر کی شرافت، کرامت، بھلائی اور ہیبت میں اضافہ فرمائیے، اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی عظمت و شرافت کا خیال رکھے، آپ اس کو بھی مزید شرافت، عظمت، بھلائی اور رعب سے سرفراز فرمادیتے۔

اللَّهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا
وَتَكْرِيمًا وَبِرًّا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَفَهُ
وَعَظَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهٗ أَوْ اعْتَمَرَهُ تَعْظِيمًا
وَتَشْرِيفًا وَبِرًّا وَمَهَابَةً. (کتاب لدعا الطبرانی
۳۶۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۷/۱۵، سنن کبری
للبيهقي بيروت ۷۳/۵، مناسك ملا علی قاری ۵۶۴)

حجر اسود کے استلام کے وقت کی دعا

حجر اسود کے استلام (بوسہ لینے یا دور سے اشارہ) کے وقت یہ الفاظ کہے:

اللہ کے نام سے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! (میرا یہ عمل) آپ کی کتاب پر ایمان اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے اتباع میں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ
إِيْمَانًا وَتَصَدِيقًا بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (کتاب لدعا للطبرانی
۲۷۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۹/۱۵، سنن کبری
للبيهقي ۷۹/۵، مناسك ملا علی قاری ۵۶۵)

رکنِ یمانی سے گذرتے ہوئے پڑھنے کی دعا

رکنِ یمانی (حجرِ اسود سے پہلے کونے) سے گذرتے وقت چلتے چلتے اگر دونوں یا صرف دائیں ہاتھ سے اسے چھونا ممکن ہو تو ہاتھ لگائے، ورنہ حجرِ اسود کی طرح دور سے بالکل اشارہ نہ کرے (جیسا کی ناواقف حجاج کا طریقہ ہے) بلکہ بدستور اپنی ہیئت پر طواف کرتا رہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رکنِ یمانی پر ۷ فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں سے گذرتے ہوئے درج ذیل دعا پڑھتا ہے تو وہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا اتِّسْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ . (سنن ابن ماجہ ۲۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۹/۱۵، تاتارخانیہ زکریا ۴۹۷/۳، ابوداؤد شریف ۲۶۰/۱)

اے اللہ! میں آپ سے معافی اور دنیا و آخرت کی عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

طواف کے دوران ذکر کی کثرت

طواف کرتے ہوئے کثرت سے یہ کلمات پڑھے جائیں:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ . (ابن ماجہ ۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے اور نہ (برائی سے بچنے کی) طاقت ہے۔

نیز یہ ذکر بھی کثرت سے کیا جائے:

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی سا جھی نہیں، ساری بادشاہت اسی کے لئے ہے، اور ہر طرح کی تعریف کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (کتاب الدعاء/۲۶۹)

طواف کے دوران پڑھنے کے لئے چند منتخب جامع دعائیں

طواف کے دوران کسی دعا کی تخصیص نہیں ہے۔ ضرورت کی کوئی بھی دعا کسی بھی زبان میں مانگ سکتے ہیں۔ نیز اذکار، تلاوت وغیرہ میں بھی مشغول رہ سکتے ہیں۔ تاہم سات اہم اور جامع دعائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، اگر جی چاہے تو ان میں سے بعض یا سب یا ان کا ترجمہ طواف میں پڑھ سکتے ہیں۔ مگر دل کے استحضار کا خاص خیال رکھا جائے۔



اے اللہ! یہ گھر آپ ہی کا ہے، اور ہم آپ کے بندے ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے اختیار میں ہیں، اور ہماری ہر حرکت آپ کے قبضہ قدرت میں ہے؛ لہذا اگر آپ ہمیں عذاب دیں تو یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوگا، اور اگر آپ ہمیں بخش دیں تو یہ آپ کی رحمت سے ہوگا، آپ نے اس شخص پر حج فرض کیا ہے جو حج پر قادر ہو، پس آپ کا ہمیں یہاں تک آنے کی قدرت دینے پر ہر طرح کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہمیں شکر گزاروں کے ثواب سے نوازئیے۔

(۱) اَللّٰهُمَّ هَذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ
وَنَحْنُ عِبِيدُكَ وَنَوَاصِيئِنَا
بِيَدِكَ وَتَقَلُّبُنَا فِي قَبْضَتِكَ،
فَاِنْ تُعَذِّبُنَا فَبِدُونِنَا، وَاِنْ تَغْفِرْ لَنَا
فَبِرَحْمَتِكَ، فَارْضَتْ حَاجَّتَكَ
لِمَنْ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، فَلَكَ
الْحَمْدُ عَلٰى مَا جَعَلْتَ لَنَا مِنَ
السَّبِيْلِ. اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ
الشَّاكِرِيْنَ. (کنز العمال ۵/۵۷، مسلم



اے اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمائیے جسے آپ نے میرے لئے جائے پناہ بنایا، اور میری اس دنیا کی اصلاح فرمائیے جس کو آپ نے میرے لئے زندگی گزارنے کی جگہ بنایا، اور میری آخرت کی اصلاح فرمائیے جس کو آپ نے میرے لئے لوٹنے کی جگہ بنایا، اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، اور آپ کی عفو و درگذری کے ذریعہ آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں خود آپ کی ذات کے ذریعہ آپ کی سزا سے حفاظت کا سائل ہوں، جسے آپ دینا چاہیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں، اور آپ کے مقابل میں کسی کی طاقت و قوت کی کوئی حیثیت نہیں۔



اے اللہ! میں آپ سے ہر طرح کی جلدی یا دیر کی بھلائی کا طلب گار ہوں چاہے مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو اور میں ہر طرح کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں چاہے وہ جلدی ہو یا دیر میں یا مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اے اللہ! میں آپ سے وہ تمام بھلائیاں

(۲) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِي جَعَلْتَهُ لِيْ عِصْمَةً اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِي جَعَلْتَ اِلَيْهَا مَعَادِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ جَدَّهُ. (کتاب الدعاء / ۲۰۷)

(۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَاَجَلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ. وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَاَجَلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ،

طلب کرتا ہوں جو آپ سے آپ کے بندے اور رسول محمد ﷺ نے طلب فرمائی ہیں۔ اور میں آپ سے ان تمام شرور سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ! میں آپ سے جنت اور اس سے قریب کرنے والی ہر بات اور عمل کا سوال کرتا ہوں اور میں آپ سے جہنم اور اس تک پہنچانے والی ہر بات اور عمل سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے جو بھی فیصلہ فرمائیں وہ خیر ہی ہو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ﷺ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا.

(کنز العمال ۷۶/۲)

اے اللہ! ہمارے اختلاف کرنے والے بھائیوں میں صلح پیدا فرما، اور ہمارے دلوں میں الفت عطا فرما اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر گامزن فرما، اور ہمیں اندھیروں سے نجات عطا فرما کر روشنی سے نواز دے، اور ہمیں ظاہری اور پوشیدہ بے حیائیوں سے محفوظ فرما، اے اللہ! ہمارے کان، آنکھوں، دلوں، گھڑالیوں اور اولادوں میں برکت عطا فرما، اور ہماری توبہ قبول فرما، بیشک آپ توبہ قبول فرمانے والے نہایت مہربان ہیں، اور ہمیں اپنی عطا کردہ نعمتوں کا قدر داں، ان کی تعریف کرنے والا، اور ان کو قبول کرنے والا بنادے اور نعمتوں کو ہم پر تمام فرمادے۔

(۴) اللَّهُمَّ أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَآلِفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَرْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ مُشْرِينَ بِهَا قَابِلِينَ لَهَا، وَآتِمَّهَا عَلَيْنَا. (کنز العمال ۸۲/۲)

اے اللہ! آپ میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے باخبر ہیں؛ لہذا میری معذرت قبول فرمائیے، اور آپ میری ضرورت سے واقف ہیں اس لئے لئے میری مراد عطا فرمائیے، اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسے آپ جانتے ہیں لہذا مجھے بخش دیجئے۔ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور سچا یقین مانگتا ہوں تاکہ مجھے یہ علم ہو کہ مجھے پہنچنے والی ہر مصیبت آپ کی طرف سے ہے اور مجھے اپنے فیصلہ پر راضی رہنے والا بنا دیجئے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ
وَعَلَانِيَّتِيْ فَاَقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ
حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُوْلِيْ، وَتَعْلَمُ
مَا عِنْدِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ،
اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ،
وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ
لَا يَصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كُتِبَ لِيْ،
وَرَضِيْنِيْ بِقَضَائِكَ.

(کنز العمال ۲۳/۵)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اور ہمیشہ کائنات کا نظام چلانے والے خدائے ذوالجلال! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں، آپ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے مت فرمائیے اور میرے ہر طرح کے حالات کو درست فرمادیجئے۔

(۶) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ
اَسْتَغِيْثُ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى نَفْسِيْ
طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ
كَلَّةً.

(کنز العمال ۱۰۶/۳)

اے اللہ! میں آپ سے حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے مانگنے والے کو حاصل

(۷) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ
السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ فَاِنَّ لِلْسَّائِلِ

عَلَيْكَ حَقًّا، أَيُّمَا عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ مِنْ
 أَهْلِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَقَبَّلَتْ دَعْوَتَهُمْ
 وَاسْتَجَبْتَ دُعَائِهِمْ أَنْ تُشْرِكَنَا
 فِي صَالِحِ مَا يَدْعُونَكَ فِيهِ وَإِنْ
 تُشْرِكَنَا فِي صَالِحِ مَا يَدْعُونَكَ
 فِيهِ، وَإِنْ تَعَاوَيْنَا وَإِيَّاهُمْ وَإِنْ تَقَبَّلَ
 مِنَّا وَمِنْهُمْ وَإِنْ تَجَاوَزْنَا وَعَنْهُمْ
 فَإِنَّا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا
 الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ.

(مناجات مقبول)

ہے، اس لئے کہ مانگنے والے کا بھی آپ پر
 (آپ کی والا شان کے اعتبار سے) حق ہے، کہ
 آپ نے خشکی یا تری میں رہنے والے جس اپنے
 بندے یا بندی کی دعا قبول کی ہو اور اس کی پکار
 سنی ہو آپ ان کی خیر کی دعاؤں میں ہمیں شریک
 فرما دیجئے اور ان کو ہماری دعاؤں میں حصہ عطا
 فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو عافیت عطا فرمائیے،
 اور ہمیں اور ان کو قبولیت سے نواز دیجئے، اور ہم
 سب سے درگذری کا معاملہ فرمائیے، کیونکہ ہم اس
 کتاب پر ایمان لائے ہیں جو آپ نے اتاری
 ہے اور ہم نے رسول ﷺ کی پیروی کی ہے، لہذا
 آپ ہمارا نام شہادت دینے والوں میں لکھ دیجئے۔

نوٹ: یہ دعائیں دیگر مواقع قبولیت مثلاً منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، کسی
 خاص جگہ یا وقت کے لئے مخصوص نہیں، نیز طواف کے دوران اپنی زبان میں بھی توجہ کے ساتھ
 دعائیں مانگی جاسکتی ہیں، عربی زبان ہی میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔

ملتزم پر

طواف کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم یا اس کے قریب پڑھ کر ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ
 شریف کے درمیان کی جگہ) پر آئے اور اگر جگہ خالی ہو اور کسی کو روکے بغیر ممکن ہو تو اس جگہ بیت اللہ
 شریف سے چمٹ کر جو چاہے اور جس زبان میں چاہے دعا مانگے، یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام
 ہے۔ (السنن الکبریٰ للہدائی ۱۶۴/۵)

ملتزم اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ شریف کی دیوار کے دوسرے حصوں سے چمٹنا ثابت

نہیں ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ اوپر طواف کے عنوان میں جو دعائیں لکھی گئی ہیں وہ یہاں بھی پڑھ سکتا ہے۔

زمزم پیتے وقت

حدیث میں وارد ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد سے بھی پیا جائے گا اللہ تعالیٰ وہ مقصد پورا فرمائے گا، اس لئے جائز مرادیں ذہن میں رکھ کر خوب جی بھر کر زمزم پیئے۔ اکابر سے اس موقع پر یہ دعا بھی منقول ہے:

اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، اور
کشادہ روزی اور ہر طرح کے مرض سے
شفا کا طلب گار ہوں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا
وَاسِعًا وَشِفَاءً أَمِّنَ كُلِّ دَاءٍ. (فتاویٰ قاضی
خان، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳۶/۱۰ حدیث:

۲۹۸۷۵، مناسک ملا علی قاری ۵۶۷)

صفا و مروہ پر پڑھنے کی دعا

طواف کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے صفا کی طرف چلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو
پڑھے: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ، أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ﴾ پھر صفا پر اتنا اوپر
چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے اور یہاں دعائے ننگے کی طرح ہاتھ اٹھا کر اولاً یہ کلمات پڑھے:
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ
وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. (مسلم
۳۹۵/۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۱/۱۰)

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا
ہے، اس کا کوئی سا جھی نہیں، ساری بادشاہت
اور حکمرانی اسی کی ہے، اور اسی کے لئے سب
تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ وحدہ
کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا
کر دکھایا، اپنے بندے (حضور ﷺ) کی مدد

فرمائی اور اکیلے ہی کافروں کے لشکروں کو شکست دے دی۔

سنن کبریٰ للبیہقی ۹۳/۵، سنن ابی داؤد

۲۶۲/۱، نسائی شریف ۳۱۲-۳۳

مناسک ملا علی قاری ۵۶۷

اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، پھر مردہ پر بھی یہی عمل کرے۔

میلین اخضرین کی دعا

میلین اخضرین (سعی کے درمیان وہ جگہ جہاں مردوں کو دوڑ کر چلنے کا حکم ہے، جہاں ہری

لاٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان یہ دعا ثابت ہے:

اے میرے پروردگار! مجھے معاف

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ

فرمادیتے، اور مجھ پر رحم فرمادیتے۔ بیشک

الْأَكْرَمُ. (کتاب الدعاء ۲۷۲، تاتارخانیہ

آپ نہایت زبردست اور باعزت ہیں۔

زکریا ۲۱۳، ۵۰، مناسک ملا علی قاری ۵۶۹)

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے۔ اور عرفات کی

سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ہے ہر طرح کی

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ

بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق

شَيْءٍ قَدِيرٌ. (مجمع لزوائد ۲۵۲/۳ وغیرہ، مصنف

ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ابن ابی شیبہ ۱۵، ۳۲۷/۱، سنن کبریٰ للبیہقی ۱۱۷/۵)

حضرت سفیان ابن عیینہ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد و ثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہا

گیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے ذکر میں

مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا

ہوں۔ (الغنی فی الحج والعمرة ۲۳۰)

لہذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں۔
انشاء اللہ۔ نیز عرفات میں موقع بموقع تلبیہ کی بھی کثرت رکھیں۔

میدان عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت ﷺ سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے :

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں اور میری
جگہ دیکھ رہے ہیں اور میری ظاہری اور پوشیدہ
باتوں سے واقف ہیں۔ میری کوئی بات بھی آپ
پر مخفی نہیں ہے۔ میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں
، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے
ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں
کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین
کی طرح مانگتا ہوں اور آپ کے سامنے ذلیل
مجرم کی طرح گڑ گڑاتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا
(گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح
پکارتا ہوں جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی
ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری
ہیں، اور جس کا جسم آپ کے در دولت پر ذلت
کے ساتھ پڑا ہے اور جس کی ناک آپ کے
سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس
مانگنے میں محروم نہ فرمائیے اور میرے لئے

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي
وَتَرَى مَكَانِي وَتَعْلَمُ سِرِّي
وَعَلَانِيَتِي لَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ
مِّنْ أَمْرِي. أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ
الْمُسْتَفِئْتُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ
الْمُشْفِقُ الْمَقْرُّ الْمَعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ،
أَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمَسْكِينِ،
وَأَبْتَهَلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُدْنِبِ
الذَّلِيلِ وَادْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ
الضَّرِيرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ
وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ، وَذَلَّ لَكَ
جَسَدُهُ، وَرَغِمَ أَنْفُهُ لَكَ اللَّهُمَّ
لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ
بِي رَوْفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ
الْمَسْرُورِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ.

(کتاب الدعاء ۲۷۴)

نہایت مہربان اور رحیم بن جائیے۔ اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

نیز وقوف عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے۔ جو چاہے اور جتنا چاہے مانگے، حمد و ثنا، صلوٰۃ و سلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ”الحزب الاعظم“ حضرت تھانویؒ کی ”مناجات مقبول“ اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسب ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین و احباب کے لئے بھی دعا فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔

مزدلفہ کی خاص دعا

عرفات سے واپسی کے بعد وقوف مزدلفہ کے دوران اس دعا کی کثرت رکھے :

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي
الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.
(کتاب الدعاء ۲۷۵)

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمائیے، اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دیجئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرماد دیجئے۔

دسویں ذی الحجہ کی اہم دعا

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو آنحضرت ﷺ سے یہ دعا پڑھنا ثابت ہے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ فَأَكْفِنِي
شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي
طَرْفَةَ عَيْنٍ. (کتاب الدعاء ۲۷۵)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہمیشہ سے نظام کائنات چلانے والے رب! آپ ہی کی رحمت سے میں مدد چاہتا ہوں۔ لہذا آپ میری ہر طرح کی حالت میں کفایت فرمائیے اور پلک جھپکنے کے بقدر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے مت فرمائیے۔

حج کے مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعا

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ طواف، صفا، مروہ، عرفات، جمرات اور دیگر دعا کے مواقع پر یہ

دعا مانگتے تھے:

اللَّهُمَّ اغْصِمْنِي بِدِينِكَ
وَطَوَاعِيَّتِكَ وَطَوَاعِيَّةِ رَسُولِكَ
اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي حُدُودَكَ، اللَّهُمَّ
اجْعَلْنِي مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَيُحِبُّ
مَلَائِكَتَكَ وَيُحِبُّ رَسُولَكَ
وَيُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ،
اللَّهُمَّ حَبِّبْنِي إِلَيْكَ وَإِلَى مَلَائِكَتِكَ
وَإِلَى رَسُولِكَ وَإِلَى
عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ، اللَّهُمَّ
يَسِّرْ لِي لَيْسْرِي، وَجَنِّبْنِي
الْعُسْرِي وَأَغْفِرْ لِي فِي الْآخِرَةِ
وَالْأُولَى، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْأَيْمَةِ
الْمُتَّقِينَ النَّخ. (کنز العمال ۵/۱۱۳)

اے اللہ! مجھے اپنے دین، اپنی اور اپنے رسولؐ کی
اطاعت کی ذریعہ (ہر بلا سے) محفوظ فرمائیے،
اے اللہ! آپ مجھے اپنی سزاؤں سے بچالیجئے۔
اے اللہ! مجھے آپ اپنی ذات سے، اپنے فرشتوں
سے، اپنے رسول (ﷺ) سے اور اپنے نیک بندوں
سے محبت کرنے والا بنا دیجئے، اے اللہ! مجھے اپنا،
اپنے فرشتوں کا اور اپنے رسولوں کا اور اپنے نیک
بندوں کا محبوب بنا دیجئے۔ اے اللہ! جنت میرے
لئے آسان فرما دیجئے اور جہنم سے محفوظ فرما دیجئے،
اور مجھ کو دنیا اور آخرت میں معافی سے نواز دیجئے
سے نواز دیجئے، اور مجھے متقیوں کا امام بنا دیجئے۔

کنکری مارتے وقت کی دعا

منیٰ میں جمرات کی رمی کرتے وقت ہر کنکری مارتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان
کو ذلیل کرنے اور رحمن کو خوش کرنے کے لئے

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ رَجُمًا
لِلشَّيْطَانِ وَرِضًا لِلرَّحْمَنِ اللَّهُمَّ

کے لئے، اے اللہ! اسے حج مقبول بنا دیجئے، اور گناہ معاف فرما دیجئے، اور محنت قبول فرما لیجئے۔

اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَذَنْبًا مَغْفُورًا وَسَعْيًا مَشْكُورًا. (رواه الطبرانی عن ابن عمر کتاب الدعاء ۲۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۵/۱۵، سنن

کبریٰ للبیہقی ۸۴۱۵-۱۲۹)

۱۱-۱۲ رزی الحجہ کو پہلی اور دوسری رمی کے بعد الگ ہٹ کر جو چاہیں دعائیں یہ بھی قبولیت

کا وقت ہے۔

مقامات قبولیت دعاء

حج میں درج ذیل مواقع پر دعائیں قبولیت کی امید زیادہ ہے؛ اس لئے ان مقامات میں

خصوصیت سے دعاؤں کا اہتمام رکھنا چاہئے:

- (۱) کعبہ شرفہ کو دیکھتے وقت (۲) مطاف (طواف کرنے کی جگہ) (۳) ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کا درمیانی حصہ) (۴) میزابِ رحمت (بیت اللہ شریف کا پرنا، جو حطیم میں گرتا ہے) کے نیچے (۵) حطیم (۶) حجر اسود (۷) رکن یمانی (۸) بیت اللہ شریف کا اندرونی حصہ (۹) زمزم کا کنواں (۱۰) مقام ابراہیم (۱۱) کوہ صفا (۱۲) مروہ (۱۳) مسعی (سعی کرنے کی جگہ) (۱۴) میدان عرفات (۱۵) مزدلفہ (۱۶) منیٰ (۱۷) حجرہ اولیٰ، حجرہ ثانیہ (پہلے اور درمیانی شیطان کی رمی کرنے کے بعد دعا مسنون ہے، جب کہ آخری حجرہ کے بعد رک کر دعائیں ثابت نہیں ہے) (مستفاد: غنیۃ الناسک ۱۲۳، وانظر: الدر المختار مع الشامی ۵۲۳-۵۲۴، طحاوی علی المراتی ۳۸، البحر العمیق ۱۳۳۱)

کعبہ شریفہ سے وداع کے وقت کی دعا

جب وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کر کے ملتزم پر آئے، اور یہ دعائیں مانگیں:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَقِنِّي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ لِي بِخَيْرٍ.

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور آپ نے مجھے جو روزی عطا فرمائی ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما کر اس میں میرے لئے برکت

(کتاب الدعاء / ۲۷۶)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَوْدِعُكَ دِينِي
وَأَمَانِي وَخَوَاتِيمَ عَمَلِي فَاحْفَظْهَا
عَلَيَّ وَعَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ
إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ
لَا تَجْعَلْ هَذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ
بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعُودَ إِلَيْهِ وَأَحْسِنُ
أَوْبَتِي حَتَّى تَبْلُغَنِي أَجَلِي وَاكْفِنِي
مُرُوبَتِي وَمُرُوءَةَ عِيَالِي وَجَمِيعَ
خَلْقِكَ، آبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ
سَاجِدُونَ وَلِلرَّبِّ حَامِدُونَ.

(فتاویٰ قاضی خان ۱/۳۱۹)

عطا فرمائیے، اور جو چیز مجھ سے غائب ہے اس
میں آپ میری طرف سے نگرانی بن جائیے۔

اے اللہ! میں اپنے دین اور اعمال کا انجام آپ
کے سپرد کرتا ہوں پس آپ مجھ پر اور ہر مسلمان
مرد و عورت پر اس کی حفاظت فرمائیے۔ بیشک
آپ دعا سننے والے ہیں۔ اے اللہ! میری اس
حاضری کو اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنائیے۔
اور مجھے دوبارہ لوٹ کر آنے کی توفیق عطا فرمائیے،
اور آپ میرا لوٹنا بہتر بنا دیجئے تا آنکہ موت مجھے
اپنی منزل مقصود تک پہنچادے اور آپ میری اور
میری اولاد اور تمام مخلوق کی ضروریات اور خرچ
اخراجات کی کفایت فرمائیے۔ ہم لوٹنے والے
ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے
ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی
تعریف کرنے والے ہیں۔

اور بھی جو دعا زہن میں آئے جی لگا کر مانگ لے۔ اور پھر انتہائی حسرت دیاں اور افسوس
کے ساتھ روتے ہوئے واپس ہو، اور اس پاک اور مقدس دربار کا حق ادا نہ کرنے کا احساس دل میں
جاگزیں کر کے ندامت و شرمندگی کے آنسو بہائے اور غلطیوں پر معافی کا طلب گار ہو۔



باب

ﷺ
صلی اللہ علیہ وسلم

زیارۃ روضۃ الرسول

(بارگاہِ نبوت میں)



قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ
النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ
أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○

(الحجرات: ۲)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر بلند
مت کرو اور نہ آپ سے اس طرح تڑخ کر بات کرو
جیسے آپس میں کرتے ہو، کہ کہیں تمہارے اعمال
اکارت نہ ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو۔



زیارتِ مدینہ منورہ

روضہ اقدس پر حاضری

ایک مؤمن کے لئے سرورِ عالم، نبی اکرم، شفیع اعظم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری کی زندگی کی اہم ترین تمنا ہوتی ہے، اس لئے حجاج کرام کو اس عظیم سعادت سے بہرہ ور ہونے کی ضرورت کو شش کرنی چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي.
(بیہقی: ۳۸۶۲، شعب الایمان ۴۹۰۱۳، ۴۹)

جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

حدیث: ۴۱۵۹، خلاصۃ الوفاء (۳۲۱/۱)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ جَاءَ نِيَّ زَائِرًا لَمْ تَنْزَعْهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (خلاصۃ الوفاء)

جو شخص صرف میری زیارت کے لئے میرے پاس آئے تو میرے اوپر یہ بات ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔

(۳۲۶/۱، البحر العمیق ۲۸۸۷/۵)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے کہ:

مَنْ زَارَنِي بَعْدَ وَفَاتِي عِنْدَ قَبْرِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي. (خلاصۃ الوفاء ۳۲۸/۱، ۳۲۸)

و مثله فی شعب الایمان ۴۸۹/۳ حدیث: ۴۱۵۳.

میں نے میری زندگی میں میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

کاشرف حاصل کیا۔

مشکوٰۃ شریف ۲۴۱/۱، سنن کبریٰ ۲۴۶/۵

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات مروی ہیں جن سے روضہ اطہر کی زیارت کے فضائل معلوم ہوتے ہیں۔ نیز صحیح سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا
رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ. (ابوداؤد شریف)

جو مسلمان شخص میری قبر پر آ کر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرمادیتے ہیں؛ تا آنکہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(۲۷۹/۱، خلاصۃ الوفاء ۳۴۲/۱)

ظاہر ہے کہ اس سے بڑی سعادت کی بات ایک مومن کے لئے کیا ہو سکتی ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں، اسی لئے جمہور علماء اہل سنت والجماعت نے روضہ اقدس کی زیارت کو اہم ترین مقاصد میں سے شمار فرمایا ہے، اور روضہ اقدس پر حاضری کو گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے؛ اسی لئے مدینہ منورہ حاضری کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔

حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظمہ؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر حاجی کے راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا ہے تو اسے چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے بغیر آگے نہ جائے؛ لیکن اگر راستہ میں مدینہ منورہ نہیں پڑتا تو اب اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر وہ فرض حج کرنے جا رہا ہے تو پہلے حج کرنا افضل ہے، حج کے بعد مدینہ حاضری

دے۔

(۲) اور اگر نفلی حج ہے تو اختیار ہے چاہے پہلے مکہ معظمہ جائے یا مدینہ منورہ حاضر ہو۔

(مناسک ملا علی قاری ۵۰۲)

مدینہ، مرکز اسلام ہے

”مدینہ منورہ“ قیامت کے قریب تک اسلام کا مرکز رہے گا، حتیٰ کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا

کہ اسلام مدینہ تک ہی سمٹ جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

ایمان اسی طرح مدینہ کی طرف لوٹ آئے
گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف
لوٹتا ہے۔

إِنَّ الْإِيمَانَ لِيَأْرِزَ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ
الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا. (بخاری شریف

۲۵۲/۱ حدیث: ۱۸۸۶، البحر العمیق ۲۴۵/۱

اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں قیامت تک ایمان و اسلام کا غلبہ رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مقدس شہر کا تعارف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مدینہ؛ اسلام کا گنبد، ایمان کا مرکز، ہجرت کی
سرزمین، اور جائز و ناجائز کے علم کا مرجع ہے۔

الْمَدِينَةُ قُبَّةُ الْإِسْلَامِ وَدَارُ الْإِيمَانِ
وَأَرْضُ الْهَجْرَةِ وَمَثْوَى الْحَلَائِلِ
وَالْحَرَامِ. (رواه الطبرانی فی الاوسط:

۲۵۶/۱۴، الترغیب والترہیب مکمل: ۲۸۳)

مدینہ میں خبیث لوگ رہ نہیں پائیں گے

مدینہ منورہ کی ایک شان یہ ہے کہ یہ شہر زیادہ دن تک خبیث الفطرت لوگوں کو برداشت نہیں کرتا،

اور ایسے لوگ جلد یا بدیر مدینہ سے در بدر کردئے جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے

اس مدینہ سے جو شخص بھی اعراض کر کے جاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو یہاں قیام کا موقع عطا

فرماتے ہیں۔ اچھی طرح سن لو! مدینہ بھٹی کے

مانند ہے جو جلا کر کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے، اور اس

وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ شہر

یہاں سے شریروں کو نکال باہر نہ کر دے، جیسے کہ

بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ

أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ

فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ، إِلَّا أَنَّ الْمَدِينَةَ

كَالْكَبِيرِ تُخْرَجُ الْخَبِيثُ، لَا تَقُومُ

السَّاعَةَ حَتَّى تَنْفِي الْمَدِينَةَ

شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ

الْحَلِيدِ. (مسلم شریف ۴۴۴/۱)

اہل مدینہ کو ستانے والا نیست و نابود ہو جائے گا

”مدینہ منورہ“ گویا کہ اسلام کا سرکاری دارالخلافہ ہے؛ لہذا جو بد نصیب شخص اس مقدس و مبارک شہر میں فتنہ انگیزی کرے یا یہاں کے باشندوں کو ستائے، اسے اللہ تعالیٰ جلد ہی نیست و نابود فرمادیتے ہیں، اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ الگ رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلَا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ ذُوبَ الرِّصَاصِ أَوْ ذُوبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ. (مسلم شریف ۴۴۱۱)

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں تانبے کے پگھلنے کی طرح یا نمک کے پانی میں پگھلنے کی طرح پگھلا دیتے ہیں۔

اور تاریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص نے مدینہ منورہ کے امن و سکون کو غارت کیا وہ بھی جلد ہی ذلیل و خوار ہو کر تاریخ کا حصہ بن گیا۔

مدینہ منورہ میں رہ کر بدعت پھیلانے والا ملعون ہے

مدینہ منورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت اور سنت نبوی کا مرکز ہے، یہاں رہ کر جو شخص بدعت کرے یا اہل بدعت کو پناہ دے اس پر احادیث میں بدترین لعنت فرمائی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدْثًا أَوْ أَوْى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا. (مسلم شریف ۴۴۱۱)

جو شخص مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعت کو پناہ دے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور عام مسلمانوں کی طرف سے پھٹکار ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہ ہوگا۔

بریں بنا مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایسا عمل ہرگز نہ کیا جائے جو شریعت کے

خلاف اور قابل لعنت ہو۔

مدینہ منورہ میں قیام کی تکلیفوں پر صبر کرنے پر بشارت

جو شخص پیغمبر علیہ السلام سے قرب کے شوق میں مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی شدتوں پر اور مالی تنگیوں پر صبر کرے تو پیغمبر علیہ السلام نے ایسے شخص کے لئے شفاعت اور گواہی کی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

میری امت کا جو بھی فرد مدینہ منورہ میں قیام کے دوران تکلیفوں اور مشقتوں پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی بنوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے حق میں (ایمان کی) گواہی دوں گا۔

لَا يَصْبِرُ عَلَىٰ لَأَوَاءِ الْمَدِينَةِ
وَشِدَائِهَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِي إِلَّا
كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا أَوْ
شَهِيدًا. (مسلم شریف ۴۴۱۱)

جو حضرات مدینہ منورہ ہجرت کر کے جاتے ہیں انہیں عموماً شروع شروع میں بہت آزما یا جاتا ہے جو اس آزمائش کے حالات کو راضی خوشی جھیل لے گا وہ انشاء اللہ دونوں جہاں میں سرخ روئی حاصل کرے گا۔

مدینہ منورہ میں وفات کی فضیلت

مدینہ منورہ وہ مقام ہے جہاں زندگی گزارنا بھی باعث فضیلت ہے، اور وہاں کی موت بھی

نہایت سعادت کی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بڑا بشارت آمیز ہے:

جو شخص مدینہ منورہ میں وفات پانے پر

مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ

استطاعت رکھے اسے یہاں کی موت (حاصل)

فَلَيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ

کرنی چاہئے؛ کیوں کہ میں یہاں وفات پانے

يَمُوتُ بِهَا. (ترمذی شریف ۲۲۹۱۲)

والے کی سفارش کروں گا۔

الترغیب والترہیب مکمل ۲۸۲)

اس حدیث میں موت کی تمنا کی ترغیب نہیں؛ بلکہ اس انداز تعبیر کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ

منورہ میں مستقل قیام کی شکل نکالے کہ زندگی کے آخری سانس تک اپنے محبوب پیغمبر علیہ الصلاۃ

والسلام کے مبارک شہر میں قیام نصیب رہے، اور بقول شاعر یہ جذبہ رکھے:

غروب ہوگا کسی دن حیات کا سورج ❖ خدا کرے کہ مدینہ میں ایسی شام آئے
یا یہ کہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے ❖ نفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا
یا یہ کہے:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ❖ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے۔

مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں

”مدینہ منورہ“ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے ہجرت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہاں
فرشتوں کا زبردست پہرہ بٹھا رکھا ہے، نہ تو وہاں طاعون جیسی وبائی بیماری آئے گی اور نہ ہی دجال
وہاں داخل ہو سکے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَلَىٰ أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا
يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ.
(مسلم شریف ۴۴۴/۱ حدیث: ۱۳۷۹،

مدینہ منورہ کے داخلہ کے راستوں پر فرشتے مقرر
ہیں، نہ یہاں طاعون پھیلے گا اور نہ ہی دجال
داخل ہو سکے گا۔

بخاری شریف ۲۵۲/۱ حدیث: ۷۱۳۳)

مدینہ میں برکت ہی برکت ہے

مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں برکت ہی برکت ہے، جس کا وہاں کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا
جاسکتا ہے، یہ دراصل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کی برکات ہیں جو آپ نے مدینہ منورہ کے
بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی، آپ کی دعا کے کلمات یہ ہیں:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَهُ
بِمَكَّةَ بِالْبَرَكَاتِ. (بخاری شریف ۲۵۳/۱
حدیث: ۱۸۸۵، البحر العمیق ۲۴۹/۱)

اے اللہ! آپ مدینہ میں اس برکت کا
دوگنا عطا فرمائیے جو آپ نے مکہ معظمہ
کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

الغرض اس مقدس شہر کے فضائل ناقابل بیان ہیں، جسے یہاں کی حاضری میسر آئے اسے

اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہئے اور یہاں کے قیام کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے درود شریف اور عبادت و اطاعت میں مشغول رہنا چاہئے۔

زیارتِ مدینہ منورہ کے چند آداب

مدینہ منورہ حاضری کے وقت خاص طور پر درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے:

(۱) **اخلاص نیت**: مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً کے سفر سے مقصود روضہ اقدس کی زیارت اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا حصول ہونا چاہئے۔

(۲) **ذوق و شوق**: مدینہ منورہ کے پورے سفر میں ایسا ذوق و شوق ہونا چاہئے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے ملاقات کے لئے جاتے وقت دل میں محسوس کرتا ہے، اور جیسے جیسے مدینہ کا فاصلہ کم ہوتا جائے، اسی اعتبار سے ذوق و شوق میں اضافہ ہوتے رہنا چاہئے۔ مناسب ہے کہ سفر کے دوران نعتیہ اشعار و الہانہ انداز میں پڑھتا رہے؛ تاکہ ذوق و شوق میں مزید اضافہ ہو۔

(۳) **درود شریف کی کثرت**: مدینہ منورہ کے سفر کے دوران اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، زبان پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اور دل میں آپ کی یاد ہونی چاہئے، اور کثرت سے درود شریف کا ورد رکھنا چاہئے، اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) **اظہار ادب**: جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو خشوع و خضوع کے ساتھ ادب کا اظہار کرے، جیسے کہ ایک غلام آقا کے دربار میں حاضر ہوتے وقت کرتا ہے۔ (البحر العمیق وغیرہ)

جب "مدینہ" میں داخل ہو؟

اور جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: ﴿رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ

مُخْرَجٍ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

ترجمہ: اے رب مجھے اچھی طرح داخل فرما اور اچھائی کے ساتھ نکال، اور مجھے خاص اپنے

پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو۔

قیام گاہ پر پہنچنے اور قدرے اطمینان حاصل ہونے کے بعد روضہ اقدس پر حاضری کی تیاری

کرے، اور بہتر ہے کہ غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے، اور نہایت ادب کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضری دے۔

مسجد نبوی میں حاضری

مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

میں اللہ تعالیٰ کی عظیم و کریم ذات اور اس کے دائمی نور کے توسط سے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے نام سے داخل ہو رہا ہوں اور ہر طرح کا شکر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کے پاس طاقت ہے اور نہ قوت۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ کے آل و اصحاب پر کثرت سے رحمتیں اور سلام نازل فرمائیے۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور مجھے خیر کی توفیق عطا فرمائیے، اور مجھے سیدھی راہ پر چلائیے، اور اپنی رضا والے اعمال پر میری مدد فرمائیے، اور حسن ادب سے نواز کر میرے اوپر احسان فرمائیے۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اوز برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو، آمین۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ
الْكَرِيمِ وَبِنُورِهِ الْقَدِيمِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِاسْمِ اللَّهِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا
كَثِيرًا، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي
وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
وَوَفِّقْنِي. وَسَدِّدْنِي وَأَعْنِي عَلَى
مَا يُرْضِيكَ وَمَنْ عَلَى بِحُسْنِ
الْأَدَبِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ،
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ. (خلاصہ الوفاء ۱/۲۱۴)

مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کر لے، اور پھر انتہائی خشوع و خضوع اور

کامل توجہ کے ساتھ زیارت کے لئے چلے۔ آج کل عموماً باب السلام سے زائرین کے لئے داخلہ کا نظام رہتا ہے، باب السلام سے داخلہ کے بعد اولاً جہاں موقع ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، پھر اس حاضری پر اللہ کا شکر ادا کرے اور زیارت مقبول ہونے کی دعائے مانگے۔

باادب! ہوشیار!

اس کے بعد روضہ اقدس (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کی جانب نہایت سکون و وقار کے ساتھ قدم بڑھائے۔ اور یہ تصور کرے کہ یہ سرور دو جہاں کا دربار اور رحمت عالم کی بارگاہ ہے، کہاں ایک گنہگار، روسیہ امتی اور کہاں آقائے کائنات؟ گویا زبان حال سے یہ کہے:

نہیں منہ دکھانے کے لائق میں آقا ❖ کرم آپ کا کھینچ لایا یہاں پر
یا بقول شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ یوں سوچے!

بارگاہ سید الکونین میں آ کر نفیس ❖ سوچتا ہوں کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا
اسی طرح کے عاجزی اور شکر کے جذبات کے ساتھ بارگاہ نبوت کی طرف چلے۔ جب
روضہ اقدس کے سامنے پہنچے جہاں پیتل کا بڑا حلقہ بنا ہوا ہے، اس کے سامنے قبلہ کی طرف پشت اور
قبر مبارک کی طرف چہرہ کر کے نہایت ادب کے ساتھ کھڑا ہو، اور کمال استحضار کے ساتھ یہ تصور
کرتے ہوئے کہ گویا پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سامنے تشریف فرما ہیں، اور ایک عاجز اور گنہگار امتی
آپ کی خدمت میں بصد ادب حاضر ہے، سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے، سلام کے الفاظ
حسب موقع طویل بھی ہو سکتے ہیں اور مختصر بھی۔ (فتح القدر بیروت ۱۸۰۳)

سلام کے مختصر الفاظ

اگر سلام مختصر پیش کرنا ہو تو درج ذیل کلمات مناسب ہیں:

○ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (اے اللہ کے رسول آپ پر درود و سلام)

○ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ (اے اللہ کے حبیب! آپ پر صلاۃ و سلام)

○ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقٍ لَخَلَقَ اللَّهُ (اے افضل الخلق! آپ پر صلاۃ و سلام)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ (اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

سلام کے طویل کلمات

اور اگر طویل کلمات پیش کرنے کا جی چاہے تو درج ذیل کلمات پیش کرے:

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ (اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔) (اس جملہ کو تین مرتبہ کہے)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ (اے رب العالمین کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ (اے تمام مخلوقات میں سب سے بہتر! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (اے پیغمبروں کے سردار اور نبیوں کے خاتم! آپ پر سلام ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ (اے متقیوں کے امام! آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ (اے چمک دار اعضاء والی امت کے قائد! آپ سلام قبول فرمائیں)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (اے وہ ذات جن کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ (اے شفیع المذنبین! آپ پر سلامتی ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ (اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَةَ اللَّهِ (اے اللہ کے پسندیدہ! آپ پر سلام ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللَّهِ. (اے اللہ کے منظور نظر! آپ پر سلامتی ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْهَادِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. (اے وہ ذات کہ جو صراطِ

مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْلِهِ: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ

عَظِيمٍ﴾ وبقوله: ﴿وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (اے وہ مقدس شخصیت جن کی تعریف

اللہ تعالیٰ نے ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (آپ عظیم خلق پر پیدا کئے گئے ہیں) اور

﴿وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (آپ ایمان والوں کے ساتھ رافت و رحمت کا معاملہ فرمانے

والے ہیں) کہہ کر بیان فرمائی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصَىٰ فِي يَدَيْهِ وَحَنَّ الْجِدْعَ إِلَيْهِ. (اے وہ ذات

جن کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی، اور کھجور کا تباہے قرار ہو کر رویا، آپ پر سلام ہو)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَمَرَنَا اللَّهُ بِطَاعَتِهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ. (اے وہ

مقدس رسول جن کی اطاعت کرنے اور جن پر صلاۃ و سلام بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا)

○ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَعِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ،

وَمَلَائِكَةِ اللَّهِ الْمُقَرَّبِينَ، وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ،

وَأَصْحَابِكَ أَجْمَعِينَ، كَثِيرًا دَائِمًا أَبَدًا كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَىٰ. (آپ پر اور تمام

انبیاء و رسل اور اللہ کے نیک بندوں اور اس کے سب مقرب فرشتوں اور آپ کی پاکیزہ ازواج

مطہرات امہات المؤمنین اور آپ کے تمام اصحاب پر دائمی سلام ہو، جو ہمارے رب کو پسند اور اس

کی خوشنودی کا سبب ہو))

○ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَىٰ بِهِ رَسُولًا عَنِ أُمَّتِهِ. (اللہ تعالیٰ آپ کو ہم

سب کی طرف سے ان میں سب سے افضل بدلہ عطا کرے جو اللہ نے کسی رسول کو اس کی امت کی

طرف سے عطا کیا ہو)

○ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ أَفْضَلَ وَأَكْمَلَ وَأَزْكَى وَأَنْمَى صَلَاةً صَلَّاهَا عَلَيَّ أَحَدٌ
 مِّنْ خَلْقِهِ. (اور اللہ تعالیٰ آپ کو ان سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ
 پاکیزہ اور سب سے زیادہ نفع بخش رحمتوں سے نوازیں جو رحمتیں اس نے اپنی کسی مخلوق پر نازل کی ہوں)
 ○ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهُ
 وَرَسُولُهُ، وَخَيْرَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ،
 وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ، وَأَقَمْتَ الْحُجَّةَ، وَأَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ،
 وَجَاهَدْتَ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، وَكُنْتَ كَمَا نَعَتَكَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ حَيْثُ قَالَ: ﴿لَقَدْ
 جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
 رَّحِيمٌ﴾ فَصَلُّوا ثَلَاثًا وَاللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ وَجَمِيعُ خَلْقِهِ فِي سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِهِ عَلَيْكَ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ. (اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی
 سا جہمی نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی مخلوقات
 میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یقیناً اللہ کا پیغام اس کے
 بندوں تک پہنچا دیا، اور امانت کو ادا فرمایا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی فرمائی، اور مصیبتوں کو دور
 فرمایا، اور دلیل کو قائم فرمایا، اور حجتوں کو ظاہر فرمایا، اور اللہ کے راستہ میں قربانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ
 یقیناً ایسے ہی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کی تعریف فرمائی ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ
 رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾
 (یقیناً تمہارے پاس خود تمہیں میں سے ایک رسول آچکا ہے، اس پر گراں ہے وہ بات جو تم کو
 مشقت میں ڈالے، تمہاری خیر کا وہ بہت خواہش مند ہے، اور ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی
 کا معاملہ کرنے والا ہے) پس اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور آسمان وزمین میں اس کی تمام مخلوقات
 کی طرف سے اے اللہ کے رسول آپ پر رحمتیں نازل ہوں)

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّى الْوَسِيْلَةُ وَالْفَضِيْلَةُ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِى وَعَدْتَهُ، وَاتِّبِعْهُ

نَهَايَةَ مَا يَنْبَغِي أَنْ يَسْأَلَهُ السَّائِلُونَ. (اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کے درجہ پر فائز فرمائیے، اور فضیلتوں سے نوازیئے، اور آپ کو اس مقام محمود سے سرفراز فرمائیے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، اور آپ کو ان نعمتوں میں سے آخری درجہ کی اعلیٰ نعمت عطا فرمائیے جس کا سوال آپ سے مانگنے والوں کو کرنا زیب دیتا ہے)

○ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ. (اے ہمارے

رب! ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو آپ نے نازل فرمائی، اور ہم رسول کے پیروکار ہیں؛ اس لئے ہمارا نام شاہدین میں لکھ دیجئے)

○ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَايِكْتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهِ

وَشَرِّهِ، اَللّٰهُمَّ فَتَبِّئْنِيْ عَلٰی ذٰلِكَ، وَلَا تَرُدَّنَا عَلٰی اَعْقَابِنَا، وَلَا تُرِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

هَدَيْتَنَا، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (میں اللہ پر اس کے فرشتوں

پر اس کی تمام کتابوں اور رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اچھی ہو یا بری ایمان لایا، اے

اللہ! مجھے اس ایمان پر جماد دیجئے، اور ہمیں ایڑیوں کے بل مت لوٹائیے، اور ہدایت کے بعد ہمارے

دلوں میں کجی مت ڈالئے، اور ہمیں اپنی جانب سے خاص رحمت عطا فرمائیے، بے شک آپ بہت

عطا فرمانے والے ہیں)

○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ،

وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ، وَ عَلٰی اٰلِ

اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ، وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ،

اِنَّكَ حَمِيْمٌ مَّجِيْدٌ. (بخلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفى ۱/۴۴۵-۴۴۷) (اے اللہ!

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے رسول اور آپ کے نبی الٰہی ہیں، اور

آپ کی آل و اصحاب اور ازواج و اولاد پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمائیے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اور اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اور آپ کی آل پر اسی طرح برکت نازل فرمائیے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر سارے جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ قابل تعریف اور بزرگی والے ہیں)

دوسروں کی طرف سے سلام

اس کے بعد اگر کسی نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی درخواست کی ہو، تو اس کی طرف سے ان الفاظ میں سلام پیش کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ (یہاں پر سلام کرنے والے مرد یا عورت کا نام لے) يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (اے اللہ کے رسول! فلاں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے) (فتح القدر بیروت ۱۸۱/۳)

سلام کس وقت پیش کریں؟

اکثر بھیڑ کے وقت طویل سلام پیش کرنے کا موقع نہیں رہتا؛ اس لئے اگر بھیڑ کے وقت حاضری ہو تو مختصر سلام پر اکتفاء کیا جائے اور جو اوقات سہولت کے ہیں، مثلاً ہر نماز کے ایک گھنٹہ کے بعد یا اشراق اور چاشت کے وقت یا رات کے اوقات میں، تو ان میں معنی کے استحضار کے ساتھ طویل سلام باسانی پیش کیا جاسکتا ہے۔

آج کل چوں کہ مسجد نبوی کا اگلا قدیم حصہ چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے، اس لئے شائقین کے لئے باسانی موقع مل سکتا ہے، زیادہ بھیڑ کے وقت جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خلیفہ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے بعد ایک قدم دائیں جانب ہٹ کر خلیفہ اول

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درج ذیل الفاظ سے سلام عرض کرے:
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَزِيرَ رَسُولِ اللَّهِ،
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْغَارِ. جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۱۸۱۳)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام
 اس کے بعد مزید ایک قدم ہٹ کر امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا سَيِّدَنَا يَا عَمْرُ الْفَارُوقِ، السَّلَامُ
 عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ. جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ خَيْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۱۸۱۳)

تضرع وزاری کے ساتھ دعا

پھر دوبارہ مواجہہ شریف کے سامنے آئے اور موقع ہو تو روضہ اقدس کی طرف رخ کر کے
 ورنہ قبلہ رو ہو کر خوب تضرع وزاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے وسیلہ سے اپنی مغفرت اور دین
 و دنیا کی فلاح کے لئے دعا کرے، یہ مقام مستجاب ہے۔

جالیوں کو چومنا بے ادبی ہے

روضہ اقدس یا مسجد نبوی کی دیواروں یا جالیوں کو چومنا یا ہاتھ لگانا کوئی فضیلت کی بات
 نہیں، ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اطہر پر ہاتھ
 رکھے ہوئے تھا، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ: ”دور نبوت میں ایسی کوئی بات ہم نہیں
 جانتے تھے“۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۲۵۵)

ایک یادگار واقعہ

علامہ عتقیؒ نے ذکر کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں روضہ اقدس کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی شخص آیا، اور اس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں اولاً سلام پیش کیا، پھر یہ آیت: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ..... الخ﴾ پڑھی، پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لئے اور اپنے رب کے دربار میں آپ کو سفارشی بنانے کے مقصد سے حاضر ہوا ہوں، پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اعْظُمُهُ
 فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكُومُ
 نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ
 فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: اے ان لوگوں میں سب سے افضل جن کے اجساد شریفہ آسودہ خاک ہیں، جن کی برکت سے دشت و جبل پاکیزگی سے مشرف ہو گئے ہیں، اس روضہ اقدس پر میری جان قربان ہے جس میں آنجناب تشریف فرما ہیں، یہیں عفت مآبی ہے، اور یہیں جود و کرم (کا خزانہ) ہے۔

عتقیؒ کہتے ہیں کہ یہ عرض کر کے وہ دیہاتی تو چلا گیا، پھر مجھے نیند آ گئی، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ: ”عتقیؒ جاؤ! اس دیہاتی کو یہ خوش خبری سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی ہے“۔ (خلاصۃ الوفاء، ۱/۴۳۹)

مسجد نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام

مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں مسجد نبوی میں باجماعت نماز کا اہتمام رکھا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ:
صَلَوَةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَوَةٍ
فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ..... فَإِنِّي أَخِرُّ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي
أَخِرُّ الْمَسَاجِدِ. (مسلم شریف ۱۱۶۱: ۴۴ حدیث:

۱۳۹۴، بخاری شریف ۱۵۸۱۱ حدیث: ۱۱۷۷)

میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر
مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار
نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد
حرام کے۔ اور میں آخری نبی ہوں
اور میری مسجد (انبیاء کی تعمیر کردہ
مسجدوں میں سے) آخری مسجد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر

ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۳۱۳)

مسجد نبوی میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت

نیز ایک روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں
مسلسل اس طرح پڑھیں کہ ان میں سے
کوئی نماز نہیں چھوٹی تو اس کو تین باتوں سے
برأت کا پروانہ عطا ہوتا ہے: (۱) جہنم سے

مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَوَةً
لَا تَفُوتُهُ صَلَوَةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ
النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ
النِّفَاقِ. (رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط

(۲) عذاب سے (۳) نفاق سے۔

۲۱۱۱۶، خلاصۃ الوفاء ۱/۴۹۰)

اس لئے خصوصیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہر نماز مسجد نبوی میں باجماعت پڑھنے کا

اہتمام کرنا چاہئے۔

نیز کوشش کریں کہ کم از کم ایک قرآن کریم مسجد نبوی میں تلاوت کر کے ختم کر لیا جائے، اور

زیادہ جتنا بھی ہو جائے وہ خیر ہی خیر ہے۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جو روضہ اقدس اور منبر نبوی کے درمیان میں ہے،

جس کو ”ریاض الجنۃ“ کہا جاتا ہے، اس کے ستونوں پر سفید پتھر لگے ہوئے ہیں، اور ہرے پھولوں کا سفید کارپیٹ بچھا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. (بخاری شریف)

مرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

(۱۵۹۱ حدیث: ۱۱۹۵ وغیرہ)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میرے منبر کے ستون جنت میں قائم ہیں۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۲۹۷)

جنت کی کیاری کا کیا مطلب ہے؟

مسجد نبوی میں منبر اور حجرہ مبارکہ کے درمیانی حصہ کو جنت کی کیاری کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں: (۱) بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ زمین کا ٹکڑا یعنی جنت میں چلا جائے گا (۲) یا یہ مطلب ہے کہ اس حصہ میں عبادت کرنے والوں کو آخرت میں جنت کے باغات نصیب ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (البحر العمیق ۱/۲۵۲)

ریاض الجنۃ کے سات ستون

ریاض الجنۃ میں سات اہم ستون ہیں، کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے قرب جا کر کچھ نہ کچھ عبادت کر لی جائے، ان ستونوں کے اوپر علامتیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ ستون یہ ہیں:

(۱) اسطوانۃ حنانہ: یہ ستون محراب کے قریب ہے، یہاں وہ کھجور کا تناؤ ہے جس پر ٹیک لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے قبل خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو یہ ستون مارے فراق کے رونے لگا تھا، جو پیغمبر علیہ السلام کے دل سے دینے پر خاموش ہوا۔

(۲) اسطوانۃ ابو لبابہ: یہی وہ ستون ہے جہاں صحابی رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ لیا تھا، پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہیں کھولا گیا۔

(۳) اسطوانۃ وفود: یہی وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود

سے ملاقات فرماتے تھے۔

(۴) اسطوانہ حرس: یہ حجرہ عائشہ صدیقہؓ سے بالکل ملا ہوا ہے، یہاں ہجرت کے ابتداء کے سالوں میں پہرے داری کا نظم تھا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کے وعدہ کے بعد ختم کر دیا گیا تھا۔

(۵) اسطوانہ جبرئیل: یہی وہ مقام ہے جہاں عمومآ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوتی تھی۔

(۶) اسطوانہ سریو: اس جگہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بحالت اعتکاف قیام فرماتے تھے۔

(۷) اسطوانہ عائشہ: ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسجد نبوی میں اس جگہ کے مقام مقبول ہونے کی نشان دہی فرمائی تھی کہ یہاں دعائیں اور توبہ قبول ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس ستون کا نام ”اسطوانہ عائشہ“ رکھا گیا ہے۔ (مستفاد: انوار

مناسک ۳۶۵-۳۶۷)

زیارتِ جنت البقیع

”جنت البقیع“ مدینہ منورہ کا مشہور و معروف قبرستان ہے، جس میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرام مدفون ہیں، بہت سے اہل بیت، ازواجِ مطہرات اور بناتِ طیبات کی قبریں اس مقدس قبرستان میں ہیں۔ مسجد نبوی کی توسیع کے بعد اب مسجد نبوی اور جنت البقیع کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا ہے، مسجد کی مشرقی جانب بیرونی صحن جہاں ختم ہوتا ہے وہیں سے جنت البقیع شروع ہوتا ہے۔ عموماً اشراق کے وقت اور عصر کے بعد اس کا دروازہ کھلتا ہے، اس لئے حسب موقع خصوصاً جمعہ کے دن یہاں حاضر ہو کر زیارت کرنی چاہئے، اور اہل قبور کو سلام پیش کر کے ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا چاہئے۔

مسجدِ قبا

فضیلت کے اعتبار سے اسلام کی چوتھے نمبر کی مسجد ”مسجد قبا“ ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہجرت فرمانے کے بعد اولاً تعمیر کرائی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے“۔ (ترمذی شریف ۷۴۱، شعب الایمان ۳۹۹/۳ حدیث: ۴۱۹۰، سنن کبریٰ للبیہقی ۲۳۸/۵)

مسجد قبا کا فاصلہ مسجد نبوی سے پورے تین میل (ساڑھے چار کلومیٹر) ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لا کر نفل نماز پڑھتے تھے، یہ تشریف آوری کبھی پیدل ہوتی اور کبھی سواری پر ہوتی تھی، نیز پیر کے دن بھی آپ کا تشریف لانا ثابت ہے۔ اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ پیر اور جمعرات کو قبا تشریف لے جاتے تھے، اس لئے زائرین کو مسجد قبا میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

مسجد قبلتین

یہ وہ مسجد ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت مسجد اقصیٰ کی طرف پڑھی اور دوران نماز ہی مسجد حرام (مکہ معظمہ) کی طرف رخ کرنے کا حکم آ گیا، تو آپ نے مقتدیوں سمیت بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر لیا، تو گویا ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی گئی؛ اسی لئے اس کا نام ”مسجد قبلتین“ پڑ گیا ہے، اب یہ مسجد بہت عالیشان بنی ہوئی ہے، وہاں جا کر نماز اور عبادت کرنا بھی موجب سعادت ہے۔ (البحر العمیق مع حاشیہ ۲۸۱۳-۲۸۱۵)

زیارت شہداء احد

”احد“ مدینہ منورہ کے شمال میں وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ”احد پہاڑ کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے“، نیز اس کے دامن میں اسلام کا عظیم معرکہ ”غزوہ احد“ پیش آیا، جس میں ستر جلیل القدر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا، جن کی قبریں اسی میدان میں بنائی گئی ہیں، ان شہداء میں سب سے عظیم المرتبت شخصیت عم

رسول سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، جن کو خود پیغمبر علیہ السلام نے ”سید الشهداء“ (شہیدوں کے سردار) کا لقب دیا۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ آپ سال میں کم از کم ایک مرتبہ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتیں، اور اس دوران آپ پر رقت طاری رہتی تھی، اس لئے زائرین مدینہ کو شہداء احد کی قبروں پر حاضری کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔ (مناسک علی قاری ۵۲۵)

در بارِ نبوت سے واپسی

جب سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر سے واپسی کا ارادہ ہو تو انتہائی حسرت و افسوس اور پیغمبر علیہ السلام سے جدائی پر سخت غمگین ہو، اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر بیعت واپسی دو رکعت نفل ادا کرے، پھر مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی صلوٰۃ و سلام عرض کرے، اور پھر رقت وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائے مانگے، اور دربارِ نبوت پر الوداعی حسرت آمیز نظر ڈالتے ہوئے اور جدائی پر افسوس کرتے ہوئے واپس ہو، اور زبانِ حال سے یہ کہے:

مدینہ سے باچشمِ تر جا رہا ہوں
 نہیں چاہتا دل مگر جا رہا ہوں
 زمانہ یہ کہتا ہے گھر جا رہا ہوں
 حقیقت میں جنت بدر جا رہا ہوں

اور واپسی کے وقت بالخصوص یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ یہاں حاضری کے وقت جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، انہیں معاف فرمادیں، اور اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنائیں؛ بلکہ آئندہ بھی مقبول اور بادب حاضری کی سعادت بخشے رہیں۔

ایک عاجزانہ گزارش

یاد آ جائے تو مستجاب مقامات پر اس ناکارہ مرتب اور اس کے والدین و متعلقین کے لئے بھی رضاء خداوندی اور اتباع سید المرسلین اور دین پر استقامت کی دعا فرمائیں، تو نہایت کرم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سبھی حجاج و زائرین کی حاضری کو بے حد قبول فرمائیں اور ہر طرح کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں، آمین یا رب العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلٰى سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ اَجْمَعِيْنَ.



مِسْكَ الْخِتَامِ

فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى

سَيِّدِنَا خَيْرِ الْأَنَامِ

درود شریف کے فضائل اور منتخب کلمات



قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ.

(النمل: ۵۹)

ترجمہ:

آپ فرمادیجئے کہ ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو اس نے پسند فرمالیا۔



إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

(الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ:

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔





قرآن کریم میں صلاۃ و سلام کا حکم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. (الاحزاب: ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر
رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! (تم بھی) اس
پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کی طرف سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر ”صلاۃ“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی رحمت آپ پر نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف فرماتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے آپ کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اہل ایمان کی طرف سے صلاۃ و سلام بھی آپ کے لئے رحمت و سلامتی کی دعا کرنے کے معنی میں ہے، اور اس آیت سے عالم بالا اور عالم دنیا یعنی زمین اور آسمان ہر جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی رفعتِ شان اور عظمت و مرتبہ کو بیان کرنا مقصود ہے، جس سے اونچا درجہ مخلوق میں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۰: ۷۶)

علماء نے لکھا ہے کہ زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، اور جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جائے تو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے، اور اگر اسی مجلس میں بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جائے تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے،

اور جس قدر زیادہ درود شریف آدمی پڑھے گا اتنا ہی وہ آیت کریمہ کے حکم کی تکمیل کرنے والا قرار پائے گا۔ قال الشامی: ومقتضى الدليل افتراضها في العزم مرة، وإيجابها كلما ذكر. إلا أن يتحد المجلس فيستحب التكرار بالتكرار. (شامی زکریا ۲/۲۲۸)

پیغمبر ﷺ کا ذکر آنے پر درود شریف نہ پڑھنا محرومی ہے

جس شخص کے سامنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہو اور وہ درود شریف کا نذرانہ پیش نہ کرے وہ پرلے درجہ کا محروم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۸۶۱)

اس شخص کی ناک رگڑی جائے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

اور جگر گوشہ نبوت سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”جو شخص میرا ذکر آنے پر درود پڑھنے سے چوک جائے وہ جنت کے راستے سے چوک جانے والا ہوگا“۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۴)

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بڑا کنجوس قرار دیا ہے جو آپ کا نام نامی سن کر بھی درود شریف نہ پڑھتا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الْبَخِيلُ الْمَدْيِيُّ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ
فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (مشکوٰۃ شریف ۸۷۱)

وہ شخص بہت بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

اور سیدنا حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ”کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟“ صحابہ نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟“ (یعنی ضرور بتلائیے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ لوگوں میں سب سے بڑا بخیل ہے“۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۵)

اسی طرح کی روایات کی بنا پر حضرات فقہاء و محدثین نے کسی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہونے پر کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔ (شامی ذکر یا ۲۱/۲۲۷)

درود شریف سے نیکیوں کا اضافہ

سرور عالم، محسن انسانیت، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف پڑھنا آپ کی جانب سے امت پر کئے گئے بے انتہاء احسانات کی شکر گزاری کا ادنیٰ سا مظاہرہ ہے؛ لہذا اگر اس کے عوض میں کچھ بھی نہ عطا ہوتا پھر بھی بجا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

چنانچہ سیدنا حضرت ابوطالبہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کے وقت نہایت بشاشت کے ساتھ تشریف لائے، آپ کے چہرہ انور سے خوشی کے آثار نمایاں تھے، حاضرین نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! آج آپ کے چہرہ انور سے بشاشت ظاہر ہو رہی ہے، کیا وجہ ہے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جی ہاں! میرے رب کی طرف سے ایک قاصد میرے پاس آیا تھا، اس نے یہ خوش خبری سنائی کہ آپ کی امت کا جو بھی فرد آپ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس کے لئے دس درجات بلند فرمائیں گے، اور جیسے اس نے رحمت کی دعا کی ہے ویسے ہی اسے بھی رحمت سے نوازیں گے۔

أَجَلْ! أَتَانِي ابْتِ مِنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ
وَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِكَ
صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ،
وَمَحَىٰ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ
لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ لَهُ مِثْلَهَا.

(مسند احمد بن حنبل ۲۹/۴، الترغیب)

والترويب مكمل ۳۸۰)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے ۱۰ مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے دعاء خیر کرتے ہیں۔“ (مسند

احمد ۲/۱۸۷ عن عبد اللہ بن عمرو، مشکوٰۃ شریف ۱/۸۷، مرقاة ۳/۱۸)

پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں درود شریف کی پیشی

دنیا میں جہاں کہیں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اور جو شخص بھی یہ سعادت حاصل کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فرشتے اس کام پر مقرر فرما رکھے ہیں کہ وہ درود شریف کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِيْ
عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ. (عمل اليوم والليلة،
الترغيب والترهيب مكمل ۳۸۱)

طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ روضہ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ایک ایسا فرشتہ مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے نام و نسب کا علم عطا کیا ہے، وہ وہیں کھڑے کھڑے پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا علم حاصل کر لیتا ہے اور پھر درود پڑھنے والے کا نام اس کے والد کے نام کے ساتھ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے، چنانچہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انَّ اللّٰهَ وَكُلَّ بَقْبَرِيْ مَلَكًا اَعْطَاهُ
اللّٰهُ اَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّيْ
عَلَيَّ اَحَدٌ اِلَّا اِيَّ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا
اَبْلَغَنِيْ بِاسْمِهِ وَاِسْمِ اَبِيْهِ هَذَا
فُلَانُ بَنُ فُلَانٍ قَدْ صَلَّى عَلَيَّكَ.
(رواه البزار والطبراني، الترغيب والترهيب
مكمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور اسے تمام مخلوقات کے نام عطا فرمائے ہیں، پس قیامت تک جو شخص بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا وہ فرشتہ اس کو میرے پاس اس کے نام اور اس کے والد کے نام کے ساتھ یہ کہہ کر پیش کرے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں درود شریف پیش کیا ہے۔

ذرا غور فرمائیں! ایک امتی کے لئے کس قدر مسرت کی بات ہے کہ اس کے پیش کردہ درود

کا ذکر آقا کے دربار میں ہو؟ اگر درود شریف کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہوتا تو یہی ایک فائدہ اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھا۔

درود شریف کے ذریعہ قربِ نبوی کا حصول

درود شریف کی کثرت کا ایک بڑا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی بدولت آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا قربِ خاص نصیب ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انَّ اَوْلٰى النَّاسِ بِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اَكْثَرُهُمْ عَلٰى صَلَاةٍ. (ترمذی شریف)

یقیناً مجھ سے قیامت کے دن سب سے قریب وہ
لوگ ہوں گے جو مجھ پر (دنیا میں) سب سے
زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہوں گے۔

حدیث: ۴۲۰، الترغیب والترہیب (۳۸۱)

لہذا جو شخص آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت اور تقرب کا متمنی ہو اسے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

درود شریف کے ذریعہ دنیا و آخرت کی فکروں سے نجات

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ”میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں تو مجھے کس قدر اس کا وظیفہ بنانا چاہئے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جیسی تمہاری مرضی“ تو میں نے عرض کیا کہ: ”ایک چوتھائی حصہ درود شریف پڑھا کروں؟“ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ”جیسی مرضی! اور اگر زیادہ کرو گے تو یہ تمہارے لئے اور بہتر ہوگا“، چنانچہ میں کچھ کچھ مقدار بڑھا تا رہا، تا آن کہ میں نے عرض کیا کہ: ”اب میں سب وظیفوں کو چھوڑ کر بس درود شریف ہی پڑھا کروں گا؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِذَا يَكْفِيْ هَمُّكَ وَيُغْفِرُ لَكَ
ذَنْبَكَ. (الترغیب والترہیب ۳۸۰)

تو پھر یہ درود شریف تمہاری ہر فکر و غم کو دور کرنے کا
سبب بن جائے گا، اور تمہارے گناہ بخش دیئے
جائیں گے۔

الغرض درود شریف کے بہت فضائل احادیث شریفہ میں وارد ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، علماء نے اس مبارک موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ بالخصوص اردو زبان میں شیخ

الحديث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کی شہرہ آفاق کتاب ”فضائل درود شریف“ اس موضوع پر انتہائی جامع ہے، اس کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کا خاص اہتمام

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ: ”اس دن پڑھا ہو اور درود شریف بالخصوص میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔“ لہذا اور دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کے روز خصوصیت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کی وفات ہوئی، اسی دن پہلا اور دوسرا صورت پھونکا جائے گا؛ لہذا جمعہ کے دن میرے اوپر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
فِيهِ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَفِيهِ قُبُضَ وَفِيهِ
النَّفْحَةُ وَفِيهِ الصَّهْفَةُ فَكثُرُوا
عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ
مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ”ہمارا درود شریف آپ پر کیسے پیش کیا جاسکے گا

حالاں کہ وفات کے بعد جسدا قدس مٹی میں ہوگا؟“ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہمارے (انبیاء علیہم السلام کے) جسم کھانے کو حرام کر دیا ہے (یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد مقدسہ بعینہ محفوظ رہتے ہیں، وہ مٹی نہیں بن سکتے)

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَيَّ
الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَامَنَا. (سنن
ابن داؤد: ۱۰۴۷، سنن ابن ماجہ:

۱۶۳۶، الترغیب والترہیب مکمل ۱۶۹)

اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا اہتمام

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کا

جہاں حکم فرمایا وہیں اذان کے بعد خصوصیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُّوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. (مسلم شریف حدیث:

۳۸۵، ابو داؤد شریف حدیث: ۵۲۷

جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جیسے وہ کہے ویسے ہی تم بھی کہو، پھر میرے اوپر درود شریف پڑھو؛ کیوں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کی سفارش کرو جو جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو عطا ہوگا، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں وسیلہ کی سفارش کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

الترغیب والترہیب مکمل (۷۹)

اور بعض صحیح روایات میں اذان کے بعد دعاء وسیلہ کے کلمات بھی وارد ہیں، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص اذان سننے کے وقت ذیل دعاء وسیلہ مانگے تو اس کے لئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی“۔ وہ دعایہ ہے:

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اتِّ مُحَمَّدِنِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا أَلَدَى وَعَدَّتْهُ. (بخاری

شریف: ۶۱۴، ابو داؤد شریف: ۵۲۹

اے اللہ! جو اس مکمل دعوت اور قائم کی جانے والی عبادت کے مالک ہیں، آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرمائیے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ محمود پر فائز فرمائیے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

الترغیب والترہیب مکمل (۷۹)

واضح رہے کہ یہ دعاء وسیلہ بھی ایک اعلیٰ قسم کا درود شریف ہے، جو اگرچہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے ضمن میں وارد ہوا ہے؛ لیکن اسے اذان کے ساتھ خاص نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ دیگر اوقات میں بھی ذوق و شوق کے ساتھ دعاء وسیلہ کا اہتمام رکھنے سے انشاء اللہ نہ صرف یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت میں اضافہ ہوگا؛ بلکہ یقینی طور پر حسب وعدہ آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب ہوگی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں مطلقاً دعاء وسیلہ کی تاکید وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَلُّوا اللّٰهَ لِي الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهُ لَمْ
يَسْأَلْهَا لِي عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كُنْتُ
لَهُ شَهِيدًا اَوْ شَفِيْعًا. (رواه الطبرانی فی
الاوسط، الترغيب والترهيب مكمل ۸۰)

اللہ سے میرے لئے ”وسیلہ“ مانگا کرو؛
کیوں کہ جو شخص بھی میرے لئے دنیا میں وسیلہ
کی سفارش کرے گا میں اس کے حق میں
قیامت کے دن گواہ بنوں گا یا (یہ فرمایا کہ)

اس کے لئے شفاعت کروں گا۔

درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع

ویسے تو ہر مناسب وقت میں درود شریف پڑھا جاسکتا ہے؛ لیکن درج ذیل مواقع پر خصوصیت سے پڑھنا مستحب ہے:

- (۱) جمعہ کا دن (۲) جمعہ کی رات (۳) صبح کے وقت (۴) شام کے وقت (۵) مسجد میں داخل ہوتے ہوئے (۶) مسجد سے نکلتے ہوئے (۷) اذان کے بعد (۸) دعاء کے آغاز، درمیان اور ختم پر (۹) دعاء قنوت کے آخر میں (۱۰) آپس میں ملاقات اور جدائیگی کے وقت (۱۱) وعظ و تقریر اور مطالعہ و تکرار کے دوران (۱۲) حدیث شریف کی تدریس کے وقت (۱۳) خطبہ نکاح میں (۱۴) تلبیہ پڑھنے کے بعد (۱۵) سعی کے دوران صفا و مروہ پر (۱۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری کے وقت (۱۷) کسی چیز کے بھول جانے کے وقت وغیرہ (تلخیص: شامی زکریا ۲۳۰/۲-۲۳۱)

کن مواقع میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ درج ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا سخت بے ادبی اور مکروہ ہے:

(۱) جماع کے وقت (۲) قضاء حاجت کے وقت (۳) ٹھوکر لگنے کے وقت (۴) تعجب کے وقت (۵) جانور ذبح کرتے وقت (۶) ناک سنکنے کے وقت (۷) بیچنے کے وقت کسی سامان کی اچھائی ظاہر کرنے کے لئے۔ (مثلاً سامان دکھا کر یہ کہے کہ اللہم صل علی محمد)

(شامی زکریا ۲/۲۳۱)

اسی طرح آج کل جو لوگ موبائل کی گھنٹیوں میں درود شریف وغیرہ فیڈ کر لیتے ہیں یہ بھی بے ادبی اور مکروہ ہے، اور درود شریف کا غلط اور بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔



چالیس پسندیدہ درود شریف

درود شریف کے جو صیغے خود نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں بلاشبہ وہ سب سے افضل ہیں، تاہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء و مشائخ نے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں درود شریف کے نذرانے پیش کئے ہیں، اور بعد کے علماء نے اس طرح کے کلمات درود کو کتابی شکل میں جمع کر کے شائع کر دیا ہے، ان کتابوں میں علامہ سخاویؒ کی ”القول البدیع“ علامہ جزویؒ کی کتاب ”دلائل الخیرات“ اور علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ کی کتاب ”ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول“ بہت مشہور اور نافع ہیں۔ ذیل میں ”ذریعۃ الوصول“ اور ”دلائل الخیرات“ وغیرہ سے منتخب کر کے چالیس پسندیدہ درود شریف مع ترجمہ ذکر کئے جا رہے ہیں، اور آخر میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی چند جامع دعائیں بھی لکھ دی گئی ہیں، انشاء اللہ ان کو پڑھنے سے محبت نبوی میں اضافہ ہوگا، اور تقرب خداوندی نصیب ہوگا۔ چوں کہ نبی اکرم ﷺ کا نام نامی لیتے وقت ادب کا اظہار پسندیدہ ہے، اس لئے آپ ﷺ کے اسم مبارک سے قبل ہر جگہ ”سیدنا“ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ قال فی الدر المختار و ندب السیادة لأنه زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فهو افضل من ترکہ۔ (در مختار بیروت ۱۹۷۲-۱۹۸۱ وایده الشامی بحثاً)



(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
 اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ
 وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (ذريعة الوصول ۱۹)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی
 طرح رحمتیں نازل فرمائیے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت
 ابراہیم کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے
 ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح
 برکتیں نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت
 ابراہیم کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد و ثنا کے لائق اور
 بزرگی والے ہیں۔



(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ. وَبَارِكْ عَلٰى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
 سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (ذريعة

الوصول ۲۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمائیے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم پر سب جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں،



(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ. (ذريعة

الوصول ۲۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی رحمت کا نزول فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمائیے، جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم کو بھی برکتوں سے نواز دیجئے۔



(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ. (ذريعة

وَبَارِكْ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا
 بَارَكْتَ عَلَي سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَآلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ، وَتَرَحَّمْ
 عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ
 عَلَي سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَآلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ. (ذريعة الوصول ۲۷)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم پر اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر مہربانی فرمائیے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم پر اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر مہربانیاں فرمائی ہیں۔



(۵) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَي سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهِ
 وَاَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَي آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
 مَّجِيْدٌ. (ذريعة الوصول ۳۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ - جو نبی امی ہیں - پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر، اور آپ ﷺ کی ذریت اور اہل بیت پر اپنی رحمتیں اور برکتیں مبذول فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔

(۶) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا
 اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (ذريعة الوصول ۳۳)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اپنی
 عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم
 اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد کے مستحق
 اور بزرگی والے ہیں۔

(۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَرَسُوْلِكَ الرَّسُوْلِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ اٰمَنَ بِكَ
 وَبِكِتَابِكَ وَاَعْطَاهُ اَفْضَلَ رَحْمَتِكَ وَاَتَتْهُ الشَّرْفَ عَلٰى
 خَلْقِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَجْزِهِ خَيْرَ الْجَزَاءِ، وَالسَّلَامَ عَلَيْهِ
 وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. (ذريعة الوصول ۴۰)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول
 فرمائیے جو رسول اور نبی امی ہیں، جو آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لائے ہیں، اور
 آپ ﷺ کو قیامت کے دن اپنی افضل ترین رحمت اور اپنی مخلوق پر برتری عطا
 فرمائیے، اور آپ ﷺ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائیے، اور آپ ﷺ کی خدمت
 میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اس کی برکتیں اور سلام پیش ہے۔



(۸) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ
 الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ
 الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا يَّغْبِطُهُ فِيْهِ الْاَوْلُوْنَ
 وَالْآخِرُوْنَ. (ذريعة الوصول ۴۱)

ترجمہ: اے اللہ! رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے
 والے، سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائیے، جو آپ
 کے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام اور خیر کے قائد ہیں، اور رسول رحمت ہیں۔
 اے اللہ! آپ نبی اکرم ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائیے، جو اولین و آخرین کے لئے
 رشک کا مقام ہے۔



(۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّابْلِغْهُ الْوَسِيْلَةَ
 وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفِيْنَ
 مَحَبَّتَهُ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ مَوَدَّتَهُ وَفِي الْاَعْلِيْنَ ذِكْرَهُ، وَالسَّلَامَ
 عَلَيْهِ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ
 وَآلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
 عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

عَلَى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ. (ذريعة الوصول ۴۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمائیے، اور آپ ﷺ کو جنت کے ”وسیلہ“ اور بلند درجہ میں پہنچائیے، اے اللہ! برگزیدہ حضرات کے دل میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دیجئے، اور مقرب حضرات کے دل آپ ﷺ کی دوستی، اور اونچے لوگوں (فرشتوں) میں آپ ﷺ کا ذکر عام فرماد دیجئے، اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم پر اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکتیں نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم پر اور سیدنا حضرت ابراہیم کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ ہی حمد کے لائق ہیں، بزرگی والے ہیں۔



(۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ

وَتَرْضٰى لَهٗ. (ذريعة الوصول ۵۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ چاہیں اور پیغمبر علیہ السلام کے لئے پسند فرمائیں۔



(۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُونُ لَكَ رِضَىٰ وَلِحَقِّهِ آدَاءً، وَأَعْطِيهِ
 الْوَسِيلَةَ وَالْمَقَامَ الَّذِي وَعَدْتَهُ، وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ،
 وَاجْزِهِ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَن أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَىٰ جَمِيعِ
 إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، يَا
 أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. (ذريعة الوصول ۵۱)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسی
 رحمت نازل فرمائیے جو آپ کی رضا کا سبب ہو، اور جس کے ذریعہ آپ ﷺ کا حق
 ادا ہو جائے، اور آپ ﷺ کو ”وسیلہ“ اور وہ مقام عطا فرمائیے جس کا آپ نے سیدنا
 حضرت محمد ﷺ سے وعدہ فرما رکھا ہے، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا
 فرمائیے جس کے آپ اہل ہیں، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ان سب سے
 افضل جزا عطا فرمائیے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی
 ہو، اور اے ارحم الراحمین! آپ ﷺ کے تمام بھائیوں پر، جو انبیاء، صدیقین، شہداء
 اور صالحین ہیں رحمتیں نازل فرمائیے۔



(۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَرَسُوْلِكَ، وَصَلِّ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ
 وَالْمُسْلِمَاتِ. (ذريعة الوصول ۵۲)

ترجمہ: یا اللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل
 فرمائیے، اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر بھی
 رحمت نازل فرمائیے۔



(۱۳) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمَدَكَ، وَلَكَ
 الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يَحْمَدَكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ كَمَا تُحِبُّ اَنْ
 تُحْمَدَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ،
 وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، وَصَلِّ عَلٰى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ. (ذريعة الوصول ۶۵)

ترجمہ: اے اللہ! آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے
 آپ کی حمد کی، اور آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ
 کی حمد نہیں کی۔ اور آپ کے لئے حمد ہے جیسا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ کی حمد کی
 جائے۔ اے اللہ! رحمت نازل فرمائیے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے
 بقدر جو آپ پر درود پڑھیں اور رحمت نازل فرمائیے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر بہ تعداد ان
 لوگوں کے جو آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں، اور رحمت نازل فرمائیے سیدنا
 حضرت محمد ﷺ پر جتنا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔



(۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى
 آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ. (ذريعة الوصول ۵۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ۔ جو نبی امی ہیں۔ پر اور سیدنا حضرت محمد
 ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمائیے، اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت محمد ﷺ کو ہماری جانب
 سے اس قدر جزائے خیر عطا فرمائیں جس کے آپ ﷺ اہل ہیں۔



(۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنَجِّنَا بِهَا
 مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ وَالْآفَاتِ، وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيعَ
 الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا
 عِنْدَكَ اَعْلٰى الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصٰى الْغَايَاتِ مِنْ
 جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ، فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، اِنَّكَ عَلٰى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (ذريعة الوصول ۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! رحمت نازل فرمائیے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، ایسی رحمت کہ
 آپ اس کی برکت سے ہمیں تمام ہولناکیوں اور آفتوں سے نجات عطا فرمائیں اور
 اس کی برکت سے آپ ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادیں، اور اس کی برکت سے
 آپ ہمیں تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک کر دیں، اور اس کی برکت سے آپ
 ہمیں اپنے پاس اعلیٰ درجات عطا فرمائیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں تمام
 بھلائیوں کی آخری حدوں تک پہنچادیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد
 بھی، بلاشبہ آپ ﷺ ہر چیز پر قادر ہیں۔



(۱۶) اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْكُبْرٰى،
 وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا، وَاَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْاُولٰى، كَمَا
 اَتَيْتَ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى. (ذريعة الوصول ۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کبریٰ قبول فرمائیے، اور
 آپ ﷺ کے بلند درجہ کو مزید بلند فرمائیے، اور دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی ہر

درخواست کو منظور فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت موسیٰ کو نوازا۔



(۱۷) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَمَحَبِّيهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَلَيْنَا مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. (ذريعة الوصول ۹۶)

ترجمہ: یا اللہ! اے ارحم الراحمین! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور حضرت سیدنا محمد ﷺ کی آل پر، اور آپ ﷺ کے احباب پر، اور آپ ﷺ کی اولاد پر، اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر اور آپ ﷺ کی ذریت پر، اور آپ ﷺ سے محبت رکھنے والوں پر، اور آپ ﷺ کے پیروکاروں پر، اور آپ ﷺ کے گروہ پر، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔



(۱۸) اللَّهُمَّ اعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا أَفْضَلَ مَا أَنْتَ مُسْئُولٌ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (ذريعة الوصول ۱۳۶)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اس سے افضل اور بہتر عطا فرمائیے، جو آپ سے سوال کیا جائے قیامت کے دن تک۔



(۱۹) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُونُ لَكَ رِضًا وَلِحَقِّهِ أَدَاءً. (ذريعة الوصول ۱۵۳)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائیے جو آپ کی خوشنودی کے حصول کا سبب ہو اور آنحضرت ﷺ کا حق ادا کرنے کا موجب ہو۔



(۲۰) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ

الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (ذريعة الوصول ۱۶۷)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، اور قیامت کے دن آپ ﷺ کو اپنے دربار میں تقرب کا مقام عطا فرمائیے۔



(۲۱) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالِإِلهِ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. (الحرز الثمين ۱۳، بحوالہ: فضائل درود شریف ۶۴)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو نبی امی ہیں، پر اور آپ کی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیے، نیز آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے۔



(۲۲) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَي آلِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ وَأَعْطِهِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَأَبْعَثْهُ

مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ.

اللَّهُمَّ عَظِّمْ شَانَهُ وَبَيِّنْ بُرْهَانَهُ وَأَبْلِجْ حُجَّتَهُ وَبَيِّنْ فَضِيلَتَهُ

وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ فِي أُمَّتِهِ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، يَا

رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. اللَّهُمَّ يَا رَبَّ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَتَحْتَ

لِوَاٰئِهِ وَاسْقِنَا بِكَاسِهِ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهِ اَمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
 اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ بَلِّغْهُ عَنَّا اَفْضَلَ السَّلَامِ وَاجْزِهِ عَنَّا اَفْضَلَ مَا
 جَازَيْتَ بِهِ النَّبِيَّ عَن اُمَّتِهِ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. (دلائل الخيرات ۳۱)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی اولاد پر
 رحمتوں کا نزول فرمائیے، اور ان کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرمائیے اور ان کو
 مقام محمود پر فائز فرمائیے، جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک آپ وعدہ
 کے خلاف نہیں فرماتے۔ اے اللہ! آپ ﷺ کی شان میں اضافہ فرمائیے، اور آپ
 ﷺ کی دلیل کو واضح فرمائیے اور آپ ﷺ کی حجت کو روشن فرمائیے اور آپ ﷺ کی
 فضیلت کو ظاہر فرمادیجئے، اور آپ ﷺ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول
 فرمائیے، اور ہمیں آپ ﷺ کی سنت پر عمل نصیب فرمائیے، اے جہانوں کے
 پروردگار! اور اے عرشِ عظیم کے مالک، اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں نبی اکرم
 ﷺ کی جماعت میں اور آپ کے جھنڈے تلے میدانِ محشر میں اٹھائیے گا، اور ہمیں
 آپ کے (حوضِ کوثر کے) پیالہ سے سیراب فرمائیے، اور آپ کی محبت سے ہمیں نفع
 عطا فرمائیے۔ اے رب العالمین! ہماری یہ درخواستیں قبول فرمالیجئے، اے اللہ! اے
 پروردگار! ہماری طرف سے افضل ترین سلام حضور کی خدمت میں پہنچائیے، اور آپ
 کو ان جزاؤں میں سب سے افضل جزا عطا فرمائیے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی
 امت کی طرف سے عطا فرمائی ہیں، اے رب العالمین۔



(۲۳) جَزَى اللّٰهُ عَنَّا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا ﷺ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ.

(الحزب الاعظم: ۲۴۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کو آپ کی شایان شان بدلہ عطا فرمائیں۔



(۲۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِي الْمَلَأِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ . (الحزب الاعظم: ۲۵۳)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو، سب انگلوں پچھلوں اور مقرب فرشتوں میں قیامت کے دن تک اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔



(۲۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا . (ذريعة الوصول ۹۱)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیے، اور کامل سلامتی سے نوازئیے۔



(۲۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ . (فضائل درود شریف ۷۱)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے اور نبی اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، جو نبی امی ہیں۔



(۲۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلَوةً دَائِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّيْ بِهَا عَنَّا حَقَّهُ الْعَظِيْمَ.

(دلائل الخیرات ۷۹)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر دائمی رحمت مقبولہ
نازل فرمائیے، جس کے ذریعہ سے آپ ہماری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کا
عظیم حق ادا فرمائیں۔



(۲۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ هُوَ قُطْبُ
الْجَلَالَةِ وَشَمْسُ النُّبُوَّةِ وَالرَّسَالَةِ وَالْهَادِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ
وَالْمُنْقِذُ مِنَ الْجَهَالَةِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةً دَائِمَةً
الِاتِّصَالِ وَالتَّوَالِيِ مُتَعَابِقَةً بِتَعَابِقِ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيِ. (دلائل

الخیرات ۸۴)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے جو کہ عظمت کے
مینار، آفتاب نبوت و رسالت، گمراہی سے بچانے والے اور جہالت سے نکالنے
والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بلا فصل متواتر صلاۃ و سلام رات دن پیش فرمائیں۔



(۲۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَزَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ
الْاَخْيَارِ وَاَكْرَمِ مَنْ اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ.

(دلائل الخیرات ۱۰۴)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمائیے جو تمام نیکیوں کے سردار، منتخب پیغمبروں کے سر تاج اور ان تمام لوگوں میں بزرگ و برتر ہیں جن پر رات تاریکی ڈالتی اور دن روشنی ڈالتا ہے۔



(۳۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ اَلْفَ اَلْفٍ

مَرَّةً. (ذريعة الوصول ۶۰)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہزار ہزار مرتبہ (یعنی دس لاکھ مرتبہ) رحمتوں کا نزول فرمائیے۔



(۳۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَاهُ لَهُ. (دلائل الخیرات ۱۴۰)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیے، جس قدر بھی آپ کو پسند ہو اور جتنا آپ ان کے حق میں مناسب سمجھیں۔



(۳۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ

الذَّاكِرُونَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا

غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ. (دلائل الخیرات ۱۷۵)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے بشمار ان لوگوں

کے جنہوں نے آپ کو یاد کیا۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے
بشمار ان لوگوں کے جو آپ کی یاد سے غافل رہے۔



(۳۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا صَلَّيْتَ
عَلَيْهِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَضْعَافَ مَا صَلَّيْتَ عَلَيْهِ.
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهُ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهُ. (دلائل الخیرات ۱۸۶)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے بشمار ان
درودوں کے جو آپ ﷺ پر پڑھے گئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت
نازل فرمائیے ان درودوں سے کئی گنا جو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے
ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے جس کے آپ مستحق
ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے جس قدر بھی آپ کو
محبوب اور پسند ہو۔



(۳۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ. اَللّٰهُمَّ تَوَجَّهْ
بِتَاجِ الْعِزِّ وَالرَّضَاءِ وَالْكَرَامَةِ. اَللّٰهُمَّ اَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ مَا سَأَلَكَ لِنَفْسِهِ. وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا
سَأَلَكَ لَهُ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ. وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ
مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (دلائل الخیرات ۲۰۴)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائیے، اے اللہ! ان کو عزت و خوشنودی اور احترام کا تاج اڑھائیے۔ اے رب کریم! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمائیے جو انہوں نے آپ سے اپنے لئے مانگا ہو، اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں میں سب سے افضل عطا فرمائیے جو ان کے لئے آپ سے آپ کی مخلوق میں سے کسی نے مانگا ہو۔ اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمائیے جو قیامت تک آپ سے مانگی جانے والی ہیں۔



(۳۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ خَتَمْتَ بِهٖ الرِّسَالَةَ وَاَيْدَتْهُ
بِالنُّصْرِ وَالْكَوْثَرِ وَالشَّفَاعَةِ. (دلائل الخیرات ۲۱۴)

ترجمہ : اے اللہ! جس ذات پر آپ نے رسالت کا اختتام فرمایا اور اپنی خاص نصرت اور حوض کوثر اور شفاعت کے ذریعہ اس کی تائید فرمائی، اس ذات پر رحمتیں نازل فرمائیے۔



(۳۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ. (دلائل الخیرات ۲۳۷)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ جو آپ کے بندے آپ کے رسول اور نبی امی ہیں، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیے۔



(۳۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی اَحَبِّ خَلْقِكَ
اِلَيْكَ وَاَكْرَمِهِمْ لَدَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ

وَصَحْبِهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضَىٰ يَا

كَرِيمٌ. (از: خطبہ جمعہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی)

ترجمہ: اے اللہ! آپ اپنی مخلوق میں سب سے محبوب اور اپنے دربار میں سب سے معزز و مکرم سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر صلاۃ و سلام اور رحمتیں نازل فرمائیے، جس قدر آپ چاہتے ہیں اور جتنا آپ کو پسند ہو اور جس عدد میں آپ چاہتے ہیں اور جتنے پر آپ راضی ہیں۔



(۳۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ

نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُصَلِّيَ

عَلَيْهِ. (دلائل الخیرات ۲۴۵)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے جیسا کہ آپ نے ہمیں ان پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائیے جیسی کہ آپ کی شان کے مناسب ہے۔



(۳۹) اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ

النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضُ عَنِّيْ رِضًا لَا تَسْخَطُ

بَعْدَهُ اَبَدًا. (الحزب الاعظم ۲۸۱)

ترجمہ: اے اس قائم ہونے والی دعوت اور نفع بخش نماز کے مالک! ہمارے

سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمائیے، اور مجھے اپنی ایسی خوشنودی عطا

فرمائیے جس کے بعد آپ کبھی ناراض نہ ہوں۔



(۴۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِأَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ
عَلٰی أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ، وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ
ذَلِكَ وَارْحَمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان رحمتوں میں سب سے افضل
رحمت نازل فرمائیے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل کی ہو، اور اسی طرح
سیدنا حضرت محمد ﷺ پر برکتوں کا نزول فرمائیے، اور اسی قدر سیدنا حضرت محمد ﷺ پر
مہربانیاں فرمائیے۔



درود شریف کے بعد پڑھنے کے لئے

چند منتخب دعائیہ کلمات

بہتر ہے کہ درود شریف کا ورد کرنے کے بعد درج ذیل الفاظ سے دعائیں مانگی جائیں، جن کی
قبولیت کی بہت امید ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

□ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا طَيِّبًا كَثِيرًا دَائِمًا مُّبَارَكًا مِلْءَ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

□ الْحَمْدُ لِلَّهِ زِينَةُ عَرْشِهِ وَمِدَادُ كَلِمَاتِهِ وَعَدَدُ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ.

□ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. وَلَهُ الْحَمْدُ

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ.

□ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.
وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

ترجمہ: اے اللہ! ہر طرح کی بہترین، بے حساب، دائمی، نابرکت آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان پائے جانے والے خلا کے بقدر اور جس قدر آپ چاہتے ہوں وہ سب حمد و ثنا اور تعریفیں آپ ہی کی شانِ عالی کے لائق ہیں۔

اللہ کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے بقدر اور اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی اپنی مرضی کے بقدر ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ کی ذات پاک ہے، جس وقت کہ تم شام میں ہوتے ہو اور جس وقت تم صبح کراتے ہو، اور زمینوں اور آسمانوں میں ہر طرح کی تعریف اسی کو زیب دیتی ہے، اور شام و سہ پہر میں بھی (وہی حمد و ثنا کے لائق ہے) وہ مردہ سے زندہ کونکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کونکالتا ہے، اور زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندگی عطا کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (موت کے بعد قبر سے زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔

پس اللہ ہی کے لئے ہے ہر طرح کا شکر جو آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے، اور تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں بڑائی اسی کو زیب دیتی ہے، اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔



□ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (دعائے عرفہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی سا جھی اور شریک نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کے لئے ہے، اور تمام تعریفوں کا مستحق بس وہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔



□ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ
لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُكَ
وَرَسُولُكَ، أَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ آدَى الْأَمَانَةَ وَبَلَغَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحَ
الْأُمَّةَ وَجَاهَدَ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، فَجَزَاهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
عَنَّا وَعَنْ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَأَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ اکیلے ہیں، آپ کا کوئی سا جھی اور شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے سچے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی طور پر امانت ادا فرمادی، اور اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امت کے ساتھ کامل خیر خواہی فرمائی، اور اللہ کے دین کے لئے قربانی کا حق ادا فرما دیا۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہترین اور شان دار بدلہ عطا فرمائیں۔



□ اللَّهُمَّ إِنِّي نَوَيْتُ بِصَلَوَتِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ امْتِسَالًا
لِأَمْرِكَ وَتَصَدِيقًا لِنَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَحَبَّةً فِيهِ
وَشَوْقًا إِلَيْهِ وَتَعْظِيمًا لِقُدْرِهِ وَكَرَمَهُ ﷺ أَهْلًا لِدَلِّكَ، فَتَقَبَّلْهَا
مِنِّي بِفَضْلِكَ وَإِحْسَانِكَ وَأَزِلْ حِجَابَ الْغَفْلَةِ عَنْ قَلْبِي
وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے میری نیت آپ کے ارشاد کی تعمیل، اور آپ کے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے سچے ہونے کا اقرار، اور ان کی محبت اور ان کی طرف میلان اور ان کی عظمت شان اور ان کے رحمت کے مستحق ہونے کا اظہار مقصود ہے؛ لہذا اس درود شریف کو محض اپنے فضل و کرم سے میری طرف سے قبول فرمائیے، اور میرے دل سے غفلت کے پردے ہٹالیجئے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیجئے۔



□ اللَّهُمَّ إِنِّي آمَنْتُ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَلَمْ أَرَهُ فَلَا تَحْرِمْنِي فِي الْجَنَانِ رُؤْيَتَهُ وَارْزُقْنِي صُحْبَتَهُ وَتَوَفَّنِي عَلَى مِلَّتِهِ وَاسْقِنِي مِنْ حَوْضِهِ مَشْرَبًا رَوِيًّا سَائِغًا هَنِئًا لَا نَظْمًا بَعْدَهُ أَبَدًا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

ترجمہ: اے اللہ! میں سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں گو کہ مجھے آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی، پس مجھے جنت میں آپ کے دیدار سے محروم مت فرمائیے گا اور مجھے آپ کی مصاحبت عطا فرمائیے گا، اور مجھے آپ کے دین پر وفات عطا فرمائیے، اور مجھے آپ کے حوض کوثر سے خوب خوب سیراب فرمائیے گا جس کے بعد کبھی بھی ہمیں پیاس نہ لگے، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔



□ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بَيْنَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْ حَوْضَهُ لَنَا مَوْعِدًا لِأَوْلِنَا وَآخِرِنَا. اللَّهُمَّ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهِ وَتَوَفَّنَا عَلَى مِلَّتِهِ وَعَرِّفْنَا وَجْهَهُ وَاجْعَلْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَحِزْبِهِ. اللَّهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ كَمَا آمَنَّا بِهِ وَلَمْ نَرَهُ وَلَا تَفَرِّقْ بَيْنَنَا

وَبَيْنَهُ حَتَّى تَدْخِلَنَا مَدْخَلَهُ وَتُورِدَنَا حَوْضَهُ وَتَجْعَلَنَا مِنْ رُفَقَائِهِ
مَعَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ، وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارا پیش رو بنا دیجئے، اور آپ کے حوض کوثر کو ہم
میں سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے اجتماع کی جگہ بنا دیجئے، اے اللہ! ہمارا حشر آپ
کی جماعت میں فرمائیے۔ اور ہمیں آپ کی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائیے، اور آپ
کی ملت پر ہمارا خاتمہ فرمائیے، اور ہمیں آپ کی شناسائی عطا فرمائیے، اور ہمیں آپ کی
جماعت اور گروہ میں شامل فرما دیجئے، اے اللہ! ہمیں آپ کے ساتھ جمع فرما دیجئے،
جیسا کہ ہم آپ پر بن دیکھے ایمان لائے ہیں، اور آپ ہمارے اور آپ ﷺ کے
درمیان جدائیگی مت فرمائیے، یہاں تک کہ آپ ہمیں ان کے داخل ہونے کی جگہ
(جنت) داخل فرمائیں، اور آپ ہمیں ان کے حوض کوثر پر لے جائیں، اور ہمیں آپ
کے رفقاء کے ساتھ شامل فرمائیں، ان لوگوں کے ساتھ جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے،
یعنی حضراتِ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔



□ اللَّهُمَّ اشْرَحْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ صُدُورَنَا. وَيَسِّرْ بِهَا
أُمُورَنَا. وَفَرِّجْ بِهَا هُمُومَنَا. وَاكْشِفْ بِهَا غُمُومَنَا. وَاعْفِرْ بِهَا
ذُنُوبَنَا وَأَقْضِ بِهَا دِيُونَنَا وَأَصْلِحْ بِهَا أَحْوَالَنَا وَبَلِّغْ بِهَا أَمَالَنا
وَتَقَبَّلْ بِهَا تَوْبَتَنَا وَاعْسِلْ بِهَا حَوْبَتَنَا وَانصُرْ بِهَا حُجَّتَنَا وَطَهِّرْ
بِهَا السِّنَّتَنَا وَانْسُ بِهَا وَحْشَتَنَا وَارْحَمْ بِهَا غُرْبَتَنَا وَاجْعَلْهَا نُورًا

بَيْنَ أَيْدِينَا وَمِنْ خَلْفِنَا وَعَنْ أَيْمَانِنَا وَعَنْ شَمَائِلِنَا وَمِنْ فَوْقِنَا وَمِنْ
تَحْتِنَا وَفِي حَيَاتِنَا وَمَوْتِنَا وَفِي قُبُورِنَا وَحَشْرِنَا وَنَشْرِنَا وَظِلًّا فِي
يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِنَا وَثِقَلٌ بِهَا مَوَازِينُ حَسَنَاتِنَا وَأَدْمُ
بَرَكَاتِهَا عَلَيْنَا حَتَّى نَلْقَى نَبِيَّنَا وَسَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَنَحْنُ آمِنُونَ مُطْمَئِنُّونَ فَرِحُونَ مُسْتَبْشِرُونَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے ہمارے
سینے کھول دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے کام آسان فرماد دیجئے اور اس کی برکت
سے ہماری فکروں کو دور فرماد دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے غم زائل فرماد دیجئے اور
اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے قرض ادا
کراد دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری حالتیں سنوار دیجئے، اور اس کی برکت سے
ہماری مرادیں پوری فرماد دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری توبہ قبول فرمالیجئے، اور اس
کی برکت سے ہماری خطا دھو ڈالئے، اور اس کی برکت سے ہماری دلیل کو غلبہ بخش
دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری زبانیں پاک فرماد دیجئے اور اس کی برکت سے
ہماری وحشت کو انسیت سے بدل دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری کس مپرسی پر رحم
فرمائیے اور اس درود شریف پڑھنے کو ہمارے آگے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے،
زندگی میں، موت میں، قبر میں اور حشر میں، اور آخرت میں روشنی کا سبب بنا دیجئے، اور
قیامت کے دن اس درود شریف کو ہمارے سروں پر سایہ بنا دیجئے اور اس کی برکت
سے ہماری نیکیوں کے پلے وزنی فرماد دیجئے اور اس کی برکات کو ہمارے لئے دائمی
بناد دیجئے، تا آن کہ ہم اپنے پیغمبر اور اپنے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
حالت میں ملیں کہ ہم مطمئن، خوش اور فرحان و شاداں ہوں۔

○
 □ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا كَمَا لَ اتَّبَاعِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَفِعْلًا ظَاهِرًا وَبَاطِنًا عَمَلًا
 وَاعْتِقَادًا ذَوْقًا وَحَالًا.

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے پیغمبر ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی
 کامل پیروی کی توفیق عطا فرمائیے، جو قول و فعل، ظاہر و باطن، عمل و عقیدہ، ذوق اور
 حالات (ہر اعتبار سے کامل ہو)

○
 □ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِيْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ عِنْدَكَ نَصِيْبًا فِيْ
 كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُ الْغَدَاةَ، وَنُوْرٍ تَهْتَدِيْ بِهِ وَرَحْمَةً تَنْشُرُهَا
 وَرِزْقٍ تَبْسُطُهُ وَضُرٍّ تَكْشِفُهُ وَفِتْنَةٍ تَصْرِفُهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے بندوں میں سب سے زیادہ حصہ عطا فرمائیے، ہر اس
 خیر میں جو آپ صبح کو عطا فرمانے والے ہیں، اور ہر اس نور میں جس کی آپ رہنمائی
 فرماتے ہیں، اور ہر اس رحمت میں جسے آپ عام فرماتے ہیں، اور ہر اس رزق میں جس
 کی آپ کشادگی فرماتے ہیں، اور ہر اس تکلیف کو دور کرنے میں جسے آپ ہٹاتے ہیں،
 اور ہر اس فتنہ کو دور کرنے میں جسے آپ دفع فرماتے ہیں، اے مہربانوں کے مہربان!

○
 □ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا دَائِمًا لَا يَزُوْلُ، وَنَعِيْمًا
 لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةً لِّنَبِيِّكَ فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے لازوال دائمی ایمان کا سوال کرتا ہوں، اور ایسی نعمتوں کا

طالب ہوں جو کبھی فنا نہ ہوں، اور میں آپ سے ہمیشہ رہنے والی جنت میں آپ کے پیغمبر
(سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی رفاقت و معیت کی درخواست کرتا ہوں۔



□ اللَّهُمَّ اعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح انجام دینے پر میری مدد فرمائیے۔



□ اللَّهُمَّ الِهِمْنِي رُشْدِي وَأَعِدْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي.

ترجمہ: اے اللہ! بھلائی کا راستہ میرے دل میں القاء فرمائیے اور مجھے میرے
نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھئے۔



□ اللَّهُمَّ اعْطِنِي مِنْ فَضْلِكَ أَفْضَلَ مَا تُعْطِي بِهِ عِبَادَكَ

الصَّالِحِينَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے آپ مجھے ان (نعمتوں) میں سب سے افضل
(ظاہری و باطنی نعمتوں) سے نوازئیے، جو آپ اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔



□ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ. وَسَلَامٌ عَلَى

الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (والصفت: ۱۸۰-۱۸۲)

ترجمہ: تیرے رب کی ذات پاک ہے، وہ پروردگار عزت والا ہے، ان باتوں
سے منزہ ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں۔ اور رسولوں پر سلام ہے، اور ہر طرح
کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔



ماخذ و مراجع

(اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی (م: ۱۳۳۹ھ)	مجمع الملک ہند مدینہ منورہ
۲	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادی (م: ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۳	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ العثماني پانی پٹی (م: ۱۲۲۵ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابو عبد اللہ محمد بن احمد اللاندسی القرطبی (م: ۶۶۸ھ)	دار الفکر بیروت
۵	احکام القرآن للجصاص	حجت الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی (م: ۳۷۰ھ)	سہیل اکیڈمی دیوبند
۶	تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	مکتبہ زنجیہ دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابو محمد بن اسماعیل بن بزرزہ البخاری (م: ۲۲۶ھ)	مکتبہ الامام لالہ باغ مراد آباد
۸	صحیح مسلم	الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (م: ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دار الفکر بیروت
۹	جامع الترمذی	الامام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (م: ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دار الفکر بیروت
۱۰	سنن ابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث اجستانی (م: ۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دار الفکر بیروت
۱۱	سنن ابن ماجہ	الامام ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوی (م: ۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دار الفکر بیروت
۱۲	نسائی شریف	الحافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شیب بن علی النسائی (م: ۳۰۳ھ)	مکتبہ المسعد دیوبند
۱۳	المؤطا امام مالک	حضرت امام مالک (م: ۱۷۹ھ)	دار الکتب العلمیہ بیروت

دار الحدیث القاہرہ	الامام احمد بن محمد بن حنبل (م: ۲۴۱ھ)	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاہ)	۱۴
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنی (م: ۲۸۵ھ)	سنن الدار القطنی	۱۵
دار الکتب العلمیۃ بیروت	علامہ ابو بکر البیہقی (م: ۸۰۷ھ)	مجمع الزوائد	۱۶
المجلس العلمی بیروت	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العیسی الکوفی (م: ۲۳۵ھ)	مصنف ابن ابی شیبہ	۱۷
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام ابو بکر احمد بن الحسن البیہقی (م: ۲۵۸ھ)	شعب الایمان	۱۸
دار الفکر بیروت	الامام محمد بن حبان (م: ۲۵۴ھ)	صحیح ابن حبان	۱۹
مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم انیسابوری (م: ۴۰۵ھ)	مستدرک حاکم	۲۰
مکتبۃ المعارف ریاض	علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م: ۳۶۰ھ)	المعجم الطبرانی الاوسط	۲۱
دار احیاء التراث العربی بیروت	علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م: ۳۶۰ھ)	المعجم الطبرانی الکبیر	۲۲
بیت الافکار الدولیۃ	الحافظ ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (م: ۶۵۶ھ)	الترغیب والترہیب	۲۳
عباس احمد الباز	ابو بکر احمد بن الحسن بن علی البیہقی (م: ۲۵۸ھ)	السنن الکبری للبیہقی	۲۴
عباس احمد الباز	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی (م: ۹۷۵ھ)	کنز العمال	۲۵
مکتبہ رحیمیہ دیوبند	امام طحاوی	شرح معانی الآثار	۲۶
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الحافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی (م: ۳۰۳ھ)	السنن الکبری للنسائی	۲۷
الوقف المدنی دیوبند	علامہ بدر الدین عینی (م: ۸۵۵ھ)	نخب الافکار	۲۸
عباس احمد الباز	علامہ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م: ۸۵۲ھ)	فتح الباری	۲۹
دار الکتب العلمیۃ بیروت	علامہ بدر الدین العینی (م: ۸۵۵ھ)	عمدة القاری	۳۰
مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات	حضرت علامہ نور شاہ کشمیری (م: ۱۳۵۲ھ)	فیض الباری	۳۱
کراچی	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی (م: ۱۳۶۹ھ)	فتح الباہم	۳۲
دار الکتب العلمیۃ بیروت	الامام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ السہبائی (م: ۵۸۱ھ)	الروض الانف	۳۳
دار الکتب العلمیۃ بیروت	ابو بکر احمد بن الحسن بن علی البیہقی (م: ۲۵۸ھ)	دلائل النبوة	۳۴

دارالمعرفۃ بیروت	ابولقداء اسماعیل بن کثیر القرشی (م: ۷۷۷ھ)	البدایۃ والنہایۃ	۳۵
دارالکتب العلمیۃ بیروت	الامام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبری (م: ۳۶۰ھ)	کتاب الدعاء	۳۶
کراچی	علامہ ابن قیم جوزی	کتاب الروح	۳۷
نول کشور	امام غزالی	احیاء العلوم	۳۸
مجلس علمیہ ڈابھیل	عبدالرزاق بن ہمام العسثانی	مصنف عبدالرزاق	۳۹
مکتبہ اشرفیہ دیوبند	العلامہ علی بن السلطان محمد القاری (م: ۱۰۱۴ھ)	مرقاۃ المفاتیح	۴۰
دارالکتب العلمیۃ بیروت	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی (م: ۱۳۹۳ھ)	اعلاء السنن	۴۱
بیروت	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی (م: ۱۴۰۲ھ)	اوجز المسائل	۴۲
بیروت	ابوشوقی خلیل	اطلس السیرۃ النبویۃ	۴۳
دارالکتب العلمیۃ بیروت	شمس الائمۃ محمد بن احمد السرخسی (م: ۲۸۳ھ)	مبسوط سرخسی	۴۴
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمر تاشی (م: ۱۰۰۴ھ)	تنویر الابصار مع الدر المختار	۴۵
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	شیخ علاء الدین الحسکفی (م: ۱۰۸۸ھ)	در مختار	۴۶
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، احیاء التراث العربی بیروت، زکریا دیوبند	علامہ محمد امین الشیر بان عابدین (م: ۱۲۵۲ھ)	رد المحتار (فتاویٰ شامی)	۴۷
دارالکتب العلمیۃ بیروت	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلیمی (م: ۹۵۶ھ)	ملتی الا بحر	۴۸
دارالکتب العلمیۃ بیروت	محمد بن علی بن محمد الحسینی المعروف بالعلاء الحسکفی (م: ۱۰۸۸ھ)	الدر المنقح	۴۹
دار احیاء التراث العربی	شیخ عبدالرحمن محمد بن سلیمان (شیخ زادہ) (م: ۱۰۷۸ھ)	مجمع الانہر	۵۰
قدیمی کتب خانہ کراچی	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحسفی (م: ۱۰۶۹ھ)	مراقی الفلاح	۵۱
قدیمی کتب خانہ کراچی	علامہ سید احمد الطحاوی الحسفی (م: ۱۲۳۱ھ)	طحاوی علی المراقی	۵۲
دار الفکر بیروت	علامہ برہان الدین مرغینانی (م: ۵۹۳ھ)	فتح القدر	۵۳
ادارۃ القرآن کراچی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاری (م: ۶۱۶ھ)	المحیط البرہانی	۵۴
زکریا بک ڈپو دیوبند	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی (م: ۷۸۶ھ)	فتاویٰ تاتارخانیہ	۵۵

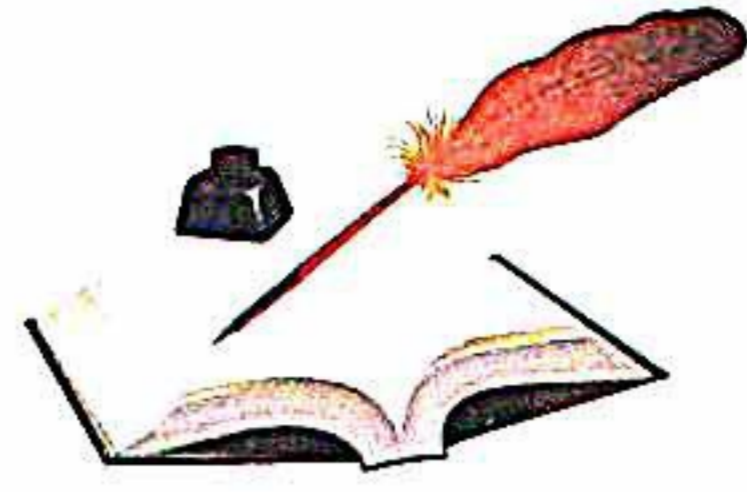
۵۶	بزازیہ علی ہاشم الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازی (م: ۸۲۷ھ)	کتب خانہ کربلا دیوبند
۵۷	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصری (م: ۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۵۸	عالمگیری / ہندیہ	علامہ نظام الدین و جملہ من العلماء	دار احیاء التراث العربی بیروت
۵۹	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفی (م: ۹۷۰ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۰	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاں (م: ۵۹۲ھ)	دار احیاء التراث العربی
۶۱	الفتاویٰ السراجیہ	علامہ سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان الاوسی الحنفی (م: ۵۷۵ھ)	مکتبہ اتحاد دیوبند
۶۲	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانی (م: ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۶۳	بنیہ فی شرح الہدایہ	علامہ بدر الدین العینی الحنفی (م: ۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامی (م: ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۵	بدائع الصنائع	العلامہ علاء الدین ابو بکر بن سعود الکاسانی الحنفی (م: ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۶	عنایہ	الامام اکمل الدین محمد بن محمود الباری (م: ۷۸۶ھ)	دار الفکر بیروت
۶۷	خانیہ	الاستاذ فخر المملۃ والدین قاضی خاں محمود الاوزجندی	دار احیاء التراث العربی
۶۸	الفتاویٰ الولوالجیہ	امام ابوالفتح ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ (م: ۵۴۰ھ)	دار الایمان سہارن پور
۶۹	تبیین الحقائق	علامہ فخر الدین عثمان بن علی الزلیعی (م: ۷۴۳ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۷۰	تقریرات رفعی	علامہ عبدالقادر الرفعی (م: ۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۱	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشؤون الدینیہ کویت
۷۲	البحر العمیق	امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن انصیاء المکی الحنفی (م: ۸۵۴ھ)	المکتبۃ الحکمیۃ
۷۳	کنز الدقائق مع البحر	الامام حافظ الدین السنفی	کراچی
۷۴	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد (م: ۸۰۰ھ)	دیوبند
۷۵	شرح دقایہ	صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز

سعودی عرب	علامہ ابن تیمیہ حنبلی	فتاویٰ ابن تیمیہ	۷۶
فرید بک ڈپو دہلی	علامہ شبلی	سیرۃ النبی للشمس	۷۷
المکتبۃ العصریہ بیروت	عبدالرحمن الجزیری	لفظہ علی المذہب الاربعہ	۷۸
دار ابن حزم	شیخ سعید بن عبدالقادر باطنی	المغنی فی الحج والعمرة	۷۹
سہیل اکیڈمی لاہور	شیخ ابراہیم الحلیمی (م: ۱۳۳۱ھ)	حلی کبیر	۸۰
ادارۃ القرآن کراچی	شیخ رحمت اللہ سندھی	لباب المناسک	۸۱
ادارۃ القرآن کراچی	ملا علی قاری	مناسک ملا علی قاری	۸۲
ادارۃ القرآن کراچی	العلامة محمد حسن شاہ المہاجر المکی	غنیۃ المناسک	۸۳
ادارۃ تالیفات اولیاء دیوبند	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م: ۱۳۶۲ھ)	امداد الفتاویٰ	۸۴
دیوبند	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م: ۱۳۶۲ھ)	مناجاة مقبول	۸۵
مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی (م: ۱۳۹۵ھ)	جواہر الفقہ	۸۶
دارالاشاعت دہلی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی (م: ۱۳۲۲ھ)	احسن الفتاویٰ	۸۷
مکتبہ تنویری سہارنپور	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی (م: ۱۳۰۲ھ)	فضائل حج	۸۸
متو	محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی	اعیان الحجاج	۸۹
مکتبہ اشرفیہ ممبئی	مولانا شیر محمد سندھی	زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک	۹۰
مکتبہ نعیمیہ دیوبند	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	کتاب الفتاویٰ	۹۱
کتب خانہ نعیمیہ دیوبند	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	قاموس الفقہ	۹۲
مناظر علوم سہارنپور	حضرت مولانا مفتی قاری سعید احمد صاحب اجڑوی	معلم الحجاج	۹۳
مکتبہ الاسالاح مراد آباد	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	ایضاح المناسک	۹۴

۹۵	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۶	انوار مناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۷	حج میں قصور و اتمام کی تحقیق	حضرت مولانا مفتی محمد رضوان	راول پنڈی
۹۸	رسول اللہ کا طریقہ حج	مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی	زم زم بک ڈپو کراچی
۹۹	خواتین کے مسائل حج و عمرہ	مفتی عبدالرحمن کوثر مدنی	کراچی
۱۰۰	ذریعۃ الوصول	شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی	مکتبہ لدھیانوی کراچی
۱۰۱	دلائل الخیرات	شیخ محمد بن سلیمان الجزوی	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۱۰۲	الحزب الاعظم	ملا علی قاری	مکتبہ صدیقی ڈابھیل



نقشاتی و اضافہ شدہ اشاعت



کتاب المسائل

مرتب
مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری
نائب مفتی و اساتذہ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شامی سراد آباد

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے رجسٹرار روڈ کراچی پاکستان

